فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مدلل و مکمل

اضافہ جدیدہ

دارالافتاؤں میں رائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹر ایڈیشن

جلد پنجم

کتاب الصّلوٰۃ (ربع چہارم)

افادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی ؒ
(مفتی اول دارالعلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدین صاحب شعبۂ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید
مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دارالافتاء، جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : ستمبر ۲۰۰۲ء شکیل پریس کراچی۔

ضخامت : ۳۲۰ صفحات

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارۃ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

فہرست مضامین مدلل و مکمل فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد پنجم

(باب الجمعہ)

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
	۱۴۷

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد پنجم مدلل و مکمل فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

فتاویٰ کی یہ پانچویں جلد اہل علم اور عام مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے میرا دل حمد و شکر سے لبریز اور میری پیشانی اس رب کریم کے آگے جھکی ہوئی ہے جس کی توفیق و عنایت سے یہ عظیم خدمت انجام پا رہی ہے۔ ورنہ کبھی اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ مجھ جیسا ظلوم و جہول انسان دارالافتاء کے اٹھارہ سالہ غیر مرتب ریکارڈ میں ان سوا لاکھ بکھرے ہوئے مسائل کا بیدار دماغی کے ساتھ مطالعہ کرنے، اور پھر انہیں فقہی ترتیب پر موجودہ دور کے علمی تقاضوں کے مطابق مہذب و مرتب کر کے پیش کرنے میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکے گا..... اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس جلد پر کتاب الصلوٰۃ پوری ہو گئی اور اس طرح دو ہزار صفحات اور کم و بیش چار ہزار مسائل آپ کے ہاتھوں میں پہنچ چکے۔ خداوند دن بھی جلد لائے کہ اس سلسلہ کے بقیہ حصے بھی خاکسار آپ کی خدمت میں پیش کر کے کہہ سکے۔

شاد ام از زندگی خویش کہ کارے کردم

یہاں خاکسار اپنے نگران کار، سرپرست شعبہ، حکیم الاسلام حضرت مولانا القاری محمد طیب صاحب، امت برکاتہم، مہتمم دارالعلوم دیوبند کی خدمت اقدس میں ہدیہ امتنان و تشکر پیش کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہے جنہوں نے شروع سے اب تک قدم قدم پر حوصلہ افزائی کی اور بالخصوص اس علمی دینی خدمت میں مدد فرمائی، بلکہ اس خدمت کی قدر شناسی فرما کر آپ نے میرے جوش علم، دلچسپی اور علمی ولولہ و حوصلہ کو توانائی بخشی، اس کے ساتھ اپنے شفیق ترین اساتذۂ کرام، سرپرست شعبہ اور ان بزرگوں کی خدمت میں ہدیہ عقیدت و محبت پیش ہے جن کی دلی دعاؤں اور حوصلہ افزا کلمات سے میری یہ ساری علمی جد و جہد باقی اور ترقی پذیر ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی بے پناہ شفقتوں، محبتوں اور فیوض و برکات سے نوازتا رہے۔

یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ نماز سے متعلق وہ بعض خاص مسائل جن میں عوام و خواص زیادہ الجھتے ہیں ان میں کہیں کہیں سوال و جواب کی نوعیت کے فرق سے تکرار رہنے دی گئی ہے، مگر آئندہ یہ برائے نام تکرار بھی باقی رکھنے کا ارادہ نہیں ہے۔

اخیر میں دعا ہے: الٰہ العالمین! اپنے ایک بے مایہ بندے کی یہ حقیر خدمت قبول فرمائے، اور اس کی اس خدمت کو اس کے لئے زاد آخرت اور فلاح دارین کا ذریعہ بنا دے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم آمین۔ یارب العالمین۔

طالب دعاء محمد ظفیر الدین غفرلہ

مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

الباب الخامس عشر

فی صلاۃ الجمعۃ

مسائل نماز جمعہ

جس گاؤں کی آبادی سوا سو گھر کی ہو اس میں جمعہ وعید درست نہیں

(سوال ۲۳۲۱) گاؤں میں سوا سو گھر ہوں، وہاں جمعہ اور عید ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ گاؤں چھوٹا ہے اس میں جمعہ وعید درست نہیں۔(۱) فقط

قصبہ کے حدود میں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۳۲۲) اگر قصبہ کے نواح میں کوئی جمعہ پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر قصبہ کے حدود میں جمعہ پڑھیں تو صحیح ہے، اور جو دیہات متصل قصبہ کے ہیں ان میں جائز نہیں ہے اور مراد حدود قصبہ سے فناء شہر ہے جس میں قصبہ کے کاروبار ہوتے ہوں، جیسے رکض خیل وغیرہ(۲) فقط۔

جہاں تحصیل دار ہو اور دو ہزار آبادی ہو، جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۳۲۳) جس شہر میں تحصیل دار وغیرہ رہتے ہوں اور اس کی مردم شماری دو ہزار یا اس کے قریب ہو۔ اس کو مصر کہنا جائز ہے یا نہیں اس کے نواح میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) فقہاء نے تصریح کی ہے کہ بڑے قریہ اور قصبہ میں جمعہ واجب الاداء ہے پس شہر مذکور قریہ کبیرہ میں داخل معلوم ہوتا ہے لہٰذا اس میں جمعہ اور اس کے فناء میں درست ہے۔(۳) فقط

فناء مصر

(سوال ۲۳۲۴) فناء مصر کے میل تک ہوتی ہے

(الجواب) فناء مصر کے لئے میلوں کی تعداد معتبر نہیں ہے بلکہ فناء مصر وہ ہے کہ جو مصالح مصر کے لئے اور کار ہائے مصر کے لئے مہیا ہو، کدفن الموتیٰ ورکض الخیل والدواب و جمع العساکر والخروج للرمی وغیر ذلک۔(۴) شامی۔ فقط۔

---

(۱) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر.

(۲) ویشترط لصحتہا المصر الخ او فناء ہ وہو ما حولہ اتصل بہ اولا لا جل مصالحہ کدفن الموتی ورکض الخیل (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۷ و ج ۱ ص ۷۴۹ .ط.س. ج۲ص۱۳۸)ظفیر

(۳) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (ردالمحتار. باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸ ظفیر.

(۴) وفناء ہ ما اتصل بہ لا جل مصالحہ کدفن الموتی ورکض الخیل (در مختار) اعلم ان بعض المحققین اہل الترجیح اطلق الفناء عن تقدیرہ بمسافۃ وکذا محرر المذہب الا مام محمد وبعضہم قدرہ بہا (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۴۹ .ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر.

ہندوستان کے شہر میں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۳۲۵) بعض شخصوں نے لوگوں کو نماز جمعہ سے روک رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ شرائط جمعہ ہندوستان میں پائی نہیں جاتیں اس لئے نہ شہر میں جمعہ ہو سکتا ہے اور نہ قصبہ میں، کیا یہ ان کا کہنا درست ہے۔

(الجواب) قصبہ، شہر اور قریہ کبیرہ میں بلا ارتیاب جمعہ واجب و ادا ہو جاتا ہے مانعین و منکرین جمعہ غلطی پر ہیں اور تارک فرض ہیں قال فی ردالمحتار وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ اللتی فیھا اسواق الخ وفیہ قبیلہ وبھذا ظھر جھل من یقول لا تصح الجمعۃ فی ایام الفتنۃ مع انھا تصح فی البلاد التی استولی علیھا الکفار کما سنذ کرہ۔(۱) الخ فقط۔

خطبہ کی جگہ قرآن کا رکوع کافی ہے

(سوال ۲۳۲۶) اگر بجائے خطبہ کے کوئی قرآن شریف کا رکوع پڑھ دیا جائے تو جمعہ درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے وکفت تحمیدۃ او تھلیلۃ او تسبیحۃ (۲) الخ یعنی خطبہ کے لئے کافی ہے، ایک دفعہ الحمد للہ پڑھنا یا لا الہ الا اللہ پڑھنا یا سبحان اللہ پڑھنا اس سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا رکوع پڑھنے سے خطبہ فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن اس پر اکتفاء کرنا خلاف سنت ہے۔ سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جاویں۔ ویسن خطبتان (۳) فقط۔

تین چار سو آبادی والے گاؤں میں جمعہ درست نہیں

(سوال ۲۳۲۷) ہمارے گاؤں میں تخمیناً تین چار سو آدمی بستے ہیں اور ضروریات وغیرہ کچھ نہیں ملتیں، ایسے گاؤں میں عند الحنفیہ نماز جمعہ و عیدین واجب اور ادا ہوتی ہے یا نہ اور قول اکبر مساجد کی حد ناقص وغیرہ صحیح و مزیف و منقوض عند المحققین ہے یا نہ۔

(الجواب) ایسے گاؤں میں موافق مذہب حنفیہ نماز جمعہ و عیدین صحیح نہیں ہے کما فی الشامی وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ اللتی لیس فیھا قاض الخ وقال قبیلہ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ اللتی فیھا اسواق الخ ردالمحتار جلد اول۔(۴) اور اکبر مساجد کی عدم وسعت کی تعریف منقوض و مزیف ہے کما قال فی شرح المنیۃ فکل تفسیر لا یصدق علی احد ھما فھو غیر معتبر حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار والو قایۃ وغیرھما وھو ما لو اجتمع اھلہ فی اکبر مساجدہ لا یسعھم فانہ منقوض بھما اذ مسجد کل منھما یسع اھلہ وزیادۃ الی ان قال فلا یعتبر ھذا التعریف (۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۱۳۸۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۵۸۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۱۴۸۔ ۱۲ ظفیر۔
(۳) ایضاً ط۔س۔ ج ۲ ص ۱۴۸۔ ۱۲ ظفیر۔
(۴) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۱۳۸۔ ۱۲ ظفیر۔
(۵) غنیۃ المستملی۔ باب الجمعہ ص ۵۱۱۔ ۱۲ ظفیر۔

مؤذن کا خطیب کو بعض جملے پڑھ کر عصا دینا درست نہیں

(سوال ۲۳۲۸) علاقہ مدراس کی چند بستیوں میں یہ عادت مستمرہ ہے کہ مؤذن بروز جمعہ قبل از خطبہ ہاتھ میں عصا پکڑے ہوئے یہ الفاظ پڑھتا ہے الجمعة عيد للفقراء والمساكين قال النبي صلى الله عليه وسلم اذا صعد الخطيب المنبر فلا صلاة ولا كلام ولغى الخ بعد اس کے مؤذن خطیب کے ہاتھ میں عصا پکڑواتا ہے۔ اس کو بعض علماء منع کرتے ہیں اور بدعت سیئہ کہتے ہیں اور بعض جائز و مستحب کہتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

(الجواب) اس کے متعلق علامہ شامی نے آخر میں یہ لکھا ہے اقول كون ذلك متعارفاً لا يقتضي جوازه عند الا مام القائل بحرمة الكلام ولو امر بمعروف واورد سلام استدلالاً بما مرو لا عبرة بالعرف الحادث اذا خالف النص الخ(۱) اس سے معلوم ہوا کہ ممانعت ارجح ہے، پس قول مانعین صواب ہے۔

تکبیر کے وقت درود جہر سے پڑھنا ثابت نہیں

(سوال ۲۳۲۹) علیٰ ہذا مؤذن نماز کی تکبیر و اقامت کے پہلے درود جہریہ کے پڑھنے کو بعض منع کرتے ہیں اور بعض اس کو مستحب قرار دیتے ہیں، کون سا قول صحیح ہے۔

(الجواب) شامی میں مواضع استحباب درود شریف میں لکھا ہے۔ وعند الاقامہ(۲) یعنی تکبیر کہنے کے وقت بھی درود شریف مستحب ہے لیکن جہر کی قید اس میں نہیں ہے اور جہر کو فقہاء نے سوائے ان مواضع کے جہاں جہر وارد ہے منع کیا ہے۔ پس بہتر ہے کہ درود شریف آہستہ پڑھے۔(۳) فقط۔

جہاں جمعہ جائز نہیں وہاں پڑھنے سے گناہ ہوگا

(سوال ۲۳۳۰) جس بستی میں تخمیناً دو ہزار آدمی آباد ہوں وہاں جمعہ و عیدین جائز ہے یا نہیں اور جس جگہ شرعاً جمعہ و عیدین جائز نہیں وہاں جمعہ و عیدین پڑھنے سے وہ لوگ گنہگار ہوں گے یا نہیں۔ جمعہ و عیدین کی ادائیگی کے لئے کتنی مردم شماری ہونی چاہئے، فقہاء یہ شرط کہاں سے لگاتے ہیں کہ جمعہ و عیدین کے لئے تین آدمیوں کا ہونا ماسوائے امام کے شرط ہے، حالانکہ جمعہ و عیدین کے واسطے جماعت شرط ہے اور جماعت کے لئے دو آدمی کافی ہیں۔ نیل الاوطار میں ہے اما الا ثنان فبانضمام احدهما الاخر يحصل الا جتماع وقد اطلق الشارع عليها اسم الجماعة فقال الاثنان فما فوقهما جماعة۔ اس حدیث کا کیا جواب ہے۔

(الجواب) قال في الدر المختار المعروف بالشامي وتقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة اللتى فيها اسواق الى ان قال وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغير التي ليس فيها قاض الخ شامی (۴) باب الجمعہ ...... ان عبارات سے ظاہر ہے کہ جمعہ قصبات اور بڑے قریہ میں ادا ہوتا۔ اور در مختار باب العیدین

....

(۱) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۹ مطلب في حكم المرقي بين يدي الخطيب. ط.س. ج۲ ص ۱۶۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل في تاليف الصلاة مطلب نص العلماء على استحباب الصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم في مواضع ص ۴۸۳ ۱۲ ظفیر. (۳) ومستحبة في كل اوقات الا مكان الخ وازعاج الا عضاء برفع الصوت جهل وانما هي دعاء له والدعاء يكون بين الجهر والمخافتة الخ الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ايضاً ج ۲ ص ۴۸۳ و ج ۱ ص ۴۸۵. ط.س. ج۲ ص ظفیر. (۴) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ ص ۱۳۸. ۱۲ ظفیر.

میں ہے وفی القنیہ صلوۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ قولہ صلوۃ العید) ومثلہ الجمعۃ۔(۱) اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جس میں شرائط جمعہ نہیں پائی جاتی اگر نماز جمعہ و عیدین ادا کی جاوے گی تو وہ لوگ گنہگار ہوں گے باقی یہ کہ دو ہزار آدمی جس بستی میں ہوں وہ قریہ کبیرہ ہے یا نہیں۔ سو ظاہر یہ ہے کہ وہ قریہ کبیرہ ہے۔ اگر اس میں بازار اور دوکانیں ہوں تو جمعہ وہاں ادا ہوگا ورنہ نہیں آدمیوں کی تعداد صحیح روایات سے ثابت نہیں ہے بلکہ عرفاً جس کو قریہ کبیرہ سمجھیں وہ قریہ کبیرہ ہے، اور جس کو قریہ صغیرہ سمجھیں وہ قریہ صغیر ہے، اور در مختار میں ہے والسادس الجماعۃ واقلھا ثلثۃ رجال الخ سوی الامام بالنص لانہ لا بد من الذکر وھو الخطیب وثلثۃ سواہ بنص فاسعوا الی ذکر اللہ۔(۲) اس عبارت سے جماعت جمعہ میں سوائے امام کے تین کا ہونا نص سے ثابت کیا ہے، یعنی آیت فاسعوا الی ذکر اللہ سے اور جیسا کہ نیل الاوطار میں ہے، یہ مذہب صاحبین کا ہے۔ امام صاحب سے نص قرآنی کی وجہ سے احتیاطاً تین ہونا شرط کیا۔

خطبہ جمعہ میں وعظ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۳۳۱) خطبہ جمعہ میں قرآن شریف کا وعظ جائز ہے یا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا کیا معمول تھا۔

(الجواب) خطبہ جمعہ میں وعظ کہنا رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دستور اور طریق نہ تھا یعنی سوائے عربی زبان کے خطبہ میں دوسری زبان داخل نہیں ہوئی، لہذا اردو فارسی پڑھنا خطبہ میں مکروہ ہے۔(۳)

کیا ہندوستان میں جمعہ و عیدین درست ہے

(سوال ۲۳۳۲) ہندوستان میں جمعہ و عیدین جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ہندوستان کے شہروں اور قصبوں اور بڑے قریوں میں جمعہ صحیح ہے اور چھوٹے قریہ میں درست نہیں ہے۔(۴) کما مر۔ فقط۔

احتیاط الظہر کا حکم نہیں ہے

(سوال ۲۳۳۳) ہندوستان میں بعد ادائے جمعہ احتیاط الظہر ہے یا نہیں۔

(الجواب) احتیاط الظہر نہیں ہے، شہروں وغیرہ میں اس لئے کہ وہاں جمعہ صحیح ہے۔(۵) اور قریہ صغیرہ میں جمعہ ادا نہیں ہوتا وہاں نماز ظہر با جماعت پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ .ط.س. ج۲ص۱۶۷.۱۲ ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب جمعه ج ۱ ص ۷۶۰ و ج ۱ ص ۷۶۱ .ط.س.ج۲ص۱۵۱ ظفیر.

(۳) لا یشترط کونها بالعربیة فلو خطب بالفارسیة او بغیرها جاز کذا قالوا والمراد بالجواز فی حق الصلوة بمعنی انه یکفی لاداء الشرطیة وتصح به الصلوة لا الجواز بمعنی الاباحة المطلقه فانه لا شك فی ان الخطبة بغیر العربیة خلاف السنة المتوارثة من النبی صلی الله علیه وسلم و الصحابة رضی الله تعالی عنه فیکون مکروها تحریما الخ (عمدة الرعایه علی هامش شرح الوقایه باب الجمعة ج ۱ ص ۲۳۲).

(۴) فلو الولاة کفارا یجوز للمسلمین اقامة الجمعه (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۴ .ط.س. ج۲ص۱۴۴) ظفیر

(۵) وفی البحر وقد افتیت مرارا بعدم صلاة الاربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضیة الجمعة وهو الاحتیاط فی زماننا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۷ .ط.س. ج۲ص۱۳۷) ظفیر.

پہلی اذان جمعہ کے بعد بیع جائز نہیں

(سوال ۲۳۳٤) آج کل نماز جمعہ کے لئے دو اذان ہوتی ہیں، ایک پہلے اور دوسری خطبہ کے شروع سے پہلے تو کس اذان کے بعد بیع ناجائز ہے۔

(الجواب) قال في الدر المختار ووجب سعي اليها وترك البيع ولو مع السعي وفي المسجد اعظم وزراً بالا ذان الا ول في الا صح . وفي الشامي قلت وسيذكر الشارح في اخر البيع الفاسد انه لا باس به اى بالبيع لتعليل النهي بالا خلال بالسعي فاذا انتفى انتفى الخ. ط.س. ج ۲ ص ۱٦١ عبارات مذکورہ سے دونوں باتوں کا جواب معلوم ہو گیا کہ اذان اول سے ہی سعی الی الجمعۃ واجب ہو جاتی ہے اور بیع ممنوع ہو جاتی ہے اور یہ کہ جب سعی الی الجمعۃ فوت نہ ہو تو بیع درست ہے۔ فقط۔

پانچ سو یا ڈیڑھ ہزار آبادی میں جمعہ نہیں

(سوال ۲۳۳۵) ایک گاؤں میں پانچ سو کی آبادی ہے، یہاں جمعہ درست ہے یا نہیں۔ اگر دوسرے گاؤں میں ڈیڑھ ہزار کی آبادی ہو اس میں بھی جمعہ درست ہے یا نہیں۔ ان ہر دو گاؤں کے درمیان ایک بزرگ کی خانقاہ ہے اس میں جمعہ درست ہے یا نہیں۔ کس قدر آبادی کے لحاظ سے جمعہ درست ہوتا ہے۔

(الجواب) وتقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الى ان قال وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض الخ۔(۱) شامی جلد اول باب الجمعۃ۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ بڑے گاؤں میں جمعہ ہوتا ہے جو مثل قصبہ کے ہو اور اس میں بازار اور دوکانیں ہوں اور چھوٹے قریہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا۔ پس اس قاعدہ فقیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں گاؤں میں جمعہ صحیح نہیں ہے اور درمیان میں مزار جو بزرگ کا ہے وہاں بھی جمعہ درست نہیں ہے۔ مگر روا ضح ہو کہ قصبہ کی آبادی کم از کم چار پانچ ہزار آدمی کی ہوتی ہے پس جو گاؤں ایسا بڑا ہو گا اس میں جمعہ صحیح ہو گا فقط۔

پہلے شہر تھا پھر اجڑ کر چار سو آبادی رہ گئی تو جمعہ جائز نہیں

(سوال ۲۳۳٦) بستی شیخپورہ جو کسی زمانہ میں بڑا بھاری شہر تھا، سکھوں نے اس کو لوٹا اور تباہ کیا، جس کی موجودہ حالت یہ ہے کہ کل ساڑھے چار سو آدمی آباد ہیں، دو ۲ دکانیں پرچون کی ہیں نہ کوئی بازار ہے اور نہ کوئی ضروری شے ملتی ہے، زمیندار مسلمان ہیں۔ دریا کے قرب وجوار کے باعث کئی گاؤں کے مردے وہاں پھنکتے آتے ہیں۔ آیا ایسی جگہ شرعاً جمعہ جائز ہے یا نہ۔ کسی جگہ کا زمانہ سابق میں شہر ہونا اور دوسری جگہ کے مردوں کا وہاں آکر پھنکنا یا دفن ہونا شرائط جواز جمعہ میں سے ہے یا نہیں۔ شرائط جمعہ مثلاً سلطان یا نائب سلطان وغیرہ ہندوستان میں مفقود ہیں لہذا ہندوستان میں کسی جگہ بھی جمعہ جائز نہ ہونا چاہئے۔

(الجواب) فی الحال جب کہ آبادی موضع شیخ پورہ کی کل ساڑھے چار سو آدمیوں کی ہے یا فرض کرو اس سے کچھ زیادہ

---

(۱) رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۷۰ ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸ ۱۲ ظفیر۔
(۲) ایضاً ج ۱ ص ۷۳۸ ۔ ط۔ س۔ ج ۲ ص ۱۳۸ ۔ ۱۲ ظفیر۔

ہو اور بازار وغیرہ وہاں نہیں ہے نہ ضروری اشیاء وہاں ملتی ہیں تو وہ موضع یقیناً قریہ صغیرہ ہے جس میں فقہاء نے جمعہ پڑھنا ناجائز اور مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ شامی میں ہے وفیما ذکرنا اشارۃ الی انه لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیها قاض الخ (۱) اور در مختار باب العیدین میں ہے منقول قنیہ سے صلوٰۃ العید فی القری تکرہ تحریما الخ شامی میں ہے ومثلہ الجمعۃ۔ (۲) کسی زمانہ سابقہ میں موضع مذکور کا شہر یا قصبہ ہونا یا قرب وجوار کے مردے کفار و مسلمین کے وہاں آکر پھنکنا یا دفن ہونا علامت اس موضع کی شہر ہونے یا جمعہ کے جائز ہونے کی نہیں ہے یہ محض کسی کا غلط بیان ہے کہ دوسرے دیہات قرب وجوار کے مردوں کا وہاں دفن ہونا یا پھنکنا دلیل جواز جمعہ ہے اس کی کچھ اصل شریعت میں نہیں ہے (اور سوال میں یہ لکھنا کہ ہندوستان میں شرائط جمعہ میں سے سلطان یا نائب سلطان وغیرہ مفقود ہیں اس لئے ہندستان میں کسی جگہ بھی جمعہ درست نہ ہونا چاہئے) یہ غلط ہے، اور کتب فقہ کی عبارات و تصریحات سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے یہ شرط وہاں ہے کہ بادشاہ اسلام کا ہو تو وہ خود امام جمعہ ہونا چاہئے یا اس کا نائب اور ماذون اور جس جگہ بادشاہ اسلام کا نہ ہو وہاں تراضی مسلمین سے جس کو امام جمعہ مقرر کرلیں وہ امام جمعہ ہو جاتا ہے اور نماز جمعہ وہاں واجب و ادا ہو جاتی ہے در مختار میں ہے ونصب العامۃ الخطیب غیر معتبر مع وجود ذکر امامع عدمهم فیجوز للضرورۃ ۔ وقال فی الشامی فلو الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین الخ۔ (۳) فقط۔

شہر اور قصبات میں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے

(سوال ۲۳۳۷) بلاد و قصبات میں جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ضرور پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) بلاد و قصبات میں چونکہ جمعہ بلا شبہ وبلا تردد ہو جاتا ہے لہذا جمعہ کے بعد احتیاط الظہر نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ در مختار میں صاحب بحر کا فتویٰ نقل فرمایا ہے وفی البحر وقد افتیت مراراً بعدم صلوٰۃ الا ربع بعد ها بنیۃ اخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ و هو الا حتیاط فی زماننا الخ (۴) فقط۔

جمعہ میں جلدی مطلوب ہے

(سوال ۲۳۳۸) انجمن اسلامیہ انبالہ کے زیر اہتمام ایک جامع مسجد ہے جس میں انجمن کی طرف سے ایک امام مقرر ہیں، چند مرتبہ ان سے کہا گیا کہ بنظر استحباب نماز جمعہ میں جلدی نہ کی جائے اور بموجب احکام حنفیہ کافی انتظار کے بعد نماز جمعہ ادا کی جائے۔ آیا امام کا جمعہ کو جلدی پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) حنفیہ کے نزدیک موافق قول جمہور جمعہ میں ابراد یعنی تاخیر مشروع نہیں ہے بلکہ جمعہ کو بعد زوال کے جلد پڑھنا بہتر ہے قال فی الشامی لکن جزم فی الا شباہ من فن الا حکام انه لا یسن لها الا براد الخ (۵) پس معلوم ہوا کہ امام کا یہ فعل کہ جمعہ کو جلد پڑھتے ہیں موافق شریعت کے ہے۔ لہذا انجمن وغیرہ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ امام کو تعجیل جمعہ سے منع کریں۔ فقط۔

---

(۱) رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۴۸ ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸، ۱۲ ظفیر۔ (۲) رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷، ۱۲ ظفیر۔ (۳) رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۵۴ ط.س. ج ۲ ص ۱۴۴، ۱۲ ظفیر۔
(۴) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۴۷، ۱۲ ظفیر۔ (۵) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۰، ۱۲ ظفیر۔
ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸

جمعہ کے لئے مستحب وقت

(سوال ۲۳۳۹) موجب عقائد حنفیہ آج کل جمعہ کے لئے مستحب وقت کیا ہے

(الجواب) حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جمعہ میں تعجیل مستحب ہے۔ ابراد یعنی تاخیر جو کہ ظہر کی نماز میں موسم گرما میں مستحب ہے وہ جمعہ میں نہیں ہے بلکہ جمعہ کو جلد ادا کرنا مستحب ہے اور احادیث سے بھی جمعہ کی تعجیل ہی ثابت ہوتی ہے۔ پس زوال کے بعد مثلاً ساڑھے بارہ بجے اذان جمعہ ہونی چاہئے، پھر دس پندرہ منٹ بعد خطبہ، اور اس کے بعد نماز ہونی چاہئے، مثلاً ایک بجے تک یہ سب کام ہو جاویں یا کسی قدر کم وبیش ہو۔ قال فی ردالمحتار لکن جزم فی الا شباہ من فن الا حکام انه لا یسن لها الا براد الخ ثم قال و قال الجمهور لیس بمشروع لانها تقام بجمع عظیم فتاخیره مفض الی الحرج(۱) شامی جلد اول ص ۲۴۵۔ پس ایسے امور میں امام کو اوقات مستحب کی رعایت چاہئے۔ متولی کی ہدایات پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے، اور متولی کو ہدایات دینے کی حاجت بھی نہیں ہے۔ جو اوقات نمازوں کے مستحب ہیں امام خود انکی رعایت رکھے گا فقط۔

قعدہ جمعہ میں ملنے سے نماز جمعہ ادا ہو گئی

(سوال ۲۳۴۰) ایک شخص نماز جمعہ کے قعدہ میں شامل ہوا تو کیا نماز جمعہ ادا ہوئی یا کیا۔

(الجواب) نماز جمعہ ادا ہو گئی۔(۲)

اذان ثانی کے بعد زبان سے نہ دعا پڑھی جائے اور نہ جواب دیا جائے

(سوال ۲۳۴۱) بعد اذان خطبہ جمعہ دعا پڑھنا اور جواب اذان دینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اذان خطبہ کا جواب دینا اور دعاء وسیلہ پڑھنا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ فی الدر المختار۔ قال وینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقاً فی الا ذان بین یدی الخطیب ۔(۳) فقط۔

جمعہ فی القریٰ

(سوال ۲۳۴۲) آج کل جمعہ فی القریٰ کے جواز وعدم جواز میں علماء احناف کی رائیں مختلف ہیں، بعض حضرات اس طرف گئے ہیں کہ جمعہ دیہات میں پڑھنا چاہئے اور بعضے جمعہ فی القریٰ کے منافی ہیں اور مصر کی تعریف امر مختلف فیہ معلوم ہوتا ہے۔ فریق اول جو جواز جمعہ فی القریٰ کے قائل ہیں، تعریف مصر کی یوں کرتے ہیں کہ وہ موضع جس میں دو ہزار کی آبادی ہو اس کو ہم مصر کہہ سکتے ہیں۔ دوسرے وہ موضع جس کے باشندگان وہاں کی بڑی سے بڑی مسجد میں نہ سما سکیں۔ فریق دوئم کہتے ہیں کہ مصر وہ جگہ ہے جس میں بازار وغیرہ ضروریات ملتی ہوں۔ یہ

---

(۱) ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ در سعادت ص ۳۴۰ و ص ۳۴۱ ط.س. ج ۲ ص ۳۶۷. ۱۲ ظفیر۔

(۲) ومن ادرکها (ای الجمعة) فی تشهد او سجود سهو علی القول به فیها یتمها جمعة الخ وینوی جمعة لا ظهرا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۷. ط.س. ج ۲ ص ۱۵۷. ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱. ط.س. ج ۲ ص ۳۹۹. ۱۲ ظفیر۔

شرائط تو جس مذہب امام اعظمؒ ہیں اور مفقود ہیں۔لہذا وہ موضع جہاں صفت فریق اول نہ پائی جاتی ہو وہاں کے لوگ مذہب ائمہ ثلاثہ عمل کریں تو جائز ہوگا یا نہیں کیونکہ آج کل بہت سے مسئلوں میں امام شافعی کی تقلید کا حکم بغرض رفع فتنہ دیا جاتا ہے جیسا کہ مسئلہ مفقود ہیں۔اس مسلک میں عمل درآمد بمسلک فریق اول کیا جاوے جیسا کہ قریہ ہند میں جاری ہے جائز ہے یا نہیں اور جس جگہ یہ شرائط مفقود ہیں وہ لوگ ازروئے مذہب شافعی نماز جمعہ ادا کریں تو جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) دیہات دو قسم کے ہیں قریہ کبیرہ اور قریہ صغیرہ، قریہ کبیرہ کو بحکم قصبہ و شہر قرار دے کر فقہاء نے اس میں وجوب جمعہ کا فتوی دیا ہے، کمافی الشامی۔وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ (۱)ص ۷۵۳ جلد اول۔اور قریہ صغیرہ میں باتفاق فقہاء حنفیہ جمعہ صحیح نہیں ہے، کما فی الشامی وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ الخ (۲) وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القنیۃ صلوۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ (۳) وفی الشامی قولہ صلوۃ العیدو مثلہ الجمعہ الخ (۴) باقی رہا یہ کہ جس قریہ میں دو ہزار آدمی آباد ہوں اور وہاں دوکانیں بھی ہوں تو اگر اس کو قریہ کبیرہ قرار دیا جائے تو مستبعد نہیں ہے۔ تین چار ہزار آدمی آباد ہوں تو اس کے قریہ کبیرہ ہونے میں شبہ نہیں معلوم ہوتا۔اکبر مساجد میں وہاں کے مکلفین کے نہ سمانے کی تعریف ضعیف ہے جیسا کہ شارح منیہ نے اس کو بیان فرمایا ہے کہ یہ تعریف خود حرمین شریفین کی مسجدوں پر صادق نہیں آتی۔ کما ہو ظاہر۔اور حنفیہ کو مذہب دیگر ائمہ اس مسئلہ میں عمل کرنے کی فقہاء نے اجازت نہیں دی۔اور ہم لوگ پابند ہیں اس امر کے کہ جس جگہ اور جس مسئلہ میں ہمارے فقہاء نے فتوی غیر کے مذہب پر دے دیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ زوجہ مفقود الخبر کے بارے میں فقہاء حنفیہ نے فتوی امام مالک رحمۃ اللہ کے مذہب پر دے دیا ہے اس پر عمل کیا جاوے گا۔اسی طرح جس مسئلہ میں تصریح فقہاء کی ہے وہاں عمل کر سکتے ہیں اور جس جگہ تصریح ان حضرات کی نہیں ہے وہاں عمل نہیں کر سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خطبہ جمعہ کے شروع میں تعوذ و تسمیہ

(سوال ۲۳۴۳)خطبہ جمعہ کے شروع میں اعوذ اور بسم اللہ جہر سے پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

(الجواب)خطبہ کے شروع میں اعوذ اور بسم اللہ جہر سے نہ کہے۔(۵) فقط

دیہاتیوں پر جمعہ فرض نہیں

(سوال ۲۳۴۴) ماقولکم ایھا العلماء الکرام من الاحناف العظام فی ھذہ المسئلۃ ان صلوۃ الجمعۃ واجبۃ علی اھل القری ام لا ۔ بینوا بجواب شافٍ وتوجروا بثواب وافٍ۔

---

(۱) رد المحتار باب الجمعہ مطبوعہ در سعادت ج ۱ ص ۷۵۳ ۔ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸ . ۱۲ ظفیر۔
(۲) رد المحتار باب الجمعہ مطبوعہ در سعادت ج ۱ ص ۷۵۳ ۔ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸ . ۱۲ ظفیر۔
(۳، ۴) رد المحتار ج ۱ ص ۷۷۵ ۔ ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷ ۱۲ ظفیر۔(۵) ویبدأ بالتعوذ سراً (در مختار) ای قبل الخطبۃ الاولی بالتعوذ سرا ثم بحمد اللہ تعالی والثناء علیہ (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۵۹ .ط.س. ج ۲ ص ۱۴۹) ظفیر۔

(الجواب)(از بعض علماء)الجمعة علی اهل القریٰ لیست بواجبة لقوله علیه السلام لا جمعة ولا تشریق ولا صلوٰة فطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع او مدینة عظمیة فی فتح القدیر ان قوله تعالیٰ فاسعوا الی ذکر الله لیس علی اطلاقه اتفاقاً بین الا ئمة اذ لا یجوز اقامتها فی البوادی اجماعاً ولا فی کل قریة عند الشافعی فکان خصوص المکان مراداً بالا جماع فقدر الشافعی القریة الخاصة وقدرنا المصر وهو اولی لحدیث علی رضی الله عنه وهو لو عورض بفعل غیره کان علی مقدماً علیه فکیف ولم یتحقق معارضة ماذکرنا ایاه ولهذا لم ینقل عن الصحابة انهم لما فتحوا لبلا دو اشتغلوا بنصب المنا بروالجمع الا فی الا مصار دون القریٰ ولو کانت لنقل ولو احاداً وایضاً ان الجمعة فرضت علی النبی صلی الله علیه وسلم وهو بمکة قبل الهجرة کما اخرجه الطبرانی عن ابن عباس رضی الله عنه فلم یکن اقامتها من اجل الکفار فلما ها جرا لنبی صلی الله علیه وسلم ومن ها جرمعه من اصحابه الی المدینه بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بنی عمر و بن عوف بضع اربعة عشر ایام ولم یصل الجمعة فهذادلیل علی عدم الجمعة فی القری والا صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم الجمعة ومع ان البخاری روی فی صحیحه کان الناس یتنا وبون وفی روایة یتنا ولو ن الجمعة من منازلهم والعوالی فیا تون فی الغبار فیصیبهم الغبار ویخرج من العرق الحدیث وفی القدوری لاتصح الجمعة الا فی مصر جامع اوفی مصلی المصر ولا تجوز فی القری وقال المولا نابحر العلوم فی ارکانه تحت قوله تعالیٰ یاایهاالذین امنوا ذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة الخ المراد من وذروالبیع ای یحرم البیع ویجب السعی الی الجمعة بعد سماع النداء ثم ان البیع قد یطول الکلام فیه فیفوت الخطبة والجمعة لان التجار لا یترکون صفقا تهم فی هذا الزمان فلذا منع من النداء الا ول فالبیع والشراء فی المصر ظاهر وقال ایضاً فیه ویکره للمریض وغیره من المعذورین ان یصلوا الظهر یوم الجمعة بجماعة ولا باس بالمجاعة للظهر للقروی لان الجمة جامعة للجماعات فی المصر فعلم ان المصر شرط بوجوب الجمعه مشروع لا نه جاء التوارث من لدن رسول الله صلی الله علیه وسلم الی هذا الآن ان لا یصلی الجمعة اهل البدو والقری فالعمل علی قول صاحب القدوری لازم علی المقلدین لا ن قوله مطابق لمذهب الحنفی واتبعوه ورجحوه جمهور فقهاء المحققین ولم ینکره احد من علماء الحنفیین کما فی ردالمحتار فعلینا اتباع مارجحوه وما صححوه کما لوا فتو نا فی حیاتهم الحق احق بالا تباع والمقلدالذی یخالفه فحکمه غیر جائز کما فی در المختار واما مقلد الذی فلا ینفذ قضاه بخلاف مذهبه اصلاً فشرط المصر لصحة الجمعة محقق عند جمهور الحنفیة بلا انکار احد لکنّ الا ختلاف بینهم فی تعریف المصر البتته فقال الا مام الشافعی موضع فیه بنیان غیر منتقلة ویکون المقیمون اربعین رجلاً من اصحاب المکلفین فاذا کان کذلك لزمت الجمعة واختلف الروایات فی مذهبنا ففی ظاهر الروایت بلدة لها امام او قاض یصلح لا قامة الحدود وفی فتح القدیر

قال الا مام ابو حنيفة بلدة فيها سلك واسواق ووال ينتصف المظلوم من الظالم وعالم يرجع اليه من الحوادث وفى رواية عن الا مام ابى يوسف المصر موضع ...... يبلغ المقيمون فيه عدداً لا يسع اكبر مساجد اياهم فى الهداية هو اختيار البلخى وبه افتى اكثر المشائخ لما راؤفساداهل الزمان والو لا ة وعنه ايضاً كل موضع فيه يسكن عشرة الاف رجل وعنه ايضاً ان كل موضع له امير وقاض ينفذ الا حكام ويقيم الحدود وهو اختيار الكرخى كذا فى الهداية وقال بعضهم هو ان يعيش كل محترف بحرفة من سنة الى سنة من غير ان يحتاج الى حرفة اخرى وقال بعضهم هو ان يكون بحال لو قصد هم عدد يمكنهم دفعه وقال بعضهم ان يولد فيه كل يوم ويموت فيه انسان وقال بعضهم هو ان لا يعرف عدد اهله الا بكلفةومشقةفمختار اكثر الفقهاء مراعاة لضرورة ، زماننا والمفتى به عند جمهور المتاخرين فى تعريف المصر الرواية المختار للبلخى اى مالا يسع اكبر مساجده اهله المكلفون بها وقال ابو شجاع هذا احسن ماقيل فيه وفى الولوالجية وهو صحيح بحر وعليه مشى فى الوقاية ومتن المختار وشرحه وقدمه فى متن الدر رعلى القول الاخر وهو ظاهره تو جيحه وايده صدر الشريعة بقوله لظهور التوانى فى احكام الشرع سيماً فى اقامة الحدود فى الا مصار فكل موضع يصدق عليه التعريف المذكور فهو مصر تجب الجمعة على اهله والا فلا تجب سواء ذلك الموضع يتعارف بقرية اودونها غير المصر فالان هى لاحقة فى حكم المصر شرعاً لا عرفاً لتطبيق تعريف المتاخرين وهذا احسن وما لا يصدق عليه التعريف المذكور فهو ليس بمصر شرعاً وعرفاً ففى لفظ القرية اعتبار ان شرعاً بحيث توسم به وبحيث لا ترسم ففى الاول تصح الجمعة وهى مدينة عظيمة او قرية كبيرة وفى الثانى لا تصح الجمعة وهى قرية صغيرة ومفازة ومثلها كما يدل عليه عبارة القهستانى وتقع فرضاً فى القصبات والقرىٰ الكبير فيها اسواق وفى البحر لا تصح فى قرية ولا مغازة لقول على رضى الله عنه. لا جمعة ولا تشريق و لا صلوٰة خطر ولا اضحىٰ الا فى مصر جامع اومدينة عظيمة ثم قال فلا تجب على غير اهل المصر كذافى الطحطاوى فبينهما عموم وخصوص فتنبه بالدلائل المذكورة فرضية الجمعة مخصصة بالا جماع فان صلى الجمعة اهل قرية لا يقال لها مصر شرعاً لا يسقط الظهر عن ذمته وان صلى الظهر فرادى يعصى بكبيرة لترك الواجب اىّ الجماعة الظهر باداء جماعة النفل وهذا من قباحة عظيمة فان الجمعة جامعة للجماعات وفى اداء الظهر بالجماعة تفريق الجماعة عن الجمعة وتقليلها فيكون ذلك فى حقهم كسائر الا يام فى جواز اداء الظهر بالجماعة من غير كراهة مجالس الا برار فالقول لمن يقول ما الفرق بين الجمعة والظهر غير الخطبتين وصحت الجمعة بلا كراهة فى كل موضع مثلا الظهر سواء كان ذلك الموضع مصراً وقريةً او غيره وتاركها بلا علر فاسق وعاص ومر دود و قائله ضال ومضل ليس من المقلدين وعلى المقلدين الا جتناب عن اقواله وافعاله ومصاحبته . والله اعلم وعلمه احكم۔ کتبہ ابوالفیض محمد حبیب الرحمٰن غفر لہ۔

(۲) جواب از حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب۔

بے شک قریہ صغیرہ میں عند الحنفیہ جمعہ صحیح نہیں ہے اور قریہ صغیرہ میں جمعہ پڑھنے والے مرتکب امر مکروہ ممنوع کے ہیں اور قریہ کبیرہ اور قصبات میں جمعہ صحیح ہے، کما فی ردالمحتار عن القهستاني . وتقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الى ان قال وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر(۱) وفي باب العيدين من الدر المختار صلوٰة العيد في القرى تكره تحريماًوفي الشامي قوله (صلوٰة العيد) ومثله الجمعة الخ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

(۳) جواب از حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب۔ مدرس دارالعلوم۔

عبارات اصحابنا في تفسير المصر كلها متوافقة في المعنى وانما اختلفت التعبيرات والا لفاظ فاشتراط القاضي في ظاهر الرواية بناءً على اشتراط المصر لنفاذ القضاء في ظاهر الرواية ايضاً كما في ا لتنوير من باب القضاء وتعريف المتاخرين بانه لا يسع اه مبنى على تعدد المساجد هناك لكثرةالا بنية فال الى القرية الكبيرة وفي العناية زيادة مالا يسع اكبر مساجده اهله المكلفين بها حتى يحتاجوا الىٰ بناء مسجد جامع والحاصل ان تفسير المصر محول على العرف واللغة .نعم في بعض عباراتهم ان القرية الصغيرة مجتهد فيها عندنا فينفذ قضاء القاضي الشافعي بصحتها على الحنفي في ضمن دعوىٰ صحيحة لا اذاكانت فتوىٰ لا دعوى من حاضر على حاضر۔ کتبہ محمد انور عفا اللہ عنہ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند۔

اذان ثانی ممبر کے پاس دی جائے

(سوال ۲۳۴۵) اذان ثانی جمعہ عند المنبر ہونی چاہئے یا علیٰ باب المسجد یا خارج عن المسجد۔ اگر عند المنبر ہونی چاہئے تو اس کی کیا سند ہے، حدیث ابوداؤد سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یہ اذان دروازہ مسجد پر ہوتی تھی اور مولانا عبدالحی صاحب نے اپنے فتاویٰ کے ص ۱۹۴ میں نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اذان ثانی خارج عن المسجد ہونی چاہئے۔ بینوا توجروا۔

(الجواب) جمعہ کی اذان ثانی حنفیہ کے نزدیک مسجد میں منبر کے پاس ہونا سنت ہے اور یہی متوارث ہے۔ زمانہ رسول اللہ ﷺ اور زمانہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جیسا کہ شراح ہدایہ نے اس کو پوری طرح ثابت اور محقق کیا ہے اور ابوداؤد کی تاویل اور جواب حنفیہ کی طرف سے مفصل شائع ہو چکا ہے بہت سے رسائل اور فتاویٰ میں اس کو مفصل لکھا گیا ہے، آپ ان رسائل اور فتاوے مطبوعہ کو منگا کر دیکھیں بندہ کو ان کے نقل کرنے کی فرصت نہیں ہے۔ حنفیوں کو اس میں چوں وچرا کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ تمام کتب فقہ معتبرہ میں اس اذان کو منبر

(۱) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸۔ ط۔ س۔ ج ۲ ص ۱۳۸۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵۔ ط۔ س۔ ج ۲ ص ۱۶۷۔ ۱۲ ظفیر۔

کے پاس خطیب کے سامنے ہونے کو لکھا ہے۔(۱) فقط۔

دو مسجدیں جو قریب قریب ہوں دونوں میں نماز جمعہ درست ہے

(سوال ۲۳۴۵) دو مسجدیں متصل اور قریب قریب واقع ہیں، آیا ان دونوں میں جمعہ درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) دونوں میں نماز جمعہ صحیح ہے۔ کذا فی الدر المختار (۲) فقط۔

قصبہ اور بڑی آبادی

(سوال ۲۳۴۶) قہستانی کی عبارت و تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ فیھا اسواق سے مفہوم ہوتا ہے کہ نماز جمعہ قریہ صغیرہ میں عند الحنفیہ درست نہیں اور قریہ کبیرہ تعریف مصر کے تحت میں واقع ہے، لہذا ملتجی ہوں کہ قریہ صغیرہ و کبیرہ کی تفصیلی تعریف بدلائل بیان کریں، اور مالا یسع الخ مصر کے اجمالی تعریف ہے۔ اور قریہ کبیرہ کے لئے کس قدر مکلفین ہونے چاہئیں اور جیسا کہ مفقود کے بارہ میں احناف نے ضرورتاً امام مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے، جمعہ کے بارے میں مذہب شافعی کو اختیار کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) قہستانی کی عبارت مذکورہ فی السوال جس موقعہ پر شامی میں منقول ہے اس کے بعد یہ عبارت بھی منقول ہے وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرات والظاھر انہ ارید بہ کراھۃ النفل بالجماعۃ الا تریٰ انّ فی الجواھر لو صلوا فی القریٰ لزمھم اداء الظھر الخ (۳) شامی جلد اول باب الجمعۃ۔ اور در مختار باب العیدین میں ہے وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرطا لصحۃ الخ شامی میں ہے۔ قولہ صلوٰۃ العید ومثلہ الجمعۃ (۴) ص ۵۵۵ شامی جلد اول۔

ان عبارات سے واضح ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں اور قریہ کبیرہ میں صحیح ہے اور قریہ کبیرہ کی تعریف کچھ نہ کرنا اور قصبات کے ساتھ اس کو بیان کرنا اس طرف مشیر ہے کہ مدار اس کا عرف پر ہے اور اہل عرف قریہ صغیرہ و کبیرہ کے فرق کو جانتے ہیں اور یہ کہ قریہ کبیرہ مثل قصبہ کے ہونا چاہئے، اس لئے یہاں کے علماء محققین نے یہ فرمایا ہے کہ جو قریہ باعتبار آبادی کے قریب قصبہ صغیرہ کے ہو اس میں جمعہ صحیح ہوگا اور قصبہ صغیرہ میں ان اطراف میں تین چار ہزار آدمی ہوتے ہیں یا کم و بیش، اور تعریف مالا یسع الخ در حقیقت حد حقیقی مصر کی نہیں ہے ورنہ منقوص ہونا اس کا ظاہر ہے کہ وہ چھوٹے سے چھوٹے قریہ پر صادر آتی ہے اور بعض اوقات بڑے سے شہر پر صادق نہیں آتی جیسا کہ خود حرمین شریفین کی مساجد پر صادق نہیں آتی کیونکہ مسجد حرام تمام اہل مکہ سے بلکہ باہر والوں کو ملا کر بھی کبھی نہیں بھرتی اور وسعت اس میں باقی رہتی ہے کما ھو مشاہد۔ اور یہ نقض اس

---

(۱) ویؤذن ثانیا بین یدیہ ای الخطیب (الدر المختار) قولہ ویؤذن ثانیا بین یدیہ ای علی سبیل السنۃ کما یظھر من کلامھم (رد المحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۷۰. ط.س. ج۲ ص ۱۶۱) ظفیر.

(۲) وتودی (ای الجمعۃ) فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذھب وعلیہ الفتویٰ (درالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعۃ) ظفیر ج ۱ ص ۷۵۵. ط.س. ج۲ ص ۱۴۴

(۳) شامی باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ ص ۱۳۸-۱۳۲ ظفیر.

تعریف پر شارح عینیہ نے بھی بیان فرمایا ہے معلوم ہوا کہ یہ تعریف حقیقی مصر کی نہیں بلکہ علامت مصر کی باعتبار غالب کے ہے کیونکہ بڑے بڑے شہروں میں جہاں مردم شماری بہت زیادہ ہوتی ہے غالباً ایسا ہوتا ہے کہ وہاں کی بڑی سے بڑی مسجد میں بھی وہاں کے تمام مکلفین نہیں سما سکتے پس محقق ہو کہ تعریف مذکور عام تعریف نہیں ہے۔ رہا یہ کہ اس مسئلہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر عمل کر کے ان کی قیود کے موافق قریہ میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ بندہ نے اس کی تصریح کلام فقہاء سے نہیں دیکھی اور عمل کرنا دوسرے امام کے مذہب پر، اس جگہ ہم لوگوں کے لئے صحیح ہو سکتا ہے کہ ہمارے فقہاء نے تصریح فرمائی ہو۔ فقط۔

الجواب صواب۔ اور بعض عبارات فتاویٰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ عند الحنفیۃ مجتہد فیہ نہیں، البتہ کسی دعویٰ میں بعد تو فرش ائط دعویٰ کے مجتہد فیہ ہے۔ فتویٰ اور دیانت میں۔ فقط محمد انور عفا اللہ عنہ۔

اردو زبان میں خطبہ احتیاط کے خلاف ہے

(سوال ۲۳۴۷) ایک دو دفعہ جناب کو دربارہ اردو نظم وغیرہ خطبہ تکلیف دی مگر اس طرف توجہ نہیں کی خاص اشخاص سے کہا گیا انہوں نے فرمایا کہ بڑے بڑے عالم خود کرتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ حدیث نبوی یقرء القرآن ویذکر الناس ہے اور مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ میں اس کے ترجمہ اور تشریح میں صاف لکھا ہے کہ غیر عربی زبان میں نصیحت خطبہ میں درست ہے اور عیدین کے خطبہ میں حکم ہے کہ احکام قربانی و عید الفطر سمجھائے جائیں اور یہ بغیر ملک کی زبان کے ممکن نہیں۔

(الجواب) خطبہ چونکہ سوائے عربی زبان کے اور کسی زبان میں سلف سے ثابت نہیں اس لئے غیر زبان عربی کو اس میں محققین نے مکروہ و بدعت کہا ہے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں چونکہ احکام عیدین بتلانے مقصود ہوتے ہیں تو وہ خارج عن الخطبہ سمجھے جاتے ہیں گویا خطبہ عربی کا علیحدہ ہو گیا اور یہ احکام خطبہ سے علیحدہ بتلائے جاتے ہیں اور خطبہ جمعہ کے اندر حیثیت نماز کی بھی ملحوظ ہوتی ہے اور نماز میں ترجمہ قرآن شریف کا صحیح اور معتبر مذہب اور راجح قول کے درست نہیں ہے اور قول ضعیف و مرجوح کا اعتبار نہیں ہے۔ بہر حال احتیاط اس میں ہے کہ ایسے مختلف فیہ امر میں احتیاط کی جاوے۔ اور غیر عربی کو ترک کیا جاوے، باقی جیسا کوئی کرے اس کی رائے ہے۔ دوسروں پر حجت نہیں ہے۔(۲)

(نماز ہر دو صورت درست ہو گی۔ ظفیر)

رمضان میں جمعہ الوداع ثابت نہیں

(سوال ۲۳۴۸) رمضان شریف کے اخیر جمعہ میں الوداع پڑھنا خطبہ میں کیسا ہے۔

(الجواب) خطبۃ الوداع اخیر رمضان المبارک میں ثابت نہیں ہے اور پڑھنا اس کا مناسب نہیں ہے۔

---

(۱) رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) ولا یشترط کونها بالعربیة فلو خطب بالفارسیة او بغیرها جاز کذا قالوا، والمراد بالجواز هو الجواز فی حق الصلوٰة بمعنی انه یکفی لاداء الشرطیة وتصح بها الصلوٰة ، لا الجواز بمعنی الا باحة المطلقة فانه لا شك فی ان الخطبة بغیر العربیة خالف السنة المتوارثة من النبی صلی الله علیه وسلم والصحابة (عمدة الرعایه علی حاشیه شرح الوقایه باب الجمعة ج ۱ ص ۲۴۲) ظفیر.

اگر خطبہ میں صحابہ کاذکر نہ آئے تو بھی خطبہ درست ہوگا

(سوال ۲۳۴۹)ایک شخص امام جمعہ خطبہ اولیٰ میں حمد و ثنا ذات باری و خطبہ آخر میں آیات قرآنی و درود شریف پڑھے، ذکر آل اطہار و صحابہ کبار نہیں کرتا۔ ایسی حالت میں نماز جائز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب)ذکر خلفائے راشدین و آل اطہار خطبہ میں مستحب ہے اس کے ترک سے خطبہ تو ادا ہو جاتا ہے لیکن ترک مستحب لازم آتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر خلفائے راشدین و آل اطہار بھی کرے، قال فی الدر المختار۔ ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین الخ فتاوی(۱)

اذان خطبہ کا جواب زبان سے درست نہیں

(سوال ۲۳۵۰)اذان خطبہ کا جواب دینا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے۔

(الجواب)جمعہ کی اذان ثانی کی اجابت اور اس کے بعد دعا ہاتھ اٹھا کر ممنوع ہے۔ کما فی الدر المختار۔(۲)فقط۔

ایسا گاؤں جس کی آبادی ۱۲۵۴ ہے اس میں جمعہ

(سوال ۲۳۵۱)ایک بڑا گاؤں جس کی آبادی ۱۲۵۴ آدمیوں کی ہے اور مدرسہ اور مسجدیں بھی ہیں اور اس علاقہ کے گردونواح کے لوگ اس کو قدیم سے بڑا گاؤں سمجھتے ہیں اس میں جمعہ جائز ہے یا نہ۔

(الجواب)علامہ شامی نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ قریہ کبیرہ میں جمعہ فرض ہے اور ادا ہو جاتا ہے۔ عبارت اس کی یہ ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ۔(۳)اس عبارت سے فرق مابین القریۃ الکبیرۃ والصغیرۃ ظاہر ہو گیا کہ قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے اور صغیرہ میں نہیں ہوتا اور عرف میں جس کو قریہ کبیرہ سمجھیں وہ قریہ کبیرہ ہے۔ اور جس کو قریہ صغیرہ سمجھیں وہ قریہ صغیرہ ہے۔ فقط۔

افضل کے رہتے ہوئے دوسرے کو امام بنانا

(سوال ۲۳۵۲)چند مقتدیان جہال بر امام مسجد کہ عالم است عداوتے دنیاوے گرفتہ بجائے اور بغیر از نش منشئی دیگر کہ از علم دین چنداں خبر دار نیست مقرر کردہ نماز عیدین ادای نمایند امامتش شرعاً چہ حکم دارد۔ بوجہ فساد دنیاوی در مسجد دیگر جمعہ و نماز پنجگانہ خواندن چہ حکم دارد۔

(الجواب)در کتب فقہ مسطور است۔ والا حق بالامامۃ الا علم باحکام الصلوٰۃ ۔(۴)پس باوجود موجود بودن عالم بمسائل نماز دیگرے راکہ نہ چناں باشد امام مقرر کردن ترک فضیلت است و تعدد در جمعہ در مصر واحد جائز است پس اگر آں بلدہ کہ دراں بازار است مصر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ است کہ حکم مصر وارد و نماز جمعہ و عیدین دراں ادای شود و تعدد جمعہ ہم رواست نماز جمعہ در ہر دو مسجد ادای شود۔ اما نفسانیت درباره نماز قبیح است ضدو نفسانیت را بگذارند و خالصاً للہ نماز ہر دو مسجد ادا کنند واللہ تعالیٰ الموفق والمعین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ فقط

---

(۱)الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۵۹ .ط.س. ج۲ص۱۴۹. ۱۲ ظفیر.
(۲)حوالہ پہلے گذر چکا ۱۲ ظفیر.(۳) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸ .۱۲ ظفیر.
(۴)الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۰ .ط.س. ج۱ص۵۵۷. ۱۲ ظفیر.

پچاس آدمی میں نماز جمعہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۳۵۳) حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا قول حجۃ اللہ البالغہ میں قابل عمل ہے یا نہ وہ یہ کہ جس قریہ میں پچاس آدمی مرد مسلم ہوں اس میں نماز جمعہ درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ حنفیہ کا مذہب نہیں ہے، حنفیہ کو اپنے مذہب کے فقہ کی کتابوں کے موافق عمل کرنا چاہئے۔ حضرات محققین کے کلام سے حجت نہ لانا چاہئے۔ فقط۔

چھوٹے گاؤں میں جمعہ مکروہ تحریمی ہے

(سوال ۲۳۵۴) بصورت عدم جواز اگر کوئی شخص نہ مانے اور پڑھے تو کیا حرج واقع ہوگا۔

(الجواب) جس قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہے وہاں جمعہ کو تحریمی لکھا ہے کذا فی المختار و الشامی۔(۱)

بوقت ضرورت صفیں چیر کر آگے جانا درست ہے

(سوال ۲۳۵۵) امام و مؤذن جامع مسجد و عیدگاہ کے اگر امور متعلقہ ضروریہ متعلق نماز کی وجہ سے اول وقت منبر اور مصلی پر نہ جا سکیں بلکہ بعد جمع ہونے نمازیوں کے صفوں کو چیر کر اور گردنوں کو پھلانگ کر مصلی پر جانا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے لا باس بالتخطی مالم یا خذ الامام فی الخطبۃ ولم یوذ احداً الخ۔(۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو ایذاء نہ ہو تو تخطی درست ہے، خصوصاً بضرورت مذکورہ امام و مؤذن کو آگے جانا صفوف چیر کر درست ہے الاان لا یجد الا فرجۃ امامہ فتخطی الیھا للضرورۃ(۳) فقط۔

صف سیدھی کرنے کے لئے پکار کر کہنا درست ہے

(سوال ۲۳۵۶) بعد خطبہ جمعہ کے قبل تکبیر تحریمہ کے زید نے آواز سے کہا صف سیدھی کر لو۔ بکر کہتا ہے کہ زید کی نماز نہیں ہوئی آیا صف سیدھی کرنے کے لئے کہنا مستحب اور درست ہے، اور نماز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) صف سیدھی کرنے کے لئے کہنا مستحب و مسنون ہے، بکر کا قول غلط ہے(۴) نماز ہو گئی۔ فقط۔

دو ہزار کی آبادی میں جمعہ

(سوال ۲۳۵۷) موضع کھیڑہ میں دو مسجد ہیں اور موضع ڈنڈولی اور کھیڑہ میں ایک گاڑی کا فاصلہ ہے۔ موضع ڈنڈولی میں مسجد نہیں ہے، ڈنڈولی کے مسلمان کھیڑے مساجد میں نماز کو آتے ہیں، مردم شماری دونوں جگہ کی دو ہزار کی ہے تو عند الحنفیہ وہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) صلاۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریما ای لا نہ اشتغال بما لا یصح (د رمختار) ومثلہ الجمعۃ (ردالمحتار باب صلاۃ العیدین ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ص۱۶۷).

(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۷۲. ط.س. ج۲ص۱۶۳. ۱۲ ظفیر.

(۳) ایضاً ۱۲ ظفیر.

(۴) وینبغی ان یامرھم بان یتو اصواء ویسد وا الخلل ویسووا منا کبھم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۳۱. ط.س. ج۲ص۵۶۸) ظفیر.

(الجواب) اگر وہ دونوں گاؤں عرف میں ایک ہیں اور ایک ہی سمجھے جاتے ہیں اور کل آبادی دونوں گاؤں کی دو ہزار آدمیوں کی ہے اور وہ بڑا قریہ سمجھا جاتا ہے تو جمعہ وہاں صحیح ہے۔ **کمافی الشامی وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ**(۱) فقط۔

گاؤں میں جمعہ

(**سوال ۲۳۵۸**) ہمارے گاؤں میں تین مسجدیں ہیں۔ دو میں حنفی ایک میں اہل حدیث۔ اہل حدیث کی مسجد میں جمعہ ہوتا ہے، حنفی لوگ جمعہ نہیں پڑھتے۔ پس حنفیوں کو اہل حدیث کے ساتھ جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ گاؤں بڑا ہے کہ اس میں بازار وغیرہ ہے جس کی وجہ سے وہ قصبہ سا معلوم ہوتا ہے تو عند الحنفیہ بھی وہاں جمعہ صحیح ہے(۲) اور چند جگہ بھی جمعہ جائز ہے۔ پس اگر وہ بستی ایسی ہے کہ جمعہ اس میں عند الحنفیہ صحیح ہے تو حنفیوں کو لازم ہے کہ اپنی مسجد میں علٰحدہ جمعہ پڑھیں، غیر مقلدوں کے ساتھ شریک نہ ہوں۔ اور اگر وہ گاؤں چھوٹا ہے تو اس میں جمعہ حنفیہ کے نزدیک درست نہیں، وہاں جمعہ نہ پڑھیں نہ اپنی مسجد میں نہ غیر مقلدوں کے ساتھ شامی میں لکھا ہے کہ قصبہ اور بڑے قریہ میں جس میں بازار اور دوکانیں ہوں جمعہ ادا ہوتا ہے۔ اور چھوٹے قریہ میں ادا نہیں ہوتا۔(۳)

ایک آبادی کے اندر جمعہ باری باری سے کئی مسجدوں میں

(**سوال ۲۳۵۹**) ہمارے قصبہ میں تین مسجد ہیں اور ہر سہ مساجد میں نماز جمعہ علٰحدہ علٰحدہ ہوتی تھی اب چند ماہ سے لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ایک جمعہ کی نماز قدیم مسجد میں اور آئندہ جمعہ کی نماز دوسری مسجد میں ہو چنانچہ باری باری سے جمعہ کی نماز ہوتی ہے یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جمعہ ہر ایک مسجد میں صحیح ہے اور یہ صورت جو سوال میں درج ہے کہ ایک دفعہ جمعہ ایک مسجد میں ہوا اور دوسرا جمعہ دوسری مسجد میں اور تیسرا جمعہ تیسری مسجد میں یہ بھی دراصل درست ہے اور نماز جمعہ صحیح ہوتی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ جو مسجد ان میں سے بڑی ہو اور یا قدیم ہو اس میں جمعہ قائم کیا جاوے اور اس کو جامع مسجد قرار دیا جاوے کیونکہ یہ صورت تناوُب کی جو سوال میں درج ہے پسندیدہ نہیں ہے اور اس میں بوئے نفسانیت معلوم ہوتی ہے **وافادان المساجد تغلق یوم الجمعۃ الا الجامع**۔(۴) در مختار۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے لئے خاص مسجد جامع موضوع ہے۔ اگرچہ دوسری مساجد میں بھی جمعہ صحیح ہے۔ فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ ۔ط.س. ج۲ص۱۳۸ ۔۱۲ ظفیر۔(۲) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر۔(۳) وتقع فرضا فی القری الکبیرۃ والقصبات التی فیھا اسواق (الی قولہ) فیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض الخ (ردالمحتار باب الجمعہ جلد اول ص ۷۴۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر۔(٤) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۶۶ .ط.س. ج۲ص۱۵۷ ۔ ۱۲ ظفیر۔

جنگلی مقام میں جمعہ درست نہیں

(سوال ۲۳۶۰) ایک جنگلی مقام پر اپنے اپنے کام کے ذریعہ سے تقریباً پچیس ۲۵، تیس ۳۰ مسلمان کم از کم ۶ چھ ماہ کے مستقل قیام کے لئے مجتمع ہیں درانحالیکہ اس مقام پر نہ کوئی آبادی سابق تھی اور نہ کوئی مسجد ان مذکورہ بالا مسلمانوں نے جو قریب قریب کل شہروں میں ایک پھونس کے چھپر کو نامزد کر کے نماز جمعہ کا باقاعدہ بندوبست کیا جس میں مذکورہ بالا تعداد سے زیادہ اور کبھی اس سے کچھ کم کئی جمعہ تک لوگ شریک ہوتے رہے اور ناواقف مسلمانوں کو ارکان نماز وغیرہ کی بھی تعلیم ہوتی تھی۔ کل کے جمعہ میں ایک نو آمدہ شخص یہ کہہ کر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوا کہ یہاں جمعہ ناجائز ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(الجواب) واقعی موافق روایات کتب فقہ کے اس موقع پر نماز جمعہ صحیح نہیں ہے۔ نماز جمعہ کی صحت اور وجوب کے لئے مصر یعنی شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ یعنی بڑا گاؤں شرط ہے، پس ایسے موقع پر نماز ظہر باجماعت بجائے جمعہ کے پڑھا کریں اور اسی میں تلقین و تعلیم مسائل شرعیہ کرتے رہیں۔ در مختار اور شامی میں ہے کہ قریہ صغیرہ میں نماز جمعہ و عیدین مکروہ تحریمی ہے (۱) اور جہاں بالکل آبادی ہی نہ ہو اور وہ جگہ کسی بڑی آبادی کے قریب نہ ہو وہاں بالاتفاق جمعہ صحیح نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

دو ہزار کی آبادی میں نماز جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۳۶۱) موضع پلہری میں چالیس گھر مسلمانوں کے ہیں سو مکان سے زیادہ ہنود کے ہیں تخمیناً دو ہزار کی آبادی ہے، ہفتہ میں دو مرتبہ بازار لگتا ہے۔ تین دو کاندار مستقل ضرورت کی چیزیں ہمیشہ فروخت کرتے ہیں۔ دو مساجد ایک عید گاہ ہے۔ اس موضع میں جمعہ کی نسبت کیا حکم ہے، جمعہ ادا کریں یا ظہر۔ اکثر جمعہ کے بعد ظہر پڑھ لیا کرتے ہیں۔

(الجواب) حنفیہ کا مذہب جمعہ کے بارے میں یہ ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہے۔ اور قریہ کبیرہ میں اور قصبہ میں جمعہ واجب و ادا ہوتا ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق (۳) الخ اور موضع مذکور فی السوال بظاہر بڑا قریہ ہے وہاں جمعہ صحیح ہو جاوے گا، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

عرفات میں آں حضرت ﷺ کے جمعہ نہ پڑھنے کی وجہ

(سوال ۲۳۶۲) مولوی محمد اسمٰعیل اہل حدیث کہتا ہے کہ بمقام عرفات حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے بوجہ خطبہ حج پڑھنے کے جمعہ ادا نہیں کیا اور فتح الدین حنفی کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرفات میں بباعث جنگل ہونے کے جمعہ ادا نہیں فرمایا، دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے۔

---

(۱) ویکرہ تحریما صلاۃ العید فی القری الصغیرۃ (در مختار) ومثلہ الجمعۃ (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷) ظفیر. (۲) ولاجمعۃ بعرفات فی قولھم جمیعا لانھا فضاء (ھدایہ باب الجمعہ ج ۱ ص ۱۵۱) ظفیر. (۳) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸. ۱۲ ظفیر.

(۴) آبادی کی مردم شماری کی بنیاد پر کئی سوالات آئے ہیں اور ہر ایک کے جواب میں مفتی علام قدس سرہ نے اس کا لحاظ رکھا ہے کہ وہ آبادی وہاں کے لوگوں کی نظر میں قصبہ یا بڑی آبادی کے طور پر مشہور ہے یا نہیں۔ پھر اس میں شہرت کی بو پائی جاتی ہے یا نہیں، اگر یہ دونوں باتیں موجود ہوں تو جمعہ جائز ہے ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم محمد ظفیر الدین غفرلہ۔

(الجواب) فتح الدین حنفی کا قول صحیح ہے۔ کما صرح بہ الفقہاء(۱) فقط۔

جمعہ کی اذان ثانی کے بعد کی دعا

(سوال ۲۳۶۳) اذان ثانی جمعہ کے بعد دعا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اذان ثانی جمعہ کی اجابت اور اس کے بعد دعاء امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک درست نہیں ہے۔ لقوله عليه الصلوٰة والسلام اذا خرج الا مام فلا صلاة ولا كلام كذافي(۲) الهدايه وفي الدر المختار وينبغي ان لايجب بلسانه اتفاقاً في الا ذان بين يدى الخطيب الخ(۳)

دونوں خطبوں کے درمیان دعا

(سوال ۲۳۶۴) بین الخطبتین جمعہ سامعین کی دعا کا حکم کیا ہے۔

(الجواب) زبان سے نہ کریں اگر دعا کریں دل میں کرلیویں(۴) فقط۔

گاؤں میں شہر کی اذان کی آواز آتی ہو تو بھی ان پر جمعہ ضروری نہیں

(سوال ۲۳۶۵) ایک گاؤں شہر سے ایک میل سوا میل کے فاصلہ پر ہے اذان کی آواز آتی ہے گاؤں والوں پر شہر میں آکر جمعہ پڑھنا فرض ہے یا نہ۔

(الجواب) جمعہ گاؤں والوں پر فرض نہیں ہے اگر چہ وہ گاؤں شہر کے قریب ہو اور اذان کی آواز بھی آتی ہو۔(۵) فقط۔

شہر کے باغ اور جنگل میں نماز جمعہ درست ہے

(سوال ۲۳۶۶) جنگل یا باغ میں تین آدمی جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ جنگل، میدان یا باغ شہر کے متعلق یا متصل ہو کہ فناء مصر میں داخل ہو تو جمعہ وہاں ہو سکتا ہے اور امام صاحب کے نزدیک امام کے سوا تین مقتدی جمعہ کے لئے ہونا ضروری ہیں۔(۶) فقط۔

غیر عربی خطبہ میں اختلاف

(سوال ۲۳۶۷) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ خطبہ میں آیت و حدیث کے معنی بیان کرنا اور لوگوں کو سمجھانا درست ہے۔ جناب والا کے فتاویٰ بھی ان کو دکھلائے مگر وہ فرماتے ہیں کہ مسویٰ مصفیٰ شرح موطا حدیث کی کتاب ہے۔ ہم کو کسی فقہ کی کتاب کا حوالہ چاہئے۔ شامی وغیرہ میں جواز لکھتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کا خطبہ بلاد عجم میں اور

---

(۱) ولا جمعة بعرفات في قولهم جميعاً لا نها فضاء (هدايه باب الجمعه ج ۱ ص ۱۵۱) ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۱. ط.س.ج ۱ ص ۱۹۹. ۱۲ ظفير.
(۳) اذا خرج الا مام فلا صلاة ولا كلام الى تما مها (در مختار) الى تمامها اى الخطبة (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۸. ط.س.ج ۲ ص ۱۶۱.) ظفير.
(۴) ومن كان مقيما بمو ضع بينه وبين المصر فرجة من المزارع والمراعى نحو والقلع ببخارا . لا جمعة على اهل ذالك المواضع وان كان النداء يبلغهم (عالمگيرى كشورى . باب الجمعة ج ۱ ص ۱۴۳. ط.ماجديه ج ۱ ص ۱۴۵) ظفير.
(۵) وكما يجوز اداء الجمعة في المصر يجوز اداء هافى فناء المصر (عالمگيرى كشورى باب الجمعه ج ۱ ص ۱۴۳. ط.ماجديه ج ۱ ص ۱۴۵) ظفير.

صحابہؓ کا کہاں کہاں پڑھا گیا۔ اور خطبہ میں نماز کی شان نہیں ہے۔ شامی جلد اول ص ۳۵۷ میں بحوالہ در مختار درج ہے۔ وعلی هذا الخلاف الخطبة وجميع اذ كار الصلوٰة۔ اور خطبہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک بتمامہ ہر زبان میں جائز ہے۔ (بغیر عجز) خلافاً لصاحبیہ۔ و قال الشامی بل سیاتی ما یفید الاتفاق علی ان العجز غیر شرط۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ اور عجم میں خطبہ کون سا پڑھا گیا ہے اور کہاں۔

(الجواب) خطبہ کے ترجمہ میں یہ بات ہے کہ اگر ترجمہ نہ کیا جاوے تو اس میں بالاتفاق کچھ شبہ نہیں اور ترجمہ کرنے میں اختلاف ظاہر ہے۔ ہم لوگ فقہاء کے کلام سے کراہت سمجھتے ہیں اور خلاف عمل صحابہ کو بدعت جانتے ہیں آج کل کے بعض لوگ اس کو نہیں مانتے اور عبارت وعلیٰ ہذا الخلاف الخطبۃ الخ کا مطلب یہ ہے کہ یہ خلاف صحت وعدم صحت میں ہے کراہت وعدم کراہت میں نہیں ہے چنانچہ شامی میں صحت کی تصریح کر کے کراہت کی تصریح کردی و علیٰ هذاالخلاف لو سبح بالفارسية في الصلوٰة او دعا او اثنى على الله تعالى الى ان قال اى يصح عنده لكن سياتى كراهة الدعاء بالا عجمية(۱) ص ۳۲۵ جلد اول اور اس دوسرے موقعہ پر صاف کہہ دیا والظاهر ان الصحة عنده لا تنفي الكراهة الخ ص ۳۵۰ جلد اول فی شرح قولہ ودعا بالعربیۃ۔ الغرض اگر غور کیا جاوے اور تجسس کیا جاوے گا تو کلام فقہاء سے کراہت ترجمہ اردو فارسی کی ثابت ہو جاوے گی اور اگر نہ ہو تو ہمارے لئے حضرت شاہ ولی اللہ کا لکھدینا بھی کافی ہے کوئی اگر نہ مانے تو وہ جانے مگر یہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ خطبہ عربی میں بلا ترجمہ بلا شبہ وبلا اختلاف جائز بلا کراہت ہے اور ترجمہ کرنے میں شبہ کراہت کا ان کو بھی رہے گا جو کہ راجح عدم کراہت کو جانتے ہیں۔ بہر حال خطبہ کی صحت میں تو کچھ تامل نہیں ہے۔ فقط۔

ملک کفار میں جمعہ اور اس کے متعلق سوالات

(سوال ۲۳۶۸) اولاً تحریر حال ملک ٹرانسوال کرتا ہوں کہ اسولہ ذیل کے جواب میں سہولت ہو، یہاں پر حکومت کفار ہے اور یہاں کے باشندے بھی کفار ہیں ہاں کچھ لوگ مسلمان شافعی المذھب بھی ہیں باقی مسلمان انڈیا کے تاجر وغیرہ ہیں مگر مجموعہ مسلمان کفار کی نسبت بہت کم ہیں۔ گاؤں کا تو میں ذکر نہیں کرتا مگر اس ملک کے شہروں میں تخمیناً مفصلہ ذیل تعداد مسلمانوں کی ہوگی کسی جگہ دس بیس کسی جگہ تیس چالیس کسی جگہ اسی سو۔ سوائے ایک شہر کے میرے خیال کے موافق کہیں چار سو پانسو کا مجمع نہ ہوگا۔ مساجد کا یہ حال ہے کہ کہیں تو کرایہ پر مکان لیا ہوا ہے اس میں نماز جمعہ و عید ادا کی جاتی ہے اور کسی جگہ ایک مسجد ہے اگر بوجہ قلت وہ بھی نہیں بھرتی البتہ ایک جگہ میں تین مسجدیں ہیں اور مسلمانوں کی جماعت بڑی ہے، تخمیناً پان سو سے کم نہ ہوگی نماز جمعہ و عید سب جگہ ادا کی جاتی ہیں۔ عید کے موقعہ پر جو مسلمان گاؤں میں رہتے ہیں شریک نماز ہو کر تعداد بڑھا دیتے ہیں، میرے علم میں یہاں کبھی اسلامی حکومت نہیں ہوئی اور حکام کی طرف سے کوئی حکم شرعی یہاں جاری نہیں مگر نماز جمعہ و عید کو منع نہیں کرتے جس جگہ کے واسطے یہ تحریر کی جاتی ہے وہ بھی یہاں شہروں میں سے ایک شہر ہے

---

(۱) رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ (تحت قول و جمیع اذکار الصلوٰۃ) جلد اول ص ۳۵۱. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۴ ۱۲ظفیر۔
(۲) رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب فی الدعاء بغیر العربیۃ جلد اول ص ۴۸۶. ط.س. ج ۱ ص ۵۲۱. ۱۲ظفیر۔

اور ایک مسجد بھی ہے تعداد مسلمانوں کی ساٹھ ستر سے زیادہ نہ ہوگی۔ سوالات ذیل کے جواب درکار ہیں

(سوال ۲ /۲۳۶۹)جمعہ کے ادا کے لئے شہر شرط ہے یا نہیں۔

(سوال ۲/ ۲۳۷۰)شہر کس کو کہتے ہیں، اکبر مساجد کی تعریف روایت مذہب ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۳۷۱/٤)جب قدرت اجرائے حدود شرط ہے اور بالفعل ضرور نہیں تو تودلی کی وجہ سے تعریف مذکور کو اختیار کرنا اور ظاہر مذہب کو ترک کرنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔

(سوال ۲۳۷۲/۵)علماء حنفیہ کے اختلاف کی وجہ سے احتیاطی تجویز ہوئی مگر جہاں حنفی مذہب کے موافق تحقق شرط نہ ہو اور دیگر مذاہب کے موافق تحقق ہے وہاں کیوں جائز نہیں۔ خروج عن الاختلاف کی علت دونوں جگہ موجود ہے یعنی وہاں بھی جمعہ اور احتیاطی پڑھ لینا چاہئے۔

(سوال ۲۳۷۳/۵)کل موضع لہ امیر و قاض الخ سے استدلال عدم جواز جمعہ پر دارالحرب میں ہوسکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ٦/ ۲۳۷٤)کیفیت مذکورہ کی رو سے کہاں جمعہ جائز ہے اور کہاں نہیں۔

(سوال ۷/ ۲۳۷۵)جہاں جائز نہیں ان کو منع کیا جائے یا نہیں اور ان کے ظہر کا کیا حکم ہے۔

(سوال ۲۳۷٦/۸)جہاں بادشاہ مسلمان نہ ہو وہاں جمعہ کا کیا حکم ہے اور حکومت کفار میں جمعہ کیونکر جائز ہے۔

(سوال ۹/ ۲۳۷۷)یہ ملک دارالحرب ہے یا نہ۔

(سوال ۱۰ /۲۳۷۸)دارالحرب کی کیا تعریف ہے اور کس طور سے دارالحرب دارالاسلام بنتا ہے اور دارالاسلام دارالحرب۔

(سوال ۱۱/ ۲۳۷۹)جہاں شروط جمعہ نہ پائی جاویں وہاں عید کی نماز کا کیا حکم ہے اگر جائز نہیں تو پڑھنے سے کیا خرابی ہے اگر اپنے مذہب کے طور پر واجب نہیں تو دوسرے مذہب مثل شافعی رحمۃ اللہ کے مذہب پر تو واجب ہے اور خروج عن الاختلاف ہو جاوے گا۔

(سوال ۱۲/ ۲۳۸۰)ہماری جگہ شہر گنی جاتی ہے، ایک مسجد بھی ہے وہاں کے مصلی اس کو بھر نہیں سکتے یہاں جمعہ کا کیا حکم ہے۔

(الجواب)قال فی ردالمحتار . مع(۱)انها تصح فی البلاد التی استولیٰ علیها الكفار كما سنذكره ص ۵۳۷ جلد اول(۱)۔(۲)وفی ص ۵٤۱ فلو الولاة كفاراً يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضی بتراضی الملسمين الخ۔(۲)(۳)وفيه ايضاً وتقع فرضاً فی القصبات والقری الكبيرة التی فيها اسواق الخ۔(۳)(۴) وفيما ذكر نا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغير التی ليس فيها قاض ومنبر الخ (۳)(۵) وفی الدر المختار باب العيدين تجب صلاتها فی الا صح علی من تجب عليه الجمعة

(۱)دیکھئے ردالمحتار باب الجمعہ مطبوعہ در سعادت ج۱ص۷۴۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸. ۱۲ظفیر۔

(۲)ایضاج۱ص۷۵۳. ط.س. ج۲ص۱٤٤. ۱۲ظفیر۔ (۳)ایضاج۱ص۷۴۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸. ۱۲ظفیر۔

(۴)دیکھئے ردالمحتار باب الجمعہ مطبوعہ در سعادت ج۱ص۷۴۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸. ۱۲ظفیر

بشر ائطها المتقدمة سوى الخطبة فانها سنة بعد ها وفي القنية العيد في القرىٰ تكره تحريماً اى لا نه اشتغال بما لا يصح لان المصر شرط الصحة الخ(۱)قوله صلوٰة العيد ومثله الجمعة الخ شامي. (۲) روایت ثالثہ ورابعہ ردالمحتار سے واضح ہے کہ شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہو جاتا ہے اور امر عرف پر مفوض ہے اور اہل عرف کو معلوم ہے کہ شہر کون سا ہے اور قصبہ کیا ہے اور قریہ صغیرہ و کبیرہ میں کیا تمیز ہے اور فرق ہے۔ اور روایت خامسہ در مختار شامی سے یہ معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں عیدین اور جمعہ مکروہ تحریمی ہے کہ اس میں ترک جماعت فرض ظہر اور ارتکاب جماعت نفل لازم آتا ہے اور روایت اولیٰ و ثانیہ سے معلوم ہوا کہ جن بلاد پر کفار مسلط ہیں وہاں بلاتردد جمعہ لازم ہے مسلمان اپنی جماعت میں سے کسی کو امام جمعہ بنا دیں جمعہ ادا و صحیح ہو جاوے گا۔ احتیاط الظہر کے بارہ میں صاحب در مختار نے صاحب بحر کا یہ فتویٰ نقل فرمایا ہے وفي البحر وقد افتيت مراراً بعدم صلوٰة الا ربع بعد ها بنيه آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الا حتياط في زماننا واما من لايخاف عليه مفسدة فالا ولىٰ ان تكون في بيته خفيةً ۔(۳)الخ۔ اب سوالات کا جواب نمبر وار بالاجماع تحریر ہے۔

(۱) جمعہ کے وجوب و ادا کے لئے مصر شرط ہے اور شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ سب حکم مصر ہیں۔

(۲، ۳) شہر عرفاً ظاہر ہے اور فقہاء کا اس میں جو کچھ ارشاد اور تفصیل ہے وہ بھی کتب فقہ میں موجود ہے۔ اکبر مساجد کی تعریف کو شرح منیہ میں مزیف کہا ہے۔

(۴) جب کہ اپنے مذہب کے موافق جمعہ فی القریٰ مثلاً مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ روایت خامسہ میں مذکور ہوا تو احتیاط الظہر مع ادائے جمعہ اس کی مکافات کب کر سکتی ہے وہاں تو ظہر کو جماعت سے پڑھنا چاہیے اور جمعہ کو ترک کرنا چاہئے ورنہ ارتکاب مکروہ تحریمی کا لازم آوے گا۔

(از ۵ تا ۱۰) بلاد کفار میں جمعہ کا صحیح ہونا روایت نمبر ا و نمبر ۲ سے واضح ہو گیا۔ پس جن بلاد پر کفار مسلط ہیں ان میں جو بڑے شہر اور قصبات اور بڑے قریہ ہیں وہاں بموجب روایت نمبر ۳ جمعہ بلا شبہ و بلاتردد درست ہے احتیاط الظہر کی حاجت نہیں اور جو قریہ صغیرہ ہیں وہاں جمعہ صحیح نہیں وہاں ظہر باجماعت پڑھنی چاہئے۔ الغرض بلاد کفار ہونے کی وجہ سے مسئلہ جمعہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جیسے بلاد اسلام میں شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے اور قریہ صغیرہ میں نہیں ہوتا ایسے ہی بلاد کفار میں بھی یہی تفصیل ہے۔ رسالہ اوثق العریٰ دربارہ جمعہ مئولفہ حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہ مرسل ہے اس سے جملہ مطالبہ متعلقہ جمعہ واضح ہو جاویں گے۔

(۱۱) جمعہ و عیدین کی شرائط سوائے خطبہ کے متحد ہیں۔ کما مر۔ پس جہاں عیدین کی نماز صحیح نہیں وہاں جمعہ کی نماز بھی صحیح نہیں اور جہاں جمعہ کی نماز صحیح نہیں وہاں عید کی نماز صحیح نہیں كما مر في الرواية الخامسه۔

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب العیدین ج ا ص ۷۷۴ و ج ا ص ۷۷۵. ط.س. ج ۲ ص ۱۶۶. ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب العیدین ج ا ص ۷۷۵. ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷. ۱۲ ظفیر
(۳) علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ا ص ۷۴۷. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۷. ۱۲ ظفیر۔

(۱۲) جو بلدہ شہر گنا جاتا ہے وہاں بلا شبہ جمعہ صحیح ہے اور شہر ہونا آبادی کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے اگرچہ کفار آباد ہوں اور مسلمان قلیل ہوں۔ فقط۔

خطیب کا بوقت خطبہ عصا لینا

(سوال ۲۳۸۱) خطیب کو خطبہ کے وقت لاٹھی لینا کیسا ہے، بعض مکروہ کہتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ سنت ہے۔ جواب بحوالہ کتاب ہونا چاہئے۔

(الجواب) در مختار میں ہے خلاصہ سے ویکرہ ان یتکی علی قوس او عصا (۱) الخ اور شامی میں ہے حدیث سے کہ تکیہ لگانا عصا یا قوس پر ثابت ہے اور قہستانی نے محیط سے نقل کیا ہے کہ لینا عصا کا سنت ہے۔ (۲) پس شاید تطبیق کی یہ صورت ہو کہ ضرورت ہو تو لاٹھی ہاتھ میں رکھ لے کچھ حرج نہیں ہے اور اگر ضرورت نہ ہو تو نہ لیوے۔ فقط۔

جب آبادی تین ہزار ہو تو جمعہ درست ہے

(سوال ۲۳۸۲) موضع سوجڑو ضلع مظفر نگر میں تقریباً تین ہزار مردم شماری یا کچھ کم ہے اور بازار اس موضع میں نہیں ہے اور کوئی سودا وغیرہ کپڑا یا غلہ یا دوا بھی نہیں ملتی اور موضع کو شہر سے فصل کوس سوا کوس کا ہے ایسے دیہات میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں تصریح کی ہے کہ قصبہ اور بڑے قریہ میں جمعہ صحیح ہے عبارت اس کی یہ ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھالا تجوز فی الصغیرۃ (۳) الخ پس قریہ مذکورہ بظاہر قریہ کبیرہ ہے کہ آبادی اس کی تین ہزار کے قریب ہے، لہذا جمعہ پڑھنا اس میں واجب ہے اور صحیح ہے۔ فقط۔

قبل جمعہ وعظ اور قبل وعظ بآواز درود

(سوال ۱ / ۲۳۸۳) بروز جمعہ قبل خطبہ عربی وعظ کہنا اور قبل وعظ بآواز بلند مع سامعین درود شریف پڑھنا علی الدوام کیسا ہے۔

خطبہ میں آنحضرت صلعم کے نام پر خطیب کا درود پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲ / ۲۳۸٤) خطبہ میں جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی آوے تو خطیب کا آنحضرت ﷺ کے نام کے بعد ﷺ کہنا کیسا ہے۔

(الجواب) (۱) خطبہ کے اندر وعظ اردو میں کہنا یا ترجمہ خطبہ کا اردو میں کرنا مکروہ ہے، اسی طرح اس موقع پر التزام جہر درود شریف کا کرنا ثابت نہیں ہے۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ جس وقت خطیب منبر پر جاوے مؤذن اذان کہے اور اذان کے ختم ہونے پر خطیب خطبہ عربی کا شروع کردے اور خطبہ میں سوائے عربی زبان کے اردو فارسی نظم و

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۷۲. ط.س. ج۲ ص۱٦۳. ۱۲ ظفیر

(۲) ونقل القهستانی عن عبد المحیط ان اخذ العصا سنة کالقیام وفی روایة ابی داؤد انه صلی الله علیه وسلم قام فی الخطبه متکئا علی عصا او قوس (ردالمحتار باب الجمعه ج۱ ص ۷۷۲. ط.س. ج۲ ص ۱٦۳) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الجمعه جلد اول ص ۷٤۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸. ۱۲ ظفیر.

نثر نہ پڑھے فقط۔(۱)

(۲) خطبہ میں جہاں نام آنحضرت ﷺ کا آوے خطیب درود شریف پڑھے اور سامعین دل دل میں درود شریف پڑھیں حکم شرعی یہ ہے۔(۲) فقط۔

خطبہ سے پہلے بآواز تمام لوگوں کا درود پڑھنا ثابت نہیں

(سوال ۲۳۸۵) ایک مولوی صاحب جمعہ کے وقت مسجد میں سنتوں سے فارغ ہو کر منبر پر بیٹھ جاتے ہیں اور خود درود شریف لونچے سے پڑھتے ہیں اور سامعین بھی پڑھتے ہیں، پھر کھڑے ہو کر وعظ کہتے ہیں، پھر مؤذن اذان دیتا ہے اور مولوی صاحب عربی میں خطبہ پڑھتے ہیں اور جماعت ہوتی ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ وعظ سے پہلے جو درود شریف تقریباً گیارہ ۱۱ مرتبہ پڑھا جاتا ہے وہ کیسا ہے۔ ایک مولوی صاحب نے کہا کہ یہ منع ہے لیکن میرے نزدیک امتناع کی کوئی بات نہیں، آپ فرمائیے کہ کیسا ہوا۔ پہلا کارڈ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ پہلا یہی سوال ہے یا وہ جو آپ نے جواب دیا ہے۔

(الجواب) پہلے جو کچھ لکھا گیا تھا وہ اس بناء پر تھا کہ اکثر لوگ خطبہ میں وعظ کا طرز اختیار کر لیتے ہیں اور خطبہ کا ترجمہ وغیرہ نثر و نظم میں پڑھتے ہیں یہ مکروہ ہے۔ باقی جوبات آپ نے دریافت کی ہے کہ خطبہ سے پہلے اور اذان میں یدی الخطیب سے بھی پہلے وعظ کہا جاوے اس میں کچھ حرج نہیں اور وعظ شروع کرنے سے پہلے درود شریف پڑھنے میں بھی دراصل کچھ حرج نہیں ہے، لیکن امام اور سامعین کا علی الدوام بالجہر درود شریف پڑھنا اور اس کا التزام کرنا قواعد شرعیہ کی رو سے مکروہ اور بدعت ہے اس لئے کہ امر غیر لازم کو لازم کر لینا، یا اس کے ساتھ معاملہ لازم کا سا کرنا جس سے دیکھنے والوں اور سننے والوں کو اس وقت خاص میں اس کا التزام ضروری معلوم ہو جائز نہیں ہے۔(۳) فقط۔

رسول اللہ کا قبا میں قیام اور نماز جمعہ کی بحث

(سوال ۲۳۸۶) جناب مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اوثق العریٰ فی تحقیق الجمعۃ فی القریٰ میں تحریر فرماتے ہیں، اول نزول آپ کا قباء میں ہوا اور وہاں چودہ روز...... آپ نے اقامت فرمائی۔ الیٰ قولہ الشریف) مگر آپ نے قباء میں اقامت جمعہ نہ فرمائی الیٰ آخر عبارۃ الشریفہ قباء میں اقامت جمعہ نہ فرمانے کی کوئی وجہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر نہیں فرمائی اور نہ احسن القریٰ میں کچھ توضیح فرمائی۔

اب مخالفین غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تاریخ خمیس شرح مواہب الدنیہ و تفسیر طبری وغیرہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایام اقامت قباء میں جمعہ پڑھا ہے، نہ پڑھنا کسی کتاب میں نہیں ہے۔ وطال لسانہم علی مولانا۔ ہجرت کے وقت قباء میں آپ کا جمعہ نہ پڑھنے کی دلیل مع صفحہ وسطر تحریر فرمائیں۔

---

(۱) وعلی هذا الخلاف الخطبة وجميع اذكار الصلوٰة (الدر المختار علي هامش ردالمحتار . باب صفة الصلوٰة ۱ ص ۴۵۱ .ط.س. ج۱ص ۴۸۴) فانه لا شك في ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي صلى الله عليه وسلم والصحابة فيكون مكروها تحريما وكذا قرأة الا شعار الفارسية والهندية فيها (عمدة الرعاية. حاشيه شرح وقايه ج ۱ ص ۲۴۲) ظفير.

(۲) والصواب انه يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم عند سماع اسمه في نفسه (الدر المختار علي هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۵۹) ظفير

(۳) قال رسول الله صلى الله عله وسلم من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد (مشكوٰة ص ۲۷)

(الجواب) یہ بالکل غلط ہے کہ قباء میں آپ کی اقامت جمعہ نہ فرمانے کی کوئی دلیل مولانا علیہ الرحمۃ نے تحریر نہیں فرمائی اور نہ صاحب احسن القریٰ نے کچھ توضیح کی مولانا مرحوم نے خود بھی اوثق العریٰ میں بخاری ص ۱۲۲ جلد اول کی حدیث اس کی دلیل میں نقل فرمائی ہے اور صاحب احسن القریٰ نے بھی اس کی توضیح کی ہے۔ دیکھو احسن القریٰ ص ۹۔ مگر آپ نے قباء میں اقامت جمعہ نہ فرمائی اور نہ اہل قباء کو امر اقامت جمعہ فرمایا۔ نہ اس پر سرزنش کی کہ مدینہ میں برابر جمعہ ہوتا ہے، تم نے اب تک کیوں جمعہ قائم نہیں کیا۔ حالانکہ قباء اور دیگر عوالی میں مسلمان بکثرت موجود تھے مگر کسی وقت میں وہاں جمعہ نہیں پڑھا گیا۔ چنانچہ بخاری ص ۱۲۲ جلد اول وغیرہ۔ کتب حدیث میں روایت ہے **عن ابن عباس ان اول جمه جمعت في الا سلام بعد جمعة جمعت في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة لجمعة جمعت بجواثاقرية من قرى البحرين** اس روایت صحیحہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عوالی ومنازل میں جمعہ نہیں ہوتا تھا۔ ورنہ جواثا میں اولیت جمعہ جو روایت میں مذکور ہے غلط ہو جائے گی انتہی قولہ الشریف۔ اور یہ اپنی عبارت میں صاحب احسن القریٰ نے اوثق العریٰ ہی کی عبارت کا خلاصہ کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ جو اسلام میں ہوا ہے وہ مقام جواثا میں ہوا ہے۔ پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے قباء میں اس سے پہلے اقامت جمعہ فرمائی ہے اور اس بخاری وابوداؤد کی روایت صریحہ صحیحہ سے بڑھ کر کون سی دلیل چاہئے جس کے متعلق اہل حدیث کہتے ہیں کہ مولانا نے کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ باقی رہا ان کا یہ کہنا کہ تفسیر طبری اور تاریخ الخمیس اور شرح مواہب الدنیہ میں آپ کا قباء میں اقامت جمعہ فرمانا مروی ہے تو اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ ان کو شرمانا چاہئے کہ صحیح بخاری کی روایت کا مقابلہ تاریخ الخمیس وغیرہ کتب سیر سے کرتے ہیں۔ کہاں بخاری کی روایت اور کہاں سیر کی غیر معتبر روایتیں۔ اگر بالفرض تمام کتب سیر متفق ہو کر بھی اس کا خلاف کرتیں تب بھی مسلمان کے لئے ضروری تھا کہ بخاری کی حدیث کے مقابلہ میں ان کی کوئی پرواہ نہ کی جائے چہ جائے کہ تاریخ وسیر کی کتابیں بھی متفق ہو کر روایت بخاری کی ہمنواء ہیں۔ سب کی سب اس کی تصریح کرتی ہیں کہ آپ نے قباء میں اقامت جمعہ نہیں فرمائی بلکہ وہاں سے چودھویں روز روانہ ہو کر مدینہ کی آبادی کے قریب بنی سالم میں آکر اقامت جمعہ فرمائی ہے۔ دیکھو فتح الباری۔ سیرت ابن ہشام۔ تاریخ طبری وغیرہ۔ باقی رہا ان کا تین کتابوں تفسیر طبری اور تاریخ الخمیس اور شرح مواہب الدنیہ سے اقامت جمعہ فی القباء کا نقل کرنا۔ سو تینوں کے متعلق مفصل عرض ہے۔ تفسیر طبری میں تو نزول قباء کے واقعہ ہی سے تعرض نہیں کیا اور اگر کسی کو دعویٰ ہے تو صفحہ تحریر کرے، پھر نہ معلوم کیسے تفسیر طبری پر بہتان باندھا ہے، البتہ تاریخ طبری میں آپ کے قباء میں تشریف لے جانے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ لیکن اس میں بجائے اس کے کہ قباء میں اقامت جمعہ منقول ہوتی صراحۃً اس کا انکار مروی ہے۔ دیکھو تاریخ طبری جلد ثانی ص ۲۵۵ سن ا ہجری کے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں **فمن ذلك تجميعه صلے الله عليه وسلم باصحابه الجمعة في اليوم الذى ارتحل فيه من قباء و ذلك ان ارتحاله عنها كان يوم الجمعة عامداً الى المدينة فادر كته الصلوٰة صلوٰة الجمعة في بنى سالم بان عوف ببطن وادلهم قد اتخذ اليوم في ذلك**

الموضع مسجداً فیما بلغنی و کانت ھذہ الجمعة اول جمعة جمعھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الا سلام الخ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے چودھویں روز قباء سے روانہ ہو کر اقامت جمعہ بنی سالم میں فرمائی ہے اور یہی جمعہ آپ کا پہلا جمعہ ہوا ہے۔ الحاصل تفسیر طبری میں تو اس کا نام نہیں، اور تاریخ طبری میں ہے تو ان کے بالکل خلاف اور ہمارے بالکل موافق۔

(۲) شرح مواہب الدنیہ معروف بہ (زرقانی) میں بے شک ایک ضعیف سی روایت میں ہے کہ آپ نے مدت اقامت قباء میں اقامت جمعہ فرمائی ہے جس کی تضعیف خود زرقانی کے قول سے مترشح ہوتی ہے۔ کیونکہ کہتا ہے "قیل کان یصلی الجمعة فی مسجد قباء مدة اقامته" لفظ قیل خود تضعیف کی طرف اشارہ ہے سو اس کا جواب حضرت مولانا مدظلہ العالی نے احسن القریٰ میں پوری تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے دیکھو احسن القریٰ ص ۸۸ فرماتے ہیں۔ خیر ان خرافات و فضولیات سے قطع نظر کر کے یہ عرض کرتا ہوں کہ عبارت زرقانی قیل کان یصلی الجمعة الخ اول تو کسی طرح قابل استناد و لائق اعتبار نہیں حتی کہ یہ بھی معلوم نہیں کہ قائل کون ہے اس کا تو موقع کیا ہے کہ قائل کیسا ہے معتبر یا غیر معتبر ۔ علیٰ ہذا القیاس۔ سند کا نشان بھی نہیں اس کا تو ذکر کیا ہے کہ سند متصل ہے یا منقطع، صحیح ہے یا ضعیف، معتبر ہے یا غیر معتبر۔ دوسرے یہ قول شاذ جمیع روایات معتبرہ اور اتفاق اہل سیر کے جس کو مجیب خود نقل کرتے ہیں صریح مخالف و معارض ہے۔ جملہ روایات میں یہی مذکور ہے کہ بوقت ہجرت آپ نے بنی سالم یعنی حرہ بنی بیاضہ میں پڑھا حتی کہ اہل تفسیر و اہل سیر جو روایات حدیث نقل فرماتے ہیں ان میں صراحۃً یہ روایت منقول ہے فمر علی بن سالم فصلی فیھم الجمعة ببنی سلام وھو اول جمعة صلاھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قولہ الشریف ۔

(۳) اس کے سواء ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ حسب ارشاد اکابر اور تصریحات معتدبہ امر محقق ہے کہ عوالی میں کبھی جمعہ نہیں ہوا اور ہمارے ہر دو مجیب بھی اس کو تسلیم فرماتے ہیں اب اس قول شاذ و مجہول کی وجہ سے یہ قصہ بھی بالکل گاؤخورد ہو جائے گا اور ان تمام تصریحات کے مخالف اب یہ کہنا پڑے گا کہ عوالی میں بے شک جمعہ ہوا۔ واللہ اعلم۔

خطبہ کوئی دے اور امامت کوئی کرے یہ درست ہے

(سوال ۲۳۸۷) خطبہ کی اجازت امام جمعہ نے جمعہ کے دن کسی کو تعظیماً دی خطیب نے خطبہ کے بعد امام جمعہ سے یا کسی اور شخص سے باجازت امام جمعہ کی نماز پڑھوائی تو صلوٰۃ جمعہ بکراہت ادا ہو گی یا بلا کراہت۔

(الجواب) در مختار میں ہے لا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب لا نھما کشئی واحد فان فعل الخ جاز الخ قولہ لا نھما) ای الخطبة والصلوٰۃ کشئی واحد لکونھما شرطاً و مشروطاً ولا تحقق للمشروط بدون شرطہ فالمناسب ان یکون فاعلھما واحد الخ۔(۱) شامی باب الجمعہ۔ پس معلوم ہوا کہ بہتر اور مناسب

(۱) رد المحتار باب الجمعہ جلد اول ص ۷۷۱۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۱۶۲۔ ۱۲ ظفیر۔

یہ ہے کہ خطبہ اور نماز ایک شخص پڑھاوے۔ لیکن اگر خطبہ کوئی پڑھے اور امام دوسرا ہو تو یہ بھی درست ہے۔ اور نماز میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ یہ فعل بلاضرورت غیر اولیٰ ہے۔ فقط۔

جمعہ کے اذان ثانی کے جواب میں بحث

(سوال ۲۳۸۸) جو اذان جمعہ کے روبرو منبر کے پاس ہوتی ہے اس کا جواب مقتدیوں کی بنا بر مذہب صحیح مفتی بہ دینا جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام اور علامہ شامی کے حکم بالکراہت کا کیا مطلب ہے جو انہوں نے مجیب اذان منبری پر بنا بر مذہب امام ابو حنیفہ کے لگایا ہے۔ نیز کلام سے مراد دینی ہے یا دنیاوی۔ اور اگر جواب دینا جائز نہیں تو پھر حدیث معاویہؓ کا کیا مطلب ہے جس کو بخاری نے کتاب الجمعہ باب یجیب الامام بلسانہ میں روایت کیا ہے جس میں اذان ممبری کے جواب کی تصریح موجود ہے۔ علاوہ ازیں احادیث کثیرہ اجابت اذان کے بارہ میں وارد ہیں جو اپنے عموم کے اعتبار سے اجابت اذان منبری کو بھی شامل ہیں پھر حکم کراہت کیسا۔ نیز کوئی ایسا صحیح و صریح مخصص بھی موجود نہیں جس سے احادیث عموم کی تخصیص کر لی جائے اور اذان منبری کے جواب کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ ادھر حنفیہ وجوب اجابت کے بھی قائل ہیں نیز اذا خرج الخ۔ امام زہری کا قول ہے لہذا احادیث متصلۃ الاسناد کا مخصص و معارض نہیں ہو سکتا تا کہ ان کا عموم باطل کر سکے جو احادیث کا منطوق صریح ہے۔ ادھر صحابہؓ سے کنا نتحدث وغیرہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ خروج امام کے بعد اور قبل شروع خطبہ تحدث پایا جاتا تھا۔

(الجواب) اذان جمعہ بین یدی الخطیب کا جواب دینا مذہب راجح واحوط واصح درست نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار وینبغی ان لا یجیب اتفاقاً فی الا ذان بین یدی الخطیب الخ ۔ باب الا ذان(۱) وفی باب الجمعة من ردالمحتار واجابة الاذان حینئذ مکروهة(۲) الخ اور کلام کو عام رکھنا احوط ہے کما هو منقول عن علی وابن عباس و ابن عمر (۳) اور مقتضائے احادیث صحیحہ بھی یہ ہے لما اخرج الستة عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قلت لصاحبك یوم الجمعة انصت والا مام یخطب فقد لغوت . وهذا یفید بعبارته منع الا مر بالمعروف مع انه واجب وبدلا لته منع صلوٰة النفل والقراء ة والا ذکار لا نه اذا منع الواجب فالنفل اولیٰ بالمنع ویرجح علی سائر الا حادیث الدالته علی جواز تحیة المسجد او ابا حة الکلام لانه محرم والمحرم مرجح علی المبیح (۴) اور اس میں اگرچہ قید والامام یخطب کی ہے مگر قبل شروع فی الخطبہ بعد صعود علی المنبر بھی یہ حکم ہونا ظاہر ہے لا ن الکلام یمتد طبعاً ولا ن الکلام یجر الی الکلام(۵) شرح منیہ للحلبی۔ وفیه قبیله واذا صعد الا مام علی المنبر یجب علی

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار . باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱ .ط.س.ج۱ص ۱۲۳۹۹ ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب الجمعة مطلب فی حکم المرقی الخ جلد اول ص۷۶۹ .ط.س.ج۲ص ۱۲۱۶۰ ظفیر

(۳) واخرج ابن ابی شیبة فی مصنفه عن علی و ابن عباس وابن عمر کانون یکرهون الصلوٰة والکلام بعد خروج الا مام ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۷ .ط.س.ج۲ص۱۵۸) ظفیر.

(۴) غنیة المستملی باب الجمعه البحث الثانی ص ۵۱۹ و ص ۵۲۰ . ۱۲ ظفیر .

(۵) ایضاً ص ۵۲۰ . ۱۲ ظفیر.

الناس ترك الصلوٰة النافلة لما تقدم من كراهتها عند الخطبة ويجب ترك الكلام ايضاً عند ابى حنفية رضى الله تعالىٰ عنه وقالا يباح الكلام حتىٰ يشرع فى الخطبة الخ(۱)الخ والخلاف فى الكلام يتعلق بالآخرة اما غيره فيكره اجماعاً در مختار (۲)ولا بى حنفيةؒ ماذكر ابن ابى شيبة فى مصنفه عن على وابن عباس وابن عمر كانوا يكرهون الصلوٰة والكلام بعد خروج الا مام ولان الكلام ايضاً قديمتد طبعاً فان الكلام يجر الى الكلام فكان المنع احوط ص ۵۱۹ شرح منية الكبير . اور حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اس اذان کی اجابت کو قیاس کیا ہے۔ دیگر او قات کی اذان کی اجابت پر جیسا کہ بعد اجابت اذان ان کا یہ فرمانایایها الناس انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على هذا المجلس حين اذن المئوذن يقول ما سمعتم منى من مقالتى۔(۳)اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ بوقت اذان ثانی جو بین یدی الخطیب ہوتی ہے اس موقع پر نہیں ہو سکتی جس کی طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے بلکہ آنحضرت ﷺ اس وقت منبر پر تھے تو معلوم ہوا کہ یہ دوسرے اوقات کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ذکر فرماتے ہیں تو جب کہ صحابہ جلیل القدر مثل علی وابن عباس وابن عمر حضرت معاویہؓ کے اس عمل کے خلاف کے عامل تھے اور بوقت صعود امام علی المنبر صلوٰۃ وکلام کو مطلقاً مکروہ سمجھتے تھے تو ان کبار صحابہؓ کا عمل راجح ہوگا اور پھر مبیح و محرم کے تعارض کا مقتضے بھی ترجیح کراہت و حرمت ہے اور جو جواب حضرت معاویہؓ کے اس عمل کا دیا گیا ہے وہی جواب جملہ روایات دالۃ علی استحباب الاجابۃ او وجوبہا کا ہے اور حنفیہ وجوب یا استحباب اجابت سے خود اس موقعہ کو مستثنیٰ فرماتے ہیں اور یہ اوپر معلوم ہوا کہ اذا خرج الا مام الخ محض زہریؒ کا قول نہیں ہے بلکہ صحابہ کبار سے بھی یہ منقول ہے اور قول صحابی ایسے موقع پر بحکم مرفوع ہوتا ہے کما بین فے موضعہ اور بعض صحابہؓ کا کنا نتحدث وغیرہ فرمانا حضرت علی وابن عباس وابن عمر کے قول و فعل پر راجح نہیں ہو سکتا۔ الغرض احوط انصات ہے کما ذکر الزیلعی ان الا حوط الا نصات۔ شامی۔(۴)فقط۔

بارش کے زمانہ میں جمعہ کی نماز باجماعت گھر میں پڑھ سکتا ہے

(سوال ۲۳۸۹)در ایام باراں بوجہ کثرت بارش و آب فراواں راہ چلیدن از حد بیکراں دشوار گزاری شود مسجد ہم قدرے از مسکن دور است تادراں ہنگام ادائے صلوٰۃ جمعہ را شرعاً چہ حکم دارد۔ آیا دراں ہنگام تکلیف مالا نہایۃ کشیدہ برائے صلوٰۃ جمعہ بمسجد رفتن ضرور باشد یا تادی صلوٰۃ بمکان کافی کند یا نہ۔

(الجواب) تعدد صلوٰۃ جمعہ علی القول مفتی بہ صحیح است پس اگر بعذر مطر رفتن بمسجد جامع دشوار باشد بجائے دیگر نماز جمعہ گذاردن بجماعت مشروعہ (و آں سہ مرد است علاوہ امام۔ در مختار) صحیح است(۵)فقط۔

---

(۱)ايضاً ص ۵۱۹ ۱۲ ظفير .(۲)الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه مطلب فى حكم المرقى الخ ج۱ ص ۷۶۹ .ط.س. ج۲ص ۱۶۰ . ۱۲ ظفير .(۳)بخارى كتاب الجمعه باب يجيب الا مام بلسانه ۱۲ ظفير .
(۴) ردالمحتار باب الجمعة تحت قوله ولا كلام ج ۱ ص ۷۶۸ .ط.س. ج۲ص۱۵۸ ۱۲ ظفير .
(۵)وتودى فى مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب وعليه الفتوى دفعاً للحرج(الدر المختار على هامش ردالمحتار .باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۵ .ط.س. ج۲ص ۱۴۴) ظفير .

جو لوگ پنجگانہ نماز نہیں پڑھتے ان کی نماز جمعہ بھی درست ہے

(سوال ۲۳۹۰) جو لوگ نماز پنجگانہ نہیں پڑھتے صرف نماز جمعہ ادا کرتے ہیں ان کی نماز جمعہ صحیح ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) نماز جمعہ بلا شبہ صحیح ہے اگر چہ وہ شخص بڑا گنہگار ہے۔(۱) فقط

جامع مسجد کی نماز میں ثواب کی زیادتی صرف فرض سے متعلق ہے

(سوال ۲۳۹۱) مجموعہ خطب میں مرقوم ہے کہ مسجد جامع میں ایک رکعت کا ثواب پانچ سو رکعت کی برابر ہے ، یہ ثواب صرف فرض کی جماعت اولیٰ کے ساتھ مخصوص ہے یا سنت اور نفل میں بھی یہی ثواب ہے جب کہ وہ جامع مسجد میں پڑھے۔

(الجواب) یہ ثواب صرف نماز فرض کی جماعت اولیٰ کے ساتھ مخصوص ہے ، نماز سنت اور نفل میں نہیں۔ ان کو گھر میں پڑھنا افضل ہے اور یہی آنحضرت ﷺ کا دائمی عمل اور حکم تھا اگر نوافل میں بھی یہی گراں قدر ثواب ہوتا تو آپ گھر میں نہ پڑھتے اور نہ حکم کرتے۔ اور یہ مضمون حدیث کا ہے۔(۲) فقط۔

سنت والوں کا انتظار خطیب کے لئے ضروری نہیں

(سوال ۲۳۹۲) جب جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا اور اتفاقاً دو چار اشخاص جو دیر سے آئے تھے نماز سنت پڑھتے ہیں منبر کی داہنی یا بائیں جانب تو اس وقت خطیب کو خطبہ شروع کرنا کیسا ہے۔ جو شخص وقت مذکورہ میں خطبہ پڑھنے کو حرام قرار دے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) خطیب کو انتظار کرنا سنت پڑھنے والوں کی فراغت کا لازم نہیں ہے ، جس وقت وقت مقرر ہو جائے خطیب خطبہ کے لئے کھڑا ہو سکتا ہے اس پر کچھ مواخذہ اور گناہ نہیں ہے کیونکہ متبوع ہے تابع نہیں ہے۔ مقتدیوں کو تو یہ حکم ہے کہ جس وقت خطیب خطبہ کے لئے منبر پر جاوے نوافل و سنن نہ پڑھیں لیکن خطیب کو یہ حکم نہیں ہے کہ وہ فراغت کا انتظار کرے اور اگر دو چار منٹ کا وہ انتظار کرے تو اس میں کچھ حرج بھی نہیں ہے ، لیکن انتظار نہ کرنے سے گنہگار نہ ہوگا۔ فی حدیث الصحیحین انما جعل الا مام لیئوتم به (۳)۔ الحدیث وفی الدر المختار. واذا خرج الا مام فلا صلاة ولا کلام الخ(۴) پس جو شخص بحالت مذکورہ خطبہ پڑھنے کو حرام قرار دے وہ خاطی ہے اور مسائل شرعیہ سے واقف نہیں ہے اس کی بات کی طرف التفات نہ کیا جاوے۔ فقط۔

---

(۱) وان فاتته اکثر من صلوات یوم ولیلة اجزأته التی بداء بها (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۸) ظفیر.

(۲) والا فضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا لخوف شغل عنها (الدر المختار) قوله والا فضل شمل ما بعد الفریضة وما قبلها لحدیث الصحیحین علیکم بالصلوٰة فی بیوتکم فان خیر صلاة المرء فی بیته الا المکتوبة الخ (ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ٦٣٨. ط.س. ج۲ ص ۲۲) ظفیر.

(۳) مشکوٰة باب ماعلی الماموم من المتابعة وحکم المسبوق. فصل اول ص ۱۰۱. ۱۲ ظفیر.

(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه جلد اول ص ۷٦۷. ط.س. ج۲ ص ۱۵۸. ۱۲ ظفیر.

جمعہ کے دن اذان اول سے پہلے اور بعد نماز تجارت درست ہے

(سوال ۲۳۹۳) جمعہ کے دن مسلمان سوداگروں اور دوکانداروں کو دوکان کھولنا چاہئے یا نہیں۔ اگر دوکانداروں اور پیشہ وروں کو اپنے کام کرنے کی اجازت ہے تو کس وقت سے کس وقت تک۔

(الجواب) جمعہ کے روز جملہ کاروبار خرید و فروخت وغیرہ اذان اول تک جائز ہے اور اس کے بعد مکروہ تحریمی ہے۔ تنویر الابصار میں ہے وکرہ البیع عند اذان الاول۔ پس اذان کے ہوتے ہی جملہ کاروبار ترک کر کے جمعہ کے لئے حاضر ہونا چاہئے۔(۱) اذان اول سے پہلے اہل پیشہ اپنا پیشہ اور دوکاندار ان خرید و فروخت کریں تو اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔ فقط۔

(اسی طرح نماز جمعہ سے فراغت کے بعد بھی بیع و شراء میں لگ سکتے ہیں۔ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشر وافی الارض وا بتغوا من فضل اللہ . ظفیر)

بقدر ضرورت عربی پڑھ کر اردو میں وعظ خلاف سنت ہے۔

(سوال ۲۳۹٤) خطبہ جمعہ عربی میں مختصر پڑھ کر اردو یا اور کسی ملکی زبان میں وعظ کہنا کیسا ہے۔ اکثر علماء حنفی وعظ خطبہ میں کہتے ہیں۔

(الجواب) خطبہ تمام عربی میں ہونا سنت ہے اور یہ امر کہ کچھ خطبہ عربی کا پڑھ کر پھر اردو میں بطریق وعظ خطبہ کے اندر کچھ کہنا خلاف سنت اور بدعت ہے سلف سے ایسا ثابت نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے مصفی شرح موطا میں لکھا ہے کہ صحابہؓ باوجود یہ کہ بلاد عجم میں تشریف لے گئے مگر خطبہ سوائے عربی زبان کے اور کسی زبان میں مخاطبین کے سمجھانے کیلئے نہیں پڑھا پس عمل مستمر صحابہؓ کا دلیل ہے اس کی کہ تمام خطبہ عربی میں ہونا چاہئے۔(۲) فقط۔

بڑی آبادی میں جمعہ واجب الاداء ہے

(سوال ۲۳۹۵) ایک قریہ عظیمہ بڑا جس میں تین ہزار دوسو ۳۲۰۰ آدمی آباد ہیں اور چند دوکانیں بھی وہاں موجود ہیں پس موافق مذہب حنفیہ کے اور فقہ کی کتابوں کے وہاں جمعہ ہوتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے قریہ میں جمعہ عند الحنفیہ صحیح ہے اور واجب واداء ہوتا ہے کیونکہ وہ قریہ کبیرہ ہے اور قریہ کبیرہ میں موافق تصریح شامی کے جمعہ صحیح ہوا ہے کذا فی المختار وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ۔(۳)

---

(۱) ووجب سعی الیھا وترک البیع الخ بالاذان الاول فی الا صح وان لم یکن فی زمن الرسول بل فی زمن عثمان وافا د فی البحر اطلاق الحرمۃ علی المکروہ تحریما (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۷۰ . ط.س. ج۲ص ۱٦۱) ظفیر .

(۲) ایضاً ۱۲ ظفیر۔

(۳) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ص ۷۳۸ . ط.س. ج ۲ص ۱۳۸ . ۱۲ظفیر۔

چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں خواہ وہاں دوکان کیوں نہ ہو

(سوال ۲۳۹۶) جس گاؤں میں تین چار صد آدمی علاوہ عورت وبچے آباد ہوں اور چار پانچ دوکانیں ہوں وہاں نماز جمعہ ادا کرنی چاہئے یا ظہر باجماعت۔

(الجواب) اس پر قصبہ اور شہر کی تعریف صادق نہیں آتی اور گاؤں میں جمعہ جائز نہیں، لہذا وہاں ظہر باجماعت ادا کرے ترک ظہر وہاں حرام اور معصیت ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۱) فقط۔

شرائط جمعہ نہ ہونے کی صورت میں روکنا

(سوال ۲۳۹۷) جامع مسجد میں بروز جمعہ جماعت جمعہ کی ہو رہی تھی، ایک مولوی صاحب نے وہاں آکر تمام نمازیوں کو بآواز بلند کہا کہ فوراً اے حنفیوں جمعہ کی نماز سے نیت توڑ دو ورنہ کافر ہو جاؤ گے کیوں یہاں نماز جمعہ جائز نہیں ہے، اس کا پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ آیا کس کس مقام پر کس شرائط سے نماز جمعہ جائز ہے اور کہاں ناجائز۔ اگر کسی مقام پر کلیۃً شرائط جمعہ موجود نہ ہوں وہاں جمعہ پڑھنے سے گناہ اور کفر تو عائد نہیں ہوتا اور وہ مولوی صاحب نماز تڑوانے کے مجاز تھے یا نہ، اگر نہیں تھے تو ان کو کیا گناہ ہوا۔

(الجواب) حنفیہ کا مذہب جمعہ کے بارہ میں یہ ہے کہ شہر اور قصبہ اور بڑے قریہ میں جس میں دو چار ہزار آدمی آباد ہوں اور ضروری اشیاء کی دوکانیں ہوں وہاں جمعہ واجب ہے اور ادا ہوتا ہے البتہ چھوٹے قریہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا اس میں جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی لکھا ہے،(۲) لیکن کفر وہ بھی نہیں ہے۔ پس اگر وہ بستی جس میں جمعہ ہو رہا تھا قصبہ یا بڑا قریہ تھا تو جمعہ اس میں واجب تھا اور صحیح تھا توڑوانا جمعہ کا وہاں حرام تھا، وہ مولوی صاحب غلطی پر تھے جنھوں نے جمعہ تڑوایا توبہ کریں۔ اور اگر وہ چھوٹا گاؤں تھا تو بے شک جمعہ پڑھنا وہاں مکروہ تحریمی تھا، تڑوانا جمعہ کا اچھا ہوا۔ پس یہ سوال میں لکھنا چاہئے تھا کہ وہ جگہ جہاں کا یہ قصہ ہے کیسی بستی ہے چھوٹی یا بڑی آبادی وہاں کس قدر ہے اور بازار اور دوکانیں ہیں یا نہیں۔ رد المحتار۔ معروف شامی باب الجمعہ میں ہے۔ وتقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الى ان قال وفيما ذكرنا اشارة الى انها لا تجوز في الصغيرة الخ۔(۳)

جمعہ کے دن قبل جمعہ ناخن ترشوانا

(سوال ۲۳۹۸) صحیح بخاری کتاب الجمعہ۔ حدیث سلمانؓ يتطهر ما استطاع الخ کی شرح میں شراح میں منجملہ طہارت کے حجامت کو بھی داخل کیا ہے اور حدیث ابو ہریرہ مرفوعاً كان يقلم اظفاره ويقص شاربه يوم الجمعة قبل ان يخرج الى الصلوٰة اخرجه البزار والطبراني والبيهقي بسند حسن هكذا في الدر المنثور (سیوطی ج ۱ ص ۲۱۱ صریح) دال ہے کہ قبل نماز جمعہ کے حجامت بنانا مسنون ہے۔ حالانکہ سند میں ابراہیم بن قدامہ واقع ہے۔ میزان الاعتدال میں لایعرف اور فتح الباری میں سندہ ضعیف لکھا ہے۔ اور وہی سیوطی کی جامع صغیر میں

---

(۱) صلاة العيد في القرى تكره تحريما (در مختار) ومثله الجمعة (رد المحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ص۱۶۷) ظفير. (۲) صلاة العيد في القرى تكره تحريما (درمختار) ومثله الجمعة (ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۵) ظفير. (۳) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸ ۔ ۱۲ ظفير.

ضعف کا نشان لگا ہوا ہے۔ لیکن صاحب فتح نے لسان المیزان اور حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ابراہیم مذکور کو لکھا ہے ذکرہ ابن حبان فی الثقات اھ اشباہ و در مختار وغیرہ میں بعد نماز جمعہ کے جماعت بنانا افضل لکھا ہے واسطے مشابہت احرام کے اور غنیۃ شرح منیہ نقلا عن السروجی قبل نماز جمعہ کے مستحب لکھا ہے اور شامی نے حظر واباحت بعد جمعہ کے حجامت بنانے کو خلاف حدیث ابو ہریرہ کے بتلایا ہے۔ آیا حدیث ابو ہریرہ جس کو سیوطی نے بسند حسن لکھا ہے فی الواقع صحیح ہے یا نہیں اور جامع صغیر پر جو نشان صحت اور ضعف کے ہیں کس نے لگائے ہیں اور حجامت بنانا قبل جمعہ کے افضل ہے یا بعد جمعہ کے اور جو بعدیت کے قائل ہیں ان کی تعلیل درست ہے یا نہ۔

(الجواب) صحیح شامی رحمۃ اللہ سے ترجیح اسی کو معلوم ہوتی ہے کہ تقلیم اظفار وغیرہ قبل جمعہ ہونا چاہئے تاکہ موافق ہو جاوے حدیث کے۔ نیز غسل کا پہلے مسنون ہونا بھی اسی کو مقتضی ہے اور جن فقہاء رحمہم اللہ نے بعد جمعہ کو افضل کہا ان کی نظر اس پر ہوئی لما فیہ معنی الحج الخ یا اس پر لینالہ برکۃ الجمعۃ لیکن ظاہر ہے کہ قواعد مذہب اور فعل آنحضرت ﷺ قبلیت کو مقتضی ہے وعلیہ عمل مشائخنا رحمهم الله مثل الشيخ العلامه المحقق القطب الگنگوهي قدس سره وغیرہ من المحققین رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اور اس کو فقہاء اور محدثین نے طے کر دیا ہے کہ حدیث ضعیف پر بھی فضائل اعمال میں عمل صحیح ہے اور اسی حدیث کا ضعیف تو متفق علیہ بھی نہیں ہے، بعض نے حسن کہا اور بعض نے ضعیف۔ فقط۔

فناء مصر کی تعریف

(سوال ۲۳۹۹) ایک گاؤں شہر سے ایک میل کی مسافت پر ہے فناء شہر سے بالکل جدا ہے بعض فقہاء نے تعریف فناء کو معتبر سمجھا ہے تو ان کے نزدیک وہاں جمعہ واجب نہیں مگر جنہوں نے تقدیر الفناء بالمسافت فرمائی ان کے قول کے مطابق وہاں جمعہ واجب ہے کیونکہ موضع مذکور ایک فرسخ کے اندر ہے اور فرسخ پر بہتوں کا فتویٰ ہے آیا اس گاؤں میں جمعہ واجب ہے یا نہیں۔

(الجواب) تحدید بالفراسخ مطلقاً معتبر نہیں بلکہ اعتبار فناء مصر میں اس کا ہے کہ وہ جگہ مصالح مصر کے لئے ہے یا نہیں۔ اگر مصالح مصر کے لئے نہیں ہے بلکہ جداگانہ قریہ ہے تو اس کا حکم دربارہ جمعہ مستقل ہے یعنی اگر وہ قریہ کبیرہ ہے جمعہ اس میں واجب وادا ہوگا ورنہ نہیں قال في الشامي والتعريف احسن من التحديد الخ۔ (۱) فقط۔

ایک مسجد میں تعدد جمعہ مکروہ ہے

(سوال ۲۴۰۰) ایک مسجد میں دو جمعہ جائز ہیں یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۹ ۱۲ ظفیر . پوری عبارت اس طرح ہے . او فناء وهو ما حوله اتصل به لا جل مصالحه كدفن الموتى وركض الخيل والمختار للفتوى تقديره بفرسخ ذكره الوالجي (در مختار) اعلم ان بعض المحققين اهل الترجيح اطلق الفناء عن تقديره بمسافة وكذا محرر المذهب الا مام محمد و بعضه قدره بها وجملة اقوالهم في تقديره ثمانية اقوال اوتسعة ، غلوة ميل ، ميلان ، ثلاثة فرسخ ، فرسخان ثلاثة سماع الصوت ، سماع الا ذان ، والتعريف احسن من التحديد لا نه لا يوجد ذالك في كل مصر وانما هو بحسب كبرا لمصر و صغره الخ فالقول با لتحديد بمسافة يخالف التعريف المتفق على ماصدق بانه المعد لمصالح المصر الخ (ردالمحتار .باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۹ .ط.س.ج ۲ ص ۱۳۸ - ۱۳۹) ظفير۔

(الجواب) تعدد جمعہ ایک شہر میں دو مسجدوں میں یا زیادہ میں عند الحنفیہ درست ہے۔ کما فی الدر المختار۔ وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذھب وعلیہ الفتویٰ۔ وفی ردالمحتار قوله مطلقاً ای سواء کان المصر کبیراً او الخ و سواء کان التعدد فی مسجدین او اکثر الخ۔(۱) لیکن ایک مسجد میں تعدد جماعت مکروہ ہے۔ پس دوسری جماعت جمعہ کی اس صورت میں مکروہ ہے جیسا کہ تمام نمازوں کی جماعت ثانیہ کو اس مسجد میں جس میں امام و مؤذن مقرر ہوں فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور خصوصاً جمعہ پڑھنے کے بعد جامع مسجد کو بند کر دینے کا حکم دیا ہے شامی میں ہے والظاهر انه یغلق ایضاً بعد اقامة الجمعة لئلا یجتمع به احد بعدها الخ(۲)

اذان ثانی مسجد کے اندر درست ہے

(سوال ۲۴۰۱) جمعہ میں اذان ثانی یعنی اذان خطبہ کہاں پر ہونا چاہئے۔ ایک عالم صاحب یہاں پر تشریف لائے اور انہوں نے جمعہ کی اذان ثانی منبر کے نزدیک ہونا ناجائز ٹھہرایا اور یہ فرمایا کہ اذان ثانی قریب دروازہ مسجد یعنی صحن مسجد کے کنارے پر خطیب کے سامنے ہونا چاہئے۔ یہ صحیح ہے یا کیا۔

(الجواب) جمعہ کی اذان ثانی مسجد میں بین یدی الخطیب ہونی معروف اور مسنون ہے، ہمیشہ سے اسی پر عمل در آمد علماء و فقہاء کا رہا ہے اور کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے پس اس اذان کو مسجد میں منع کہنا صحیح نہیں ہے چنانچہ تحقیق اس کی بہت رسالوں اور فتوؤں میں کی گئی ہے۔ ہدایہ در مختار وغیرہ میں یہ مسئلہ موجود ہے(۳) اس کو دیکھ لیا جاوے۔ فقط۔

جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز

(سوال ۲۴۰۲) اگر چند آدمی جماعت جمعہ نہ پاویں تو ظہر با جماعت پڑھیں یا علیحدہ علیحدہ۔

(الجواب) علیحدہ علیحدہ ظہر پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں۔ کذا فی الدر المختار والشامی۔(۴) فقط۔

جب نہ خطبہ کی کتاب ہو اور نہ زبانی یاد ہو تو کیا کرے

(سوال ۲۴۰۳) اگر کسی مسجد میں خطبہ موجود نہ ہو اور نہ زبانی یاد ہو تو بغیر خطبہ نماز جمعہ پڑھی جاوے یا نماز ظہر پڑھی جاوے۔

(الجواب) خطبہ جو فرض ہے وہ ایک دفعہ سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر کہنے سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کی نزدیک بقدر تین آیت یا بقدر تشہد سے خطبہ ادا ہو جاتا ہے پس اگر خطبہ معروف یاد نہ ہو تو قدر مذکور پر اکتفاء کر کے جمعہ کی نماز ادا کی جائے۔(۵) اور جس جگہ واجب ہے یعنی شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ میں

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۵. ط.س. ج۲ص ۱۴۴. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً. ط.س. ج۲ص ۱۵۲. ۱۲ ظفیر. (۳) واذا صعد الامام المنبر وجلس اذن المؤذن بین یدی المنبر بذالك جری التوارث (هدایه باب الجمعه ج ۱ ص ۱۵۴) ظفیر ویوذن ثانیا بین یدی الخطیب ای علی السبیل المسنة کما یظهر من کلامهم رملی (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۷۰. ط.س. ج۲ص ۱۶۱) ظفیر. (۴) وکذا اهل مصر فاتتهم الجمعة فانهم یصلون الظهر بغیر اذان ولا اقامة ولا جماعة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص). ط.س. ج۲ص ۱۵۷ (۵) الشرط الرابع الخطبة وعلیه الجمهور ورکنها مطلق ذکر الله تعالیٰ بینهما عندابی حنیفة وعندهما ذکر طویل یسمی خطبة وسنتها کونها خطبتین بجلسة بینهما تشتمل کل منهما علی الحمد والتشهد والصلوٰة علی النبی صلی الله علیه وسلم والا ولی تلاوة آیة وعلی الوعظ ایضاً الخ (غنیة المستملی ص ۵۱۵ ظفیر.

جمعہ چھوڑنہ جاوے(۱) فقط۔

مسجد پہنچتے ہی سنت پڑھی جائے

(سوال ۲۴۰۴) جمعہ میں اگر کوئی شخص مسجد جاوے تو پہلے کچھ دیر بیٹھ کر سنت وغیرہ پڑھنا چاہئے یا فوراً جانے کے ساتھ ہی سنت وغیرہ پڑھنا چاہئے۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے اذا دخل احدکم المسجد فلیر کع رکعتین قبل ان یجلس(۲) اس کا حاصل یہ ہے کہ جب کوئی شخص تم میں سے مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھے اور یہ دو رکعت تحیۃ المسجد ہیں جو کہ مستحب ہیں بہر حال اس سے یہ معلوم ہوا کہ مسجد میں جا کر بیٹھنے سے پہلے نوافل یا سنتیں پڑھنی چاہئیں وہذا مذہب الفقہاء۔ فقط۔

قصبات میں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۴۰۵) ایک مقام پر مسلمانوں کی آبادی اتنی ہے کہ وہ جب وہاں کی مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو سب نہیں آسکتے۔ کل آبادی میں دو سو پچاس مکانات ہیں جن میں ۹۵ گھر مسلمانوں کے ہیں اور سترہ دکان ہیں جس میں کپڑے، برتن مٹھائیاں وضروری اشیاء میسر ہو سکتی ہیں آیا اس آبادی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں ہے کہ جمعہ قصبات اور بڑے قریہ میں جس میں بازار ہوا ادا ہوتا ہے۔ پس اگر آبادی اس قریہ کی مثل چھوٹے قصبہ کی مثلاً تین چار ہزار آدمیوں کی ہے اور اس میں بازار بھی ہے تو جمعہ وہاں واجب اور ادا ہوتا ہے ورنہ نہیں اور مالا یسع اکبر مساجد اہلہ المکلفین الخ یہ تعریف حقیقی اور کلی نہیں ہے کہ جس جگہ یہ تعریف پائی جاوے وہاں جمعہ واجب ہو جاوے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیها اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انها لا تجوز فی الصغیرۃ(۳) فقط۔

جہاں جمعہ جائز ہے وہاں مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۴۰۶) ایک شہر کی چند مساجد میں جمعہ جائز ہے پس علاوہ مسجد کے کسی کارخانہ یا مکان میں مثل مسجد کے جمع ہو کر جمعہ پڑھیں تو کیسا ہے، کیا جمعہ کے لئے مسجد ضروری ہے۔

(الجواب) امصار وقصبات میں جمعہ کی ادا ہونے کے لئے مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے۔ علاوہ مساجد کے دوسرے مکانات اور کارخانوں میں اور میدانوں میں بھی جمعہ صحیح ہے۔ کمافی الدر المختار۔ وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذهب وعلیہ الفتویٰ(۴) فقط۔

---

(۱) ان صلوٰۃ الجمعۃ فرض عین علی کل من استکمل شرائط وجوبها (غنیۃ المستملی ص ۵۰۸) ظفیر۔
(۲) مشکوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ فصل اول ص ۶۸
(۳) رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۴۸ ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸. ۱۲ ظفیر۔
(۴) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۵۵. ط.س. ج ۲ ص ۱۴۴. ۱۲ ظفیر۔

خطبہ کے وقت زور سے دعائیں اور درود نہ پڑھا جائے

(سوال ۲۴۰۷) خطبہ میں آیت ان اللہ وملئکة یصلون علی النبی الآیہ سن کر مقتدی درود شریف پڑھتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق کا نام سن کر رضی اللہ عنہ زور سے یا آہستہ پکارنا اور الھم ایدا لا سلام الخ اور دیگر ادعیہ سن کر آمین جلی و خفی کہنا جائز ہے یا نہیں، اور سرخ رومال ریشمی ہو یا غیر ریشمی دستار باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) فقہاء نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت خطیب آیة ان اللہ وملئکة یصلون علی النبی الآیہ پڑھے تو سامعین اپنے دل میں درود شریف پڑھیں زبان سے اور آواز سے نہ پڑھیں۔ شامی میں ہے وکذلک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز ان یصلی علیہ بالجھر بل بالقلب وعلیہ الفتویٰ الخ (۱) اور در مختار میں ہے والصواب انہ یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند سماع اسمہ فی نفسہ الخ (۲)

پس سوائے درود شریف بکیفیت مذکورہ کے اور کچھ پڑھنا سامعین کو نہ چاہئے۔ نہ رضی اللہ عنہ زور سے کہیں اور نہ آمین جہر سے کہیں اور نہ زبان سے کہیں۔ اگر دل میں کہہ لیں بلا زبان کے، تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور ریشمی دستار و رومال سے نماز پڑھنا یا پڑھانا مکروہ ہے۔ (۳) فقط۔

فناء کی تعریف میں اختلاف اور راجح قول

(سوال ۲۴۰۸) مولوی عبدالجبار مرحوم اپنے فتاویٰ ص ۶۱ میں جمعہ فی القریٰ کی نسبت حنفیہ کا مذہب تحریر فرماتے ہیں اور وہ موضع کہ مسافت میں ۴۸ میل سے کم ہو اگرچہ وہ قریہ چھوٹا ہی ہو وہ بھی مصر کا حکم رکھتا ہے۔ مواہب الرحمٰن اور اس کی شرح برہان میں لکھا ہے ویو جبھا ابو یوسف علی من کان داخل حد الا قامة الذی من فارقہ یصیر مسافراً او من وصل الیھا یصیر مقیما وھو الاصح اور عمدہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے قال فی معراج الدرایہ انہ اصح ماقیل فیہ۔ کیا اس روایت کا بھی معنی و مطلب یہی ہے جو مولوی صاحب مرحوم نے تحریر کیا ہے یا کچھ اور۔ لہٰذا اس کا معنی و مطلب واضح طور پر لکھیں۔

(الجواب) یہ روایت عند المحققین من الحنفیہ صحیح و مختار نہیں ہے جیسا کہ شامی نے کہا ان بعض المحققین اھل الترجیح اطلق الفناء عن تقدیرہ بمسافة وکذا محرر المذھب الا مام محمد رحمہ اللہ وبعضھم قدرہ بھا و جملة اقوالھم فی تقدیرہ ثمانیة اقوال او تسعة غلوة ، میل ، میلان، ثلثة ، فراسخ فرسخان ،ثلاثة، سماع الصوت، سماع الا ذان والتعریف احسن من التحدید الخ۔ (۴) اس سے معلوم ہوا کہ محققین نے تقدیر بالمسافت نہیں کی اور تحدید سے تعریف عمدہ ہے اور تعریف فناء مصر کی یہ ہے کہ جو مصالح مصر مثل دفن موتی اور رکض خیل وغیرہ کے لئے مہیا ہو۔ فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۶۸. ط.س. ج۲ ص ۱۵۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۶۸ ۱۵۹. ۱۲ ظفیر.
(۳) لان الصلوة فی الحریر ... مکروھة للرجال (شرح حموی علی الا شباہ والنظائر ص ۱۹۷) ظفیر.
(۴) ردالمحتار. باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۹ .ط.س. ج۲ ص ۱۳۹. ۱۲ ظفیر.

ہندوستان میں دارالحرب ہونے کی صورت میں بھی جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۴۰۹) اگر ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا جاوے تو جمعہ فرض ہے یا نہیں۔ اور بادشاہ مسلم ہونے کی شرط کا کیا جواب ہوگا۔

(الجواب) جمعہ پھر بھی فرض ہے اور بادشاہ مسلمان کا ہونا اس کیلئے شرط نہیں ہے شامی میں ہے **فلو الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین الخ** ۔(۱) ص ۵۴۰۔

جو قلعہ فناء مصر میں ہے اس میں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۴۱۰) ایک قلعہ جس میں ۵۰۰ آدمی رہتے ہیں اور ایک دوکان بھی ہے، سب اشیاء نہیں مل سکتیں اور سرکاری ہسپتال بھی ہے، ڈیڑھ میل کے قریب ایک بڑا قصبہ ہے وہاں سب اشیاء ملتی ہیں۔ قصبہ کے اندر جاکر نماز جمعہ پڑھنے کا پلٹن کو حکم نہیں تو قلعہ میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ظاہر یہ ہے کہ وہ قلعہ فناء قصبہ مذکورہ میں داخل ہے اور نماز جمعہ اس میں صحیح ہے۔ کمافی عامۃ کتب الفقہ من جواز الجمعۃ فی المصر وفناء المصر (۲) فقط۔

شہر میں تعدد جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۴۱۱) ایک شہر کی جامع مسجد میں ایک عالم صاحب امام اور حافظ قرآن موجود ہیں، زید ایک حافظ کو لڑکوں کی تعلیم کے لئے مقرر کرے اور مسجد سے علیٰحدہ ہو کر اور اہل برادری کو علیٰحدہ کر کے حافظ مذکور کے پیچھے دوسری مسجد میں جو ایک فاحشہ کی بنوائی ہوئی ہے جمعہ و تراویح کرا لوے اور جامع مسجد کی جماعت سے کہے کہ تم کو اس مسجد میں آنا چاہئے۔ اس مسئلہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) حنفیہ کا صحیح و مفتی بہ مذہب یہ ہے کہ ایک شہر میں چند جگہ جمعہ صحیح ہے، **کمافی الدر المختار وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذہب وعلیہ الفتویٰ**(۳) اور یہ بھی حکم شرعی ہے کہ جو مسجد قائم ہوگئی اور وقف ہوگئی اس کا آباد کرنا اور آباد رکھنا مسلمانوں کو لازم ہے(۴) اور یہ بھی مسلم ہے کہ مال غیر طیب مسجد میں لگانا مکروہ ہے(۵) لیکن اس کا گناہ مال غیر طیب لگانے والے پر ہوگا اس سے اس مسجد کی مسجدیت باطل نہ ہوگی۔ پس ایسی صورت کرنی چاہئے کہ مال غیر طیب جو اس مسجد میں لگایا گیا ہے اس کا معاوضہ حلال آمدنی سے اس مال غیر طیب لگانے والے کو دے دیا جاوے تاکہ وہ مسجد مال غیر طیب سے پاک ہو جاوے اور جو مسجد مسلمانوں کی بنا کردہ ہے اس کو مسجد ضرار نہ کہنا چاہئے کیونکہ مسجد ضرار منافقین کفار کی بنائی ہوئی تھی اور نیت ان کی خراب تھی مسلمانوں کی طرف سے حسن ظن کرنا چاہئے اور بدظنی نہ کرنی چاہئے۔ قال اللہ تعالیٰ

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۵۴. ط.س. ج ۲ ص ۱۴۴. ۱۲ ظفیر۔

(۲) ویشترط لصحتہا الخ المصر الخ او فناءہ وہو ما حولہ اتصل بہ او لا الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۹. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۷ ...... ۱۳۸) ظفیر. (۳) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۵۵. ط.س. ج ۲ ص ۱۴۴. ۱۲ ظفیر. (۴) لو لم یکن لمسجد منزلہ موذن فانہ یذہب الیہ ویؤذن فیہ ویصلی ولو کان وحدہ لان لہ حقا علیہ فیؤدیہ (ردالمحتار مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۲۱۷. ط.س. ج ۲ ص ۱۵۹) ظفیر.

(۵) قال تاج الشریعۃ اما لو انفق فی ذالک مالا خبیثا او مالا سببہ الخبیث والطیب فیکرہ لان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لا یقبلہ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۶) ظفیر

الذین امنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم . الآیۃ(۱)
(ترجمہ) اے ایمان والو بچو بہت سے گمانوں سے، بے شک بعض گمان گناہ ہیں وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام فان الظن اکذب ۔الحدیث (۲) (ترجمہ) بے شک بد گمانی جھوٹی بات ہے۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم انما الا عمال بالنیات ولکل امرء ما نوی۔(۳) الحدیث (ترجمہ) مدار اعمال کا نیت پر ہے اور ہر ایک شخص کے لئے وہ ہے جو اس نے نیت کی۔ پس اگر دونوں مسجدوں میں جمعہ ہو تو دونوں جگہ صحیح ہے کسی پر طعن اور بد ظنی نہ کرنی چاہئے اور مسلمانوں کو باہم اتفاق سے رہنا چاہئے اور جماعت پنج وقتہ دونوں مسجدوں میں کرنا ضروری ہے کیونکہ کسی مسجد کو غیر آباد رکھنا نہ چاہئے اور جماعت تراویح بھی دونوں مسجدوں میں ادا کرنا عمدہ ہے، لیکن یہ برا ہے کہ دوسری مسجد کے نمازیوں کو اس غرض سے توڑا جاوے کہ پہلی مسجد ویران ہو جاوے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے مسلمانوں سے کہ دونوں مسجدوں کو آباد رکھو۔ کچھ یہاں نماز پڑھو اور کچھ وہاں۔ الغرض اتفاق اور اتحاد محمود ہے اور اختلاف وافتراق قبیح ومذموم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ . واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا الآیۃ ۔(۴) فقط۔

عصا کے سہارے خطبہ مکروہ نہیں ہے

(سوال ۲۴۱۲) خطیب کو بوقت خطبہ پڑھنے کے عصا لینا مسنون ہے یا مکروہ۔ در مختار میں مکروہ لکھتے ہیں۔ حدیث شریف سے سنت ہونا معلوم ہوتا ہے تطبیق کی کیا صورت ہے

(الجواب) در مختار میں خلاصہ سے کراہۃ اتکاء علی القوس والعصا نقل کی ہے لیکن حلیہ میں اس کو بوجہ مخالفت حدیث رد کر دیا ہے اور قہستانی نے محیط سے نقل کیا ہے ان اخذ العصا سنۃ کالقیام۔(۵)
پس شامی وغیرہ کی تحقیق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اخذ عصا کو مکروہ نہ کہنا چاہئے اور تطبیق کی صورت یہ بھی ہو سکتی ہے جو علامہ مجد الدین فیروز آبادی سے سوال میں منقول ہے کہ منبر بننے سے پہلے عصا کا لینا ثابت ہے پھر بعد منبر بننے کے متروک ہو گیا۔ بعض فقہاء نے اسی بنا پر مکروہ کہا ہو گا۔

جہاں گائے کی قربانی نہ ہوتی ہو وہاں بھی نماز جمعہ و عید درست ہے

(سوال ۲۴۱۳) ریاست نیپال میں جہاں گائے کی قربانی مہاراجہ کے حکم سے بند ہے نماز جمعہ و عیدین ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز جمعہ و عیدین وہاں صحیح ہے اور ادا ہو جاتی ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) سورۃ الحجرات .
(۲) مشکوٰۃ .
(۳) مشکوٰۃ قبیل کتاب الایمان ۱۲ ظفیر۔
(۴) النساء۔
(۵) دیکھئے رد المحتار۔ باب الجمعہ ج ۱ ص ۲۷۷ ۔ ط.س. ج ۲ ص ۱۶۳ . ۱۲ ظفیر۔
(۶) وقع فرضا فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیھا اسواق (رد المحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ . ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸) ظفیر۔

سنت بوقت خطبہ درست نہیں

(سوال ۲۴۱۴) ایک شخص جمعہ کے خطبہ کے وقت دو رکعت سنت پڑھ لیتا ہے اور دوسرا شخص اس کو منع کرتا ہے۔ سنت پڑھنے والا احادیث صحیحین پیش کرتا ہے۔ ایک حدیث میں پیغمبر خدا ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا جو خطبہ کے وقت آیا تھا کہ اٹھ اور دو رکعت نماز پڑھ لے۔ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن ایسے وقت آوے کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اس کو چاہئے کہ دو رکعت پڑھ لے اور منع کرنے والا آیۃ کریمہ واذا قرء القرآن الآیۃ پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خطبہ سننا فرض ہے۔ پس بوقت خطبہ سنت پڑھنا درست نہیں ہے۔

(الجواب) امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہی ہے کہ خطبہ کا سننا فرض ہے اور اس وقت نماز نفل وغیرہ پڑھنا ممنوع ہے۔ لقوله تعالیٰ واذاقرء القرآن فاستمعو اله وانصتوا۔(۱) اور نزول اس آیت کا نماز کے بارہ میں ہے یا خطبہ کے بارہ میں، ان دونوں قول کو مفسرین اور محققین نے نقل فرمایا ہے۔ صاحب جلالین نے خطبہ میں اس کا نزول لکھا ہے اور صاحب کمالین نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کو سند کیا ہے اور دیگر روایات دربارہ نزول فی الصلوٰۃ بھی نقل فرمائی ہیں۔ بہر حال خطبہ بھی اس حکم میں داخل ہے اور صاحب کبیری نے خطبہ کے وقت نماز کی ممانعت روایات حدیث و آثار سے ثابت فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں ولانی حنیفۃؒ ماذکر ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن علي وابن عباس وابن عمر كانوا يكرهون الصلوٰة والكلام بعد خروج الامام (الى ان قال) اخرج الستة عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قلت لصا حبك يوم الجمعة انصت فقد لغوت وهذا يفيد بعبادته منع الا ...... بالمعروف مع انه واجب وبدلالته منع صلوٰة النفل والقراء ة والا ذكار لانه اذا منع الواجب فالنفل اولى بالمنع ويرجح على سائر الا حاديث الدالة على جواز تحية المسجد او اباحة الكلام لانه محرم والمحرم مرجح على المبيح (۲) الى آخر ما قال، رحمه الله تعالىٰ۔

پس دیکھئے اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ حدیث منع کو ترجیح ہے۔ حدیث جواز پر اس وجہ سے کہ وہ یعنی حدیث منع محرم ہے اور حدیث جواز مبیح۔ اور محرم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے۔ اور نیز علمائے محققین نے حدیث جواز کا یہ بھی جواب دیا ہے کہ وہ واقعہ خاص ہے اور آنحضرت ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ نے خاص شخص کو کسی خاص وجہ سے اجازت دے دی حکم عام وہی ہے جو دیگر احادیث و نصوص سے ثابت ہے یعنی ممنوع ہونا نماز وغیرہ کا بوقت خطبہ۔ فقط۔

دوسری زبان غیر عربی میں خطبہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک

(سوال ۲۴۱۵) امام اعظمؒ جو بلا عذر زبان عربی کے سواء دوسری زبان میں خطبہ پڑھنے کو جائز فرماتے ہیں، یہ حدیث کے مخالف ہے، اس سے کیا مراد ہے۔

(الجواب) امام صاحب کی مراد اداء مع الکراہت ہے۔ کما صرح بہ الفقہاء فقط

(۱) الاعراف ۲۰۴۔
(۲) غنية المستملى المعروف بالكبيرى ص ۵۲۰ باب الجمعة ۱۲ ظفیر۔

رمضان کے آخری جمعہ میں الوداع الفراق ثابت نہیں

(سوال ۲۴۱۶) خطبہ جمعہ اخیرہ رمضان المقدس جو کلمات حسرت وافسوس الوداع الوداع اور الفراق الفراق پر مشتمل ہے، یہ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(الجواب) ثابت نہیں ہے۔(۱) فقط۔

اس قلعہ میں جمعہ درست نہیں جس میں آمدورفت کی عام اجازت نہیں

(سوال ۲۴۱۷) ایک قلعہ میں آمدورفت کے لئے عام اجازت نہیں ہے، اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس قلعہ میں جمعہ جائز نہیں ہے باہر جائز ہے جہاں عام لوگ شریک ہو جائیں۔

(الجواب) اذن عام بے شک صحت جمعہ کے لئے شرط ہے، پس جب کہ اس قلعہ میں عام نمازیوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے تو وہاں جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ کذا فی الدر المختار والشامی وغیرہما(۲) فقط۔

جمعہ کے لئے کتنے نمازیوں کی موجودگی ضروری ہے

(سوال ۲۴۱۸) جمعہ کی نماز ایک مسجد میں دوازدہ ماہی دو بجے ہوتی ہے اور اکثر کثیر تعداد میں نمازی ہوتے ہیں لیکن گذشتہ جمعہ میں نماز کا وقت ہو گیا اور نمازی مع امام کے چار تھے، ایسی حالت میں جمعہ کی نماز شروع کر دینی چاہئے یا کوئی خاص تعداد ہے کہ جس کا انتظار جمعہ کے لئے کرنا چاہئے، یعنی چار آدمیوں کی موجودگی میں خطیب خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جاوے یا نہیں یا سات آدمیوں کا لازمی طور پر انتظار کرنا چاہئے۔

(الجواب) جمعہ کی جماعت کے لئے تین مقتدی کا ہونا ضروری ہے۔ پس اگر صرف تین آدمی علاوہ امام کے موجود ہوں تو امام خطبہ شروع کر دیوے اور نماز جمعہ کی ادا کرے، نماز جمعہ صحیح ہوگی۔ کما فی الدر المختار والسادس الجماعة واقلها ثلثة رجال ولو غير الثلاثة الذين حضر واالخطبة سوى الا مام الخ (۳) در مختار و کذا فی الشامی۔ فقط۔

گاؤں اور جنگل میں جمعہ درست نہیں

(سوال ۲۴۱۹) دس بیس آدمی کہیں سفر کر رہے ہیں لیکن سفر شرعی نہیں ہے یا دس بارہ کوس پر کوئی ژرات جارہی ہے تو راستہ میں ان لوگوں کو جمعہ پڑھنا چاہئے یا گاؤں میں جا کر مسجد ہی میں پڑھیں جس میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔

(الجواب) گاؤں اور جنگل میں جمعہ درست نہیں ہے۔ جمعہ اسی جگہ صحیح ہوتا ہے جس جگہ شرط صحت پائی جاوے یعنی وہ بستی شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ ہو۔ کما فی الشامی تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارة الی انها لا تجوز فی الصغیرة الخ ۔(۴) فقط۔

---

(۱) وعلی هذا الخلاف الخطبة وجمیع اذکار الصلاة (در مختار) رکن مبالی کراهة الدعاء بالا عجمیة (ردالمحتار صفة الصلوٰة فصل ج ۱ ص ۴۵۱ .ط.س. ج۲ص ۴۸۴) ظفیر۔

(۲) والسابع الاذن العام من الامام وهو یحصل بفتح ابواب...... وین الخ فلو دخل امیر حصنا او قصره واغلق بابه وصلی باصحابه لم تنعقد ولو فتحه واذن للناس بالدخول جاز (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۷۶۱ .ط.س. ج ۲ ص ۱۵۱) ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۰ .ط.س. ج۲ص ۱۵۱. ۱۲ ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ص ۷۴۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸. ۱۲ ظفیر

جمعہ میں خطبہ مختصر ہونا چاہئے اور قرأت مسنون

(سوال ۲۴۲۰) جمعہ میں قرأت طویل ہونی چاہئے یا خطبہ۔

(الجواب) خطبہ مختصر ہونا چاہئے اور قرأت موافق سنت کے ہونی چاہئے جیسے سورہ سبح اسم ربک الاعلی وغیرہ(۱) فقط۔

ترک جمعہ گناہ ہے

(سوال ۲۴۲۱) اگر کوئی شخص ڈاکخانہ کا ملازم ہو اور بوجہ ملازمت جمعہ نہ پڑھ سکتا ہو تو اس موقعہ پر جمعہ ترک کرنے سے کچھ گناہ تو نہیں ہوگا اگرچہ مسجد بالکل قریب ہو۔

(الجواب) ایسی حالت میں کہ جمعہ فرض ہو جمعہ کا ترک کرنا سخت گناہ ہے اور کبیرہ گناہ ہے اور ترک جمعہ پر حدیثوں میں وعید شدید وارد ہوئی ہے ایک حدیث میں یہ مضمون ہے کہ جو لوگ جمعہ ترک کرتے ہیں چاہئے کہ وہ ترک جمعہ سے باز آویں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگادے گا۔ پھر وہ غافلین میں سے ہو جاویں گے۔(۲) پس حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے کہ شہر اور قصبہ میں رہتے ہوئے جمعہ ترک نہ ہو اور اگر کبھی اتفاق سے مجبوری ترک ہو گیا تو ظہر کی نماز ادا کر لینی چاہئے اور ترک جمعہ سے توبہ کر لینی چاہئے۔(۳) فقط۔

امام جمعہ کے لئے باہر جائے یا ظہر کی امامت کرے

(سوال ۲۴۲۲) گاؤں کے امام جمعہ کے دن دوسرے قصبہ یا شہر وغیرہ میں جمعہ پڑھنے کے واسطے چلے جاتے ہیں تو امام کو اپنے گاؤں میں جماعت ظہر کرانی بہتر ہے یا دوسری جگہ جاکر جمعہ پڑھنا۔ دینیات کی کتابوں میں یہ لکھا دیکھا ہے کہ جس نے تین یا چار جمعہ ترک کئے گویا اس نے اسلام کو پیٹھ دی۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

(الجواب) یہ حدیث شریف میں وعید ترک جمعہ پر آئی ہے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جس جگہ جمعہ فرض ہو اور پھر کوئی شخص بلا عذر جس پر کہ جمعہ فرض ہے جمعہ ترک کرے تو اس کے لئے یہ وعید ہے۔ اور قریہ صغیرہ جہاں جمعہ فرض نہیں ہے اور جمعہ وہاں ادا نہیں ہوتا وہاں یہ وعید اور یہ حکم نہیں ہے بلکہ ان کے لئے یہ حکم ہے کہ ان کو گاؤں میں ظہر باجماعت پڑھنی چاہئے لیکن اگر کوئی شخص قصبہ یا شہر میں جاکر جمعہ پڑھے تو یہ بہت ثواب کی بات ہے اور جو شخص قصبہ یا شہر میں نہ جاوے وہ گاؤں میں ظہر کی نماز پڑھے اس کو اس قصبہ وغیرہ میں جاکر جمعہ نہ پڑھنے سے کچھ گناہ نہ ہوگا۔(۴) فقط۔

---

(۱) ویسن خطبتان خفیفتان وتکرہ زیادتہما علی قدر سورۃ من طوال المفصل (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۵۸. ط.س. ج۲ ص۱۴۸) ظفیر۔

(۲) عن ابن عمر و ابی ہریرۃ انہما قالا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی اعواد منبرہ لینتہین اقوام عن ودعہم الجمعات اولیختمن اللہ علی قلوبہم ثم لیکونن من الغافلین رواہ مسلم (باب وجوبہا فصل اول ج ۱ص ۱۲۱) ظفیر۔ (۳) قال اللہ تعالیٰ . یایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع (سورۃ الجمعۃ ۲) ظفیر۔ (۴) ومن لا تجب علیہم الجمعۃ من اہل القری والبوادی ، لہم ان یصلوا الظہر بجماعۃ یوم الجمعۃ باذان اقامۃ (عالمگیری مصری. الباب السادس عشر فی الجمعۃ ج ۱ص ۱۳۶ .ط.ماجدیہ ج۲ ص ۱۴۵) ظفیر۔

خطبہ میں کیا کیا پڑھا جائے

(سوال ۲۴۲۳) خطبہ نماز جمعہ میں بعد جلسہ استراحت درمیانی کس قدر خطبہ پڑھنا چاہئے اور اس میں کیا کیا مضامین ہوں، کیا صرف چند کلمات حمد اور ایک آیت قرآنی سے خطبہ ثانیہ پورا ہو جائے گا اور کیا نعت حضور سرور عالم ﷺ درود شریف و ذکر خلفاء کبار و اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و دعاء مومنین کے ترک سے کچھ نقصان واقع نہ ہوگا۔

(الجواب) شامی میں ہے کہ خطبہ اولیٰ میں اللہ کی حمد و ثنا اور شہادتین اور درود شریف اور وعظ و نصیحت وغیرہ کے مضامین ہونے چاہئیں۔ پھر لکھا ہے والثانیۃ کالاولیٰ یعنی دوسرا خطبہ بھی مانند پہلے خطبہ کے ہے۔ یعنی وہی امور اس میں بھی ہونے چاہئیں لیکن بجائے وعظ و تذکیر کے دعا مسلمانوں کے لئے کی جاوے اور ذکر خلفائے راشدین وغیرہم کا بھی مستحب ہے۔(۱) فقط۔

امام نے حالت خطبہ میں کسی کی تعظیم کی اور اسے منبر پر لے آیا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۴۲۴) امام نے بحالت خطبہ بند کر کے کسی کی تعظیم کی اور اس کو منبر پر چڑھادیا، پھر خطبہ مابقی ادا نہیں کیا، نماز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) نماز ہوگئی(۲) مگر آئندہ ایسا کرنا نہ چاہئے۔

سلطان المعظم کا نام خطبہ میں لینا اور دعاء کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۴۳۵) سلطان المعظم کا نام لے کر خطبہ جمعہ و عیدین میں اصلاح و ترقی و نصرت علی الاعداء کی دعاء کرنا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین لا الدعاء للسلطان وجوز القهستانی ویکره تحریماً وصفه بما لیس فیه الخ اور شامی میں ہے بل لا مانع من استحبابه فیها کما یدعی لعموم المسلمین فان فی صلاحه صلاح العالم الخ ۔(۳) اس سے معلوم ہوا کہ دعا مذکورہ جائز بلکہ مستحب ہے۔ فقط۔

کالا پانی میں جمعہ جائز ہے۔

(سوال ۲۴۲۶) میں آج کل بسلسلہ ملازمت اس مقام میں ہوں جو ہندوستان میں کالا پانی کہا جاتا ہے۔ یہاں تقریباً ۱۲ ہزار قیدی ہیں اور دو ہزار آزاد ہیں کل تعداد آزاد مسلمانوں کی پانچ سو سے کم ہے۔ یہاں بازار ہے کل اشیاء ضروری خوردنی و پوشیدنی میسر آتی ہیں۔ آیا یہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ویسن خطبتان خفیفتان الخ ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین (در مختار) ویبداء ای قبل الخطبة الاولی بالتعوذ سراً ثم بحمد الله تعالیٰ والثناء علیه والشهادتین والصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم والعظة والتذکیر والقراءة قال فی التجنیس والثانیة کالاولی الا انه یدعوا للمسلمین مکان الوعظ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹. ط. س. ج ۲ ص ۱۴۸ ...... ۱۴۹) ظفیر. (۲) کفت تحمیدة او تحلیلة او تسبیحة للخطبة المفروضة مع الکراهة و قالا، لا بد من ذکر طویل الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتارباب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۸، ط.س.ج ۲ ص ۱۴۸...... ۱۴۹) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹ ط.س.ج ۲ ص ۱۴۸...... ۱۴۹.۱۲ ظفیر.

یہاں کی بعض مساجد میں امام قیدی ہیں، کیا آزاد لوگوں کی نماز ان کے پیچھے درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز جمعہ مقام مذکور میں جائز ہے، وہاں نماز جمعہ ادا کرنا چاہئے۔(۱) اور امام قیدی کے پیچھے غیر قیدی کی نماز صحیح ہے۔(۲) فقط۔

چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں خواہ مصلحت ہی کیوں نہ ہو

(سوال ۲۴۲۷) ایک گاؤں میں جماعت احمدی کا بہت زور تھا، بندہ نے وہاں اشاعت اسلام کی، ایک برس میں وہ تمام اہل گاؤں راہ راست پر آئے اور سوائے سات آٹھ آدمیوں کے کہ وہ اس راہ پر پختہ ہیں اور مسجد میں ہمارا دخل ہو گیا ہے، ان کو جگہ نہیں دیتے چونکہ گاؤں مذکور چھوٹا ہے شرائط جمعہ کی نہیں پائی جاتیں صرف مقابل کے دور کرنے کو اگر چند عرصہ مصلحتاً جمعہ پڑھا جاوے تو شرعاً کیا حکم ہے اور آپ کوئی جائز طریقہ فرماویں جس سے ان کی سمجھ میں آجاوے۔

(الجواب) چھوٹے گاؤں میں حنفیہ کے مذہب میں جمعہ قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جمعہ ادا نہیں ہوتا بلکہ مکروہ ہوتا ہے۔(۳) تو کسی رعایت کی وجہ سے فعل مکروہ کو اختیار کرنا اور جماعت فرض ظہر کو ترک کرنا لائق نہیں ہے۔ پس ان لوگوں کو دوسرے طریق سے سمجھا دیجئے۔ اور کبھی کبھی مجمع کر کے یا بروز جمعہ مجمع کر کے ظہر کی نماز پڑھ کر ان کو بطریق وعظ سمجھا دیا کیجئے۔ اور مسائل بتلا دیجئے۔ فقط۔

الوداع وغیرہ پڑھنا شعار روافض سے ہے

(سوال ۲۴۲۸) رمضان شریف میں آخری جمعہ کو ایسا خطبہ پڑھنا جس میں الفاظ الفراق یا الوداع یا شہر رمضان جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا خطبہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ علماء نے اس سے منع فرمایا ہے، اور اس کو شعار روافض کا لکھا ہے۔(۴) فقط۔

گاؤں والوں کو شہر میں جا کر جمعہ ادا کرنا ضروری نہیں

(سوال ۲۴۲۹) آیا حدیث میں یہ حکم آیا ہے کہ گاؤں والے اتنی دور جا کر جمعہ پڑھیں کہ شام تک گھر لوٹ آویں ورنہ گنہگار ہوں گے ہم لوگ کاشتکار ہیں، ہم کو کبھی فرصت ہوتی ہے کبھی نہیں ہوتی۔ ہم گنہگار ہیں یا نہیں۔

(الجواب) گاؤں والوں کو شہر میں جا کر جمعہ پڑھنا ضروری نہیں ہے چاہے شہر کتنا ہی نزدیک ہو۔ ہاں اگر بسہولت کوئی شخص جا سکے تو شہر میں جمعہ جا کر پڑھنا ثواب کا کام ہے اور اگر نہ جاوے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مدینہ طیبہ کے قرب و جوار میں جو دیہات تھے وہاں سب لوگ ہمیشہ مسجد نبوی میں جمعہ

---

(۱) وتقع فرضا فی القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷٤۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر. (۲) وشرط لا فتراضها اقامة الخ بمصر الخ وعلم حبس الخ ان اختار العزيمة وصلاها وهو مكلف الخ وقعت فرضا عن الوقت الخ ويصلح للامامة فيها من صلح لغير ها فجازت لمسافر و عبداو مريض الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷٦۲ و ج ۱ ص ۷٦٤. ط.س. ج۲ ص۱۵۳.....۱۵۵) ظفیر.
(۳) صلاة العيد في القرى تكره تحريما (در مختار) ومثله الجمعة (ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ ص۱٦۷) ظفیر. (٤) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من احدث في امرنا ما هذا ليس منه فهو رد رواه مسلم (مشكوة ص ۲۷) ظفیر".

پڑھنے نہ آتے تھے بلکہ کبھی کوئی اور کبھی کوئی آتا جس کو فرصت ہوئی اور دل چاہا وہ آجاتا تھا اور جس کو موقع ملا وہ نہ آتا تھا۔ پس اب بھی یہی حکم ہے۔(۱) فقط۔

کارخانہ میں جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۴۳۰) میں کارخانہ موٹر کمپنی میں ملازم ہوں۔ دوپہر کو صرف ایک گھنٹہ کی اجازت خورد نوش کے لئے ملتی ہے ایسی صورت میں جب کہ مسجد جامع بہت فاصلہ پر ہے خورد نوش اور جمعہ کی نماز سے فراغت دشوار ہے تو اگر اسی کارخانہ جائے ملازمت پر نماز جمعہ ادا کی جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ کارخانہ موٹر کا اس شہر کے متعلقات سے ہے جس میں جامع مسجد ہے یعنی فناء شہر میں واقع ہے جیسا کہ شہر سے باہر کوٹھیاں اور کارخانے اسی شہر کے متعلقات ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں چند آدمی مل کر نماز جمعہ اسی کارخانہ میں ادا کر سکتے ہیں کیونکہ نماز جمعہ جیسا کہ شہر میں صحیح ہوتی ہے اسی طرح شہر کے متعلقات بیرون شہر میں بھی صحیح ہے۔(۲) فقط۔

آیت جمعہ قطعی الدلالۃ ہے

(سوال ۲۴۳۱) یا یھا الذین امنو اذا نودی لصلوٰۃ الآیۃ آیت کریمہ مطلق ہے یا مقید قطعی ہے یا ظنی۔

(الجواب) فرضیت جمعہ کے بارہ میں آیت قطعی الدلالۃ ہے۔(۳) لیکن باتفاق ائمہ و مجتہدین عام اور مطلق نہیں بلکہ مخصوص و مقید ہے اور مشروط ہے ساتھ شرائط کے جن کی تفصیل کتب فقہ ہدایہ درمختار وغیرہ میں درج ہے۔(۴) فقط۔

نیت جمعہ

(سوال ۲۴۳۲) نماز جمعہ کی نیت اس طور سے درست ہے یا نہیں نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتی الجمعۃ فرض اللہ تعالیٰ متوجھاً الی جھۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔

(الجواب) نیت نماز جمعہ بکیفیت مذکورہ صحیح ہے۔ فقط۔

احاطۂ مکان کی مسجد میں جمعہ

(سوال ۲۴۳۲) اس طرف اکثر لوگ احاطۂ مکان میں ایک چار چھ ہاتھ مربع مکان دیوار یا ٹٹی کا بنام اللہ گھر یا مسجد کے بلا لحاظ پابندی نماز بناتے ہیں یہ مکان ضرورۃً ادھر ادھر بھی ہٹا لیا جاتا ہے اور کبھی کھود بھی ڈالتے ہیں۔ غرض ایسی عرفی مسجدوں میں جو بڑی سے بڑی مسجد تھی اس میں لوگوں سے جمعہ کی جماعت تیار کر لی اور واعظ لوگ آئے

---

(۱) ومن لا تجب علیهم الجمعة من اهل القرى والبوادى لهم ان يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة باذان واقامة (عالمگیری مصری الباب السادس عشر فی الجمعه ج ۱ ص ۱۳۶. ط.س. ج۲ص ۱۴۵) ظفیر.

(۲) وكما يجوز اداء الجمعة في المصر يجوز اداء ها في فناء المصر وهو الموضع المعد لمصالح المصر متصلا بالمصر (عالمگیری مصری باب الجمعه ج ۱ ص ۱۳۵. ط.س. ج۲ص ۱۴۵) ظفیر.

(۳) هي (اى الجمعة فرض عين يكفر جاحده لثبوتها بالدليل القطعى (در مختار) وهو قوله تعالىٰ يا يهاالذين امنوا اذا نودى بالصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الخ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷. ط.س. ج۲ص ۱۳۶).

(۴) ويشترط بصحتها سبعة اشياء المصر الخ (ايضاً ج ۱ ص ۷۴۷. ط.س. ج۲ص ۱۳۷) ظفیر.

انہوں نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جمعہ پڑھا اور پڑھتے ہیں ایسی حالت میں عند الاحناف جمعہ پڑھنے والے مصیب ٹھہریں گے یا خاطی۔

(الجواب) اگر وہ بستی جس مکان و احاطہ مذکورہ و مسجد مذکور واقع ہے شہر یا قصبہ ہے جس میں عند الاحناف جمعہ واجب و ادا ہوتا ہے اور بوقت نماز جمعہ دروازہ احاطہ کا کھلا ہوا ہے اور اذن عام ہے تو صحت صلوٰۃ جمعہ میں کچھ شبہ و تردد نہیں ہے (۱) فقط۔

قبل خطبہ وعظ درست ہے

(سوال ۲۴۳۴) گاؤں میں جامع مسجد میں قبل نماز جمعہ وعظ کہنا مکروہ ہے یا نہ اور وان لا یتحلق الناس یوم الجمعۃ قبل الصلوٰۃ فی المسجد کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) اگر وقت میں گنجائش ہے اور کچھ ضرورت ہے تو قبل نماز جمعہ وعظ کہنا مکروہ نہیں ہے اور اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ نماز جمعہ سے پہلے مسجد میں نمازی حلقہ باندھ کر نہ بیٹھیں اور جس وقت خطبہ شروع ہو اس وقت خطبہ سنیں۔ فقط۔

جہاں شوافع کے نزدیک جمعہ جائز ہے کیا حنفی امام شافعی کے مذہب پر عمل کر سکتا ہے

(سوال ۲۴۳۵) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں امام شافعی کے نزدیک اس گاؤں میں جمعہ جائز ہے جس میں ۴۰ نمازی ہوں۔ ایسے گاؤں میں حنفیہ کو امام شافعی کے مذہب پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) حنفیہ کو اس صورت میں امام شافعی کے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ حنفیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ و عیدین کی جائز نہیں ہے بلکہ در مختار و شامی میں قنیہ سے نقل کیا ہے کہ گاؤں میں جمعہ و عیدین کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ فقط۔ (۲)

دروازہ میں کھڑے ہو کر خطبہ خلاف سنت ہے

(سوال ۲۴۳۶) اگر خطیب دروازہ مسجد میں کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے کہ مقتدی اور سامعین امام کی پشت کی طرف بھی ہوں تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ خلاف سنت ہے، حکم یہ ہے کہ بوقت خطبہ مقتدیان خطیب کے سامنے ہوں۔ (۳) فقط۔

شہر کے نواح میں کام کرنا ترک جمعہ کے لئے عذر نہیں

(سوال ۲۴۳۷) اگر کاشتکاران وغیرہ آبادی سے ایک ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر قلبہ رانی و چاہ سے آب پاشی کرتے ہیں اور نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے اور کہتے ہیں کہ جنگل سے آبادی میں آنے اور نماز جمعہ میں شریک ہونے سے ہمارا کام بند ہو جاتا ہے۔ یہ عذر ان کا معتبر ہے یا نہیں۔

---

(۱) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (ردالمحتار باب جمعۃ ج ۱ ص ۷۴۸) والسابع الاذن العام (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۶۱. ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر.

(۲) صلاۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریما (در مختار) ومثلہ الجمعۃ (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ص۱۶۷) ظفیر. (۳) عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب خطبتین کان یجلس اذا صعد المنبر وعن عبداللہ بن مسعود قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا استویٰ علی المنبر استقبلنا ہ بوجوہنا رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب الخطبہ ص ۱۲۴) ظفیر.

(الجواب) یہ عذر ترک جمعہ کا شہر کے رہنے والے کاشتکاران وغیرہ کو جو اسی شہر میں جنگل میں کار زراعت میں مشغول ہیں نہیں ہو سکتا۔(۱) فقط۔

جامع مسجد میں گنجائش نہ رہے تو کیا عیدگاہ میں جمعہ کی نماز پڑھی جا سکتی ہے

(سوال ۲۴۳۸) کثرت نمازیان سے مسجد جامع میں اس قدر وسعت نہیں ہے جو کل نمازیان کے لئے کافی ہو سکے ایسی حالت میں اگر عیدگاہ میں نماز جمعہ پڑھی جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) بصورت موجودہ نماز عیدگاہ میں درست ہے اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ ایک شہر میں چند مسجدوں میں جمعہ صحیح ہے۔(۲) فقط۔

بیک وقت کئی مسجد میں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۴۳۹) شہر کی جامع مسجد میں جس وقت نماز جمعہ ہوتی ہے ٹھیک اسی وقت دیگر مساجد میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مفتی بہ مذہب کے موافق دوسری مساجد میں بھی جمعہ اس وقت صحیح ہے(۳) فقط

منبر کا درمیان صف میں رکھنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۴۰) یہاں پر نمازیوں کی کثرت اور مسجد کی تنگی کی غرض سے اور آواز دور پہنچانے کی غرض سے منبر دیوار قبلہ سے ہٹا کر رکھا جاتا ہے جس صورت میں بعض صفوف خطیب کے پس پشت ہو جاتی ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) سنت یہ ہے کہ بروز جمعہ منبر محراب کے پاس ہو اور خطیب اس پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اور مقتدیان اس کے سامنے ہوں۔ کما فی البدایع من السنة ان یستقبل الناس بوجهه ویستدبر بالقبلة (۴) انتہیٰ۔ پس بوجہ ضرورت سنانے لوگوں کے اس سنت کو ترک نہ کرنا چاہئے کہ سب کا سننا ضروری نہیں ہے۔ اور کثرت نمازیان کی صورت میں سب کو سنانا دشوار ہے۔ فقط۔

---

(۱) بان وجوبها مختص باهل المصر والخارج عن هذا الحدلیس اهله الاقابت وهو ظاهر للتون وفی المعراج انه اصح ما قیل (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۲. ط.س. ج۲ ص ۱۵۲) ظفیر والا صح وجوبها علی مکاتب ومبعض واجیر ویسقط من الا جربحسابه لو بعید اوالا لا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۳. ط.س. ج۲ ص ۱۵۲) ظفیر.

(۲) وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقا علی المذهب وعلیه الفتویٰ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۵. ط.س. ج۲ ص ۱۴۴) ظفیر.

(۳) وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقا علی المذهب وعلیه الفتویٰ (ایضاً. ط.س. ج۲ ص ۱۴۴)

(۴) دیکھئے بدائع الصنائع فصل فی الجمعة ج ۱ ص ۲۶۳ ۱۲. اذا جلس علی المنبر (در مختار) ومن السنة ان یخطب علیه اقتداء به صلی الله علیه وسلم بحروان یکون علی یسار المحراب قهستانی (باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰) ظفیر.

مصر کی تعریف میں اختلاف

(سوال ۲۴۴۱) مولوی عبدالشکور صاحب اپنے رسالہ علم الفقہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مقامات معروفہ ذیل مصر ہیں۔(۱)جو مقام کسی مصر مقام سے اس قدر فاصلہ پر ہو کہ وہاں سے کوئی شخص نماز جمعہ پڑھنے کے لئے مصر مقام میں جاوے اور نماز پڑھ کر دن ہی دن میں اپنے گھر واپس آجاوے تو یہ مقام بھی مصر ہے۔ از شرح سفر السعادۃ(۲)وہ مقام مصر ہے کہ جہاں مرد مسلمان مکلف اس قدر آباد ہوں کہ اس مقام کی بڑی مسجد میں نہ سما سکیں از بحر الرائق۔یہ تعریف صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب)(۱) یہ حنفیہ کا مذہب مفتی بہ نہیں ہے، گویا مؤلف نے بعض اقوال نقل کر دیئے ہیں کہ ایسا بھی بعض کا قول ہے اور شاید صاحب سفر السعادۃ کے نزدیک یہی راجح ہو مگر حنفیہ کا مذہب معتمد بہ نہیں ہے۔ کما یظھر من کتب الفقہ(۲) یہ تعریف مصر کی منقوض ہے۔ کما صرح بہ فی شرح(۱)المنیہ یہاں بھی مؤلف صاحب نے مذہب راجح کو چھوڑ کر بعض روایات کو اختیار کیا ہے۔ فقط۔

بوقت خطبہ جمعہ پنکھا کرنا اور ننگے سر بیٹھنا کیسا ہے

(سوال ۲۴۴۲)بوقت خطبہ جمعہ پنکھا ہلانا اور ننگے سر بیٹھنا درست ہے یا نہ۔

(الجواب)یہ اچھا نہیں ہے۔ فقط۔(۲)

فناء مصر میں جو گاؤں ہو اس میں جمعہ

(سوال ۲۴۴۳)شہر سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا گاؤں واقع ہے اور شہر گاؤں کے درمیان باغیچہ اور نہر اور احاطہ گھوڑوں کے رہنے کا ہے۔ اس چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ مصر اور فناء مصر کی صحیح تعریف کیا ہے۔ گھوڑوں کے احاطہ کے متعلق ملازموں کے مکانات ہیں، ان مکانات میں مسجد ہے اس مسجد میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)مصر کی تعریف میں اختلاف ہے لیکن بظاہر مدار عرف پر ہے، عرفاً جو شہر اور قصبہ ہو اور آبادی اس کی زیادہ

---

(۱)والفصل فی ذالک ان مکۃ والمدینۃ مصر ان ، تقام بھما الجمعۃمن زمنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی الیوم فکل موضع کان مثل احدھما فھو مصر (غنیۃ المستملی ص ۵۱۱ آگے بعض لوگوں نے بڑی مسجد کے ساتھ مصر کی جو تعریف کی ہے اس کا رد کرتے ہیں ۔ فکل تفسیر لا یصدق علی احدھما فھو غیر معتبر حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار والوقایہ وغیر ھما وھو ما لواجتمع اھلہ فی اکبر مساجد لا یسعھم فانہ منقوض بھما اذ لی مسجد منھما یسع اھلہ وزیادۃ (ایضاً) مصر کی تعریف جو صاحب ھدایہ نے کی اس کی صحت کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں والحدا لصحیح مااختار صاحب الھدایۃ انہ الذی لہ امیر و قاض ینفذ الا حکام ویقیم الحدود الخ (ایضاً) تحفۃ الفقھاء میں امام صاحب سے تعریف نقل کی ہے۔ عن ابی حنفیۃ انہ بلدۃ کبیرۃ فیھا سکک واسواق ولھا رساتیق وفیھا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ وعلمہ اوعلم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث ھذا ھو الاصح(ایضاً) ظفیر۔

(۲)وکل ماحرم فی الصلوۃ حرم فیھا ای فی الخطبۃ خلاصہ وغیرھا فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحا اورد سلام اوامرا بمعروف بل یجب علیہ ان یستمع علیہ ویسکت بلا فرق بین قریب وبعید (در مختار) ظاھرہ انہ یکرہ الا شتغال بما یفوت السماع وان لم یکن کلاما (ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۶۸۔ط۔س۔ ج۲ ص ۱۵۹)ظفیر۔

ہو اور بازار و گلیاں اس میں ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں وہ شہر ہے۔(۱) اور فناء مصر وہ جگہ ہے جو شہر کے متصل شہر کی ضروریات مثل رکض خیل وغیرہ کے لئے ہو۔(۲) وہ چھوٹا گاؤں جس کا ذکر سوال میں ہے اس میں عند الحنفیہ صحیح نہیں ہے اور وہ احاطہ گھوڑوں کا اگر متعلق شہر ہے تو فناء مصر ہے اور اس کے پاس جو ملازموں کے مکانات ہیں وہاں جمعہ صحیح ہے۔ فقط۔

خطبہ میں سلطان المعظم کا نام لینا درست ہے

(سوال ۲٤٤٤) ایک امام مسجد خطبہ ثانی جمعہ میں خلیفہ کا نام نہیں لیتا۔ ہمارے ساتھ ناحق جھگڑا کرتا ہے اور کہتا ہے اس وقت کوئی خلیفہ نہیں ہے، اس صورت میں جو حکم شرعاً ہو اس سے مطلع فرمائیں۔

(الجواب) خلیفۃ المسلمین یعنی سلطان المعظم کا نام خطبہ میں لینا چاہئے اور ان کے لئے دعاء نصرت و فتح کرنی چاہئے یہ عین اسلامی خدمت ہے اور تمام عساکر اسلامیہ کے لئے فتح و نصرت کی دعا کرنی چاہئے اور مسلمانوں کو حضرت سلطان المعظم کو اپنا خلیفہ سمجھنا ضروری ہے (۳) اور یہ کہنا کہ اس وقت کوئی خلیفہ نہیں ہے غلط ہے، ایسی باتیں مسلمانوں کو کہنا اور افعال خلاف اسلام کرنا اور کفار و نصاریٰ سے اختلاط و موالات رکھنا حرام ہے اور ترک موالات ضروری اور لازمی اور فرض مذہبی ہے (۴) فقط۔

نماز جمعہ میں خطبہ کی حیثیت

(سوال ۱ /۲٤٤٥) نماز جمعہ میں خطبہ فرض ہے یا واجب یا سنت۔

خطبہ کی غلطی سے نماز میں نقص نہیں آتا

(سوال ۲٤٤٦/۲) اور خطبہ میں غلطی ہو جانے سے نماز میں تو کچھ نقص نہیں ہوتا۔

(الجواب ا و ۲) جمعہ میں خطبہ فرض ہے اور خطبہ کی غلطی ہو جانے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔(۵)

فرضیت جمعہ کا منکر کافر ہے

(سوال ۲٤٤٧/۱) زید کہتا ہے کہ آیت جمعہ ظنی ہے اس لئے نماز جمعہ فرض نہیں۔ منکر فرضیت جمعہ پر کیا حکم ہے

---

(۱) في التحفة عن ابي حنيفة رضي الله تعالىٰ عنه انه بلدة كبيرة فيها سكك واسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظلوم بحشمته وعلمه اوعلم غيره يرجع الناس اليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الا صح (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷٤۸. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۷) ظفير.

(۲) اوفناء ه وهوما حوله اتصل به اولا، لا جل مصالحه كدفن الموتى وركض الخيل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷٤۹. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸) ظفير.

(۳) اماما اعتيد في زماننا من الدعاء للسلاطين العثمانية ايدهم الله تعالىٰ كسلطان البرين والبحرين وخادم الحرمين الشريفين فلا مانع منه (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷٦۰. ط.س. ج ۲ ص ۱۵۰) ظفير.

(۴) یہ سن ۱۳۴۰ھ کی بات ہے اس زمانہ میں خلیفۃ المسلمین ترکی میں تھے۔ اب سن ۱۳۸۱ھ ہے اب خلیفۃ المسلمین باقی نہ رہے۔ سلطان عبدالحمید کے بعد پھر کوئی ان کی جگہ خلیفۃ المسلمین کی حیثیت سے نہ بیٹھا، اس لئے ہمارے اس دور میں کسی کے نام لینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جب بھی کوئی خلیفۃ المسلمین منتخب کر لیا جائے گا اس کا نام خطبہ میں لیا جا سکے گا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۵) ويشترط لصحتها سبعة اشياء الاول المصر الخ والرابع الخطبة فيه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۷. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۷) ظفير.

جمعہ کی فرضیت میں تاویل غلط ہے

(سوال ۲۴۴۸/۲) زید کہتا ہے کہ قرآن میں ظن باقی ہے اور نماز جمعہ سے مراد قرون اولیٰ میں صرف جہاد کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کا تھا پس یہ نماز فرض نہیں ہے۔

(الجواب) منکر فرضیت جمعہ کافر ہے اور آیۃ فرضیت جمعہ قطعی ہے اور ظنیت شرائط میں ہے نہ کہ اصل نماز جمعہ میں۔(۱)

(۲) زید کا قول غلط ہے اور پہلے لکھا گیا کہ فرضیت جمعہ کا منکر کافر ہے، البتہ جمعہ امصار و قصبات و قریہ کبیرہ میں فرض ہوتا ہے دیہات صغیرہ میں فرض نہیں ہے اور ادا نہیں ہوتا۔ کما فصل فی کتب الفقه (۲) فقط۔

قلعہ جس میں عام داخلہ کی اجازت نہیں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۴۹) قلعہ میگزین میں جمعہ جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کس دلیل سے۔ اس قلعہ میں بلا ٹکٹ کے کوئی بھی نہیں جا سکتا۔ نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے جو حکم ہو اس سے مطلع فرمائیں اور جگہ کے علماء عدم جواز پر ہیں۔

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق۔ اس مسئلہ کے متعلق روایۃ در مختار و رد المحتار یہ ہے۔ والسابع الا ذن العام من الامام ويحصل بفتح ابواب الجامع للوا ردين كا فى ولا يضر غلق باب القلعة لعدوا ولعادة قديمة لان الا ذن العام مقرر لا هله وغلقه لمنع العدو لا المصلى نعم لولم يغلق لكان احسن كما فى مجمع الا نهر معز يالشرح عيون المذاهب قال وهذا اولىٰ مما فى البحر و المنح فليحفظ . فلو دخل امير حصناً او قصره واغلق بابه وصلے باصحابه لم تنعقد ولو فتحه واذن للناس بالدخول جاز وكره الخ (درمختار) قوله الاذن العام اى ان يأ ذ ن الناس اذنا عاما بان لا يمنع احداً ممن تصح منه الجمعة عن دخول الموضع الذى تصلے فيه وهذا مراد من فسرالا ذن العام بالا شتهار (الى ان قال) واعلم ان هذا الشرط لم يذكر فى ظاهر الرواية ولذا لم يذكره فى الهداية بل هو مذكور فى النوادر ومشى عليه فى الكنز والو قاية والنقاية والملتقى وكثير من المعتبرات قوله وهذا اولىٰ مما فے البحر و المنح . ما فى البحر والمنح هو ما فرعه فے المتن بقوله فلو دخل امير حصنا اى انه اولىٰ من الجزم بعدم الا نعقاد. قوله او قصره. قلت وينبغى ان يكون محل النزاع مااذا كانت لا تقام الا فى محل واحد اما لو تعددت فلا ، لانه لا يتحقق التفويت كما افاده التعليل تامل وقال قبيله وفى الكافى التعبير بالدار حيث قال و الا ذن العام وهوان تفتح ابواب الجامع ويوذن للناس حتى لو اجتمعت جما عة فى الجامع واغلقو ا الا بواب وجمعوا لم يجز وكذا السلطان اذا ارادان يصلى بحشمه فى دار ه فان فتح بابها واذن للناس اذنا عاما جازت صلوٰته شهدتها العامة اولا . وان لم يفتح

---

(۱) هى فرض عين يكفر جاحد ها لثبوتها بالدليل القطعى كما حققه الكمال وهى فرض مستقل اكد من الظهر وليست بدلا عنه (در مختار) قوله بالدليل القطعى وهو قوله تعالىٰ يا ايها الذين امنو اذا نودى للصلوٰة من يوم الجمعة فاسعوا الا ية وبا لسنة وبالا جماع (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷. ط.س. ج۲ص۱۳۶) ظفير.

(۲) وتقع فرضا فے القصبات والقرى الكبيرة التى فيها اسواق الخ تجوز فے الصغيرة . التى ليس فيها قاض ومنبر الخ ولو صلوا فى القرى لز مهم اداء الظهر (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸.ط.س.ج۲ص۱۳۸) ظفير.

ابواب الدار واغلاق الا بواب واجلس البوابين ليمنعوا عن الدخول لم تجز لان اشتراط السلطان للتحرزعن تفويتها على الناس وذا لا يحصل الا بالا ذن العام اه قلت وينبغي ان يكون محل النزاع ما اذا كانت لا تقام الا في محل واحد الخ۔(۱)شامی۔

پس روایت مذکورہ سے صاحب بصیرت کو اتنی بات معلوم ہو سکتی ہے کہ اگر قلعہ کا دروازہ بسبب عادۃ مستمرہ کے بند رہتا ہے اور قلعہ کے اندر رہنے والوں کو شرکت جمعہ کی اجازت ہے تو قلعہ کے اندر جمعہ صحیح ہے خصوصاً جب کہ علت عدم جواز جمعہ فی الحصن جو کہ تفویت جمعہ قلعہ سے باہر والوں کے لئے ہے پائی نہیں جاتی کیونکہ قلعہ سے باہر شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوتا ہے۔ كما صرح في السوال الساق۔ اور حسب روایت مفتی بہا ایک شہر میں چند جگہ جمعہ درست ہے كما في الدر المختار وغيره. وتو دى في مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب وعليه الفتوىٰ۔(۲)پس جب کہ علت عدم جواز صورت موجودہ مذکورہ میں موجود نہیں ہے اور جواز جمعہ کا حکم کرنے میں قلعہ کے اندر کام کرنے والوں کو بھی جمعہ کی نماز اور فضیلت جمعہ حاصل ہو سکتی ہے اور اس میں یسر اور سہولت بھی ہے اور یہ مطلوب في الدين ہے، كما قال تعالىٰ يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر۔(۳)وفي الحديث الدين يسر. او كما قال صلى الله عليه وسلم ۔ تو اگر حسب تصریح در مختار وشامی قلعہ مذکورہ میں جواز جمعہ کا فتویٰ دیا جاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور اذن عام کے اشتراط کی روایات اس کے منافی نہیں ہیں۔ کیونکہ شرط مذکور کی وجہ یہی ہے کہ لوگوں کو جمعہ سے روکا نہ جائے اور ان کا جمعہ فوت نہ ہو۔ پس جب یہ وجہ موجود نہ ہو تو پھر صحت جمعہ میں کیا تردد ہو سکتا ہے۔ اور اس جزئیہ سے فلودخل امیر حصنا او قصرہ الخ سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ وجہ عدم جواز تفویت جمعہ عن الناس ہے کیونکہ اقامت موجودگی امیر کے ظاہر ہے کہ سوائے امیر کے کوئی نہ کرے گا اور جب اس نے دروازہ بند کر لیا اور باہر سے آنے والوں کو اجازت شرکت جمعہ نہ دے تو اس صورت میں باہر والوں کا جمعہ بالکل فوت ہوگا۔ وہو المانع عن الجواز۔ اور جب کہ یہ خوف باقی نہ ہو اور تفویت جمعہ عن الناس قلعہ میں جمعہ پڑھنے کی صورت میں متصور نہ ہو تو پھر حسب تصریح علامہ شامی جواز جمعہ فی القلعہ میں کچھ تردد نہیں ہو سکتا قلت وينبغي ان يكون محل النزاع ما اذا كانت لا تقام الاني محل واحد اما لو تعددت فلا۔ لانه لا يتحقق التفويت كما افاده التعليل تامل ط.س. ج۲ص ۱۵۲ ۔(۴)قوله لم تنعقد. يحمل على ما اذا منع الناس فلا يضر اغلاقه لمنع عدو او لعادة كمامر. قلت ويونده قول الكافي واجلس النبوابين الخ . فتامل۔(۵)اور اس میں چونکہ دقت نظر اور غور وفکر کی ضرورت

(۱) ردالمحتار وعلی ہامش الدر المختار ج۱ص ۷۶۱ وج۱ص ۷۶۲ باب الجمعۃ. ط.س۔ ج ۲ ص ۱۵۲) ۔
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ج۱ص ۷۵۵. ط.س. ج۲ص ۱٤٤. ۱۲ظفیر۔
(۳) سورۃ البقرہ رکوع ۲۳۔ ۱۲ظفیر۔ (۴) بخاری باب الدین یسر ج۱ص ۱۰ظفیر۔
(۵) دیکھئے ردالمحتار باب الجمعۃ ج۱ص ۷۶۲. ط.س. ج۲ص ۱۲ظفیر۔

تھی اس لئے تامل کا امر کیا۔ اور فقہاء حنفیہ یہ بھی تصریح فرماتے ہیں کہ قوۃ دلیل مرجح قوی ہے۔ بالجملہ بند نہ کرنا دروازہ کا احسن ہے اور احوط ہے۔ کما مر عن الدر المختار نعم لو لم یغلق لکان احسن الخ لکو نہ ابعد عن الخلاف۔ لیکن کلام جواز جمعہ میں نہیں جو کہ حسب روایات مذکورہ و تعلیل مذکور ثابت ہے۔(۱) فقط۔

یہ کہنا غلط ہے کہ صحابہ نے نماز جمعہ سے روکا

(سوال ۲٤٥٠) چند لوگ جہالت سے بیان کرتے ہیں کہ نماز جمعہ صرف رسول اللہ ﷺ نے پڑھی ہے، آپ کے اصحاب نے نہیں پڑھی بلکہ بعض صحابہ نے لوگوں کو اس نماز سے روکا ہے۔ ایسا کہنے والوں پر شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ قول ان لوگوں کا غلط ہے۔ نماز جمعہ رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی ہے اور صحابہؓ کرام نے بھی پڑھی ہے اور فرضیت نماز جمعہ کی مسلمانوں پر نص قطعی سے ثابت ہے اور شرائط فرضیت نماز جمعہ کی کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ فقط۔

اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جیل میں جمعہ

(سوال ۲٤٥١) مذہب اور اعلاء کلمۃ اللہ کی وجہ سے خالصۃً للہ مسلم کی اسیری داخل جہاد ہے یا نہیں۔ اور کیا نماز جمعہ جیل میں بھی فرض ہوگی، اگر نہیں تو جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہو گیا یا نہیں۔

(الجواب) اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کوشش کرنا اور اس پر اسیر ہونا داخل ثواب ہے اور خلافت اسلامیہ کے لئے کوشش کرنا ایک قسم کا جہاد ہے اور قیدی و اسیر پر جمعہ فرض نہیں ہے لیکن اگر موقع جمعہ میں شامل ہونے کا اس کو مل جاوے تو نماز ظہر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اور جمعہ کی فرضیت کے لئے اور جمعہ کے شرائط میں سے ہے عاقل و بالغ ہونا اور تندرست و آزاد ہونا اور قید میں نہ ہونا وغیرہ...... پس اگر کوئی شخص اسیر ہے اور جمعہ سے روکا جاتا ہے تو اس پر جمعہ فرض نہیں ہے۔(۲) فقط۔

بعد نماز جمعہ دعاء مختصر مانگی جائے یا طویل

(سوال ۲٤٥۲) امام کو بعد نماز جمعہ دعاء مختصر مانگنی چاہئے یا مطول۔

(الجواب) زیادہ طول نہ دینا چاہئے۔(۳) فقط۔

جمعہ میں نابینا کی امامت

(سوال ۲٤٥۳) نابینا کے پیچھے جمعہ صحیح ہے یا نہیں اور چونکہ اس پر جمعہ فرض نہیں تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) تین سال ہوئے کلکتہ سے ایک سوال اسی طرح کا آیا تھا۔ اور پوچھا تھا کہ کارخانوں کے اندر جہاں اذن عام نہیں ہے جمعہ جائز ہے یا نہیں، بعض علماء ناجائز کہتے ہیں۔ حالانکہ عرصہ سے ہم لوگ پڑھتے آرہے تھے۔ پھر کارخانہ میں جمعہ کے سلسلہ میں اپنی مجبوری لکھی تھی کہ اس کے بغیر چارہ کار نہیں خاکسار نے جواز کا فتویٰ دیا تھا۔ یہاں دارالافتاء میں اور لوگوں کو تذبذب تھا اور ان کا رجحان کھل کر ناجائز کا تھا۔ مگر میں نے اسی انداز دلائل سے جواز ثابت کیا تھا اور بحث و تمحیص کے بعد صدر مفتی صاحب نے بھی تصویب کی تھی، الحمد للہ کہ آج اس کی تائید حضرت مفتی العلامؒ سے میسر آئی ۱۲ ظفیر۔

(۲) وشرط لافتراضها تسعة تختص بها اقامة بمصر الخ وصحة الخ وحريه الخ وذكورة الخ ووجود بصر الخ وعدم حبس الخ ان اختار العزيمة وصلاها وهو مكلف بالغ عاقل وقعت فرضا عن الوقت(الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعة ج۱ ص ۷٦۲ و ج ۱ص ۷٦۳ و ج۱ ص ۷٦٤.ط.س.ج۲ص۱٥۳) ظفير.

(۳) ويكره تاخير السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ص ٤۹٤.ط.س.ج۲ص ٥۳۰) ظفير.

(الجواب) نابینا کے پیچھے جمعہ صحیح ہے، ہدایہ میں ہے لا تجب الجمعة على المسافر الخ ولا اعمىٰ فان حضر و افصلوا مع الناس اجزاهم عن فرض الوقت ويجوز للمسافر الخ ان يوم في الجمعة ۔(۱) فقط۔

بڑی آبادی میں مسلمان تھوڑے بھی ہوں تو جمعہ جائز ہے۔

(سوال ۲۴۵۴) جہاں ہم لوگ رہتے ہیں اس ملک کا نام بسوتھولینڈ ہے اور اس ملک کے باشندے کرسٹان ہیں، مسلمان صرف ساٹھ آدمی ہیں جنگل میں ایک مسجد بنائی ہے تو یہاں پر جمعہ و عیدین کی نماز درست ہے یا نہیں۔ جمعہ میں دس بارہ آدمی ہوتے ہیں۔

(الجواب) جب کہ وہ بستی بڑی ہے اور بمنزلہ شہر یا قصبہ کے ہے اگرچہ آبادی مسلمانوں کی نہ ہو تو وہاں جمعہ و عیدین کی نماز صحیح ہے اور فرض ہے اور ادا ہو جاتی ہے اگرچہ جماعت جمعہ وغیرہ میں دس بارہ آدمی ہوں اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر جمعہ کی نماز میں امام کے سوائے تین آدمی بھی ہوں تو جمعہ ہو جاتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ جگہ جہاں جمعہ وغیرہ پڑھا جاوے بڑی بستی ہو، یا اس کے متعلقات میں سے ہو کیونکہ بڑی بستی کے جنگل میں بھی نماز جمعہ و عیدین صحیح ہے۔(۲) فقط۔

کسی ریاست کے رئیس کے لئے جمعہ کے خطبہ میں دعا درست نہیں۔

(سوال ۲۴۵۵) کسی ریاست کا رئیس جو صوم و صلوٰۃ و احکام شریعت کا پابند نہ ہو وہ بروز جمعہ خطبہ میں بجائے نام خلیفۃ المسلمین کے اپنا نام پڑھوائے تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) خطبہ میں سلطان اسلام و خلیفۃ المسلمین کے لئے دعا کرنا فقہاء نے لکھا ہے اور یہ طریق جو سوال میں درج ہے کہ رئیس کے لئے دعاء کرنا یہ جائز نہیں ہے،(۳) باقی نماز و خطبہ ہو جاتا ہے۔ فقط۔

کارخانہ کے اندر جہاں عام اجازت نہیں جمعہ جائز ہے۔

(سوال ۲۴۵۶) ایک کارخانہ ریل کا مقام ہوڑہ (مضافات ہوڑہ) ہوڑہ سے دو میل ہے، تقریباً اسی نوے ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔ وہاں کوئی مسجد نہیں۔ ہاں نماز کے لئے ہر شخص جہاں چاہتا ہے پنجگانہ نماز ادا کرتا ہے لیکن جمعہ ایک کثیر جماعت سے جس جگہ ایک خالی میدان پایا پڑھ لیا جاتا ہے۔ حکام کارخانہ سے روک ٹوک نہیں بلکہ درخواست دے کر اذن حاصل کیا گیا ہے، ایسے مقام پر جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ جائز نہیں اس لئے کہ اذن عام نہیں بلکہ کارخانہ والوں کو اجازت ہے کارخانہ والوں کو صرف ظہر کی نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ کیونکہ صبح سات بجے سے ساڑھے چار بجے تک کام کا وقت ہوتا ہے تو اس صورت میں ظہر کی نماز وہاں ادا ہوتی ہے یا نہ اور جمعہ کی نماز کا کیا حکم ہے۔

---

(۱) ہدایہ باب الجمعہ ج ۱ ص ۱۵۲۔ ۱۲۔

(۲) وتقع فرضا فی القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الخ (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸۔ ط۔س۔ ج۲ ص ۱۳۸) ظفير۔ (۳) ويندب ذكر الخلفاء الراشدين والعمين لا الدعاء لا للسلطان وجوزه القهستاني ويكره تحريما وصفه بما ليس فيه (درمختار) قوله وجوزه القهستاني الخ و عبارته ثم يدعو لسلطان الزمان بالعدل والاحسان الخ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹۔ ط۔س۔ ج۲ ص ۱۴۹) ظفير

(الجواب) جمعہ وہاں درست ہے اور کارخانہ والوں کو اذن ہونا کافی ہے اور کارخانہ والوں کی جماعت وہاں جمعہ کر سکتی ہے۔(۱) اور پنج گانہ نمازوں کے لئے تو کسی حاکم کے اذن کی ضرورت ہی نہیں ہے، لہٰذا ظہر وہاں پر ہر ایک شخص کی ادا ہو جاتی ہے۔ فقط۔

فسادی امام کے پیچھے جمعہ

(سوال ۲۴۵۷) ایک امام مسجد نے مطلقہ ثلثہ کا نکاح مطلق سے بلا حلالہ کے کر دیا اور کہا کہ میرے نزدیک یہ واحدہ رجعیہ ہے۔ اس کو سمجھانے کے لئے شرح وقایہ دکھلایا گیا تو اس نے شرح وقایہ صحن مسجد میں پھینک دیا اور خطبہ میں اخباری تقریریں پڑھتا ہے تو دوسری مسجد میں علیٰحدہ جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض لوگ امام اول ہی کے پیچھے پڑھنا چاہتے ہیں۔

(الجواب) علیٰحدہ بھی جمعہ پڑھنا جائز اور درست ہے۔ اور اگر امام اول کے پیچھے مسجد اولیٰ میں پڑھیں تو یہ بھی درست ہے۔ غرض یہ کہ امام اول اگر فسادی شخص ہے اور اس کے علیٰحدہ کرنے میں فتنہ ہے تو اسی کے پیچھے نماز پڑھ لیں ہر طرح درست ہے۔ اور اگر امام اول کے علیٰحدہ کرنے میں کچھ فتنہ نہیں ہے اور وہ صاف طور سے توبہ نہ کرے تو اس کو علیٰحدہ کر کے امام ثانی مقرر کیا جاوے۔(۲) فقط۔

امیر اگر کسی آبادی کو مصر بنادے تو وہاں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۴۵۸) ربذہ گاؤں تھا یا کیا، یہاں حضرت ابوذر کا جمعہ پڑھنا خلیفہ ثالث اور اکثر جلیل القدر صحابہ کا اس پر نکیر نہ فرمانا ثابت ہے یا نہیں۔

(الجواب) ربذہ کے متعلق شرح منیہ میں منقول ہے وعن محمد ان کل موضع مصره الا مام فهو مصر حتی لوانه بعث الی قرية نائباً لا قامة الحدود والقصاص تصير مصراً فاذا عزله تلحق بالقرى ووجه ذلك ماصح انه كان لعثمان عبد اسود امير علي الربذة يصلي خلفه ابو ذر و عشرة من الصحابة الجمة وغيرها ذكره ابن حزم في المحلي۔(۳) فقط۔

جمعہ کے دن بھی زوال کے وقت نماز درست نہیں

(سوال ۲۴۵۹) بعض لوگ جمعہ کے دن عین دوپہر کے وقت قبل اذان دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز دوپہر کے وقت یہ دو رکعت مکروہ نہیں۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) صحیح یہ ہے کہ زوال کے وقت کوئی نماز درست نہیں ہے، سب نمازیں فرض وواجب وسنت ونفل اس

---

(۱) قلت وينبغي ان يكون محل النزاع ما اذا كانت لا تقام الا في محل واحدما لو تعددت فلا، لانه لا يتحقق التفويت كما افاده التعليل (ردالمحتار باب الجمعة ج۱ ص ۷۶۲. ط.س. ج۲ ص ۱۵۲) ظفير.

(۲) قال اصحابنا لا ينبغي ان يقتدى بالفاسق الا في الجمعة لانه في غيرها يجد اما ما غيره اه قال في الفتح وعليه فيكره في الجمعة اذا تعددت اقامتها في المصر علي قول محمد المفتى به لا نه بسبيل الى التحول (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج۲ ص ۵۶۰) ظفير.

(۳) غنية المستملي بحث شروط جمعه ص ۵۱۲. ۱۲ ظفير۔

وقت مکروہ تحریمی ہیں، البتہ امام ابو یوسفؒ سے مثل امام شافعی کے روایت جواز کی ہے لیکن ظاہر ہے کہ ایسے مواقع میں حرمت کو ترجیح ہوتی ہے لان المحرم مقدم علی المبیح۔(۱) فقط۔

خطبہ جمعہ و عیدین کے شروع میں بسم اللہ جہر کے ساتھ نہ پڑھی جائے

(سوال ۲٤٦۰) خطبہ جمعہ یا عید کے شروع میں بسم اللہ بآواز پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) کسی خطبہ سے پہلے بسم اللہ بجہر نہ پڑھے بلکہ آہستہ پڑھے عند الحنفیہ یہی سنت ہے اور جہر کرنا خلاف سنت ہے۔(۲) فقط۔

خطبہ جمعہ و عیدین میں مصطفےٰ کمال اور امیر امان اللہ کے لئے دعا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲٤٦۱) خطبہ جمعہ یا عیدین میں امیر کابل اور کمال پاشا وغیرہ کا نام لے کر دعا کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) خطبہ میں سلطان المعظم اور مصطفےٰ کمال پاشا اور امیر امان اللہ صاحب کے لئے دعائیہ کلمات کہنا اور نام لینا درست اور مستحب ہے۔(۳) فقط۔

فناء مصر سے باہر جمعہ درست نہیں

(سوال ۲٤٦۲) ایک آبادی قصبہ سیوہارہ سے سوا سو قدم آگے ہے عیدگاہ اس قصبہ کی دو چند اس آبادی سے آگے ہے لیکن چوکیدار اور چوکیدارہ علیٰحدہ ہے۔ اس آبادی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ وہ علیٰحدہ گاؤں شمار ہوتا ہے اور نام بھی جدا ہے اور چوکیدار وغیرہ اس کا علیٰحدہ ہے تو وہ فناء مصر میں شمار نہ ہوگا اور جمعہ وہاں صحیح نہیں ہے۔(۴) فقط۔

اذان جمعہ کے پہلے الصلوٰۃ والسلام پکارنا درست نہیں

(سوال ۲٤٦۳) اذان جمعہ سے پہلے کانوں پر ہاتھ رکھ کر الصلوٰۃ و السلام علیکم یا رسول اللہ . الصلوٰۃ والسلام علیك یاآدم صفی اللہ بآواز بلند پکارنا اور ضروری جاننا اس کا کیسا ہے

(الجواب) اس کی کچھ اصل شریعت میں نہیں ہے پس التزام کرنا اس کا اور ضروری جاننا حسب قواعد فقہ ناجائز ہے۔(۵)

---

(۱) وکرہ تحریما الخ صلاۃ مطلقا ولو قضاء او واجبة او نفلا الخ مع شروق الخ واستواء الا یوم الجمعة علی قول الثانی المصحح المعتمد كذا فی الا شباہ ونقل الحلبی عن الحاوی ان علیه الفتویٰ (در مختار) لکن لم یعول علیه فی شرح المنیة والا مداد علی ان هذا لیس من لامواضع التی حمل فیها المطلق علی المقید کما یعلم من کتب الا صول وایضا فان حدیث النهی صحیح رواہ مسلم وغیرہ فیقدم بصحة واتفاق الا ئمة علی العمل به وکونه حاظر او لذا منع علماء ناعن سنة الوضوء وتحیة المسجد و رکعتی الطواف ونحو ذالك فان الحاظر مقدم علی المبیح (ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳٤۳ و ج ۱ ص ۳٤٤ .ط.س. ج۲ص ۳۷۰) ظفیر.

(۲) فیبداء با لتعوذ سرا (در مختار) ای قبل الخطبة الا ولی بالتعوذ سر اثم بحمد اللہ تعالیٰ (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۹ .ط.س. ج۲ص ۱٤۹) ظفیر (۳) ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین الا الدعاء للسلطان وجوزہ القهستانی ویکرہ تحریما وصفه بما لیس فیه (در مختار) قوله وجوزہ القهستانی الخ عبارته ثم ید عو لسلطان الزمان بالعدل والا حسان متجنبافی مدحه عما قالوا الخ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹ .ط.س. ج۲ص ۱٤۹) ظفیر.

(٤) لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیها قاض ومنبر الخ ولو صلوا فی القریٰ لزمهم اداء الظهر (ردالمحتار .باب الجمعه ج ۱ ص ۷٤۸ .ط.س. ج۲ص ۱۳۸) ظفیر. (۵) قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد (مشکوۃ باب الا عتصام ص ۲۷) ظفیر.

اذان ثانی جمعہ میں حی علی الفلاح میں پورا بدن شمال کی طرف پھیر دینا ثابت نہیں

(سوال ۲٤٦٤) اذان ثانی جمعہ کے وقت جس وقت حی علی الصلوٰۃ کہے بایاں پیر آگے کو بڑھا کر کل بدن جانب شمال پھیر دینا، اسی طرح حی علی الفلاح کے وقت کرنا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) اس کا کچھ ثبوت احادیث و فقہ سے نہیں ہے۔(۱) فقط۔

کیا جمعہ میں منبر پر ہی خطبہ ضروری ہے

(سوال ۲٤٦٥) بوجہ ازدہام اور مجمع کے اگر اصل منبر پر خطبہ جمعہ کا نہ پڑھا جاوے بلکہ لکڑی کے منبر پر یا مکبرہ پر امام خطبہ جمعہ اور عیدین کا پڑھے تو جائز بلا کراہت ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں قول در مختار واذا جلس علی المنبر الخ کی شرح میں لکھا ہے ومن السنة ان یخطب علیه اقتداءً به صلی الله علیه وسلم بحر . وان یکون علی یسار المحراب ۔(۲) الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ جو منبر عادۃً بیسار محراب پر ہوتا ہے اسی پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اگر مکبرہ وغیرہ پر پڑھے گا تو خلاف سنت ہوگا اور ہجوم کی رعایت کہاں تک ہو سکتی ہے کیونکہ سب کا سننا دشوار ہے۔ فقط۔

جمعہ کی اذان ثانی ثابت ہے

(سوال ۲٤٦٦) اذان ثانی جو خطبہ کے وقت خطیب کے روبرو ہوتی ہے آنحضرت ﷺ اور خلفاء رضی اللہ عنہم کے عہد میں یہی طریقہ تھا یا کیا۔

(الجواب) اسی طرح سے کہی جاتی تھی ویوذن ثانیاً بین یدیه (در مختار) ای علی سبیل السنة۔ شامی۔(۳) پس لفظ علی سبیل السنة سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریق سنت کے موافق ہے اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا تھا۔ فقط۔

عورتوں کی شرکت نماز جمعہ میں مکروہ ہے۔

(سوال ۲٤٦۷) عورتیں شہر کی جامع مسجد میں پردہ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کر سکتی ہیں یا نہیں۔ جمعہ کے بہانے سے وعظ و نصیحت بھی سن لیتی ہیں۔

(الجواب) عورتوں کے لئے احتیاط اور پردہ کی زیادہ ضرورت ہے اور جلب نفع سے دفع مضرت مقدم ہے، اسی لئے فقہاء نے عورتوں کو جماعت و جمعہ و عیدین و وعظ کی مجالس میں شامل ہونے کو مکروہ فرمایا ہے۔ در مختار ویکره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعید و وعظ مطلقاً ولو عجوزا علی المذهب (٤) المفتی به لفساد الزمان الخ . فقط۔

---

(۱) لہذا اس رسم سے بچنا ضروری ہے۔ اذان میں منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔ ویستقبل بهما (ای الاذان والاقامة)القبلة ولو ترك الا ستقبال جاز ویکره واذا انتهی الی الصلاة والفلاح حول وجهه یمینا وشمالا وقدماه مکانهما (عالمگیری کشوری باب الاذان ج ۱ ص ٥٤) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ پاؤں اٹھا کر پڑھنا اور پھرنا خلاف سنت ہے۔

(۲) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰ ط.س. ج۲ ص ۱٦۱. ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰ ط.س. ج۲ ص ۱٦۱. ۱۲ ظفیر.

(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ٥۲۹ ط.س. ج۲ ص ٥٦٦. ۱۲ ظفیر.

ایک سلام پھیر دینے کے بعد جمعہ میں شرکت درست نہیں

(سوال ۲۴۶۸) امام کے ایک سلام پھیرنے کے بعد نماز جمعہ میں شریک ہونے سے جمعہ ادا ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) نماز جمعہ صحیح نہ ہوگی، وہ شخص ظہر کی نماز پڑھے۔ فقط(۱)

خطبہ کے وقت کوئی نفل و سنت نماز نہ پڑھی جائے

(سوال ۲۴۶۹/۱) امام کے خطبہ پڑھتے ہوئے اگر کوئی آوے تو خطیب کا اس کو یہ کہنا کہ دو رکعت پڑھ لیجئے جائز ہے یا نہیں۔

خطیب منبر پر پہنچ کر لوگوں کو اندر بیٹھنے کو کہہ سکتا ہے

(سوال ۲۴۷۰/۲) خطیب کا خطبہ شروع کرنے سے پہلے منبر پر سے لوگوں کو یہ کہنا کہ پہلی صف میں آجایئے جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)(۱) خطبہ کے وقت کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے اور نہ خطیب کسی کو حکم کرے دو رکعت نماز کے پڑھنے کا۔ اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام ۔ یعنی جس وقت امام خطبہ پڑھنے کو اٹھے اور منبر پر بیٹھے اس وقت سے نماز اور کلام سب ممنوع ہے۔(۲)

(۲) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کذا فی الشامی۔(۳) فقط۔

منبر کے جس زینہ سے چاہے خطیب خطبہ دے سکتا ہے

(سوال ۲۴۷۱) خطیب منبر کے کون سے زینہ پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے۔ کسی درجہ پر کھڑے ہونے میں کسی کی بے ادبی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس میں شرعاً کچھ تحدید نہیں ہے جونسے درجہ پر کھڑا ہو جاوے جائز ہے اور سنت صعود علی المنبر ادا ہو جاوے گی۔ شامی میں ہے ومن السنة ان یخطب علیه اقتداءً به صلی الله علیه وسلم الخ وبحث بعضهم ان ما اعتید الآن من النزول فی الخطبة الثانية الی درجة مصلی ثم العود بدعة قبیحة شنیعة الخ ۔(۴) پس اس سے زیادہ اس میں کچھ قید شرعاً نہیں ہے، دوسرے یا تیسرے جس درجہ پر کھڑا ہو جاوے درست ہے اور اس میں کچھ سوء ادبی کسی کی نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) وتنقطع التحريمة بتسليمة واحدة برهان وقدمر (در مختار) ای فی الواجبات حیث قال وتنقضی قدوة بالاول قبل علیکم علی المشهور عندنا خلافا للتکملة اه فلا یصح الاقتداء به بعد ها لانقضاء حکم الصلاة (ردالمحتار باب صفة الصلاة بعد الفصل ج ۱ ص ۴۹۰ ط.س.ج ۲ ص ۵۲۵) ظفیر الصدیقی.

(۲) اذا خرج الامام من الحجرة ان کان والا فی قیامه للصعود فلا صلاة ولا کلام الی تمامها (در مختار) قوله فلا صلاة شمل السنة وتحية المسجد بحر (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۷ ط.س.ج ۲ ص ۱۵۸) ظفیر.

(۳) وکل ما حرم فی الصلاة حرم فی الخطبة الخ فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحا او رد سلام او امرا بمعروف (درمختار) الا اذا کان من الخطیب کما قدمه الشارح (ردالمحتار الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸) ویکره تکلمه فیها الا لامر بمعروف لانه منها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۹ ط.س.ج ۲ ص ۱۵۹) ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۷۰ ط.س.ج ۲ ص ۱۶۱.۱۲ ظفیر.

ملازمان کمپنی کارخانہ کے کسی کمرہ میں جمعہ ہو کر جمعہ پڑھ سکتے ہیں

(سوال ۱/ ۲۴۷۲) ہم لوگ ملازمان کمپنی کارخانہ، کارخانہ کے ایک کمرہ میں نماز ادا کرتے ہیں۔ چونکہ جامع مسجد تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور ہم لوگ نوکری کی وجہ سے وہاں نہیں جاسکتے لہذا اس کمرہ میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔

جمعہ کے لئے مسجد شرط نہیں

(سوال ۲/ ۲۴۷۳) نماز جمعہ کے لئے مسجد شرط ہے یا نہیں اور وہ کمرہ مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں۔

(الجواب)(او ۲) وہ کمرہ مسجد کا حکم نہیں رکھتا اور مسجد شرعی وہ نہیں ہے لیکن جمعہ اور جماعت اس میں درست ہے کیونکہ جماعت اور جمعہ کے لئے مسجد ہونا شرط نہیں۔(۱)

جمعہ میں اذان ثانی کا ثبوت

(سوال ۲۴۷۴) اذان دوم جو خطیب کے روبرو مسجد میں کہی جاتی ہے اس کی کیا سند ہے۔ ابو داؤد سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یہ اذان دروازہ مسجد پر ہوتی تھی۔

(الجواب) ہدایہ میں ہے واذا صعد الا مام المنبر جلس واذن المئوذن بین یدی المنبر بذالك جری التوارث۔(۲) وعن السائب بن یزید قال کان النداء یوم الجمعة اوله اذا جلس الا مام علی المنبر علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه و عمر رضی الله تعالیٰ عنه فلما کان عثمان و کثر الناس زادالنداء الثالث علی الزوراء . رواه البخاری۔(۳) اور دروازہ مسجد میں ہونے سے مراد قریب دروازہ کے بھی ہو سکتی ہے جو کہ منافی مسجد میں ہونے کے اور سامنے منبر کے ہونے کے نہیں ہے۔ وتحقیقه فی المطولات۔ فقط۔

وجوب جمعہ کے باوجود جمعہ چھوڑنا حرام ہے

(سوال ۲۴۷۵) جس شہر میں اسی ہزار لوگ بستے ہوں اور چار پانچ بازار موجود ہوں اشیاء ضرور یہ ملتی ہیں اگر وہاں کوئی قصداً جمعہ ترک کرے تو وہ فاسق ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) اگر وہ ایک بستی ایسی ہے کہ اس میں اسی ہزار آدمی آباد ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ ایک بہت بڑا شہر ہے کیونکہ اس قدر آبادی بڑے بڑے شہروں میں ہوتی ہے پس وہاں جمعہ کے فرض ہونے میں کچھ تردد نہیں ہے اور جمعہ کا چھوڑنا وہاں حرام ہے لہذا تارک جمعہ اس جگہ فاسق ہو گا۔(۴)

---

(۱) ویشترط لصحتها سبعة اشیاء الاول المصر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۷. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۷) ان میں مسجد کو شرائط میں شمار نہیں کیا گیا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) ہدایہ باب الجمعہ ج ۱ ص ۱۵۴ ۱۲ ظفیر۔

(۳) دیکھئے حاشیہ ہدایہ باب الجمعہ ج ۱ ص ۱۵۴ ۱۲ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی لکھتے ہیں وفی روایة البخاری ، النداء الثانی وزاد ابن ماجة علی دار فی السوق یقال له الزوراء وسمیت ثالثا لا ن الا قامة تسمی اذا ناله فتح القدیر (ایضاً ظفیر .

(۴) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸) ظفیر.

جمعہ کی فرض و سنت نمازیں

(سوال ۲٤۷٦) نماز جمعہ کی مع فرائض و سنن کے کتنی رکعت ہیں بعد جمعہ کے چار فرض ہیں یا نہیں۔

(الجواب) جمعہ کی نماز کی کیفیت اس طرح ہے اول چار رکعت سنت پھر دو فرض جمعہ کے امام کے ساتھ پھر چار رکعت سنت بعد جمعہ کے پڑھے اور اگر دو رکعت بعد چار سنت کے پڑھے یعنی کل چھ رکعت سنت بعد جمعہ کے پڑھے تو یہ اچھا ہے۔ کما فی بعض الروایات۔ اور جمعہ کے بعد ظہر کے چار فرض نہیں ہیں۔ وہ نہ پڑھے۔ کذا فی الدر المختار نا قلاً عن البحر۔(۱) فقط۔

بنگلہ زبان میں خطبہ مکروہ ہے

(سوال ۲٤۷۷) بعض مسلمان حاکموں کی طرف سے بنگلہ زبان میں خطبہ شائع ہوا ہے جس کو کہیں بزور حکومت دباؤ ڈال کر جاری کر رہے ہیں اور کبھی خطیب کو ہٹا کر خود امام بن جاتے ہیں تو ایسی صورت میں خلاف سنت ہونے کے سواء مصالح دینیہ کے لحاظ سے کیا خرابی ہوگی۔

(الجواب) اگر تمام خطبہ بنگلہ زبان میں ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور صاحبینؒ کی روایت میں بلا عجز عن العربی خطبہ صحیح نہ ہوگا اور جب کہ صحیح نہ ہوگا تو نماز جمعہ نہ ہوگی کیونکہ خطبہ شرائط نماز جمعہ میں سے ہے اور اگر اصل خطبہ عربی میں رہے وراس کو پڑھ کر بنگلہ میں ترجمہ کیا جاوے تو یہ بھی خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ کما حققہ الشیخ ولی اللہ الدہلویؒ فی المسویٰ والمصفیٰ شرح المؤطا۔ در مختار میں ہے۔ وشرطا عجزه وعلى هذا الخلاف الخطبة وجميع اذكار الصلوٰة وفي ردالمحتار وعلىٰ هذه الخلاف لوسبح بالفارسية في الصلوٰة اودعاء الخ اى يصح عنده لكن سياتى كراهة الدعاء بالا عجمية الخ(۲) ج۱ ص ۳۲۵ فقط

شرائط جمعہ

(سوال ۲٤۷۸) ایک اشتہار میں لکھا ہے کہ شرائط صحت جمعہ چھ ہیں ان میں چار فرض ہیں۔ وقت ظہر۔ جماعت۔ خطبہ۔ اذن عام اور دو واجب ہیں مصر اور سلطان۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔ عالمگیری کا حوالہ دیا ہے۔

(الجواب) شرائط جمعہ میں یہ تفریق غلط ہے کہ چار شرطیں فرض ہیں اور دو واجب شرائط سب موقوف علیہ ہوتی ہیں اور سب فرض ہیں۔ چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں کہ فرض داخل کو رکن کہتے ہیں اور فرض خارجی کو شرط، لہذا یہ تفصیل کرنا کہ بعض شرائط فرض ہیں اور بعض واجب ہیں بالکل مہمل اور غلط ہے۔ اور عالمگیریہ میں ایسا نہیں ہے اور کسی کتاب میں نہیں ہے اور ایسا ہو نہیں سکتا۔(۳) فقط۔

---

(۱) وفي البحر وقد افتيت مرارا بعدم صلاة الا ربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الا حتياط في زماننا (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب الجمعة ج ۱ ص ۷٤۷ .ط.س.ج۲ص۱۳۷) ظفير

(۲) دیکھئے ردالمحتار صفة الصلوٰة فصل (فى تاليف الصلوٰة) ج۱ ص ٤٥۱ .ط.س.ج۲ص٤۸٤.۱۲ ظفير

(۳) ويشترط لصحتها سبعة اشياء المصر الخ والثانى السلطان الخ والثالث وقت الظهر الخ والرابع الخطبة فيه الخ والخامس كو نها قبلها الخ والسادس الجماعة الخ والسابع الا ذن العام (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷٤۷ .ط.س.ج۲ص۱۳۷) الشرط لغة العلامة اللازمة وشرعا ما يتو قف عليه الشئى ولا يدخل فيه (در مختار) اعلم ان المتعلق بالشئى اما ان يكون داخلافى ما هية فيسمى ركنا الخ او خارجاعنه فاما ان يوثر فيه الخ فيسمى علة اولا يو ثر فاما ان يكون موصلا اليه فى الجملة كالوقت فيسمى سبا اولا يوصل اليه فما ا ن يتو قف الشئى عليه الخ فيسمى شرطا او لا يتو قف كالا ذان فيسمى علامة (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳ .ط.س.ج۲ص٤۰۲) ظفير.

اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہئے

(سوال ۲٤۷۹) تمام بلاد ہند میں اذان ثانی جمعہ مسجد کے اندر قریب منبر ہوا کرتی ہے عرب کے متعلق علم نہیں قاضی خان میں اذان داخل مسجد کو مکروہ لکھا ہے اور اندرون مسجد اذان کہنے کا ثبوت صریح الفاظ میں کچھ نظر نہیں آتا۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویوذن ثانیا بین یدیہ الخ (۱) ھکذا فی الھدایۃ وغیرھا من کتب الفقہ اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے قولہ ویوذن ثانیا بین یدیہ ای علی سبیل السنیۃ۔ (۲) پس معلوم ہوا کہ سنت اذان ثانی جمعہ میں یہ ہے کہ خطیب کے سامنے منبر کے قریب مسجد میں ہو اور یہی عام بلاد عرب و عجم میں سلفاً و خلفاً معمول بہ ہے وما راہ المسلمون حسناً فھو عنداللہ حسن اور اذان اولیٰ جمعہ اور اذان صلوات خمسہ کو جو مسجد سے باہر کہنا مستحب لکھا ہے وہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ مسجد میں اذان کہنا مکروہ ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ بلند جگہ اذان ہو تاکہ آواز دور تک پہنچے اور کراہت کلمات اذان کی مسجد میں کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ جو کلمات اذان کے ہیں وہ سب اقامت میں مع شئی زائد ہیں۔ پس جب کہ اقامت کسی کے نزدیک مسجد میں مکروہ نہیں ہے تو اذان کیسے مکروہ ہو سکتی ہے۔ اور نیز اذان کے کلمات ذکر اللہ ہے اور مساجد نماز اور ذکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہے۔ کما ورد فی الحدیث پس اذان خطبہ میں چونکہ صرف اعلام حاضرین مقصود ہوتا ہے کیونکہ اعلام عام تو پہلی اذان میں ہو چکا ہے لہذا اس کا بین یدی الخطیب مسجد میں ہونا انسب اور احب ہے اور شامی کی تصریح سے اس کا سنت ہونا معلوم ہوا اور متبادر بین یدیہ سے یہی ہے کہ خطیب کے سامنے اور اس سے قریب ہو۔ فقط۔

بوقت خطبہ چندہ درست نہیں

(سوال ۲٤۸۰) خطبہ کے وقت ٹین کا ڈبہ لے کر مسجد کے مصارف کے لئے پیسے جمع کرنا اور ٹین کے ڈبہ کی آواز سے نمازیوں کا خیال منتشر ہوتا ہے یہ شرعاً کیسا ہے؟

(الجواب) خطبہ کے وقت جب کہ نماز اور درود شریف پڑھنے کی بھی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے تو اس وقت چندہ جمع کرنا اور ڈبہ لئے پھرنا اور نمازیوں کو مشغول کرنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہے۔ (۳) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۷۰ ط.س. ج ۲ ص ۱۶۱

(۲) ایضاً ط.س. ج ۲ ص ۱۶۱ ۔ ۱۲ ظفیر

(۳) اذا خرج الامام الخ فلا صلاۃ ولا کلام الی تمام مھا الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۶۸ ط.س. ج ۲ ص ۱۵۸) ظفیر۔

جمعہ فرض عین ہے

(سوال ۲٤۸۱) جمعہ فرض عین ہے یا فرض کفایہ۔

(الجواب) جمعہ فرض عین ہے۔ کما ورد فی الحدیث۔ الجمعۃ واجبۃ علی کل محتلم (۱) فقط۔

بڑے قصبہ کے پاس گاؤں ہو تو اس میں جمعہ درست نہیں

(سوال ۲٤۸۲) قصبہ رضا گنج کے متصل ایک موضع حسن گنج واقع ہے جس کی حدود قصبہ مذکورہ سے علیحدہ ہیں اور مستقل موضع ہے۔ لیکن رضا گنج کا ڈاکخانہ و مویشی خانہ اندر حدود حسن گنج کے ہے۔ آیا باوجود علیحدہ ہونے حدود آبادی حسن گنج کے حسن گنج کو رضا گنج کا فناء قرار دے کر جمعہ حسن گنج میں ہو سکتا ہے نہیں۔

(الجواب) جب کہ موضع حسن گنج مستقل اور جداگانہ قریہ ہے اور وہ قریہ صغیرہ ہے تو اس میں موافق تصریحات فقہاء کے جمعہ صحیح نہیں ہے جیسا کہ شامی میں تفریح ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی (ان قال) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ (۲) وفی باب العیدین من الدر المختار وتکرہ صلوٰۃ العیدین فی القری تحریماً وقال فی الشامی ومثلہ الجمعہ الخ۔ (۳) اور عبارت سوال سے ظاہر ہے کہ موضع حسن گنج فناء رضا گنج سے نہیں ہے تاکہ موضع مذکورہ میں بوجہ فناء مصر ہونے کے جمعہ صحیح ہو۔ فقط۔

ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت

(سوال ۲٤۸۳) جمعہ کے متعلق جو مصر کی تعریفیں فقہاء نے بیان فرمائی ہیں ان میں سے کس کے مطابق ہندوستان میں جمعہ فرض ہے۔ یہاں جس جگہ جمعہ پڑھتے ہیں بعد میں ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں۔

(الجواب) ہندوستان میں جمعہ پڑھنے کی وجہ اور وجوب کی دلیل فقہاء کی وہ عبارتیں ہیں جو فرضیت جمعہ فی بلاد الحرب میں صریح ہیں فی الشامی فلو الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین (٤) الخ وفیہ قبیلہ بھذ اظھر جھل من یقول لا تصح الجمعۃ فی ایام الفتنۃ مع انھا تصح فی البلاد التی استولی علیھا الکفار الخ (۵) وعبارۃ القھستانی وتقع فرضاً۔ فی القصبات

---

(۱) عن طارق بن شھاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ . باب وجوبھا ص ۱۲۱) ھی (ای الجمعۃ) فرض عین یکفر جا حدھا لثبوتھا بالدلیل القطعی کما حققہ الکمال (در مختار) قولہ بالدلیل القطعی وھو قولہ تعالیٰ یا یھا الذین آمنوا اذا نودی للصلاۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الایۃ و بالسنۃ والا جماع (ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷٤۷ .ط.س.ج ۲ ص ۱۳٦) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷٤۸ .ط.س.ج ۲ ص ۱۳۸ . ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ .ط.س.ج ۲ ص ۱٦۷ . ۱۲ ظفیر.

(٤) ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۵٤ .ط.س.ج ۲ ص ۱٤٤ . ۱۲ ظفیر.

(۵) ایضاً ج ۱ ص ۷٤۸ .ط.س.ج ۲ ص ۱۳۸ . ۱۲ ظفیر

والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ (۱) شامی۔ پس معلوم ہوا کہ بناء وجوب و صحت وعدم صحت جمعہ بڑا ہونا اور چھوٹا ہونا آبادی کا ہے اور جس کو عرف میں شہر اور قصبہ کہتے ہیں وہی مصر ہے اور تعریفیں سب لوازمات شہر کے بیان میں ہیں کہ عرفاً شہر میں یہ امور لازماً ہوتے ہیں۔ اصل بنیاد شہرت پر ہے اور جب کہ قصبات اور قری کبیرہ اور شہروں میں جمعہ بلا شبہ وبلا تردد صحیح ہے تو بموجب روایت بحر وفی البحر وقد افتلیت مراراً بعدم صلوٰۃ الا ربع بعدھا بنیۃ اخر ظھر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الا حتیاط فی زماننا الخ (۲) احتیاط الظہر پڑھنا خلاف احتیاط ہے۔ فقط۔

اخیر جمعہ دہلی کی جامع مسجد میں ایک رسم ہے کار ثواب نہیں

(سوال ۲٤۸٤) عام لوگ اپنے گاؤں کی مساجد کو چھوڑ کر آخری جمعہ میں جامع مسجد دہلی میں جاتے ہیں کیا انہیں زیادہ ثواب ملتا ہے۔

(الجواب) اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے جامع مسجد میں اگرچہ ثواب زیادہ ہے لیکن اپنے محلہ اور گاؤں کی مسجد کا بھی حق ہے اس کو نہ چھوڑنا چاہئے۔ (۳) فقط۔

بوقت خطبہ سامعین کی توجہ

(سوال ۲٤۸۵) خطبہ جمعہ کے وقت سامعین کو چار زانو بیٹھنا یا تکیے سے ہو کر نا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ خطبہ کے وقت سوائے سننے خطبہ کے اور کسی کام میں مشغول نہ ہونا چاہئے۔ (۴) فقط۔

فناء شہر میں کھیت کے اندر بھی جمعہ درست ہے

(سوال ۲٤۸٦) شہر کے کھیت وغیرہ میں تین اشخاص کی موجودگی میں جمعہ جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) شہر سے متصل باہر جنگل میں اگر جمعہ کی نماز پڑھیں اور امام کے سواء تین مقتدی ہوں تو عند الحنفیہ میں جمعہ صحیح ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) ط.س. ج۲ص۱۳۷. ۱۲ ظفیر. شامی باب الجمعۃ ص۷۴۵ ج ۱

(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷٤۷ ۱۲ ظفیر.

(۳) ومسجد حیہ وان قل جمعہ افضل من الجامع وان کثر جمعہ اہ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ٦۱۷) ظفیر.

(٤) واذا خرج الا مام الخ فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامھا الخ وکل ما حرم فی الصلوٰۃ حرم فیھا ای فی الخطبۃ خلاصہ وغیرھا فی حرم اکل وشرب وکلام الخ (ایضاً باب الجمعہ ج ۱ ص ۷٦۸. ط.س. ج۲ص۱۵۷) ظفیر.

(۵) ویشرط لصحتھا الخ المصر الخ او فناءہ وھو ما حولہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷٤۷ و ج ۱ ص ۷٤۹. ط.س. ج۲ص۱۳۷) ظفیر.

دو مستقل گاؤں ایک کے حکم میں نہیں

(سوال ۲۴۸۷) ضلع کمرلا میں ایک بڑی بستی ہے جس کے دو حصہ ہیں اور ہر حصہ علیٰحدہ نام سے مشہور ہے اور دونوں باہم متصل ہیں دونوں میں بجز راستہ کوئی حد فاصل نہیں ہے اور دونوں بستیوں کی آبادی مجموعی طور پر چار پانچ ہزار آدمی ہے اور ان میں عام مفتی مولوی سرکاری ملازم و شریف ورذیل ہر قسم کے آدمی رہتے ہیں اور باہم مکانات بھی ایسے متصل ہیں کہ بلاوقت پیدل جاسکتے ہیں اور اس میں گلی و کوچہ و صدر راستے بھی ہیں اور احکام شرع کا اجراء بھی ماتحتی گورنمنٹ رہ کر ہوتا ہے اور کھانے پینے کی اشیاء بھی ہر وقت ملتی ہیں اور اس بستی کے قریب پاؤ میل پر ایک بڑا بازار ہے اس میں بھی ہر وقت ہر قسم کی ضروریات ملتی ہیں اور اس بازار میں سرکاری پولیس تھانہ، قاضی خانہ، شفاخانہ، ڈاکخانہ اور اسٹیشن جہاز وغیرہ سب موجود ہیں اور ان دونوں بستیوں میں علاوہ اور مساجد کے سات مساجد ایسی ہیں کہ ان میں جمعہ ہوتا ہے اور جمعہ کے وقت ہر مسجد نمازیوں سے بھر جاتی ہیں اور بستی ہذا میں جمعہ قدیم سے ہوتا ہے۔ ایک مولوی صاحب بستی ہذا کے یہ کہتے ہیں کہ اس بستی میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا تو تحریر فرماویں کہ بستی ہذا میں جمعہ درست ہے یا نہ۔ بحوالہ کتب تحریر فرماویں۔

(الجواب) یہ تو ظاہر ہے کہ جمعہ کی صحت و عدم صحت کا مدار اجتماع شرائط و عدم پر ہے۔ پس صورت مسئولہ میں جب کہ دو گاؤں علیٰحدہ علیٰحدہ نام کے ساتھ مشہور و موسوم ہیں اور انفرادی طور پر کسی ایک میں صحت جمعہ کی صلاحیت نہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ دونوں کو ایک فرض کر کے لزوم جمعہ کا حکم لگادیا جائے کیونکہ اس میں کوئی خفاء نہیں کہ حضرات فقہاء نے دو مستقل مستقل بستیوں میں جمعہ کے صحیح ہونے اور نہ ہونے کا مدار فصل اور عدم فصل پر نہیں رکھا بلکہ حقیقی مدار ہر ایک بستی کی صلاحیت و عدم صلاحیت پر ہے یعنی اگر ہر بستی میں صحت جمعہ کے شرائط پائے جاتے ہیں تو جمعہ صحیح ہے ورنہ نہیں۔ حقیت میں یہ بڑی اصولی غلطی ہے کہ صرف جمعہ کے شوق میں دو مستقل آبادیوں کو ایک بنانے میں پیمائش شروع ہو جاتی ہے۔ بات یہی ہے کہ جب کہ یہ دو گاؤں مستقل ناموں کے ساتھ موسوم ہیں تو پھر احکام شرعیہ میں بھی اس کے استقلال کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ البتہ اگر واقعی دو بستیاں نہیں بلکہ محلے ہیں اور دونوں محلوں کا حیثیت مجموعی کوئی دوسرا نام ہے تو پھر یہ صرف راستوں کا فاصلہ بھی صحت جمعہ کی لئے مخل نہیں۔ لیکن اگر ایسا نہیں اور بظاہر نہیں ہے تو یقیناً ایسی بستیوں میں جمعہ صحیح نہیں۔ فرضیت جمعہ کے حامیوں کو اس پر بے محل اور غیر شرعی اصرار کی ضرورت نہیں۔ کتبہ الرحمٰن عثمانی۔

(الجواب) از حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب۔ اصل یہ ہے کہ عند الحنفیہ جمعہ وعیدین کی نماز شہر یا قریہ ایسے بڑے میں فرض اور صحیح ہوتی ہے جس میں بازار ہو یا قصبہ میں صحیح ہوتی ہے اور اس بڑے قریہ میں ضروریات کی اشیاء مل سکتی ہوں۔ قال فی ردالمحتار نقلاً عن القهستانی وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرة الکبیرة التی فیها اسواق الخ وفیماذکرنا اشارة الی انها لا تجوز فی الصغیرة الخ(۱) وفی الدر المختار صلوٰة العیدفی القریٰ تکره تحریماً الخ و مثله الجمعة . شامی(۲) پس جب کہ ہر دو مذکور بستیوں میں سے

(۱) ردالمحتار باب الجمعۃ ج اص ۷۴۸. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸ ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب العیدین ج اص ص ۷۷۵. ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷ ۱۲ ظفیر۔

ایسی بڑی نہیں ہے کہ اس میں شرط صحت جمعہ پائی جائے تو دونوں بستیوں کو ایک سمجھ کر جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ پس جواب مذکور بالا صحیح ہے۔ فقط عزیز الرحمٰن مفتی دار العلوم۔

قیام جمعہ کے لئے کتنی آبادی ہونی چاہئے

(سوال ۲۴۸۸) جس گاؤں میں احناف کے نزدیک جمعہ جائز ہے تو اس میں کم از کم کتنی آبادی ہونی چاہئے۔

(الجواب) تین چار ہزار آدمی کی آبادی ہونی چاہئے۔ فقط۔

تیرہ سو آبادی جہاں تمام اشیاء ملتی ہوں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۴۸۹) موضع لچھن پور جس کی کل آبادی تیرہ سو کی ہے اور ضروریات کی کل اشیاء مل جاتی ہیں۔ دو مسجدیں ہیں اس موضع میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس موضع میں جب کہ وہ قریہ کبیرہ کی حد میں آتا ہے اور دو کانیں اور بازار اس میں ہے جمعہ پڑھنا صحیح معلوم ہوتا ہے۔ فقط۔(۱)

خطبہ کے شروع میں بسم اللہ

(سوال ۲۴۹۰) جمعہ کے روز خطبہ کے اول باآواز بلند اعوذ اور بسم اللہ منبر پر پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) خطبہ سے پہلے جہراً اعوذ اور بسم اللہ نہ پڑھے۔ یہ منقول اور معمول نہیں ہے در مختار میں ہے ویبدأ بالتعوذ سراً الخ فقط۔(۲)

منبر پر خطبہ ہونا سنت ہے

(سوال ۲۴۹۱) خطبہ منبر پر پڑھنا ضروری ہے یا نہیں (۲) اگر ضروری ہے تو خلاف کرنے سے خطبہ یا نماز میں کچھ نقصان آوے گا یا نہیں (۳) اور خلاف کرنے والے پر کچھ اعتراض ہو سکتا ہے یا نہیں (۴) آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی میں منبر بن جانے کے بعد کبھی منبر سے علیحدہ خطبہ پڑھا ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱ تا ۴) خطبہ منبر پر پڑھنا سنت ہے فرض اور واجب نہیں ہے اگر بلا کسی عذر کے خطیب نے نیچے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا تو اس نے خلاف سنت کیا اور ترک سنت کی وجہ سے مستحق ملامت ہوا کما قال فی الدرالمختار

---

(۱) فقہاء نے مردم شماری کی کوئی تعداد بیان نہیں کی ہے بلکہ صرف یہ بتلایا ہے کہ شہر بڑی آبادی ہو جہاں ضروریات سے متعلق چیزیں ملتی ہوں۔ وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ (ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۴۸ . ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸) آبادی کا اندازہ بعد میں لگایا گیا ہے۔ صرف آبادی کا اندازہ تین چار ہزار لکھا ہے جیسا کہ اس سے پہلے والے جواب میں موجود ہے۔ اور شہریت بھی ہو تو اس وقت آبادی بارہ تیرہ سو بھی کافی ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار۔ باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۵۹ . ط.س. ج ۲ ص ۱۴۹ ظفیر۔

وحکمها ای السنة نا یو جر علی فعله ویلام علی ترکه الخ(۱)اور خطبہ و نماز صحیح ہو گئی۔ اور اگر کسی عذر کی وجہ سے خطبہ منبر پر نہ پڑھا اور نیچے کھڑے ہو کر پڑھا تو اس پر کچھ ملامت بھی نہیں ہے۔ کما قال فی ردالمحتار فی التحریر ان تارکها یستوجب التضلیل واللوم اه والمراد الترك بلا عذر علی سبیل الا صرار الخ (۲) ص ۷۱ جلد اول شامی۔ ومن السنة ان یخطب علیه اقتداءً به صلی الله علیه وسلم بحر وان یکون علی یسار المحراب قهستانی و منبره صلی الله علیه وسلم کان ثلث درج الخ. ردالمحتار شامی (۳) جلد اول ص ۷۵۲۔ فقط۔

بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے

(سوال ۲۴۹۲) قاضی خاں ص ۸۸ جلد اول مصطفائی واذا قال الخطیب فی الخطبة یا ایها الذین امنوا صلوا علیه الایة یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی نفسه(۲) ہدایہ ص ۱۰۱ جلد اول مجتبائی الا ان یقراء الخطیب قوله تعالیٰ یا یها الذین امنوا صلوا علیه الآیة یصلی السامع فی نفسه سراً۔ مفتی بہ اور اصح قول کیا ہے۔ آیا خطیب یہ آیت پڑھے تو درود آہستہ پڑھا جائے یا دل میں اور آہستہ پڑھنا زبان سے جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) زبان سے نہ پڑھا جاوے دل میں پڑھا جاوے یہی حق ہے۔ اور جملہ عبارات کا یہی مفاد ہے۔(۴)

خطبہ جمعہ سننا واجب ہے

(سوال ۲۴۹۳) جمعہ کا خطبہ سننا فرض ہے یا واجب۔ زید خطبہ سننے نہیں پایا اور نماز جمعہ میں شامل ہوا۔ اسی طرح جواب اذان کا دینا واجب ہے۔ زید نے جواب اذان کا نہیں دیا تو اب کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) خطبہ جمعہ کا فرض ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جمعہ کی نماز سے پہلے خطبہ ضرور ہونا چاہئے اور سننا خطبہ کا ان لوگوں پر واجب ہے(۵) جو کہ خطبہ کے وقت حاضر ہوں۔ پس اگر کوئی شخص خطبہ کے ختم ہونے کے بعد آیا اور جماعت جمعہ میں شامل ہو گیا اس کی نماز ہو گئی اور خطبہ میں حاضر نہ ہونے اور نہ سننے کی وجہ سے جو قصور ہوا اور تاخیر آنے میں ہوئی اس سے استغفار اور توبہ کرے اور آئندہ کو احتیاط رکھے۔ اور اذان کا جواب دینا صحیح قول پر مستحب ہے

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة مطلب فی السنة و تعریفها ج ۱ ص ۹۶ ط.س. ج۱ص ۱۰٤. ۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار کتاب الطهارة مطلب فی السنة و تعریفهما ج ۱ ص ۹۶. ط.س. ج۲ص ۱٦۱. ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰ ۱۲ ظفیر.

(٤) والصواب انه یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم عند سماع اسمه فی نفسه(در مختار) وکذا لك اذا ذکر النبی صلی الله علیه وسلم لا یجوز ان یصلوا علیه با لجهر بل با القلب وعلیه الفتوی رملی الخ قوله فی نفسه بان یسمع نفسه او یصح الحروف فافهم فسروه به وعن ابی یوسف قلبا التماثلا لا مری الا نصات والصلوٰة علیه صلی الله علیه وسلم کما فی الکرم مانالخ (ردالمحتارباب الجمه ج ۱ ص ۷٦۸. ط.س. ج۲ص ۱۵۱) ظفیر.

(۵) وکل ما حرم فی الصلوٰة حرم فیها ای فی الخطبة الخ بل یجب علیه ان یستمع ویسکت الخ وکذا یجب الا ستماع لسائر الخطب (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الجمعه ج ۱ ص ۷٦۸. ط.س. ج۲ص ۱۵۱) ظفیر.

اور جو لوگ قائل بوجوب ہیں(۱) ان کے قول کے موافق ترک اجابت سے جو گناہ ہوا اس کے لئے توبہ و استغفار کرے۔ فقط۔

جہاں عربی نہ سمجھتے ہوں اردو کی اجازت ہے یا نہیں

(سوال ۲۴۹۴) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں سامعین عموماً چونکہ عربی زبان نہیں سمجھتے اس لئے خطبہ جمعہ اردو میں پڑھنا چاہئے اور نثر کی نسبت نظم زیادہ موثر ہوتی اس لئے نظم زیادہ مناسب ہے۔ شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جمعہ کا خطبہ نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ اس کے خاص خاص احکامات، خاص خاص لوازمات اور مخصوص شرطیں ہیں، وہ عام وعظوں اور تقریروں کی طرح سے نہیں کہ ہر زبان میں جس طریق سے چاہے کہہ دیا جائے، اس کی خصوصیت کے متعلق شریعت کے قطعی اعلانات موجود ہیں۔ حضرات فقہاء کا فیصلہ ہے کہ جو افعال و حرکات بحالت نماز ممنوع ہیں خطبہ میں بھی حرام ہیں۔ سامعین خطبہ کے لئے اس وقت کھانا، پینا، بولنا، یہاں تک کہ سلام کا جواب دینا اور ذکر و تسبیح پڑھنا بھی جائز نہیں۔ وکل ماحرم فی الصلوٰۃ حرم فیھا ای فی خطبۃ (خلاصہ و غیرھا) فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحا اورد سلام الخ اس طرح کی قیودات بتا رہی ہیں کہ خطبہ کی مجلس صرف وعظ و تذکیر کی مجلس نہیں بلکہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے نماز کی طرح ہے۔ پس یہ نہیں ہوسکتا کہ شرط صلوٰۃ کسی محدث طریقے غیر عربی زبان سے ادا کی جائے۔ حجاز کے مخاطب عربی تھے اس لئے خطبہ ہی سے وعظ و تذکیر کا بھی کام لیا جاتا تھا لیکن غیر عرب اگر عربی نہیں سمجھ سکتے تو ان کی خاطر خطبہ کی شرعی زبان نہیں چھوڑی جاسکتی۔ وعظ و نصیحت او تفہیم خطبہ کے سوائے دوسرے وقتوں میں بھی ہوسکتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کا بلاد عجم میں ورود ہوا مگر کسی ایک واقعہ سے بھی یہ ثابت نہیں کہ ان عجمیوں کی خاطر جمعہ کے خطبہ کی زبان بدلی گئی ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ اسی حقیقت کو سمجھ کر فرما رہے ہیں (کہ عربی بودن نیز بجہت عمل مستمر در مشارق و مغارب باوجود آنکہ دربسیارے از اقالیم مخاطبان عجمی بودند۔ مسوی مصفی شرح موطا امام مالکؒ(۲) اسی خصوصیت کے سلسلہ میں خطبہ کا اختصار بھی ہے۔ مختلف احادیث میں بصراحت موجود ہے کہ جہاں تک بھی ہو خطبہ کو مختصر کرنا چاہئے اگر موجودہ وسعت نظم و نثر کو قبول کر لیا جائے تو اس شرط صلوٰۃ کی حقیقت ایک دو گھنٹہ کی گرم مجلس کے سوا کچھ بھی نہ رہے گی لہذا جمعہ کا خطبہ خالص عربی اور مختصر و جامع الفاظ میں ہونا چاہئے۔ اردو یا کسی دوسری زبان میں اگر کچھ کہنا ہو تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہے۔ نماز اور خطبہ کے درمیان کوئی تقریر یا لیکچر فصل کا باعث اور سنت کے خلاف ہے۔ فقط۔

---

(۱) اما الا جابۃ فظاھر الخلاصۃ وفتاویٰ قاضیخان والتحفۃ وجوبھا وقول الحلوانی الا جابۃ بالقدم فلو اجابہ بلسانہ ولم یمش لا یکون مجیبا، ولو کان فی المسجد لیس علیہ ان یجیب باللسان. وجہ حاصلہ نفی وجوب الا جابۃ باللسان وبہ صرح جماعۃ وانھا مستحبۃ حتی قالو ا نال الثواب والا فلا اثم ولا کراھۃ (غنیۃ المستملی فصل فی الا ذان ص ۳۶۳) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۶۹. ط.س.ج ۲ ص۱۵۹

(۳) مسوی مصفی ج ۱ ص ۱۵٤ . ۱۲ ظفیر۔

یہ غلط ہے کہ غیر تنخواہ دار کی امامت درست نہیں

(سوال ۲۴۹۵) ہم لوگ اپنے قصبہ میں حافظ قرآن کے پیچھے نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ امسال ایک مولوی صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ نماز جمعہ اداء ہونے کا مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان اپنا امام جمعہ مقرر کرلیویں جب جمعہ ادا ہوتا ہے۔ امام مذکور بلا تنخواہ نماز جمعہ و پنجوقتی پڑھاتے تھے۔ اب ایک ماہ سے مولوی مذکور نے جمعہ بند کرایا اور یہ کہتے ہیں کہ جب تک مسجد میں امام تنخواہ دار مقرر نہ ہو جمعہ ادا نہیں ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ امام مذکور کے پیچھے جو بلا تنخواہ نماز پڑھاتے ہیں نماز ادا ہوتی ہے اور صحیح ہوتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) امام کے مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس کو کہہ دیا جاوے کہ نماز جمعہ پڑھا دو وہ جمعہ پڑھا سکتا ہے اور نماز جمعہ اس کے پیچھے صحیح ہے پس جو حافظ صاحب نماز پنج وقتہ اور جمعہ پڑھاتے تھے ان کے پیچھے جمعہ کی نماز صحیح ہے تنخواہ دار ہونا امام کا ضروری نہیں ہے بلکہ بلا تنخواہ والا امام زیادہ مستحق امامت کا ہے اس کے پیچھے بلا شبہ نماز جمعہ وغیرہ صحیح ہے۔ غرض یہ ہے کہ جیسا کہ اور نمازوں کا حکم ہے کہ جو شخص لائق امام ہونے کے ہو وہ امام ہو جاوے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ فقط۔

خطبہ جمعہ سے پہلے سورۃ کہف

(سوال ۲۴۹۶) جمعہ کے خطبہ سے پہلے مسجد میں سورۃ کہف بآواز بلند پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) سورہ کہف کا پڑھنا جمعہ کے روز مستحب ہے لیکن ایسا جہر نہ کرے کہ دوسرے پڑھنے والوں کے ساتھ تزاحم ہو، اسی وجہ سے فقہاء نے چند لوگوں کو ایک جگہ قرآن شریف جہراً پڑھنے سے منع کیا ہے۔(۱) کہ یہ آیت و اذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا(۲) کے منافی ہے فقط۔

نوکری کی وجہ سے ترک جمعہ درست نہیں

(سوال ۲۴۹۷) ملازم پوسٹ آفس اگر تنہا ہے اور وہ بلا کسی کی سپردگی کے آفس چھوڑ کر نہیں جا سکتا تو وہ جمعہ کس طرح پڑھے یا ظہر ادا کرے۔

(الجواب) جمعہ کا چھوڑنا نوکری کی مجبوری کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔(۳) باقی اگر جمعہ نہ پڑھ سکے تو پھر اس کو ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے۔(۴)

خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۴۹۸) اللّٰھم اعزالاسلام الخ پڑھتے وقت منبر سے اترنا اور اللّٰھم انصر الخ پڑھتے وقت منبر پر چڑھنا جائز

---

(۱) یکرہ للقوم ان یقرؤا القران جملة لتضمنها ترك الاستماع والانصات المامور بهما كذا فى القنية (عالمگیری مصری كتاب الكراهية باب رابع ج ۵ ص ۳۲۹. ط.س. ج۲ص۳۱۷) ظفیر.

(۲)

(۳) هى فرض عين يكفر جاحدها لثبوتها بالدليل القطعى كما حققه الكمال (در مختار) بالدليل القطعى وهو قوله تعالىٰ يا ايها الذين امنوا اذا نودى للصلوٰة من يوم الجمعة فاسعوا الاية وبالسنة وبالاجماع الخ قول القدورى ومن صلى الظهر يوم الجمعة فى منزله ولا عذر له كره وجازت صلاته (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷.ط.س. ج۲ص۱۳۶) ظفير. (۴) وحرم لمن لا عذر له صلاة الظهر قبلها اما بعدها فلا يكره فى يومها بمصر لكونه سببا لتفويت الجمعة وهو حرام (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۵. ط.س. ج۲ص۱۵۵) ظفير.

ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس عمل کی کچھ اصل نہیں ہے۔ فقط۔

نماز جمعہ میں جب خطیب وامام نہ آئے تو دوسرے کا امام بنانا درست ہے

(سوال ۲۴۹۹) نماز خطبہ میں وقت مقررہ پر نہ خطیب صاحب حاضر ہوئے نہ نائب خطیب۔ آدھا گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد متولی صاحب دوسرے شخص کو خطبہ اور نماز پڑھانے کا حکم دے سکتے ہیں یا نہیں۔

(۲) دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں، وہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

(۳) خطیب صاحب ہمیشہ پنجوقتہ نماز میں غیر حاضر رہتے ہیں اور تجارت کرتے ہیں ان کے پیچھے اقتداء کرنا درست ہے یا نہیں

(الجواب) (او۲) دے سکتے ہیں اور دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے اور وہ نماز صحیح ہے۔ (۳) نماز درست ہے۔ فقط۔

تارکین جمعہ کے لئے ظہر کی جماعت جائز نہیں

(سوال ۲۵۰۰) چند اشخاص صلوٰۃ جمعہ میں شریک نہیں ہو سکے اس مسجد میں صلوٰۃ وقتی کی جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے و کذا اهل مصر فاتتهم الجمعة فانهم یصلون الظهر بغیر اذان ولا اقامة ولا جماعة الخ وفی الشامی قال فی الو لوالجیة ولا یصلی یوم الجمعة جماعة بمصر الخ شامی۔(۱) پس معلوم ہوا کہ جن لوگوں کا جمعہ فوت ہو جاوے وہ لوگ ظہر کی جماعت نہ کریں تنہا تنہا پڑھیں۔

ایک مسجد میں دوبار جمعہ مکروہ ہے

(سوال ۲۵۰۱) امام نے یا غیر امام نے جمعہ کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھی، اس کے بعد پانچ چھ آدمی آئے۔ اب یہ لوگ جمعہ کی نماز پڑھیں یا ظہر کی۔ اگر ظہر کی پڑھیں تو اسی مسجد میں یا دوسری مسجد میں علٰحدہ علٰحدہ پڑھیں اور اگر یہ بقیہ لوگ جمعہ کی نماز کسی مکان میں یا میدان میں پڑھیں تو درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے کہ یوم جمعہ میں ادائے ظہر بجماعت مکروہ تحریمی ہے۔(۲) اور اس مسجد میں جس میں جمعہ ہو چکا ہے جمعہ بھی دوبارہ نہ پڑھیں:(۳) بلکہ اگر کسی دوسری جگہ جماعت جمعہ ہوتی ہو تو وہاں جمعہ ادا کریں ورنہ ظہر تنہا تنہا ادا کریں اور جمعہ کے لئے مسجد ہونا شرط نہیں ہے کسی مکان میں اور میدان شہر میں بھی جمعہ ادا ہو سکتا ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۶. ط.س. ج۲ص۱۵۷ ۱۲ ظفیر.

(۲) وکره تحریما لمعذورین و مسجون و مسافر اداء ظهر بجماعة فی مصر قبل الجمعة وبعدها الخ وکذا هل مصر فاتتهم الجمعة فانهم یصلون الظهر بغیر اذان ولا اقامة ولا جماعة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج۱ ص ۷۶۶. ط.س. ج۲ص۱۵۷) ظفیر. (۳) والظاهر انه یغلق ایضاً بعد اقامة الجمعة لئلا یجتمع فیه احد بعدها (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۶. ط.س. ج۲ص۱۵۲) ظفیر. (۴) وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقا علی المذهب وعلیه الفتوی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب. الجمعة ج ۱ ص ۷۵۵. ط.س. ج۲ص۱۴۴) ظفیر.

جمعہ میں بھی لقمہ دینا لینا درست ہے

(سوال ۲۵۰۲) امام پہلی رکعت میں تین آیات کے اندر بھول گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا امام نے لقمہ لے لیا اور سجدہ سہو کر لیا، نماز کو دہرانا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) نماز صحیح ہو گئی دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ لقمہ دینا اور لقمہ لینا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔

تشہد میں جو شریک ہو جائے وہ جمعہ پڑھے

(سوال ۲۵۰۳) جمعہ کے آخری قعدہ میں دو نمازی شریک ہوئے بعد سلام انہوں نے دو رکعت جمعہ کی پڑھ لی یہ صحیح ہے یا ان کو ظہر پڑھنی چاہئے تھی۔

(الجواب) صحیح یہی ہے کہ جو لوگ جمعہ کی نماز کے تشہد میں شریک ہوں وہ جمعہ کی نماز ہی پوری کریں ظہر نہ پڑھیں پس نماز ان لوگوں کی صحیح ہو گئی۔(۲) فقط۔

جمعہ میں لاحق نماز کیسے پوری کرے

(سوال ۲۵۰۴) ایک شخص جمعہ کی نماز دوسری رکعت میں شامل ہوا اس کا وضو ٹوٹ گیا، وہ وضو کرنے گیا واپس آیا تو امام نے سلام پھیر دیا وہ اپنی نماز کس طرح پوری کرے۔

(الجواب) وہ شخص واپس آکر ایک رکعت باقی ماندہ جمعہ کی پوری کر کے قعدہ کر کے سلام پھیر دے۔ نماز جمعہ اس کی ادا ہو جاوے گی۔ کذا فی الدر المختار والشامی۔(۳)

بعد آغاز خطبہ پنکھے کا حکم

(سوال ۲۵۰۵) جمعہ کا خطبہ شروع ہو جانے کے بعد پنکھا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) خطبہ کی حالت میں چپ چاپ ساکت رہنا اور سننا خطبہ کا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے من مس الحصا فقد لغا کہ جس نے کنکریوں کو ہاتھ لگا دیا اس نے بھی لغو کیا اور ثواب سے محروم رہا پس حالت خطبہ میں پنکھا کرنا اسی وجہ سے منع لکھا گیا ہے اور در مختار میں ہے **و کل ما حرم فی الصلوٰۃ حرم فیھا** ۔ اور جو چیز حرام ہے نماز میں حرام ہے خطبہ میں۔ فقط۔

ایک شہر میں تین مسجدوں میں جمعہ

(سوال ۲۵۰۶/۱) ایک شہر میں تین مسجدیں ہیں، ایک ایک میل کے فاصلہ پر اور تینوں میں جمعہ ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں؟ جامع مسجد مختصر تھی اس وجہ سے اس کو شہید کرا کر جامع مسجد وسیع تیار کرائی ہے اکثر کہتے ہیں کہ جمعہ ایک مسجد میں ہو اور اکثر کہتے ہیں کہ تینوں مسجدوں میں جمعہ ہونا چاہئے اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

---

(۱) بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقا لفاتح واخذ بکل حال (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۸۲. ط.س. ج۲ ص ۶۲۲) ظفیر. (۲) ومن ادرکھا فی التشھد او سجود سھو علی القول بہ فیھا یتمھا جمعۃ الخ کما یتم فی العید الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۶۷. ط.س. ج۲ ص ۱۵۷) ظفیر. (۳) ومن سبقہ الحدث فی الصلوٰۃ انصرف الخ وتوضا وبنی الخ (ھدایہ باب الحدث فی الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۵) ظفیر.

جامع مسجد میں تمام آدمی نہیں آسکتے تو کیا کرے

(سوال ۲۵۰۷/۲) جامع مسجد میں تمام آدمی نہیں آسکتے کیا کرنا چاہئے۔

ملازم جو جامع مسجد نہیں جاسکتے نزدیک والی مسجد میں جمعہ پڑھ سکتے ہیں

(سوال ۲۵۰۸/۳) اکثر لوگ ملازم ہیں جامع مسجد تک نہیں پہنچ سکتے نزدیک کی مسجد میں فراہم ہو سکتے ہیں ایسے لوگوں کے واسطے کیا ارشاد ہے

(الجواب)(۱) جمعہ ہر جگہ درست ہے، تینوں مسجدوں میں جمعہ ہو جاتا ہے۔(۱)

(۲) بہتر یہ ہے کہ جمعہ ایک جگہ جامع مسجد یعنی بڑی مسجد میں ہو۔

(۳) اگر ایک مسجد میں سب نمازی جمعہ کے نہ آسکیں دوسری مسجد میں جمعہ کرلیں۔

(۴) ایسے لوگ قریب کی مسجد میں جمعہ پڑھ لیں، الغرض جمعہ ایک شہر وقصبہ میں چند جگہ جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ اگر کچھ دقت نہ ہو تو ایک جگہ پڑھیں(۲) فقط۔

دو ہزار کی آبادی میں جمعہ

(سوال ۲۵۰۹) موضع پلواڑہ میں دو ہزار آدمی ہیں اور موضع محمد پور میں جو پلواڑہ کے ملحق ہے ایک ہزار آدمی ہیں اور کپڑے و عطار کی دوکان دونوں جگہ ہے اس صورت میں دونوں جگہ جمعہ ہو سکتا ہے یا ایک جگہ ؟

(الجواب) معلوم ہوتا ہے کہ موضع پلواڑہ بڑا گاؤں ہے محمد پور ایسا نہیں ہے۔ پس اچھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف پلواڑہ میں جمعہ پڑھ لیا کرے البتہ یہ دونوں گاؤں ایک ہی سمجھے جاتے ہیں تو دونوں جگہ جمعہ صحیح ہے۔(۳) فقط۔

حالت خطبہ میں امام کو پیسے دینا اور اس کی طرف پیسے پھینکنا درست نہیں

(سوال ۲۵۱۰) جب امام خطبہ پڑھتا ہے تو بعض آدمی ممبر پر امام کے لئے دو آنہ یا چار آنہ یا روپیہ وغیرہا پھینکتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور امام کو اس کا لینا جائز ہے یا کیا؟

(الجواب) خطبہ کی حالت میں یہ فعل ناجائز ہے اور روکنا ان لوگوں کو اس حرکت سے لازم ہے۔(۴) باقی امام کے حق میں اس کا لینا جائز ہے۔ فقط۔

تین ہزار کی آبادی میں جمعہ

(سوال ۲۵۱۱/۱) دو گاؤں کے درمیان ایک کوس کا فاصلہ ہے اور پہلے گاؤں کی آبادی تین ہزار کی ہے اور

---

(۱) وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقا (الدر المختار) علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۵۵ .ط.س.ج۲ص۱٤٤) شامی میں ہے دفعاً للحرج ای لان فی الزام اتحاد المواضع حرجابیّنا لا ستدعائه طویل المسافة الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۵۵ .ط.س.ج۲ص۱٤۵) ظفیر .(۲) ولا جل ان الجمعة جامعة للجماعات قال الا مام ابو یوسف لا یجوز تعدد الجمع فی مصر واحد (الی قوله) وقال الا مام محمد ورواه عن الا مام ابی حنفیه وهذه الروایة هی المختارة وعلیه الفتویٰ انه یجوز تعدد الجمعة مطلقا الخ (رسائل الارکان ص ۱۱۸) ظفیر .(۳) وتقع فرضا فی القصبات والقریٰ الکبیرة التی فیها اسواق (ردالمحتار ج ۱ ص ۷٤۸ .ط.س.ج۲ص۱۳۸) ظفیر .(٤) حدیث میں ہے من مس الحصا فقد لغا در مختار میں ہے وکل ماحرم فی الصلوٰة حرم فیها ای فی الخطبة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷٦۸ .ط.س.ج۲ص۱۵۹) ظفیر.

دوسرے گاؤں میں تین مسجدیں ہیں اور جمعہ ہوتا ہے پہلے گاؤں اور دوسرے گاؤں میں جمعہ فرض ہے یا نہیں ؟

سنتیں بعد الجمعہ

(سوال ۲/۲۵۱۲) جمعہ کے بعد جو چھ سنتیں ہیں یہ ظہر کی سنتیں ہیں یا جمعہ کی ؟

(الجواب) (۱) پہلا گاؤں بڑا ہے اس میں جمعہ فرض ہے اور دوسرا گاؤں بھی اگر ایسا ہی بڑا ہے تو وہاں بھی فرض ہے۔(۱)

(۲) یہ جمعہ کی سنتیں ہیں۔(۲) فقط۔

خطبہ جمعہ و عیدین میں تسمیہ

(سوال ۲۵۱۳) خطبہ جمعہ میں یا عیدین کے افتتاح میں بسم اللہ جہراً پڑھی جاوے یا سراً ؟

(الجواب) در مختار میں ہے ویبدأ بالتعوذ سراً شامی میں ہے۔(۳) ای قبل الخطبة الاولی بالتعوذ سراً ثم بحمد الله والثناء علیه الخ جہر بسم اللہ کا ثابت نہیں ہے۔ لہذا جہراً بسم اللہ نہ پڑھی جاوے۔

یوم جمعہ میں فرض ہے یا ظہر

(سوال ۱/۲۵۱٤) جمعہ کی روز فرض وقت جمعہ ہے یا ظہر ؟ اور جمعہ قصر ظہر ہے یا کیا ؟

جمعہ کے لئے شرائط ہیں

(سوال ۲/۲۵۱۵) جمعہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً ہر جگہ فرض ہے یا مقید بالشرائط ؟

چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہوگی یا نہیں

(سوال ۳/۲۵۱٦) ایسی بستی میں جہاں کوئی تعریف مصر کی صادق نہ آتی ہو امام صاحبؒ کے نزدیک جمعہ پڑھنا مسقط ظہر ہے یا نہیں ؟

جمعہ کے لئے شرط سلطان

(سوال ٤/۲۵۱۷) جمعہ کے لئے شرط سلطان جو اصحاب متون لکھتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے یا نہ ؟

سلطان نہ ہو تو جمعہ کا حکم

(سوال ۵/۲۵۱۸) امام صاحب سے کوئی تصریح ہے کہ جہاں شرط سلطان نہ ہو وہاں بھی جمعہ پڑھو اور ظہر چھوڑ دو ؟

متاخرین کے قول پر عمل۔

(سوال ٦/۲۵۱۹) متاخرین کے قول پر عمل کرنے والا امام ابو حنیفہؒ کا مقلد رہے گا یا نہیں ؟

نمبر دار قاضی کے قائم مقام ہے یا نہیں

(سوال ۷/۲۵۲۰) نمبر داران چوکیداران و امامان مساجد کا ہونا شرط مصر یا سلطان کے پائے جانے میں کافی ہے یا

---

(۱) وتقع في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (رد المحتار ج ۱ ص ۷٤۸. ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفير.

(۲) والسنة قبل الجمعة اربع وبعدها اربع وعند ابي يوسف السنة بعد الجمعة ست ركعات والا فضل ان يصلي اربعاثم ركعتين للخروج عن الخلاف (غنية المستملی ص ۳۷۲) ظفير. (۳) دیکھئے ردالمحتار ج ۱ ص ۷۵۹ ۱۲ ظفير.

نہیں؟ یعنی امیر قاضی جو حدود مصر میں ملحوظ ہیں ان کی بجائے نمبر دار یا پیش امام ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

احتیاط الظہر

(سوال ۲۵۲۱/۸) اگر کوئی حنفی بوجہ تعدد جمعہ یا اشتباہ فی المصر کے بعد جمعہ ظہر پڑھ لے تو کیا وہ مذہب سے خارج ہو جاتا ہے؟

ظہر بعد جمعہ

(سوال ۲۵۲۲/۹) کسی فقہ کی معتبر کتاب میں بوقت اشتباہ فی المصر بھی ظہر بعد جمعہ پڑھنا منع لکھا ہے؟

(الجواب)(۱) صحیح یہ ہے کہ فرض وقت ظہر ہے اور جمعہ بدل ہے **لا ن فرض الوقت عند نا الظهر لا الجمعة الخ شامي جلد اول في بحث النية**۔ جمعہ قصر ظہر نہیں ہے بلکہ اس اعتبار سے فرض مستقل ہے کہ اس سے ظہر ساقط ہو جاتی ہے۔

(۲) معتبر بالشرائط ہے۔(۱) (۳) نہیں۔(۲)

(۴) کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ہو تو اس کا اذن ضرور ہے اور اگر نہ ہو تو جس کو امام مقرر کر لیا جاوے وہ امام جمعہ ہو سکتا ہے اور جمعہ صحیح ہے۔(۳)

(۵) بعد اس کے کہ فقہاء کسی امر کو مفتی بہ مذہب میں قرار دیں تو ہمیں اس کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ امام صاحب سے یہ قول صراحۃً منقول ہے یا نہیں۔ **اما نحن فعلينا اتباع مارجحوه وصححوه الخ** (درمختار) **قال في الشامي قوله واما نحن يعني اهل الطبقة السابعة وهذا مع السوال والجواب ماخوذ من تصحيح الشيخ قاسم قوله كما لو افتوا في حياتهم اى كما نتبعهم لو كانوا احياء وافتونا بذالك فانه لا يسعنا مخالفتهم الخ**۔(۴) اور معراج الدرایہ میں مبسوط سے منقول ہے **فلو الولاة كفارا يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين ويجب عليهم ان يلتمسوا وليا مسلماً . انتهى**(۵) **وفي الدر المختار ونصب العامة الخطيب غير معتبر مع وجود من ذكر اما مع عدهم فيجوز للضرورة در مختار**۔(۶)

(۶) ضرور رہے گا۔

(۷) محض یہ امور کافی نہیں بلکہ یہ ضروری ہے کہ وہ بستی یا شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ مثل قصبہ کے ہو کہ اس میں بازار و دوکانیں ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں کما صرح بہ فی الشامی وغیرہ۔

---

(۱) ويشترط لصحتها سبعة اشياء الاول المصر الخ (در مختار باب الجمعه. ط.س. ج۲ص۱۳۷) ظفير.
(۲) ولو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۴۸.ط.س.ج۲ص۱۳۸) ظفير.
(۳) واذن السلطان اوماموره باقامتها (در مختار) واما في بلاد عليها ولاة كفار فيجوز للمسلمين اقامة الجمعة والا عياد ويصير القاضي قاضيابتراضي المسلمين ويجب عليهم طلب وال مسلم ا ه (ردالمحتار باب القضا ج ۳ ص ۳۵۰.ط.س.ج۲ص۱۷۵) (۴) ردالمحتار مقدمه مطلب في طبقات الفقهاء ج ۱ ص ۷۲.ط.س.ج۱ص۷۷. ۱۲ ظفير.
(۵) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۴.ط.س.ج۲ص۱۴۴. ۱۲ ظفير.
(۶) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۴.ط.س.ج۲ص۱۴۳. ۱۲ ظفير.

(۸) مذہب سے خارج نہیں ہوتا۔

(۹) جب کوئی جگہ مفتی بہ قول کے موافق محل جمعہ قرار پاگئی تو پھر وہاں ظہر بعد جمعہ پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ تعدد جمعہ کے خلاف کی وجہ سے کوئی شخص ظہر احتیاطی پڑھے، اور جب یہ منع تو وہ بھی منع ہوگا۔ فقط۔

خطبات جمعہ ہر ماہ کا علیحٰدہ ہونا ضروری نہیں

(سوال ۲۵۲۳) خطبہ جمعہ ہر ماہ علیحٰدہ بودن ضرور یست یا نہ؟

(الجواب) خطبہ ہر ماہ علیحٰدہ بودن ضرور نیست۔ (۱) فقط۔

جمعہ کی اذان ثانی

(سوال ۲۵۲۴) جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر کہنے کا کیا حکم؟ کیا مکروہ ہے؟ بریلی کے فتویٰ میں اس کی ممانعت کی گئی ہے اور حدیث ابی داؤد سے استدلال کیا گیا ہے۔

(الجواب) بریلی کے اس فتویٰ کے متعدد جوابات شائع ہو چکے ہیں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے مفصل جواب طبع ہو کر شائع ہوا ہے وہاں سے طلب کر کے اس کو دیکھ لیں۔ تحقیق یہ ہے کہ اذان ثانی جمعہ مسجد میں ہونا مکروہ نہیں ہے اور عبارت کتب فقہ لا یؤذن فی المسجد اذان ثانی یوم جمعہ کے بارہ میں نہیں ہے۔ نیز غرض اس عبارت سے یہ ہے کہ اذان نماز پنجگانہ میں غرض اعلام ہے اس لئے بلند جگہ منارہ وغیرہ اس کے لئے مسنون ہے اور مراد اس عبارت سے یہ ہے کہ اذان پنجگانہ مسجد میں اس طرح کہنا کہ اس میں اعلام نہ ہو، مثلاً اندر کے درجہ مسجد میں اذان کہنا خلاف سنت ہے۔ بہر حال اذان جمعہ اس میں داخل نہیں ہے۔ لتصریح الفقهاء بخلافه۔ (۲) اور حدیث ابو داؤد خارج عن المسجد ہونے میں نص نہیں ہے کیونکہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ علی قرب باب المسجد مراد لیا جاوے اور اس کے ثبوت میں بھی کلام کیا گیا ہے۔ فقط۔

حدیث لا صلوٰۃ و لا کلام

(سوال ۲۵۲۵) حدیث اذا خرج الا مام فلا صلوٰة ولا كلام سے اس کلام سے مراد مطلق کلام ہے یا کلام دنیاوی؟ فقہاء کی عبارات سے کلام دنیاوی مراد معلوم ہوتی ہے کہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے کلام دنیاوی منع ہے۔ تسبیح اذکار وغیرہا منع نہیں۔ اب اس بناء پر خطبہ کی اذان کا جواب دینا یا دعاء وسیلہ پڑھنا جائز ہوگا چنانچہ بعض عبارات سے صاف ظاہر ہے واما الكلام فانما يكره منه قبل شروع الخطبة الدنيوى لا الذى كا الا ذكار والتسبيح وبعد الشروع فيها يكره مطلقا هذا هو الا صح كما في النهاية وغيره فلا تكره اجابة الا ذان الذى يوذن بين يدى الخطيب وقدثبت ذلك من فعل معاويةؓ فى صحيح البخارى ولا دعاء الوسيلة الماثورة بعد ذلك الا ذان هذا عند ابى حنفيهؒ وعندهما لا باس بالكلام اى الدنيوى اذا خرج

---

(۱) كماروت ام هشام اخذت ق والقران المجيد من فى رسول الله صلى الله عليه وسلم يقراء بها كل جمعة رواه مسلم قال شراح الحديث كان سورة ق فى مدة كانت ام هشام حاضرة ولم يكن دائما (رسائل الا ركان ص ۱۱۶) ظفير.

(۲) ويوذن ثانيا بين يديه اى الخطيب (الى قوله) اذا جلس على المنبر (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۰.ط.س.ج۲ص۱۶۱) قوله يوذن ثانيا بين يديه اى على سبيل السنية كما يظهر من كلامهم (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۰.ط.س.ج۲ص۱۶۱) ظفير.

الا مام قبل ان یشرع فی الخطبة فاذا نزل قبل یکبر لا ن الکراهة للاخلال بالا ستماع ولا استماع ههنا بخلاف الصلاة فانها قد تمتد کذا فی الهداية . اس میں قول مفتی بہ اور صحیح کیا ہے . جائز هے یا مکروہ ؟

(الجواب) حدیث اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام، میں ہمارے حضرات کا مسلک کلام کو رکھنا ہے جیسا کہ طلاق حدیث سے ظاہر ہے اور صلاۃ کے ساتھ اس کا منضم فرمانا اور بھی اس کا موئد ہے اور خلاف صاحبین کا قبل شروع فی الخطبہ میں مشہور ہے اور امام صاحب کے نزدیک بھی بعض فقہاء نے کلام دینی کو بعد خروج امام قبل خطبہ جائز نقل کیا ہے لیکن مذہب مشہور امام صاحب کا یہی ہے کہ بعد خروج امام کلام مطلقا ممنوع ہے خواہ دینی ہو یا دنیاوی اور نصوص فقہاء بہت سے اس پر دال ہیں کہ امام صاحب کلام کو عام لیتے ہیں پس اگر بعض فقہاء نے قبل خطبہ کلام دین کو جائز رکھا ہے اور اس کو اصح فرمایا ہے جیسا کہ عنایہ وبنایہ سے منقول ہے تو انہوں نے مذہب صاحبین رحمہما اللہ کو اختیار فرمایا ہے۔باقی مذہب امام اعظمؒ کا یہی ہے کہ کلام مطلقاً مکروہ ہے اور اجابت اذان بین یدی الخطیب مکروہ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے جو تخطیہ صاحب در مختار کا کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے اور آپ نے جو عبارت مولانا موصوف کی نقل فرمائی ہے اور اس کے آخر میں کذا فی الهدایہ ہے۔ ہدایہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ حوالہ مجلسہا صحیح نہیں ہے کما لا یخفی علی من طالع الهدایة۔ اب احقر بعض وہ عبارات لکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے امام صاحبؒ کا خلاف مطلق کلام میں ہے دنیاوی ہو یا دینی اور امام صاحب مطلق کلام کو بعد خروج امام منع فرماتے ہیں اور نیز یہ کہ اجابت اذان ثانی جمعہ مکروہ ہے۔ در مختار باب الجمعہ میں ہے وقالا لا باس بالکلام قبل الخطبة وبعدها واذاجلس عند الثانی والخلاف فی الکلام یتعلق بالاخرة اما غیره فیکره اجماعا . وعلى هذا فالترقية المتعارفة فی زماننا تکره عنده لا عندهما واماما یفعله الموذنون حال الخطبة من الترضی ونحوه فمکروه اتفاقا وتمامه فی البحر والعجب ان المرقی ینهی عن المعروف بمقتضی حدیثه ثم یقول انصتوا رحمکم الله قلت الا ان یحمل علی قولهما فتنبه(۱)(در مختار)قوله الا ان یحمل علی قولهما لا نه یقول ذلك قبل الخطبة وهما یحملان قوله صلی الله علیه وسلم والا مام یخطب . علی الشروع فیها حقیقة فحینئذ لا یکون المرقی مخالفا لحدیثه بقوله انصتوا . اما علی قول الا مام من حمل قوله یخطب علی الخروج للخطبة بقرینة ماروی اذا خرج الامام فلا صلوة ولا کلام فیکون مخالفا لحدیثه الذی یرویه ویکره الخ . ردالمحتار. (۲) شامی. وفی الشامی ایضاً قبیله والظاهر ان مثل ذلك یقال ایضا فی تلقین المرقی الا ذان للمئوذن والظاهر ان یکون الکراهة علی المئوذن دون المرقی لان سنة الا ذان الذی بین یدی الخطیب تحصیل باذان المرقی فیکون المئوذن مجیبا لاذان المرقی واجابة الا ذان حینئذ مکروهة الخ. (۲)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتارج ۱ ص ۷۶۹. ط.س. ج۲ص۱۵۹......۱۶۰......۱۶۱.
(۲) ردالمحتارج ۱ ص ۷۶۹ .ط.س.ج۲ص۱۵۹ ......۱۶۰......۱۶۱.۱۲ ظفیر.

شامی کے اس قول "واجابۃ الاذان حینئذ مکروھۃ" سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کراہت حنفیہ کے نزدیک ایسی مسلم ہے اور معروف ہے کہ اس میں کسی کو کچھ تأمل اور خلاف نہیں ہے پس اس سے صحت اس قول صاحب در مختار کی جوبات الاذان میں ہے واضح ہوتا ہے وینبغي ان لایجیب بلسانه اتفاقافي الاذان بین یدی الخطیب۔ البتہ اتفاقاً کے لفظ سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ کراہت امام صاحب کے قاعدہ کے موافق ہے نہ صاحبین کے قول کے۔ مگر جواب اس کا یہ ہے کہ غرض صاحب در مختار کی یہ ہے کہ مشائخ نے بالاتفاق اس بارہ میں قول امام صاحب کو اختیار فرمایا ہے اور بالاتفاق فتویٰ کراہت اجابت اذان ثانی جمعہ کا دیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ اگرچہ قاعدہ صاحبین کا اس کے جواز کو مقتضی ہو مگر ان سے تصریح اس کے جواز کی منقول نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ اگر کراہت منقول ہو اور اسی قول صاحب در مختار کو اس بارہ میں حجت سمجھا جاوے کہ ہم اعلم بمذہب الاصحاب، اس صورت میں اتفاقاً کے معنی امام صاحب اور صاحبین کے اتفاق کے ہوں گے۔ اور جب کہ ایسا بڑا شخص اس اتفاق کو نقل فرماتا ہے تو ہم کو محض اس بناء پر کہ صاحبین کا مذہب اس کو مقتضی نہیں انکار شایاں نہیں ہے۔ احقر کہتا ہے کہ مقتضی قول صاحبین بھی اس اجابت کی کراہت کو ہے کیونکہ آخر کلمہ اذان کی اجابت بعد ختم اذان کے ہے جو وقت شروع فی الخطبہ کا ہے۔ نیز اجابت کے ساتھ دعا وسیلہ بھی ہوتی ہے جو بعد اذان اور اجابت اذان کے ہے اور وہ وقت شروع فی الخطبہ کا ہے اور وہ بالاتفاق وقت کراہت کلام دینی و دنیاوی کا ہے اور اس میں بحث کرنا کہ امام بھی اجابت کرے گا اور دعا وسیلہ پڑھے گا تو شروع فی الخطبہ نہ ہو جو صاحبین کے نزدیک اجابت کو مکروہ کہا جاوے محل تأمل ہے کیونکہ اذان کے ختم ہونے کے بعد خطبہ کا شروع ہونا متوارث ہے اور دعویٰ امام کی اجابت کا کرنا خود فرع ثبوت کی ہے حالانکہ تصریح فقہاء کی اس کے خلاف ہے۔ الحاصل تخطیہ در مختار کے قول کا عجب در عجب ہے۔ اور علامہ شامی کی تصریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کراہت اجابت اذان بین یدی الخطیب ایک مسلم امر ہے جیسا کہ سیاق عبارت سے واضح ہے۔ آخر میں یہ عرض ہے کہ بصورت اختلاف احوط بھی یہی ہے کہ اجابت کو ترک کیا جاوے۔ فقط۔

تیرہ سو آبادی میں جمعہ

(سوال ۲۵۲۶) ایک موضع کی آبادی بارہ سو تیرہ سو کی ہے اور اکثر دوکانیں بھی ہیں اور ضروریات بھی دستیاب ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے یہاں جمعہ و عیدین ہوتے ہیں، اس قریہ میں جمعہ و عیدین کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) قریہ مذکورہ بڑا قریہ ہے اس میں جمعہ واجب و ادا ہو جاتا ہے۔ شامی میں ہے۔ وتقع فرضا فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیها اسواق قال ابو القاسم هذا بلا خلاف اذا اذن الوالی والقاضی ببناء المسجد الجامع واداء الجمعه الخ۔(۱) فقط۔

(سوال ۲۵۲۷) خطبہ میں نظم یا نثر زبان غیر عربی میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بادلائل تحریر فرمادیں۔

(الجواب) چونکہ مقصود خطبہ سے ذکر اللہ ہے نہ کہ وعظ بلکہ یہ ضمنی شے ہے اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے کہ اگر فقط خطبہ میں ذکر اللہ ہو اور پند وغیرہ کا ذکر نہ ہو تو بھی جائز ہے۔ ولنا ان الخطبة ذکر و المحدث

(۱) رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۳۸۔ ط۔ س۔ ج ۲ ص ۱۳۸۔ ۱۲ ظفیر۔

والجنب لا یمنعان الخ. مبسوط۔(۱)

قال صاحب الهداية فان اقتصر علی ذکر الله تعالیٰ جاز عند ابی حنیفة (۲)وفی بعض کتب الفقه یصح الا قتصار فی الخطبة علی ذکر خالص لله تعالیٰ عند ابی حنیفةؒ ان عبارات سے مضمون بالا کا ثبوت ہوتا ہے پس جب خطبہ اصل میں محض ذکر کا نام ہے تو اس کی ضرورت نہیں رہی کہ خطیب بعض سامعین کی وجہ سے قرآن اور رسولی اور جنت کی زبان کو چھوڑ کر اردو انگریزی جاپانی فارسی پشتو زبان میں خطبہ پڑھے سلف صالحین صحابہ و تابعین وائمہ کا تعامل باوجودیکہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ملک فارس میں تشریف فرما ہوئے مگر فارسی میں خطبہ نہ پڑھا بلکہ عربی میں پڑھا۔ کما نقلہ شاہ ولی الدہلویؒ دلالت کرتا ہے کہ خطبہ عربی میں ہونا چاہئے اور غیر عربی مثلاً اردو وغیرہ میں جائز مگر خلاف سنت رسول اللہ ﷺ و تعامل صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدینؒ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ لکھنوی نے عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ میں باب الجمعہ میں تحریر فرمایا ہے کہ خطبہ اردو نظم و نثر میں جائز ہے مگر مکروہ تحریمی ہے۔(۳)فقط۔

عید و جمعہ کا اجتماع

(سوال ۲۵۲۸) عید اور جمعہ اگر ایک دن میں جمع ہو جاویں تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ نہ پڑھا جاوے اور صحیح مسلم کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ اور نماز جمعہ پڑھنی چاہئے یا نہ ؟

(الجواب) اس حدیث کی تفتیش مسلم شریف میں کی گئی مگر پتہ نہیں چلا بے شک ابوداؤد شریف میں عبداللہ بن الزبیر کا فعل نقل کیا گیا ہے۔ مگر ذرا غور کرنا چاہئے کہ ایک صحابی کے فعل سے نبی کریم ﷺ کے قول اور فعل کو چھوڑ دینا خلاف انصاف ہے حضرت کے زمانہ میں بھی یہ اتفاق پیش آیا مگر آپ نے جمعہ ادا کیا اور آپ نے گاؤں کے لوگوں کو کہہ دیا کہ تم جانا چاہو تو چلے جاؤ ہم جمعہ ادا کریں گے، ابوداؤد وغیرہ میں موجود ہے اور عبداللہ بن زبیر کے فعل کی علماء نے تاویل کی ہے لہذا جمعہ ضرور ادا کرنا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جمعہ کی نماز قرآن شریف سے ثابت ہے اس کو ایک فعل صحابی سے ترک کر دینا یا تخصیص کرنا عقل سلیم کا کام نہیں ہے۔ فقط۔

گاؤں میں جمعہ

(سوال ۲۵۲۹) گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہ ؟ اور حدیث جو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ "لا جمعۃ ولا تشریق" الخ اس پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہ ؟

(الجواب) چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے اور حضرت علیؓ کی حدیث پر عمل کرنا عند الحنفیہ لازم

---

(۱) مبسوط ج ۲ ص ۲۶.
(۲) هدایه ج ۱ ص ۱۵۱ ۱۲.
(۳) دیکھئے مصفی مسوی ج ۱ ص ۱۵۳.
(٤) فلو خطب بالفارسية اوبغيرها جاز كذا قالوا والمراد با لجواز هو الجواز في حق الصلوٰة بمعنى انه يكفى لا داء الشرطية وتصح بها الصلوٰة لا الجواز بعنى الا باحة المطلقة فانه لا شك في ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبى والصحابة فيكون مكروها تحريما وكذا قراء ة الا شعار الفارسية والهندية فيها (حاشيه شرح وقايه ج ۱ ص ۲٤۲)ظفير۔

ہے۔ مصر شرط وجوب واداء جمعہ ہے۔(۱) فقط۔

بعد اذان ثانی مناجات

(سوال ۲۵۳۰) جمعہ کے روز بعد اذان ثانی مناجات کرنا کیسا ہے؟

(الجواب) مکروہ ہے اور ممنوع ہے۔ در مختار میں ہے وینبغی ان لا یجب بلسانه اتفاقافی الا ذان بین یدی الخطیب باب الاذان(۲) وفی الشامی واجابة الا ذان حینئذ مکروهة۔(۳) اور حدیث شریف میں ہے اذا خرج الا مام فلا صلاة و لا کلام الخ(۴) پس معلوم ہوا کہ بعد ثانی جمعہ دعاو مناجات زبان سے نہ کرے فقط۔

خطبہ کی حالت میں دوسرا کام

(سوال ۲۵۳۱) آنحضرت ﷺ نے خطبہ کی حالت میں امام حسنؓ کو گرتے دیکھ کر خطبہ قطع کر کے ان کو اٹھایا، اب ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ خصوصیت ہے آنحضرت ﷺ کی۔ یا یہ کہ ایسی حالت ہو کہ اندیشہ ہے بچہ کے چوٹ لگنے کا تو ایسی حالت میں اب بھی خطیب کو ایسا کرنا درست ہے جیسا کہ در مختار میں بعض مواقع میں نماز قطع کر دینے کا حکم ہے ویجب القطع لنحو انجاء غریق او حریق۔(۵) فقط۔

بادشاہ اسلام نہ ہونے کی صورت میں جمعہ

(سوال ۲۵۳۲) جس جگہ بادشاہ اسلام نہ ہو وہاں جمعہ نہیں ہوتا یہ صحیح ہے یا نہ؟

(الجواب) یہ غلط خیال ہے کہ جہاں بادشاہ اسلام نہیں وہاں جمعہ نہیں ہوتا بلکہ جمعہ ہو جاتا ہے۔ شامی میں اس کی تصریح موجود ہے۔(۶) فقط۔

گاؤں میں جمعہ

(سوال ۲۵۳۳) ایک گاؤں میں باوجود عدم جواز جمعہ اکثر لوگ اس وجہ سے جمعہ پڑھتے ہیں کہ ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اس صورت جمعہ کے حامی شرعاً ماخوذ ہیں یا نہیں؟

(۲) ایک شخص باوجود عدم جواز جمعہ فی القری نماز جمعہ پڑھنے کے لئے چار میل مسافت طے کر کے ایک قصبہ میں جمعہ پڑھتے ہیں اس صورت میں کیا حکم ہے؟

---

(۱) ویشترط لصحتها سبعة اشیاء الا ول المصر (در مختار باب الجمعه .ط.س. ج۲ ص ۱۳۷) ظفیر۔
(۲) الدر المختار باب الا ذان ج ۱ ص ۶۵ .ط.س. ج۲ ص ۳۹۹. ۱۲ ظفیر۔
(۳) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۹ مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ۱۲ ظفیر۔
(۴) دیکھئے ردالمحتار ج ۱ ص ۷۶۷ باب الجمعه .ط.س. ج۲ ص ۱۵۸. ۱۲ ظفیر۔
(۵) ویباح قطعها لنحو قتل حیة (الی قوله) ویجب لا غا ثة ملهوف و غریق و حریق الخ (الدرالمختار باب مایفسد الصلوٰة ج۱ ص ۹۳) ظفیر۔(۶)(والسلطان الی قوله) والا طلاق مشعر بان الا سلام لیس بشرط وهذا اذا امکن استیذ انه والا فالسلطان لیس بشرط فلو اجتمعوا علی رجل وصلوا جاز (جامع الرموز باب الجمعه ج ۱ ص ۱۱۶) مع انها تصح (الجمعة) فی البلاد التی استولی علیها الکفار کما سنذ کره (ردالمحتار باب الجمعه.ط.س. ج۲ ص۱۳۸) فلو الولاة کفار ایجوز للمسلمین اقامة الجمعة ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیهم ان یلتمسوا والیا مسلما (ایضاً ج ۱ ص ۷۵۴.ط.س. ج۲ ص ۱۴۴) ظفیر۔

(الجواب)(۱) جس گاؤں میں بوجہ اس کے چھوٹا ہونے کے عند الحنفیہ درست نہیں ہے اس میں کسی خیال سے بھی جمعہ نہ پڑھنا چاہئے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسی جگہ جمعہ پڑھنے سے گنہگار ہوتے ہیں اور ظہر کی جماعت کے ترک کا گناہ بھی ان پر ہے۔(۱)

(۲) یہ اچھا ہے کہ جمعہ دوسرے قصبہ میں جا کر ادا کرے اس میں ثواب ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ دیہات کے لوگ مدینہ شریف میں جمعہ پڑھنے آتے تھے۔ فقط۔

مولانا نانوتویؒ کی نماز جمعہ دیہات میں

(سوال ۲۵۳۴) اکثر لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا مولوی محمد قاسمؒ اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے نماز جمعہ دیہات میں ادا کی ہے اگر یہ بات خلاف ہوتی تو وہ کیوں کرتے؟

(الجواب) اصل یہ ہے کہ فقہ کی معتبر کتابوں مثل ہدایہ و شرح وقایہ و در مختار و شامی سے یہ ثابت ہے کہ ادائے جمعہ اور وجوب جمعہ کے لئے مصر شرط ہے اور شامی میں نقل فرمایا ہے کہ قصبہ قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے کہ کیونکہ وہ بھی حکم میں شہر اور مصر کے (۲) ہے اور در مختار اور شامی میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ چھوٹے قریہ میں جمعہ درست نہیں ہے اور اس میں کراہت تحریمیہ (۳) ہے پس حضرت حاجی شاہ امداد اللہ قدس سرہ یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ، نے اگر دیہات میں جمعہ پڑھا ہوگا تو وہ بڑا گاؤں ہوگا اور حضرت مولانا گنگوہی خلیفہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ، نے اپنے پیر اور پیر بھائی کے حالات سے زیادہ واقف تھے ان کا فتویٰ آپ نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ کیسے تشدد سے چھوٹے دیہات میں جمعہ کو منع فرماتے تھے اور اس بارہ میں کتاب بھی لکھی ہے۔ اگر بالفرض اختلاف علماء بھی اس میں تسلیم کیا جاوے تو پھر بھی احتیاط ترک جمعہ فی القریٰ میں ہے کیونکہ مکروہ امر سے بچنا سنت اور مستحب کے کرنے سے مقدم ہوتا ہے۔ فقط۔

جمعہ کے لئے جامع مسجد ہونا شرط نہیں

(سوال ۲۵۳۵) ایک شخص نے اپنی تصنیف میں لکھا ہے کہ نمبر (۴)

ادائے جمعہ کے لئے جامع مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے۔

(الجواب)...... کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ بے شک جمع کے لئے جامع مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے۔ شہر کی دوسری مسجد میں یا شہر کے میدان میں بھی جمعہ ہو سکتا ہے مگر جمعہ کے لئے یہ شرط ہے کہ شہر یا قصبہ ہونا چاہئے اور بڑا گاؤں جو مثل قصبہ کے ہو وہ بھی اس حکم میں ہے۔ چھوٹے قریہ میں جمعہ عند الحنفیہ درست نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز (ای الجمعۃ) فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر خطیب کما فی المضمرات والظاہر انہ اریدبہ الکراہۃ لکراہۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر. (۲) تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸). (۳) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر و خطیب الخ والظاہر انہ ارید بہ الکراہۃ لکراہۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر (ایضاً ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر. (۴) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (الی قولہ) وفیما ذکرنا اشارۃ انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص۷۴۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر.

حدیث عبداللہ بن مسعودؓ میں ہے۔ لاجمعۃ ولا تشریق الخ الا فی مصر جامع الحدیث۔ فقط۔

کمزور پر جمعہ

(سوال ۲۵۳۶) جو آدمی ضعیف ہو اور اس قدر فاصلہ یا بلند جگہ پر جہاں جامع مسجد واقع ہو نہ جاسکتا ہو، وہ نماز جمعہ کہاں ادا کرے۔

(الجواب) جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہو جمعہ ادا کرلیوے جامع مسجد میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اوقات خطبہ میں سنن

(سوال ۲۵۳۷) جمعہ کے خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا کیسا ہے؟

(الجواب) خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا درست نہیں ہے۔ جس وقت سے امام منبر پر جاوے اور خطبہ شروع کرے اس وقت سے نماز وغیرہ سب ممنوع ہو جاتی ہے لقوله عليه السلام اذا خرج الامام فلا صلاة ولا كلام ـ(۱) فقط۔

ایک شہر میں کئی جگہ جمعہ درست ہے یا نہیں اور چند دوسرے سوالات

(سوال ۲۵۳۸) چند جگہ بستی میں جمعہ ہونے سے ثواب میں تو کچھ نہیں کمی آتی؟ اکیلے امرد کو جماعت میں شریک کرنے سے نقصان تو نہیں آتا؟ تعلیم خداوندی میں تقیید مثل آج کل مدارس کے درست ہے یا نہیں؟ مدرسین پر جرمانوں کا قاعدہ قانون سے مدلل شرح فرمایئے۔ مدرسین کا ماہوار لینا درست ہے یا نہیں؟ متعصب عالم کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایک شہر میں چند جگہ جمعہ درست ہے اس سے ثواب جمعہ میں کچھ کمی نہیں آتی۔ در مختار میں ہے وتودى في مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب وعليه الفتوىٰ الخ در مختار۔(۲) امرد کا جماعت میں شریک ہونا درست ہے اور امرد اگر نابالغ ہو اور تنہا ہو تو اس کو بھی شریک جماعت کر لینا جائز ہے۔ کذا فی الشامی۔(۳) دینی مدارس میں اگر انتظام و پابندی اوقات وغیرہا مثل انگریزی مدارس کے کیا جاوے کچھ حرج نہیں ہے۔ جرمانہ مالی شریعت میں درست نہیں ہے البتہ مدرسین و ملازمین کی تنخواہ حسب قاعدہ وضع ہو سکتی ہے اور مدرسین کو عیدی وغیرہ لینا اطفال سے حسب عرف درست ہے عالم کے پیچھے نماز افضل ہے اور عالم کو دین میں متعصب ہونا ہی چاہئے تعصب کے معنی پختگی فی الدین کے ہیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا مکبر کے لئے امام کی اجازت ضروری ہے

(سوال ۲۵۳۹) جمعہ یا عیدین کی نماز میں بلا اجازت امام کے از خود تکبیر پکار کر رکوع سجدہ میں کہنا تاکہ اور نمازیوں کو سہولت ہو، جائز ہے یا نہیں؟ ایک عالم امام کہتے تھے کہ بلا اذن امام کے تکبیر پکارنے سے مکبر کی

---

(۱) واذا خرج الا مام (الى قوله) فلا صلاة ولا كلام الى تمامها (الدر المختار . باب الجمعه ج ۱ ص ۱۱۳ ط.س. ج۲ص۱۵۸) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۵۵ ط.س. ج۲ص۱۴۴. ۱۲.

(۳) يصف الخ الرجال الخ ثم الصبيان ظاهره تعدد هم فلو واحد دخل الصف (در مختار مختصر) وكذا لو كان المقتدى رجلا وصبيا يصفهما خلفه لحديث انس الخ (ردالمحتار ج۱ ۵۳۴ ط.س. ج۲ص۵۶۸...... ۵۷۱) ظفير.

نماز نہیں ہوتی یہ صحیح ہے یا غلط ؟

(الجواب) نمازیوں کی سہولت اور اطلاع کی وجہ سے تکبیر پکار کر کہنا درست ہے امام کے اجازت کی ضرورت نہیں ہے ، یہ قول کسی عالم کا کہ بدون اجازت امام تکبیر پکار کر کہنا مقتدی کو جائز نہیں ہے اور اس کی نماز اس سے فاسد ہو جاتی ہے الخ غلط ہے۔ فقط۔

جس قصبہ کی مردم شماری پچیس سو ہو ، اس میں جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۰٤۰) ایک جگہ جس کی آبادی زمانہ غدر سے پہلے آٹھ نو ہزار تھی اور ایک صوبہ دار بھی رہتا تھا ، تحصیل بھی تھی۔ بعد غدر تحصیل بھی موقوف ہو گئی اور صوبہ دار کا رہنا بھی موقوف ہو گیا اور رفتہ رفتہ حوادثات زمانہ سے پچیس سو آدمی رہ گئے ہیں اور اشیاء ضروری معمولی اب بھی بہم پہنچتی ہیں اور گیارہ مسجدیں وہاں پر موجود ہیں اور ہفتہ میں ایک روز بازار بھی لگتا ہے اور جامع مسجد تیار ہو رہی ہے ، اس صورت میں وہاں پر جمعہ ہو جائے گا یا نہیں ؟

(الجواب) اس بستی میں جس کا ذکر سوال میں ہے جمعہ واجب الادا ہوتا ہے وہاں جمعہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ در حقیقت وہ آبادی قصبہ ہے اگرچہ حوادثات زمانہ سے آبادی اب کم ہو گئی ہے اور قریہ کبیرہ کی برابر اب بھی ہے وہاں آبادی موجود ہے۔ شامی میں ہے کہ قصبات اور قریہ کبیرہ میں عند الحنفیہ جمعہ ادا ہوتا ہے بناءً علیہ اس آبادی میں جمعہ پڑھنا چاہئے۔ (۱) فقط۔

جمعہ کا وقت

(سوال ۲۰٤۱) در مختار میں منقول ہے کہ نماز جمعہ کے وقت سے کسی کو آگاہی نہیں ، علماء کا اتفاق اس بات پر ہو چکا ہے کہ بوقت ظہر نماز جمعہ ادا کی جائے نماز جمعہ کا کون سا وقت ہے ؟

(الجواب) در مختار کی عبارت یہ ہے وجمعۃ کظھر اصلاً و استحباباً اس کا حاصل یہ ہے کہ جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے۔ (۲) سائل نے جو یہ لکھا ہے کہ در مختار میں لکھا ہے کہ نماز جمعہ کے وقت سے کسی کو آگاہی نہیں ہے الخ یہ بالکل غلط ہے۔ در مختار میں کہیں ایسا نہیں ہے۔

جمعہ کہاں جائز ہے

(سوال ۲۰٤۲) دس پانچ آدمی مل کر دس بارہ کوس کے فاصلہ پر کسی کام کو گئے اور اس عرصہ میں جمعہ کا دن آ گیا وہاں پر ان کو جمعہ پڑھنا چاہئے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

(الجواب) نماز جمعہ کے وجوب و ادا کے لئے مصر یا فناء مصر شرط ہے یعنی شہر یا قصبہ یا بڑے قریہ میں جمعہ ہو سکتا ہے چھوٹے گاؤں اور جنگل میں جہاں کچھ آبادی نہ ہو جمعہ نہیں ہوتا البتہ وہ جنگل قریب شہر یا قصبہ سے ہو کہ وہ فناء مصر میں داخل ہو اس میں جمعہ ہو سکتا ہے۔ (۳) فقط

---

(۱) وتقع (الجمعة) فرضا فی القصبات والقری الكبيرة التی فيها اسواق (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷٤۸ . ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفير . (۲) والثالث وقت الظهر فتبطل الجمعة بخروجه مطلقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۷) ظفير . (۳) ويشترط بصحتها المصر الخ اوفناءه (در مختار . ط.س. ج۲ص۱۳۷) وتقع (الجمعة) فرضا فی القصبات والقری الكبيرة التی فيها اسواق الخ وفيما ذكرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغيرة التی ليس فيها قاض ومنبر و خطيب (رد المحتار ص ۷٤۸ باب الجمعه . ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفير

جمعہ کے بعد کتنی سنتیں ہیں اور کس ترتیب سے

(سوال ۲۵۴۳) نماز جمعہ میں فرضوں کے بعد چار سنتیں پڑھے یا چھ ۶ اگر چھ پڑھے تو پہلے دو پڑھے یا چار ؟

(الجواب) چھ بہتر ہیں۔ چار پہلے اور دو پیچھے !(۱) فقط

گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی

(سوال ۲۵۴۴) اگر کوئی شخص گاؤں میں نماز جمعہ ادا کرے تو اس کے ذمہ سے ظہر ساقط ہو جائے گی یا نہیں اور ایسا کرنے والا گنہگار ہو گا یا نہیں ؟

(الجواب) چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ ادا کرنے سے ظہر ساقط نہیں ہوتی اور ایسا کرنا در مختار میں مکروہ تحریمی لکھا ہے (۲) فقط۔

آبادی کے بڑے ہونے میں جملہ اقوام کا اعتبار

(سوال ۲۵۴۵) قریہ سرولی شہر سے سترہ میل کے فاصلہ پر ہے اور مسلمانان کی مردم شماری مع مرد و زن ۳۰۰ کی ہے اس قریہ میں مسجد بھی ہے نماز جمعہ و عیدین ہمیشہ سے ہوتی ہے مدرسہ سرکاری و ڈاک خانہ بھی ہے۔ ہفتہ میں دو بازار ہوتے ہیں دس بیس دوکانیں بھی ہیں اور بارہ قریہ اس قریہ کے متعلق ہیں جن کی مردم شماری ۳۰۰۰ ہے اور خاص قریہ کی مردم شماری ہر قوم ۱۵۰۰ کی ہے جمعہ وہاں درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) قریہ کے بڑے چھوٹے میں جملہ اقوام کی مردم شماری کا اعتبار ہوتا ہے جس قریہ کی مردم شماری باعتبار جملہ اقوام کے کثیر ہے وہ قریہ کبیرہ ہے جمعہ واجب الادا ہوتا ہے جیسا کہ شامی میں اس کی تصریح ہے پس اگر وہ قریہ بڑا شمار ہوتا ہے تو حسب تصریح فقہاء اس میں جمعہ و عیدین کی نماز درست ہے۔ (۳) فقط

دو ہزار سے زیادہ آبادی میں جمعہ درست ہے

(سوال ۲۵۴۶) قصبہ سلیم پور بستی متصل قصبہ سہسپور قریب ایک میل جس میں جمعہ واجب ہے اور اس کے متصل گڑھی ہے کہ ہر دو بستیاں کے درمیان ایک باغ ہے اور پانچ وقت اذان کی آواز آتی ہے اور دونوں جگہ کی مردم شماری چار ہزار پانچ سو کی ہے۔ سلیم پور کی مردم شماری دو ہزار تین سو ہے اور گڑھی کی دو ہزار دو سو ہے۔ سلیم پور میں غدر سے پہلے تحصیل تھی اور مردم شماری بھی قریب سات ہزار کی تھی لیکن حوادث و انقلاب کی وجہ سے آبادی کم ہو گئی ہے تاہم ہر قسم کی ضروریات دستیاب ہوتی ہیں لہذا جمعہ و عیدین واجب ہیں یا نہیں۔

(الجواب) سلیم پور اب بھی قریہ کبیرہ ہے اور قریہ کبیرہ میں جمعہ واجب الادا ہوتا ہے کما صرح بہ الشامی۔ پس سلیم پور میں جمعہ پڑھنا چاہئے۔ اور اسی طرح گڑھی میں جمعہ ہو سکتا ہے فقط

---

(۱) وسن منو کدا اربع قبل الظھر و اربع قبل الجمعة و اربع بتسلیمة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار . باب النوافل ج ۱ ص ۶۲۰ وذکر فی الا صل واربع قبل الجمعة واربع بعد ها الخ وذکر الطحاوی عن ابی یوسف انه قال یصلی بعدها ستا الخ ینبغی ان یصلی اربعا ثم رکعتین (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۸۵) ظفیر. (۲) وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز (الجمعة) فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب الخ الا تری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری (الصغیرة لزمهم الظهر (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸) وفی القنیه صلاة العید فی القریٰ تکره تحریما لا نه اشتغال بما لا یصح (درمختار) قوله صلاة العید و مثله الجمعة (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷) ظفیر.

(۳) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸) ظفیر.

تیرہ سو آبادی جس میں بازار ہو جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۵۴۷/۱) بندہ جس جگہ اب تعینات ہوا ہے وہ پہلے کوئی گاؤں یا شہر نہیں تھا بلکہ بوجہ ریل کے اسٹیشن کے یہاں گودام ہے اور گاڑیاں ریل کی تین طرف کی یہاں آتی جاتی بدلتی ہیں۔ بیس بائیس سال سے اسٹیشن کے سامنے سڑک لاہور تا پشاور کے اوپر دوکانات آباد ہوئی تھی پھر یہاں منڈی اس قسم کی ہو گئی کہ دور دور یہاں سے سوداگری کا مال مثل گھی، چاول، گندم وغیرہ جاتا ہے، اب اس جگہ مکانات تمام پختہ بن گئے اور آبادی بھی ۱۳۰۰ سو کی ہو گئی، تمام قسم کی ضروریات یہاں سے مل سکتی ہیں اور تھانہ و مدرسہ سرکاری بھی موجود ہے، اور آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ جمعہ میں پچیس تیس آدمی ہو جاتے ہیں۔ جمعہ یہاں پڑھا جاوے یا نہ ؟

آبادی سے تھوڑی دور پر گھر میں جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۴۸/۲) اور جو لوگ اس مسجد سے زیادہ فاصلہ پر رہتے ہیں مثلاً ۴۰۰ گز یا ۵۰۰ گز کہ اذان کی آواز وہاں نہیں پہنچ سکتی وہ اگر مسجد کی جگہ گھر میں مخصوص کر لیں اور ۶۔۷ آدمی جماعت سے نماز پڑھیں تو کیا وہ مخصوص جگہ گھر میں مسجد کا حکم رکھے گی یا کیا؟

(الجواب)(۱) جمعہ اس بستی میں جس کا ذکر سوال میں ہے واجب ہے اور ادا ہو جاتا ہے، پس وہاں جمعہ پڑھنا چاہئے۔(۲) وہ مخصوص جگہ گھر کی مسجد کا حکم نہ رکھے گی۔(۳) لیکن نماز اگر جماعت سے وہاں پڑھی جاوے گی جماعت کا ثواب حاصل ہوگا۔ فقط۔

پہلے شہر تھا اب دو ڈیڑھ ہزار آبادی ہے کیا جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۵۴۹) جو جگہ پہلے شہر ہو اور اب آبادی کم ہو کر دو ڈیڑھ ہزار آدمی رہ گئے ہوں اس میں جمعہ جائز ہے یا نہ اگر جائز ہے تو موجودہ حالت کے لحاظ سے یا قدیمہ حالت کے

(الجواب) قریہ کبیرہ جس میں بازار ہوں وہ مثل قصبہ کے ہوتا ہے اور مصریہ کی شان اس میں پائی جاتی ہے۔ پس جو بستی پہلے بڑا شہر ہو اور اب اس میں دو ڈیڑھ ہزار آدمی رہ گئے ہوں اور بازار و دوکانیں وغیرہ اس میں ہوں اس میں جمعہ واجب ہے وہ در حقیقت مصر ہے اس میں جمعہ ہونے میں کچھ تردد معلوم نہیں ہوتا اور قریہ کبیرہ کی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ مثل قصبہ کے معلوم ہوتا ہے۔(۴)

خطبہ جمعہ فرض ہے یا سنت

(سوال ۲۵۵۰/۱) خطبہ جمعہ فرض ہے یا سنت۔

بوقت خطبہ کسی قسم کا ذکر جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۵۱/۲) بوقت خطبہ کس قسم کا ذکر جائز ہے یا خاموش رہنا چاہئے۔

---

(۱) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸۔ ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر. (۲) وتقع الجمعة فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ (ردالمحتار ج۱ ص ۷۴۸۔ ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر. (۳) ولا یکره ما ذکر فوق بیت جعل فیه مسجد بل ولا فیه لا نه لیس بمسجد شرعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵۔ ط.س. ج۲ ص۶۵۷) ظفیر. (۴) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها السواق الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۴۸۔ ط.س. ج۲ ص۱۳۸) ظفیر.

جمعہ سے پہلے کی سنت خطبہ سے پہلے نہ پڑھ سکا اب کیا کرے

(سوال ۲۵۵۲/۳) نماز جمعہ سے پہلے جو چار سنت ہیں وہ رہ گئیں اور نماز جمعہ کا خطبہ شروع ہو گیا۔ ان چار رکعت کو کس وقت پڑھے؟

(الجواب) (۱) خطبہ میں(۱) فرض مطلق ذکر ہے یہاں تک کہ اگر بقدر الحمد للہ۔ یا سبحان اللہ کہہ لیا فرض خطبہ ادا ہو جاوے گا مگر سنت یوں ہے کہ دو خطبہ ہوں۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ و کفت تحمیدة او تهليلة او تسبيحة للخطبة المفروضه مع الكراهة الخ ويسن خطبتان. الخ(۲)

(۲) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خاموش ہو کر سننا چاہئے۔ کسی قسم کا ذکر و تسبیح و نماز وغیرہ اس وقت نہ چاہئے۔ ہٰکذا فی کتب الفقہ۔(۳)

(۳) خطبہ شروع ہونے کے بعد سنت نہ پڑھے بعد نماز جمعہ کے پڑھے۔ دوسرے خطبہ کے وقت بھی نہ پڑھے۔

شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک احاطہ ہے اس میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۵۳) ایک احاطہ بارہ میل ہے اور اس سے ایک میل کے فاصلہ پر شہر آباد ہے تو اس احاطہ میں جمعہ درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر وہ احاطہ شہر کے فناء میں شمار ہے تو جمعہ وہاں صحیح ہے۔(۴)

صوبہ بنگال کے دیہاتوں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۵٤) ماقولکم رحمهم الله۔ دریں مسئلہ کہ فی امثال در صوبہ بنگال جم غفیر در دیہات نماز جمعہ ادا می کنند صرف بایں وجہ کہ از ایام ماضیہ ہر خاص و عام نماز جمعہ بایں چنیں قریہ ادا کردہ می آیند۔ و گروہ از علماء حنفیہ آن دیار میگویند کہ کہ نزد امام ابو حنفیہؒ اگر چہ در دیہات نماز جمعہ روا نیست مگر بایں مسئلہ تبقلید امام شافعیؒ در قریہ نماز جمعہ می گزاریم پس قول ایشاں چگونہ است و نماز جمعہ ہر خاص و عام و گروہے موصوفاں از علماء کرام ادا شود یا نہ۔ بر مسلک حنفیہ جواب مدلل تحریر فرمایند۔

(الجواب) جمعہ باتفاق حنفیہ مخصوص بمصر است در قریٰ جائز نیست كذا فى الهدايه صلوٰة الجمعة لا تصح الا فے مصر جامع اور مصلى المصر ولا تجوز فے القرىٰ۔(۵) و منقول از امام ابو حنفیہ دربیان مصر این ست کہ بازار

....

(۱) خطبہ ادائے جمعہ کی صحت شرط ہے۔ ويشترط لصحتها سبعة اشياء الا ول المصر الخ والرابع الخطيب فيه (الدرالمختار باب الجمعة.ط.س.ج۲ص۱۳۷).

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۵۸.ط.س.ج۲ص۱٤۸) ظفير.

(۳) اذا خرج الا ام من الحجرة ان كان والا فقيامه للصعود فلا صلاة ولا كلام الى تمامها (در مختار) قوله فلا صلاة شمل السنة وتحية المسجد الخ قوله لا كلام اى من جنس كلام الناس اما التسبيح ونحوه فلا يكره وهوالاصح كما فى النهاية والعناية وذكر الزيلعي ان الاحوط الا نصات ومحل الخلاف قبل الشروع اما بعده فالكلام مكروه تحريما باقسامه كما فى البدائع وقال البقالى فى مختصره واذا شرع فى الدعاء لا يجوز للقوم رفع اليدين ولا تامين باللسان جهرا فان فعلوا ذلك اثموا قيل اساء وا . ولا اثم عليهم والصحيح هوالا ول وعليه الفتوى (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷٦۸.ط.س.ج۲ص۱۵۸) ظفير.

(٤) ويشترط لصحتها المصر او فناء ه (در مختار . باب الجمعه.ط.س.ج۲ص۱۳۷) ظفير.

(۵) هدايه باب صلوٰة الجمعة ج۱ ص ۱۵۰. ۱۲ ظفير.

کو جہاد و حاکم نافذ کنندہ حدود داشتہ باشد۔ کذا فی المواہب للطرابلسی۔ مگر چوں تسلط کفار غالب شد و حاکم اسلام مفقود شد پس تحقیق شرط حاکم نافذ کنندہ مفقود شد۔ پس اگر قریٰ مسئول عنہما بازار و کوچہا میدارند پس بموجب روایت مذکورہ جمعہ و اعیاد آنجا بوجود شرائط و دیگر انهما بلاشبہ روایت والا لما فی الشمنی فلا یودی فی مفازه لما روی البیهقی فی المعرفة وعبدالرزاق وابن ابی شیبة فی مصنفیها عن علی انه قال لا جمعة ولا تشریق ولا صلوٰة الفطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او لمدینه ولا نه کان المدینة النبی صلی الله علیه وسلم فی کثیرة ولم ینقل عنه علیه لسلام انه امر باقامة الجمعة فیها انتهیٰ۔ وظاہر است کسانیکہ نماز جمعہ در دیہات بتقلید شافعیہ ادامی کنند در نماز پنجگانہ و شرائط تعداد و دیگر مسائل بر مسلک شافعیہ عمل نمیکنند ایں را تلفیق میگویند و تلفیق نزد فقہاء باطل است پس قول بعض علماء حنفیہ درباره جواز صلوٰۃ جمعہ در دیہات بتقلید شافعی ہرگز صحیح و درست نیست و نماز جمعہ اوشاں نزد حنفیہ صحیح نمی شود و نہ نزد شافعیہ۔ پس گناہ ترک نماز ظہر و قیام جمعہ بصورت عدم جواز اوبر وے لازم می آید فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بنگال میں جہاں آبادیاں ملی ہوئی ہیں جمعہ جائز نہیں

(سوال ۲۵۵۵) سلک بنگال موضعات متصل واقع اند واز قدیم الایام دراں مواضع جمعہ نمی خوانند اکنوں بعض ملایان بنگال گویند کہ دریں دیار بلاشک جمعہ جائز است۔ مردماں منتظر فتوی ہستند۔

(الجواب) در قریہ صغیرہ عند الحنفیہ جمعہ واجب نیست و اداء نمی شود۔ کما فی الدر المختار المعروف بالشامی۔ وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض و منبر و خطیب کما فی المضمرات والظاهر انه ارید به الکراهة النفل بالجما عة الا تری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر(۱) الخ ص ۵۳۷ وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القنیة صلاة العید فی القری تکره تحریماً قال فی الشامی قوله صلاة العید الخ ومثله الجمعة(۲) الخ وازیں روایات معلوم شد کہ در قری صغیرۃ جمعہ صحیح نیست و اداء ظہر لازم است و جمعہ ادا کردن در قریہ مکروہ تحریمی است و در دیہات بنگال چنانچہ حال آنہا معلوم شدہ قریہ صغیرہ است بہیچ وجہ جمعہ در آنہا صحیح نیست فقط۔

دونوں خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے

(سوال ۲۵۵۶) دونوں خطبے جمعہ کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست ہے یا نہیں

(الجواب) دونوں خطبوں کے درمیان اگر دعا مانگے دل سے مانگے، زبان سے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اس حالت میں درست نہیں ہے۔(۳)

خطبہ سے پہلے وعظ کہنا کیسا ہے

(سوال ۲۵۵۷) ایک مولوی صاحب قبل از نماز جمعہ بوقت ادائیگی سنت وعظ فرمایا کرتے ہیں جس سے سنت

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ص۱۶۷. ۱۲ ظفیر. (۳) اذا خرج الا مام فلا صلاة ولا کلام الی تما مها الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۶۷. ط.س. ج۲ص۱۵۸) ظفیر

پڑھنے والوں کو دقت ہوتی ہے ایسی حالت میں سنت ادا کریں یا وعظ سنیں۔

(الجواب)ایسے وقت کے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو اور بعض سنتوں سے رہ جاویں وعظ کہنا ہی نہ چاہئے۔ کیونکہ فقہاء یہ تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر بالجہر یا تلاوت قرآن بالجہر سے اگر نمازیوں کی نماز میں کچھ خلل واقع ہو تو اس طرح ذکر اللہ وغیرہ نہ کرنا چاہئے فما ظنکم بالوعظ..... اول تو ایسے وقت میں واعظ کو وعظ ہی نہ کہنا چاہئے اور اگر وہ وعظ کو نہ چھوڑے تو سنت قبل جمعہ کو جو کہ سنت مؤکدہ ہیں۔(۱)نہ چھوڑیں ضرور پڑھیں۔

جمعہ کی نماز فرض ہے یا نہیں اور خطبہ اس کا سننا کیسا ہے

(سوال ۲۵۵۸)دو رکعت جمعہ فرض ہے یا کیا اور خطبہ اولیٰ و ثانی فرض ہیں یا کیا اور سننا واجب ہے یا نہ اور خطبہ کے وقت باتیں کرنا اور نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب)جمعہ دو رکعت فرض ہیں(۲)اور خطبہ مطلقاً فرض ہے۔(۳)اور دو ہونا خطبہ کا یعنی دو خطبے پڑھنا سنت ہے۔(۴)اور تمام خطبہ کا سننا فرض ہے۔(۵)خطبہ پڑھنے کی حالت میں باتیں کرنا اور نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ اذا خرج الا مام فلا صلوٰۃ ولا کلام الی تمامها ۔(۶)

اذان ثانی منبر کے سامنے مسجد میں ہو یا باہر

(سوال ۲۵۵۹)اذان ثانی جمعہ منبر کے قریب مسجد میں ہونا افضل ہے یا مسجد سے باہر دروازہ مسجد پر اور سنن ابی داؤد کے لفظ علی باب المسجد سے کیا مراد ہے۔

(الجواب)اذان ثانی جمعہ کی منبر کے سامنے مسجد میں مسنون ہے۔(۷)اور تفصیل اس کی اور تاویل حدیث ابو داؤد کی رسائل میں جو اس بارہ میں شائع ہوئے ہیں موجود ہے ان کو دیکھ لیا جاوے۔

نماز جمعہ کی یہ ترتیب صحیح ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۶۰)نماز جمعہ دار الحرب میں جائز سمجھنے پر بندہ اس طرح پڑھتا ہے۔ اول خطبہ سے چار رکعت سنت بعد خطبہ با جماعت دو رکعت فرض پھر چار رکعت سنت لیکن اگر مسجد میں ایسے وقت داخل ہوں کہ خطبہ شروع ہے تو خطبہ سنا جاتا ہے اور پھر دو فرض اس کے بعد پہلی والی چار رکعت سنت اور بعد فرض کے چار رکعت سنت ادا کرتا ہوں بس۔ جائز ہے۔ اسی طرح ہے اگر نہیں تو کیوں۔

(الجواب)اسی طرح پڑھنا چاہئے۔ یہ ٹھیک ہے اور اگر جمعہ کے بعد چھ سنت بھی پڑھ لیا کرے تو بہتر ہے۔

---

(۱)وسن موکدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة (در مختار) ولهذا كانت السنة المؤكدة قريبة من الواجب في لحوق الا ثم ويستوجب تاركها التضليل واللوم (ردالمحتار مطلب في السنن النوافل ج ۱ ص ۶۳۰ .ط.س. ج۲ ص ۱۲) ظفير.

(۲)هي فرض عين يكفر جا حدها لثبوتها بالدليل القطعي (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۳۶).

(۳) ويشترط لصحتها الخ الخطبة فيه (ايضاً ج ۱ ص ۷۵۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۴۷ باب الجمعه .

(۴)ويسن خطبتان بجلسة بينهما (ايضاً ج ۱ ص ۸۵۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۴۸).

(۵)يجب عليه ان يستمع (درمختار) حيث قال اذا لا ستماع فرض كما في المحيط او واجب الخ (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۵۹) ظفير .(۶)الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۵۸ .۱۲ ظفير مفتاحي .(۷)ويوذن ثانيا بين يديه اى الخطيب الخ اذا جلد على المنبر (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۰ .ط.س. ج۲ ص ۱۶۱ باب الجمعه)ظفير.

مصر کی صحیح تعریف کیا ہے

(سوال ۲۵۶۱) عند الاحناف وجوب جمعہ کے لئے مصر تو یقیناً شرط ہے لیکن چونکہ تعریف مصر میں اختلاف عظیم ہے لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ تعریف معتبر و مفتی بہ کون سی ہے اور اس کا ماخذ کیا ہے مدلل بیان فرما دیں۔ وہ قریہ جس کی آبادی ۱۲۰۰ یقیناً ہے اور پانچ مساجد بھی ہیں اور تمام حوائج اہل قریہ بھی دستیاب ہوتی ہیں اور صاحب ہدایہ کی تعریف هذا وعنده انهم اذ اجتمعوا في اكبر مساجد هم لم يسعهم کا بعینہ مصداق ہے اور صاحب شرح وقایہ کی عبارت هذا ولا يسع اكبر مساجده اهله مصريه بھی انطباق ہے علاوہ بریں چونکہ قریہ مذکور میں شریف اہل علم آباد ہیں ان کی وجہ سے گردو نواح کے اہل دیہات برائے شرکت جمعہ جمع ہوتے ہیں اور خوب مجمع ہو جاتا ہے لہذا بیان فرمائیے کہ قریہ مذکور میں بنا بر تعریف صاحب ہدایہ و شرح وقایہ جمعہ جائز ہے یا نہ۔ ناجائز ہونے کی صورت میں دلیل اعراض عن التعریفین وماخذ قول مفتی بہ تحریر فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔

(الجواب) مصر کی یہ تعریف وهو ما لا يسع اكبر مساجد اهل المكلفين بها منقوض ہے۔ صحیح یہ ہے کہ عرفاً وہ بستی شہر یا قصبہ کہلائی جانے کی مستحق ہو اور قریہ کبیرہ جو مثل قصبہ کے ہو اور ضروریات مردماں وہاں ملتی ہوں وہ بھی بحکم مصر ہے۔ شامی میں ہے وتقع فرضاً في القصبات والقرىٰ الكبيرة اللتي فيها اسواق الى ان قال وفيها وذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة اللتي ليس فيها قاض ومنبر و خطيب الخ شامي۔(۱) وفي باب العيدين من الدر المختار عن القينه صلاة العيد في القرى تكره تحريماً اى لا نه اشتغال بما لا يصح لان المصر شرط الصحة(۲) در مختار شامی میں ہے ومثله الجمعة الخ(۳)

پس معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں ہے حالانکہ تعریف مالا یسع اکبر مساجدہ الخ بہت سے قریوں پر صادق آتی ہے اس لئے شامی نے اس تعریف کے ذیل میں نقل فرمایا ہے قولہ ومالا یسع ھذا یصدق علی کثیر من القریٰ الخ اور اس تعریف پر یہ بھی نقض کیا گیا ہے کہ حرمین شریفین کی مسجد حرام اور مسجد نبوی اس تعریف سے خارج ہوئی جاتی ہیں کیونکہ وہاں مالا یسع صادق نہیں آتا بلکہ ان مساجد میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ وسعت ہے۔ کذا فی شرح المنیہ۔ الخ(۴)

حضرت قاسم العلوم اور مسئلہ جمعہ

(سوال ۲۵۶۲) حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ قیام صلوٰۃ جمعہ فی القریٰ کو جائز ہونے کا محقق و مصدق ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔ واگر کسی در دیہی جمعہ قائم کند دست گریبانش نہ زنند کہ اول ایں شرط مصر بودن ظنی الخ

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷٤۸. ط.س. ج۲ص۱۳۸. ۱۲.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ص۱۶۷. ۱۲.
(۳) ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۵ ط-س- ج۲ص۱۶۷ ٤) والفصل في ذالك ان مكة والمدينة مصر ان تقام بها الجمعة من زمنه عليه الصلوٰة والسلام الى اليوم فكل موضع كان مثل احدهما فهو مصر الخ حتىٰ التعريف الذى اختاره جماعة من المتاخرين كصاحب المختار و الوقايه وغيرهما وهو ما اجمع في اكبر مساجده لا يسعهم فانه منقوض بهما اذكل مسجد منهما يسع اهله وزيادة الخ (غنية المستملى ص ۵۹۱) ظفير

حالانکہ یہ جمہور کے خلاف ہے تطبیق کی کیا صورت ہے۔

(الجواب) حنفیہ کا مذہب معلوم ومعروف ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا کیونکہ ان کے نزدیک جمعہ کے لئے مصر شرط ہے اور تحقیق اس کی اور دلائل قوی اوثق العریٰ واحسن القریٰ میں...... موجود ہیں ان کتابوں کو دیکھا جاوے۔ باقی حضرت مولانا نانوتوی کا یہ فرمانا، دست وگریبانش نہ زنند الخ اس وجہ سے ہے چونکہ یہ مسئلے مابین الائمہ مختلف فیہما ہے اور دلائل ظنیہ پر مبنی ہے اس لئے جمعہ فی القریٰ قائم کرنے والے سے لڑائی جھگڑا اور طعن و تشنیع نہ کریں کہ فروعی اختلافات میں محققین کا یہی مسلک ہوتا ہے کہ نزاع وجدال اس میں مناسب نہیں ہے۔

چار ہزار کی آبادی میں جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۵۶۳) جس کی آبادی چار ہزار آدمیوں کی ہو اور ایک میل کے فاصلہ پر اسٹیشن ہے اور اس کی وجہ سے بازار بھی قائم ہو گیا ہے۔ تھانہ اور مدرسہ بھی ہے اور بازار کی آبادی تین ہزار کی ہو گئی ہے مجموعہ آبادی موضع اور اسٹیشن وبازار کی سات ہزار ہے اس صورت میں اس موضع میں جمعہ وعیدین پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔

(الجواب) ایسی بستی میں نماز جمعہ وعیدین واجب ہے اور ادا ہو جاتی ہے کیونکہ شامی نے تصریح کی ہے کہ قصبہ اور بڑے قریہ میں جمعہ فرض ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ بستی مذکورہ بڑا قریہ ہے۔(۱)

چھوٹی آبادی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال ۲۵۶٤) اور قریہ ہندواڑہ کل نود مکان از قوم زمینداراں واقع است ور چنیں قریہ جمعہ ممنوع است یا نہ۔

(الجواب) در شامی از قهستانی آورده وتقع فرضا فی القصبات والقری الكبيرة التی فیها اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی فیها لیس فیها قاض و منبر و خطیب الخ (۲) ازیں عبارت واضح گردیدہ کہ در قریہ مذکورہ کہ کل نود مکان دراں است جمعہ ادا نمی شود کہ ایں چنیں قریہ، قریہ صغیرہ است نہ قریہ کبیرہ ونہ قصبہ۔ هذا ما علیه المحققون۔

بڑے قصبہ میں جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۵۶۵) ضلع ہزارہ میں ایک موضع موسوم بہ ققباری ہے جس میں چار مسجد ہیں اور بازار میں تقریباً اسی ۸۰ دوکانیں ہیں اور تھانہ ڈاکخانہ وغیرہ معمولی محکمات بھی ہیں بڑے بڑے حکام کے اترنے کی جگہ ہے اور یہاں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔ ایک صاحب موضع مذکورہ میں نماز ادا کرنے سے مانع ہیں۔ ایسے قریہ میں نماز جمعہ ادا کرنے کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ قصبات اور قریہ کبیرہ میں نماز جمعہ فرض ہے اور ادا ہوتی ہے اور یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ چھوٹے قریہ میں باتفاق علماء حنفیہ جمعہ نہیں ہوتا بلکہ چھوٹے قریہ میں جمعہ پڑھنا گویا نفل کو جماعت کثیرہ کے ساتھ بتداعی ادا کرنا ہے جو باتفاق فقہاء مکروہ ہے اور قریہ کا چھوٹا بڑا ہونا مشاہدہ سے اور کثرت وقلت آبادی سے معلوم ہوتا ہے جس قریہ میں تین چار ہزار آدمی آباد ہوں گے ظاہراً وہ قریہ کبیرہ بحکم قصبہ

(۱) وتقع فرضا فی القصبات والقری الكبيرة التی فیها اسواق الخ (شامی باب الجمعه ج ۱ ص ۷٤۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر . (۲) ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷٤۸ .ط.س. ج۲ص۱۳۸) ظفیر ۱۲

ہو سکتا ہے، اور اس سے کم آبادی ہو تو وہ قریہ صغیرہ کہلائے گا۔ شامی میں قہستانی سے منقول ہے۔

وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرة التی فیها اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر و خطیب الخ شامی باب الجمعه۔(۱)

وفی باب العیدین من الدر المختار ۔صلاة العید فی القری تکره تحریما ای لانه اشتغال بما لا یصح. قال فی الشامی قوله. صلاة العید ومثله الجمعة۔(۲)

جامع مسجد کی بجائے محلّہ کی مسجد میں جمعہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۵۶۶) بعض لوگ جامع مسجد کو چھوڑ کر محلّہ کی مسجد میں جمعہ پڑھتے ہیں کیا حکم ہے۔

(الجواب) ایک شہر میں جمعہ چند جگہ بھی صحیح مذہب کے موافق صحیح ہے کذا فی الدر المختار(۳) وغیرہ۔ لیکن بلاوجہ جامع مسجد کو چھوڑنا اچھا نہیں ہے البتہ اگر کوئی فتنہ وغیرہ کا اندیشہ ہو تو خیر ورنہ حتی الوسع جمعہ ایک جگہ جامع مسجد میں ہونا اچھا ہے اور موجب ثواب عظیم ہے۔

قریہ میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط ہو گا یا نہیں

(سوال ۲۵۶۷) قریہ میں عند الحنفیہ جمعہ جائز ہے یا نہ اور گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا یا نہ۔

(الجواب) قال فی الدر المختار وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا یجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر الخ والظاهر انه ارید به الکراهة لکراهة النفل بالجماعةالا تری ان فی الجواهر لوصلوا فی القریٰ لزمهم اداء الظهر الخ شامی ص ۵۳۷ باب الجمعة وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القنیة صلوٰة العید فی القری تکره تحریماً ای لانه اشتغال بما لا یصح لا ن المصر شرط لصحة قوله صلوٰة العید و مثله الجمعة(۴) الخ شامی۔ ان عبارات سے واضح ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہے اور ادا نہیں ہوتا اور اگر پڑھیں تو ظہر ساقط نہ ہو گی۔

ڈھائی ہزار کی آبادی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۶۸) موضع راکھیڑہ میں مسلمانوں کی آبادی ڈھائی ہزار کی ہے، چار مسجدیں ہیں اور بزازوں و عطاروں کی بہت دوکانیں ہیں اور ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اس گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا کیا۔

(الجواب) ظاہر اوہ بڑا گاؤں ہے اور بڑے قریہ میں جمعہ عند الحنفیہ واجب وادا ہوتا ہے۔ کما فی الشامی .و تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة الخ۔(۵)

---

(۱) ردالمحتارباب الجمعه ج۱ ص ۷۴۸ .ط.س.ج۲ص۱۳۸. ۱۲ ظفیر.(۲) ردالمحتارباب العیدین ج۱ ص ۷۷۵ .ط.س.ج۲ص۱۶۷. ۱۲ ظفیر.(۳)وتو دی (الجمعة) فی مصر ولحد بمواضع کثیرة مطلقا علی الملهب وعلیه الفتوی (الدر المختار) لان جواز التعدد وان کان ارجح واقوی دلیلا لکن فیه شبهة قویة لا نه خلافه مرویة عن ابی حنیفة ایضا واختاره الطحاوی (ردالمحتارباب الجمعه ج ۱ ص ۷۵۵.ط.س.ج۲ص۱۴۴) ظفیر.(۴) ردالمحتارباب العیدین ج۱ ص ۷۷۵.ط س.ج۲ص۱۶۷. ۱۲ ظفیر.(۵) ردالمحتارباب الجمعه ج ۱ ص ۷۴۸ .ط.س.ج۲ص۱۳۸. ۱۲ ظفیر.

بازاروں کے آس پاس کے مستقل گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ٢٥٦٩) موضع چھوٹا متصل بازار کٹول کے مواقع ہے اور بازار کی آبادی تین چار ہزار سے کم نہیں ہے ضرورت کی تمام چیزیں ملتی ہیں آیا موضع مذکورہ فناء مصر قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ قرب وجوار کے مسلمان وہاں جاکر جمعہ ادا کریں یا اپنے اپنے موضع میں پڑھیں اور اہل قریہ اپنے موضع میں جمعہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ وہ موضع مستقل نام سے مشہور ہے اور شہر کے اغراض کے لئے نہیں ہے تو وہ فناء مصر نہیں ہے فالقول بالتحديد بمسافته يخالف التعريف المتفق على ما صدق عليه بانه المعد لمصالح المصر فقد نص الائمة على ان الفناء ما اعد لد فن الموتى لحوائج المصر بر كض الخيل والدواب و جمع العسا كر و الخروج للرمي وغيره ذلك الخ (ردالمحتار)(١)

قرب وجوار میں جو دیہات صغیرہ ہیں وہاں کے باشندے اپنے اپنے دیہات میں ظہر پڑھیں وہاں جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے۔(٢) البتہ اگر شہر میں جائیں تو وہاں جمعہ پڑھیں۔(٣)

کیا دیہات والوں کو جمعہ کے لئے شہر آنا ضروری ہے

(سوال ٢٥٧٠) دیہات والوں کو جمعہ کے لئے شہر میں آنا ضروری ہے یا نہیں اور اگر نہ آویں تو آثم ہوں گے یا نہ۔

(الجواب) شہر کے قرب وجوار کے دیہات والوں کو جمعہ کے لئے شہر میں آنا ضروری نہیں ہے اور نہ آنے سے وہ آثم نہ ہوں گے۔(٤) فقط۔

ان عبارتوں کا مطلب کیا ہے

(سوال ٢٥٧١) اختلفوا في تفسير المصر قال في النهايه . اختلفوا فيه فعن ابي حنيفهؒ هو ما يجتمع فيه مرافق اهله ۔ اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ وعن ابي حنيفهؒ هو بلدة كبيرة فيها سكك و اسواق ولها رساتيق۔ ان عبارات کا مطلب تحریر فرمائیں۔

(الجواب) جو کچھ عبارات مختلفہ مصر کی تعریف میں وارد ہیں حال ان کا ایک ہے، وہ یہ کہ مصر بڑے شہر کو کہا جاتا ہے جس میں بازار دو کانیں ہوں اور ضروریات ملتی ہوں۔ وغیرہ۔

چھوٹی بستی میں کسی مصلحت کی وجہ سے بھی جمعہ جائز ہے

(سوال ٢٥٧٢) ایک بستی میں لوگ جمعہ کا شوق رکھتے ہیں مگر مذہب امام اعظم کی وجہ سے نماز ظہر ہی مثل دیگر ایام کے فرض عین تصور کر کے باجماعت ادا کرتے ہیں، اب تردد یہ ہو رہا ہے کہ آٹھویں دن لوگ جمعہ کے

---

(١) ردالمحتار باب الجمعه ج١ ص ٧٤٩ ط.س.ج٢ص١٣٩ ظفير.

(٢) وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر الخ الا ترى ان في الجواهر لوصلوا في القرى لزمهم اداء الظهر (ردالمحتار باب الجمعة ج ١ص ٧٤٧ و ج ١ ص ٧٤٨ ط.س.ج٢ص١٣٨) وفي الخانية المقيم في موضع من اطراف المصران كان بينه وبين عمران المصر فرجة من مزارع لا جمعة عليه وان بلغه النداء (ردالمحتار باب الجمعة ج ١ ص ٧٦٢ ط.س.ج٢ص١٥٣) ظفير . (٣) وشرط لا فترط اضها (اى الجمعة) اقامة بمصر (در مختار) (قوله اقامة) خرج به المسافر وقوله بمصر اخرج الاقامة في غيره الا ما استثنى بقوله فان كان يسمع النداء الخ ثم ظاهر رواية اصحابنا لا تجب الا على من يسكن المصر او ما يتصل به فلا تجب على اهل السواد و لو قريبا وهذا اصح ما قيل فيه (ردالمحتار باب الجمعه ج ١ ص ٧٦٢ ط.س.ج٢ص١٥٣)ظفير.

خیال سے جمع ہو جاتے ہیں اور مسائل وغیرہ سے مستفیض ہوتے ہیں۔ آیا اگر اس لحاظ ومفاد دین کو مد نظر رکھ کر جمعہ ادا کریں تو ظہر ذمہ سے ساقط ہو جاوے گی اس موضع کی آبادی چار سو کی ہے اور اس کے متصل دوسرا قریہ ہے جس کی آبادی دو ہزار کی ہے۔

(الجواب) حنفیہ کو امام ابو حنیفہ کی تقلید کرنی چاہئے، اپنے امام کے مذہب کے موافق قریہ صغیرہ میں جمعہ نہ پڑھنا چاہئے، ظہر باجماعت ادا کرنی چاہئے، اور وہ قریہ جس میں چار سو آدمی آباد ہیں قریہ صغیرہ ہے اور دوسری بستی جو اس کے قریب ہے جس میں دو ہزار آدمی آباد ہیں اس کی وجہ سے وہ قریہ صغیرہ قریہ کبیرہ نہ ہوگا۔ شامی جلد اول باب الجمعہ میں ہے۔ **وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض ومنبر و خطیب کما فی المضمرات الخ** (۱) ردالمحتار۔ شامی جلد اول ص ۷۴۸۔

مصر کی مفتی بہ تعریف کیا ہے اور ہندوستان میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(**سوال ۲۵۷۳**) جمعہ اور عیدین کی نماز گاؤں میں جائز ہے یا نہیں اور مصر کی تعریف کون سی مفتی بہ ہے اور مسلمان قاضی یا والی کی شرط کے متعلق کیا فتویٰ ہے اور بلاد ہند میں جمعہ واجب ہے یا نہیں۔ جس بستی میں آٹھ ہزار گھر ہوں وہ گاؤں ہے یا شہر۔ بر تقدیر جواز جمعہ احتیاط الظہر کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(الجواب) گاؤں اگر بڑا ہو مثل قصبہ کے اور اس میں بازار اور دکانیں ہوں تو اس میں عند الحنفیہ جمعہ وعیدین کی نماز درست ہے اور فرض ہے اور اگر چھوٹا ہے تو اس میں جمعہ وعیدین کی نماز درست نہیں ہے۔ **کما فی الشامی باب الجمعہ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ** اور مصر کی تعریف میں اختلاف ہے جو کہ کتب فقہ میں مذکور ہے، اس کا فیصلہ بھی شامی کی عبارت مذکورہ سے ہو گیا ہے کہ قصبہ اور بڑا قریہ شرعاً مصر ہے اور چھوٹا گاؤں مصر نہیں ہے زیادہ تفصیل مصر کے بارے میں کتب فقہ میں ملاحظہ فرماویں، اور شامی میں یہ تصریح ہے کہ وہ بلاد جن میں کفار کا تسلط ہے ان میں جمعہ صحیح ہے اور امام مسلمین کا نہ ہونا باعث عدم جواز جمعہ نہیں ہے، بلکہ مسلمانان اپنا امام مقرر کرلیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کذا فی الشامی (۲) اور جس بستی میں آٹھ ہزار گھر ہیں یا آٹھ سات ہزار آدمی آباد ہیں وہ قصبہ اور شہر ہے اور وہاں بلا شبہ نماز جمعہ ادا ہوتی ہے، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے۔

(مصر کی جو تعریف شرح وقایہ وغیرہ میں نقل کی گئی ہے **انھم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجد ھم لم یسعھم یاما لا یسع فی اکبر مساجدہ اھل مصر**، یہ صحیح نہیں ہے علامہ شامی نے صراحت کی ہے **قولہ مالا یسع الخ ھذا یصدق علی کثیر من القری** یعنی (۳) اگر اس تعریف کو صحیح مان لیا جائے تو بہت سے چھوٹے دیہاتوں اور گاؤں پر بھی یہ تعریف صادق آئے گی، حالانکہ ان میں جمعہ درست نہیں ہے، پھر یہ بھی کہا گیا

---

(۱) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ مطبوعہ درسعادت ۔ط.س. ج۲ ص۱۳۸. ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار للشامی باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۴۸ .ط.س. ج۲ ص۱۳۸. (۳) فلو الولاۃ کفارا یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ و یصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیھم ان یلتمسوا والیا مسلما ۱ ه (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۵۴ .ط.س. ج۲ ص۱۴۴ ۱۲ ظفیر. (۴) ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۴۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۳۷

ہے کہ اس تعریف وہاں مالا یسع (جس میں سارا شہر نہ سما سکے) صادق نہیں آتا، اس لئے کہ ان مسجدوں میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ گنجائش ہے۔ چنانچہ شرح الغیہ میں ہے حتیٰ التعریف الذی اختارہ جماعة من المتاخرین کصاحب المختار والوقایه وغیرهما وهو ما لوا جتمع اهلیه فی اکبر مساجده لا یسعهم فانه منقوض بهما اذ مسجد کل منهما یسع اهله وزیادة ۔ غنیة المستملی ص ۵۱۱۔ اس لئے متاخرین کی تعریف صحیح نہیں کہی جاسکتی۔ تعریف(۱) ایسی جامع ہو جو ہر طرح درست رہے (ظفیر)

بارہ سو جس قریہ کی آبادی ہے اس میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۷٤) یہاں ایک موضع سمریا ہے جس کی آبادی قریب بارہ سو کے ہے اس میں سے مسلمان قریب بارہ سو کے نہیں ہیں بلکہ کل مسلمان آٹھ سو نو سو ہوں گے اور یہاں نہ کوئی بازار ہے نہ ڈاکخانہ، نہ کچہری بلکہ ہر وقت ہر قسم کی ضرورتیں بھی یہاں پوری نہیں ہو سکتیں ہاں چھ سات معمولی معمولی دوکانیں ہیں۔ ایک دوکان کپڑے کی ہے اس میں محض معمولی کچھ کپڑے مارکین وململ وغیرہ ملتا ہے اس دوکان میں مال قریب پچاس روپے کے ملتا ہے اور ایک دوکان حلوائی کی ہے اور یہاں صرف ایک ہی مسجد ہے جس میں جمعہ کے روز ساٹھ ستر نمازی جمع ہو جاتے ہیں اور اس موضع میں مدرسہ بھی ہے جس میں اسی پچاسی طالب علم رہتے ہیں تو اس وقت موضع سمریا میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں، زید کہتا ہے کہ یہاں برابر پہلے سے جمعہ کی نماز ہوتی رہی ہے اب کس طرح ترک کردیں۔

(الجواب) یہ ظاہر ہے کہ موضع مذکور جس کی آبادی قریب بارہ سو کے ہے قریہ کبیرہ نہیں ہے بلکہ قریہ صغیرہ ہے جس کو فقہاء نے حکم قصبہ لکھا ہے۔ لہذا حسب قواعد فقہیہ و تصریح فقہاء موضع سمریا میں ظہر باجماعت ہونا چاہئے جمعہ پڑھنا اس میں صحیح نہیں ہے جیسا کہ ردالمحتار شامی میں ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة اللتی فیها اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارة الی انها لا تجوز فی الصغیرة الخ۔(۲)

دو ہزار آٹھ سو کی آبادی میں جمعہ جائز ہے

(سوال ۲۵۷۵) موضع رلدھنہ میں دو ہزار آٹھ سو آبادی ہے اور یہاں پر پیٹھ لگتی ہے یعنی کل چیزیں تو فروخت نہیں ہوتیں ہاں نمک مرچ ترکاری بکتی ہے۔ سولہ دکانیں نمک مرچ گڑ چاول والوں کی کہیں آباد ہیں ایک جگہ پر بازار کی شکل میں نہیں، چار مسجدیں اس جگہ ہیں اور دو مسجدوں میں جمعہ ہوتا ہے۔ اب فرمائیے کہ یہ قصبہ کا حکم رکھتا ہے یا گاؤں کا۔ اور حنفیوں کی نماز غیر مقلدین کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) آپ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ موضع رلدھنہ میں قریب تین ہزار آدمیوں کے آباد ہیں، بندہ کے خیال میں وہ بڑا قریہ ہے اور شامی میں لکھا ہے کہ بڑے قریہ میں جمعہ واجب وادا ہوتا ہے۔ عبارت اس کی یہ ہے

---

(۱) صاحب در مختار نے متاخرین کی تعریف نقل کرنے کے بعد لکھا ہے وظاهر المذهب انه کل موضع له امیر و قاض یقدر علی اقامة الحدود کما حررناه فیما علقنا علی الملتقی (در مختار) قوله ظاهر المذهب الخ قال فی شرح المنیة والحد الصحیح ما اختاره صاحب الهدایه انه الذی له امیر وقاض ینفذ الا حکام ویقیم الحدود الخ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷٤۸۔ ط۔ س۔ ج ۲ ص ۱۳۷) ظفیر۔

(۲) ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷٤۸۔ ط۔ س۔ ج ۲ ص ۱۳۸۔ ۱۲ ظفیر۔

وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ(۱) اگرچہ موضع مذکور میں بازار نہیں ہے مگر باعتبار آبادی کے اس کو ملحق بالقصبہ کر سکتے ہیں اور حنفیوں کی نماز غیر مقلدوں کے پیچھے ہو جاتی ہے مگر احتیاط بہتر ہے فی الواقع جہاں تک ہو سکے ان لوگوں کو امام نہ بنایا جاوے۔(۲) فقط واللہ اعلم۔

ڈیڑھ ہزار آبادی میں جمعہ کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۵۷۶) جس کسی بستی میں تقریباً مسلمان و ہندو کل ڈیڑھ ہزار ہوں اور تین مسجدیں اور پختہ عمارتیں بھی ہوں اور ہفتہ میں بازار بھی لگتا ہو اور دس پانچ معمولی دوکانیں ہو اور اکثر اشیاء مثل غلہ اور کپڑا اور دواء وغیرہ مل سکتی ہوں تو ایسے قریہ میں نماز جمعہ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) مدار جمعہ کے وجوب و عدم وجوب کا قریہ کا بڑا چھوٹا ہونا فقہاء نے لکھا ہے اور قریہ کبیرہ وہ ہے جو مثل قصبہ کے ہو کہ آبادی اس کی تین چار ہزار ہو اور بازار ہو۔ پس قریہ مذکورہ باعتبار آبادی قریہ کبیرہ معلوم نہیں ہوتا۔ لہذا ضروری ہے کہ وہاں ظہر باجماعت پڑھیں۔(۳)

بعد جمعہ سنت کی کتنی رکعت ہیں

(سوال ۲۵۷۷) نماز جمعہ کے بعد کتنی سنت ہیں۔

(الجواب) فقہاء حنفیہ جمعہ کے بعد چار سنت مؤکدہ لکھتے ہیں اور بعض روایات میں چھ رکعت آتی ہیں۔ لہذا احتیاط یہ ہے کہ چھ رکعت پڑھیں ورنہ چار ضرور پڑھیں۔(۴)

قریہ کبیرہ کے لئے آبادی سے کیا مراد ہے

(سوال ۲۵۷۸) قریہ کبیرہ چار ہزار آدمی کی آبادی کو لکھا ہے۔ مراد خانہ شماری ہے یا مردم شماری ہے۔

(الجواب) مراد مردم شماری ہے یعنی سب آدمی رہنے والے اس گاؤں کے چھوٹے بڑے، مرد و عورت، ہندو مسلمان تین چار ہزار ہیں۔ پس جو ایسا گاؤں ہو گا وہ بڑا گاؤں ہے اور بڑے گاؤں میں فقہاء نے جمعہ فرض لکھا ہے۔ کما فی الشامی۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ الخ (۵) فقط۔

خطبہ میں آنحضرت ﷺ کے نام پر درود پڑھیں یا نہیں

(سوال ۱ /۲۵۷۹) خطبہ میں جب نام نامی آنحضرت ﷺ کا آوے تو سامعین درود پڑھیں یا نہیں ؟ خفیہ پڑھیں یا جہر سے، یا قطعی نہ پڑھیں ؟

دونوں خطبوں کے درمیان مقتدی دعا مانگے

(سوال ۲۵۸۰/۲) اور ایک خطبہ پڑھ کر امام جب بیٹھے اس وقت مقتدی دعا ہاتھ اٹھا کر مانگیں یا دل میں یا قطعی نہ

---

(۱) ومخالفا کشافعی لکن فی وتر البحر ان یتقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمھا لم یصح وان شک کرہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۲۶ .ط.س. ج۱ص ۵۶۲.....۵۶۳) ظفیر۔

(۲) وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیھا اسواق (الی قولہ) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۴۸ .ط.س. ج۲ص ۱۳۸) ظفیر۔

(۳) وسن الخ قبل الظھر و الجمعۃ وبعدھا اربعۃ بتسلیمۃ (شرح وقایہ باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۲۰۰) ظفیر۔

(۴) ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ .ط.س. ج۲ص ۱۳۸ . ۱۲ ظفیر۔

مانگیں ؟

(الجواب)(۱) در مختار میں لکھا ہے والصوب انه یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم عند سماع اسمه فی نفسه وقال فی الشامی وکذا اذا ذکر النبی صلی الله علیه واله و سلم لا یجوز ان یصلوا علیه بالجهر بل بالقلب وعلیه الفتویٰ الخ دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا نام جس وقت خطبہ میں سنے دل میں درود شریف پڑھے جہراً نہ پڑھے اور زبان سے بھی نہ پڑھے دل میں خیال کرلیوے۔ فقط۔

(۲) اور جس وقت خطیب جلسہ درمیان کرے اس وقت سامعین کچھ دعا زبان سے نہ مانگیں، اگر مانگیں دل میں مانگیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ویتو (۱) فیق اللہ اقول حاشیہ شامی کی عبارت سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ اگر دعا مانگے تو دل سے مانگے زبان سے نہیں۔ لیکن شرح منیہ میں ہے اذا قرء الامام ان الله وملئکته یصلون علی النبی الا یة فعن ابی حنفیة ومحمد رحمهما الله انه ینصت و عن ابی یوسف رحمة الله انه یصلی سراً وبه اخذ بعض المشائخ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طرفین کا مسلک یہ ہے کہ خاموش رہے اور امام ابو یوسف کا قول ہے کہ آہستہ درود پڑھے اور شامی معراج سے نقل کرتے ہیں کہ قلب سے دعا مانگے جس کا ماحصل سکوت ہی ہے اس لئے کہ سر امیں ادائے لفظ زبان سے ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا اگر کوئی آہستہ زبان سے بھی درود پڑھ لے تو اس پر نکیر نہیں کی جاسکتی کہ امام ابو یوسفؒ اور بعض مشائخ اس کی اجازت دیتے ہیں لیکن عبادات میں مسلک امامؒ کی رعایت رکھتے ہوئے سکوت ہی کو ترجیح ہے۔ فقط

جمعہ کی دوسری اذان کے متعلق بحث

(سوال ۲۵۸۱) تمام مساجد میں جو بروز جمعہ قبل خطبہ اذان دوم دی جاتی ہے سو یہ عند المحدثین مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ کتاب المدخل میں بڑی شدومد سے مکروہ لکھا ہے اور پچھ ان نے بھی فقہاء کے قول پر نص ممبر کے قریب بالتصریح لکھا نہیں پایا۔ بین یدیہ کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ اس کا مطلب سامنے مسجد کے منارہ پر یا مسجد کے احاطہ میں اذان دی جائے تو کیا حرج ہے ؟

(الجواب) کتب فقہ میں اس بارہ میں ارقام فرماتے ہیں ویئوذن ثانیاً بین یدیه ای الخطیب در مختار شامی میں ہے قوله ویئوذن ثانیاً بین یدیه ای علیٰ سبیل السنیة کما یظهر من کلامهم(۲) پس جب کہ فقہاء حنفیہ خطیب کے سامنے اذان کو سنت فرماتے ہیں تو غیر اہل مذہب کی تحریر کی وجہ سے اس میں تذبذب کرنا درست نہیں ہے۔ اور بین یدیہ کا لفظ تو اسی وقت صادق آتا ہے کہ امام کے سامنے مؤذن اذان کہے وہذا ہو التوارث۔ فقط۔

جمعہ کے متعلق دو گروہ اور اس کا تصفیہ

(سوال ۲۵۸۲) جمعہ کے بعد احتیاط الظہر پڑھنے والوں کے دو فریق ہیں ایک جمعہ کو فرض بالکل نہیں مانتا اور

(۱) امام ابو یوسف کی روایت اور طرفین کے مسلک کے سلسلہ میں صواب اور لا یجوز کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ عبادات میں علی الاطلاق فتوی امام کے قول پر ہوتا ہے، اصل جواب ہی پر عمل ہوگا۔ اس میں رجعت کی ضرورت نہیں۔

جمعہ کو محض شعائر اسلام بتاتا ہے اور دوسرا فریق جمعہ کو تو فرض مانتا ہے اور احتیاط الظہر بھی پڑھتا ہے اب یہ امر قابل استفسار ہے کہ ان دونوں فریق کے پیچھے اس شخص کی نماز جو جمعہ کو فرض مانتا ہے اور احتیاط الظہر نہیں پڑھتا، ہو جاوے گی یا نہیں؟ یا کس فریق کے پیچھے ہوگی اور کس کے پیچھے نہ ہوگی؟ اقتداء القوی بالضعیف دونوں فریق کے پیچھے لازم آتی ہے یا ایک فریق کے پیچھے۔ فقط بینوا توجروا۔

(الجواب) جو فریق جمعہ کو فرض نہیں مانتا وہ صریح غلطی پر ہے اور خاطی ہے در مختار میں ہے فرض عین یکفر جا حدھا لثبوتها بالدليل القطعي كما حققه الكمال۔(۱) یعنی جمعہ فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے کیونکہ جمعہ کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے جیسا کہ شیخ کمال الدین ابن ہمامؒ نے اس کی تحقیق کی ہے۔ اور شامی نے ابن ہمام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے جمعہ کی فرضیت ثابت کرنے میں تطویل اس لئے کی کہ بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ مذہب حنفیہ عدم فرضیت جمعہ کا ہے الخ

دیکھئے علامہ موصوف نے اس شخص کو جو فرضیت جمعہ کا قائل نہ ہو جاہل فرمایا۔ اور منکر فرضیت جمعہ کا یہ قول کہ بادشاہ اسلام نہیں ہے اس لئے فرض نہیں ہے۔ یہ بھی اس کی مذہب حنفیہ سے جہالت ہے۔ کیونکہ در مختار میں تصریح ہے کہ بادشاہ اسلام کے نہ ہونے کی صورت میں جس کو عام اہل اسلام جمعہ وغیرہ کے لئے متعین ومقرر کرلیں کافی ہے، عبارت اس کی یہ ہے امامع عدمهم فيجوز للضرورة اور شامی میں ہے فلو الولاة كفارا يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير ا لقاضي قاضياً بتراضي لمسلمين الخ شامی ج ۱ ص ۷۵٤۔

الغرض جو شخص فرضیت جمعہ کا قائل نہیں ہے اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ اور جو شخص فرضیت جمعہ کا قائل ہے اور احتیاط الظہر پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ اگرچہ حق یہ ہے کہ شہر اور قصبوں اور ہر بڑے قریہ میں جمعہ ہوتا ہے وہاں احتیاط الظہر کی حاجت نہیں ہے بلکہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسے مواقع میں (جہاں جمعہ جائز ہے) احتیاط الظہر نہ پڑھیں تاکہ کسی کو عدم فرضیت جمعہ کا شبہ وخیال نہ جاوے۔ در مختار میں صاحب بحر کا فتویٰ اس طرح نقل کیا ہے وفي البحر قد افتيت مراراً بعدم صلوٰة الا ربع بعدها بنية اخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضيت الجمعة وهو الا حتياط في زماننا(۲) الخ۔ لیکن بایں ہمہ اگر کوئی شخص فرضیت جمعہ کا قائل ہے اور احتیاط الظہر پڑھتا ہے تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ فقط۔

گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۵۸۳) جمعہ گاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟ شرائط جواز وعدم جواز کیا ہیں؟ جس گاؤں میں عید ہوتی ہو وہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ جمعہ اور عید کی شرطوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں، اگر ہے تو کیا ہے؟ جس گاؤں کی آبادی ساڑھے چار سو کے قریب ہو اور مالیت لاکھ کے قریب ہو اور کل مذاہب کے باشندے ہوں مگر مسلمان زیادہ ہوں، خانگی ضروریات کی چیزیں سب مل سکتی ہوں ایسے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ آیت وحدیث کے

(۱) شامی ط س ج ۲ ص ۱۳۶
(۲) شامی ط س ج ۲ ص ۱۳۷

مطابق مطلع فرمائیں۔ مصر کا حال اور یہ کہ مصر کتنی آبادی کو کہتے ہیں مصر کی شرطیں کیا کیا ہیں، مفصل تحریر فرمائیں؟

(الجواب) چھوٹے گاؤں میں جس کی آبادی ایک دو ہزار آدمیوں کی بھی نہ ہو عند الحنفیہ جمعہ جائز نہیں ہے۔ جمعہ کی ادا اور وجوب کے لئے عند الحنفیہ مصر کی شرط ہے اور مصر شہر اور قصبہ کو کہتے ہیں جہاں بازار اور کوچے ہوں اور ہر قسم کی دوکانیں ہوں۔ اور بڑے قریہ کو بھی حکم مصر کا دیا گیا ہے۔ مگر صورت مسئولہ میں جس گاؤں کا ذکر ہے کہ اس میں صرف ساڑھے چار سو آبادی کی آبادی ہے وہ چھوٹا گاؤں ہے اس میں جمعہ درست نہیں ہے اور جس گاؤں میں جمعہ درست نہیں وہاں عید بھی درست نہیں ہے۔ شرائط وجوب وادا جمعہ اور عید کے ایک ہیں کچھ فرق نہیں ہے۔ ہکذا فی الدر المختار وغیرہ پس وہاں عید کی نماز بھی نہ پڑھنی چاہئے اور نہ جمعہ پڑھنا چاہئے۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھنی چاہئے۔ حنفیہ کا مذہب یہی ہے جیسا کہ جملہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔ فقط۔

قال العلامة الشامي ناقلا عن القهستاني وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (الى ان قال) وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة الخ۔ شامی جلد اول۔ وقال في الدر المختار . تجب صلوٰتهما في الا صح بشر ائطها المتقدمة الخ (در مختار على هامش الشآمي . جلد اول ص ۷۷٤) ط۔س۔ ج ۲ ص ۱۳۴!

جمعہ در قریہ

(سوال ۲۵۸٤) در قریہ صغیرہ نماز جمعہ جائز است یا نہ؟ و دراں جا کہ سلطان یا نائب سلطان نہ باشد جمعہ رواست یا نہ؟ و تعریف قریہ بیان فرمایند۔

(الجواب) در قریہ صغیرہ بمذہب امام ابو حنیفہؒ اقامت جمعہ درست نیست و تحقیق و تفصیل آں بکتب فقہ وغیرہ مبسوط است از آنجا دریابند و در قریہ کبیرہ کہ اسواق و کوچہا دراں باشند جمعہ ادامی شود، کما صرح بہ الشامی۔ و در تعریف ہماں قول معتبر است کہ اسواق و کوچہا دراں باشند و عادت مقام حکام باشند۔ و در حقیقت تعریف شہر و قریہ حاجت بیان ندارد آنچہ عرفاً آں را شہر نامند شہر است و آنچہ آنرا قریہ دانند قریہ است اما ایں قدر ہست کہ قصبہ و قریہ کبیرہ ہم حکم مصر دارد و اقامت جمعہ دراں جائز است۔ اگر سلطان یا نائب سلطان نباشد در امصار جمعہ واجب است۔ کما صرح بہ الشامی۔ در انجا مسلمین امامے معین و مقرر سازند آنہم کافی است۔ شامی جلد اول باب جمعہ رابا ید دید و در امصار و قصبات و قریہ کبیرہ کہ اقامت جمعہ دراں باو اجب است حاجت احتیاط الظہر نیست و صاحب در مختار از بحر فتوی عدم جواز احتیاط الظہر نقل فرمودہ است ہماں احوط است۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم مفتی مدرسہ۔

بحث جمعہ در سوال و جواب

(سوال ۲۵۸۵) علماء دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ضلع ارکان میں جانب غربی جنوبی میں ایک محکمہ ہے اور شرقی شمال جانب میں ایک بلند پہاڑ ہے اور تمام بستیاں اس طرح واقع ہیں کہ ہر ایک بستی دوسری بستی

سے علیٰحدہ علیٰحدہ ہے۔ بستیوں کے درمیان نصف کوس پون کوس ایک کوس ڈیڑھ کوس کا فاصلہ ہے اور کہیں باغات کا فاصلہ ہے ہر ایک بستی میں مردم شماری دو ہزار ڈیڑھ ہزار اور اس سے کم وبیش ہوتی اور اس محکمہ کے بعض حصوں میں منصفی، تھانہ، ڈاکخانہ، بازار، مدرسہ عربیہ، اسکول سرکاری ہوتے ہیں مگر بازار دائمی نہیں ہے۔ اب گذارش یہ ہے کہ اتحاد منصفی کی وجہ سے کل محکمہ متحد کہلا سکتا ہے یا نہیں اگر متحد ہے تو ہر بستی میں جمعہ جائز ہے یا کسی ایک خاص حصہ میں جائز ہوگا؟ اگر جائز نہ ہو تو کیوں نہ ہو جب کہ صاحب در مختار نے مصر کی جو تعریف کی ہے وہ تعریف یقیناً صادق آتی ہے۔ اور اگر اس تعریف کو تسلیم نہ کیا جائے تو شامی وغیرہ نے جو تعریف کی ہے وہ تعریف کیوں قابل تسلیم ہو اور ائمہ ثلثہ کے مذہب کے مطابق جواز جمعہ کا فتوی حنفی المذہب ضرورت کی وجہ سے دے سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق۔ مذہب حنفی جمعہ کے بارہ میں یہ ہے کہ مصر یعنی شہر میں واجب ہوتا ہے قریہ صغیرہ میں واجب نہیں ہوتا اور قصبہ اور قریہ کبیرہ بھی جس میں بازار و دوکانیں وغیرہ ہوں مصر کے حکم میں ہے وہاں بھی جمعہ درست ہے۔ کما صرح بہ الشامی۔ پس علیٰحدہ علیٰحدہ بستیاں جن کے درمیان باغات وغیرہ کا فاصلہ ہے اور ان کے نام علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں وہ سب قریہ صغیرہ ہیں ان میں جمعہ درست نہیں ہے اور منصفی کے اتحاد کی وجہ سے یہ سب قریے ایک بستی کے حکم میں نہیں ہو سکتے البتہ ان میں جو جگہ اور بستی ایسی ہو کہ اس میں آبادی کم از کم دو ہزار آدمیوں کی ہو اور اس میں بازار و دوکانیں ہوں اور عرفاً وہ شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں سمجھا جاتا ہو اس میں جمعہ صحیح ہے۔ صاحب در مختار کی تعریف مالایسع اکبر مساجد اہل المکلفین بہا، بے شک اوسع ہے اور اس کی نسبت شامی نے لکھا ہے ہذا اصدق علی کثیر من القریٰ۔ مگر یہ تعریف ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے، نیز یہ مخدوش ہے اس لئے کہ چھوٹی سے چھوٹی بستی اور قریہ صغیرہ پر بھی کبھی صادق آسکتی ہے اور کبھی بڑے شہر پر بھی صادق نہیں آتی جیسا کہ صاحب شرح منیہ نے فرمایا کہ حرمین شریفین پر یہ تعریف صادق نہیں آتی کیونکہ وہاں لایسع کا اطلاق نہیں آسکتا بلکہ ہمیشہ مسجدیں خالی وفارغ رہ جاتی ہیں۔ بہر حال باایں ہمہ جس جگہ در مختار کی یہ تعریف صادق آجائے اور بہت سے فقہاء کے فتوی کی بنا پر اس جگہ جمعہ کر لیا جائے تو گنجائش ہے۔ کمافی الدر المختار علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء۔ فقط۔

خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں پڑھی جائیں یا نہیں

(سوال ۲۵۸۶) خطبہ شروع ہونیکے بعد سنتیں پڑھنا کیسا ہے؟

(الجواب) خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں نہ پڑھیں نہ اول خطبہ کے وقت نہ دوسرے خطبہ کے وقت کما جاء فی الروایات اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام (۱) فقط (رواہ الطبرانی فی معجمہ عن ابن عمر مرفوعاً کما فی فتح الباری)

آیت صلوا علیہ وسلموا پر باآواز درود پڑھنا کیسا ہے

(۱) دیکھئے رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۶۷۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۱۵۸۔ ۱۲ ظفیر

(سوال ۱/۲۵۸۷) یہاں کے مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ خطبہ میں جب امام آیت یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما الآیۃ پڑھتا ہے تو سب مقتدی درود شریف زور سے پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

اذان خطبہ کا جواب اور اس کے بعد دعا

(سوال ۲/۲۵۸۸) خطبہ کی اذان کا جواب دیتے ہیں اور بعد ختم اذان کے دعا پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

ختم سنت کے بعد اجتماعی دعا بدعت ہے

(سوال ۳/۲۵۸۹) نماز ختم ہونے کے بعد جب امام سنتوں سے فارغ ہو جاتا ہے تو زور زور سے دعا مانگتا ہے اور جو مقتدی فارغ ہو چکے ہوتے ہیں وہ اس کے ساتھ دعا میں شریف ہوتے ہیں یہ دعا لمبی چوڑی ہوتی ہے اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں۔ ان امور متذکرہ بالا کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) (۱) یہ جائز نہیں ہے بلکہ کتب فقہ لکھا ہے کہ اس وقت درود شریف دل سے پڑھے زبان سے نہ پڑھے۔(۱) لا یصلوا علیه بالجهر بل بالقلب . شامی ص ۸۵۷۔

(۲) یہ بھی جائز نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار . وینبغی(۲) ان لا یجب بلسانه اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب ج ۱ ص ۳۷۱ . ط.س. ج۲ص ۳۹۹۔

(۳) یہ امر بھی سنت سے ثابت نہیں لہذا بدعت ہے اس کو ترک کیا جائے۔ بدعت کی مذمت میں احادیث بکثرت وارد ہیں اور قبح اس کا ظاہر ہے اور جس امر سے نمازیوں کی نماز میں خلل ہو اس کو فقہاء منع لکھتے ہیں پس اصرار کرنا ایک امر بدعت پر نہایت مذموم ہے قال علیه الصلوٰة والسلام کل بدعة ضلالة الحدیث وقال علیه السلام من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد الحدیث . فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیہاتوں میں جمعہ

(سوال ۲۵۹۰) اکثر مسلمان این دیار بقری سکونت می دارند ہر قریہ دوسہ ہزار مرد ماں می باشند مگر در ہر مسجد جامع زیادہ از بست وبس وپنج حاضر نمی شود چہ دریں دیار مسجد جامع در یک قریہ متعدد است۔ در چنیں قریہ نماز جمعہ گذاردن باید یا نہ؟ احتیاط الظہر خانم یا نہ؟ اکثر قریہا متصل است اگرچہ نام فرق بخشتے یک قریہ گفتہ می شد در چنیں حال ایں چنیں قری متصل را یک موضع شمار یا متعدد؟

(الجواب) اگر قریہ کبیرہ ہو تو نماز جمعہ اس میں درست ہے۔ شامی میں قہستانی سے منقول ہے وتقع فرضاً فی

---

(۱) وکذالك اذا ذکر النبی صلی الله علیه وسلم لا یجوز ان یصلی علیه بالجهر بل بالقلب وعلیه الفتویٰ رملی (ردالمحتار باب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۸ . ط.س. ج۲ص ۱۵۸) ظفیر

(۲) ولا تلتفت الی مافی باب الجمعة من عمدة الرعایة وحاشیة الهدایة للفاضل اللکهنوی من قوله فلا تکره اجابة الاذان الذی یؤذن بین یدی الخطیب وقد ثبت ذلك من فعل معاویةؓ فی صحیح البخاری الخ فان الطبرانی فی معجمه کما فی فتح الباری روی عن ابن عمرؓ مرفوعا اذا خرج الامام فلا صلاة ولا کلام الحدیث والکلام بعمومه لکونه نکرة واقعة تحت النفی شامل لاجابة الاذان بین یدی الخطیب ایضاً ولا یعارضه فعل معاویة رضی الله تعالیٰ عنه لانه کان اماما کما فی البخاری ایضاً وجاز للامام ان یجیب بلسانه وحدیث ابن عمرؓ ورد فی حق المؤتمین ومنعوا عن الکلام عند خروج الامام من المنزل او المقصورة فخروجه مانع للسامعین عن الکلام لا الامام فانه المتکلم علی المنبر وهو خارج عن حدیث ابن عمرؓ وداخل فی حکم حدیث معاویة رضی الله تعالی عنه فلا تعارض کما لا یخفی والفرق بین ابن عمرؓ وبین معاویةؓ معلوم مثبت فی موضعه هذا والتفصیل موضع اخر ۱۲

القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق ج ۱ ص ۷۴۸ الخ۔ اور احتیاط الظہر وہاں جائز نہیں ہے اور اگر قریہ صغیرہ ہے تو جمعہ وہاں نہ پڑھیں۔ ظہر باجماعت ادا کریں۔ نام کے بدلنے سے قریہ علیحدہ ہو جاتا ہے۔ فقط کتبہ رشید احمد عفی عنہ الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عصا کے سہارے خطبہ بعد منبر مسنون کیوں ہے

(سوال ۲۵۹۱) جب بعد بن جانے منبر کے لاٹھی پر سہارا دے کر خطبہ پڑھنا منقول نہیں تو یہ سنت کیوں ہے؟

(الجواب) جب آنحضرت ﷺ نے لاٹھی پر سہارا دے کر خطبہ پڑھا تو سنت ہو گیا۔ کسی چیز کے سنت ہونے کے لئے مواظبت شرط نہیں۔ اور جس سنت پر ہمیشگی ہو وہ سنت مؤکدہ ہو جاتی ہے۔ کتبہ رشید احمد۔ الجواب صحیح۔ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بوقت خطبہ اذان سے پہلے یہ کلمات کہنے کیسے ہیں۔

(سوال ۲۵۹۲) وقت خطبہ کے اذان سے پہلے واستووا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے؟

(الجواب) وقت خطبہ جو اذان خطیب کے سامنے ہو اس کے شروع میں اس لفظ کے کہنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر امام بوقت تکبیر تحریمہ ایسا کہے تو مضائقہ نہیں۔ فقط۔

جمعہ کہاں جائز ہے مصر کی تعریف کیا اور سرہند میں جمع کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۵۹۳) مذہب حنفیہ کے نزدیک جمعہ کہاں پر جائز ہے؟ مصر کس کو کہتے ہیں اور کیا شرائط ہیں؟ مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) جہاں پر مدفون ہیں وہاں پر جمعہ پڑھا ہے آیا جمعہ وہاں پر جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) مذہب حنفیہ کا جو تمام کتب فقہ حنفیہ میں مذکور یہ ہے کہ جمعہ کے ادا ہونے اور واجب ہونے کے لئے مصر شرط ہے اور مصر کہتے ہیں شہر کو اور قصبہ اور بڑا قریہ بھی حکم شہر میں ہے۔ کذا فی الشامی۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ چھوٹے قریہ میں جمعہ نہیں ہوتا وہاں ظہر باجماعت پڑھنی چاہئے اور بڑے قریہ اور قصبہ اور شہر یا متعلقات شہر میں جمعہ پڑھنا چاہئے وہاں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے۔

جس جگہ مزار حضرت مجدد الف ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ متعلق شہر سرہند کے ہے لہذا وہاں جمعہ درست ہے۔ اگر گاؤں چھوٹا ہو اور دکانیں وغیرہ وہاں نہ ہوں تو جمعہ نہ پڑھنا چاہئے اور اگر دوکانیں بازار وہاں موجود ہیں تو جمعہ پڑھنا چاہئے۔

مکرر آنکہ اگر حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بالتصریح وبالتخصیص موضع مذکور میں جمعہ جائز فرمایا ہے تو وہاں جمعہ پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ ضرور ہے اس وقت وہاں شرائط جمعہ پائی گئی ہوں گی، اب جمعہ چھوڑنے

---

(۱) قال فی ردالمحتار فی روایۃ ابی داؤد۔ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قام ای فی الخطبۃ متو کئا علی عصا او قوس ا ہ ونقل القھستانی عن عبد المحیط ان اخذ العصا سنۃ کالقیام ج ۱ ص ۷۲۲ ط.س. ج ۲ ص ۱۶۳ فقط ....(اور مسلم جلد ج ۲ ص ۴۰۵ پر حدیث ذکر رجال میں ہے) فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوتہ قعد علی المنبر (الی) وطعن بمخصر تہ فی المنبر ھذہ طیبۃ ھذہ طیبۃ الحدیث۔ اس حدیث سے منبر پر بیٹھنے کے بعد دست مبارک میں عصا لے کر منبر پر خطبہ فرمانا ثابت ہے۔

کی کوئی وجہ نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم مفتی مدرسہ۔

بوقت خطبہ تعوذ و تسمیہ آہستہ کیوں پڑھتے ہیں

(سوال ۲۵۹۴) خطبہ کے شروع میں اعوذ بسم اللہ آہستہ کیوں پڑھتے ہیں؟

(الجواب) جہراً اعوذ باللہ و بسم اللہ کا پڑھنا اس جگہ ثابت نہیں ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

بحث احتیاط الظہر

(سوال ۲۵۹۵) احتیاط الظہر پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر درست نہیں ہے تو مولانا اشرف علی صاحب نے بہشتی گوہر صفحہ ۱۰۳ میں جو مسئلہ لکھا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

مسئلہ :۔ بعض لوگ جمعہ کے بعد ظہر احتیاطی پڑھا کرتے ہیں چونکہ عوام کا اعتقاد اس سے بہت بگڑ گیا ہے ان کو مطلقاً منع کرنا چاہئے البتہ اگر کوئی ذی علم پڑھنا چاہے تو اپنے پڑھنے کی کسی کو اطلاع نہ کرے۔

(الجواب) مسئلہ دربارہ احتیاط الظہر یہی ہے جو کہ مولانا اشرف علی صاحب نے بہشتی گوہر میں لکھا ہے(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بوقت سنت وعظ

(سوال ۲۵۹۶) قبل نماز جمعہ و خطبہ ایک واعظ جامع مسجد میں ہمیشہ وعظ کہتا ہے اور سنت پڑھنے والے ہمیشہ سنت پڑھتے رہتے ہیں اور کبھی لڑکے نابالغوں سے قرآن شریف پڑھوایا جاتا ہے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے ایسے مواقع میں وعظ اور قرآن شریف پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ رفع الصوت بالذکر جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو یا نائمین کو ایذا ہو ممنوع ہے۔ فی الشامی و لا یعارض ذلك حدیث خیر الذکر الخفی لانه حیث خیف الریاء او تاذی المصلین او النیام فان خلا مماذکر فقال بعض اهل العلم بان الجهر افضل شامی پس ہر گاہ ذکر اللہ کے ساتھ جہر کرنے کو منع کیا گیا ہے۔ نمازیوں کی تکلیف کی وجہ سے پس وعظ کو منع کرنا بدرجہ اولیٰ ہے۔ اسی طرح قرآن شریف جہر سے پڑھوانا اور اس موقع پر کہ نمازی نماز پڑھ رہے ہیں اور قرآن شریف پکار کر پڑھنے سے ان کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہے ممنوع ہے، فقط۔

بین الخطبتین دعا

(سوال ۲۵۹۷) ماقولکم دام فضلکم فی الدعا برفع الیدین فی الجلسة الحنفیة بین الخطبتین لیوم الجمعة هل له ثبوت عنه صلی اللہ علیه وسلم فالا تباع فی فعله ام فی ترکه وعلی الثانی فهل هو جائز ام مکروه وعلی الثانی فهل کراهیة تنزیهة ام تحریمیة افیدونا بالنقل الصریح . رحمکم اللہ.

---

(۱) ویبداء بالتعوذ سراً قال الشامی ای قبل الخطبة الاولیٰ الخ شامی ج ۱ ص ۷۴۷ .ط.س.ج۲ص۱۴۹) جمیل الرحمن.(۲) نعم ان ادی الی مفسدة لا تفعل جهاراوا لکلام عند عدمها ولذا قال المقدسی نحن لا نا مربذلك امثال هذه العوام بل ندل علیه الخواص (شامی جلد اول ص ۷۵۴ باب الجمعه . تحت قول صاحب الدر المختار فصلیٰ بعد ها اخر ظهر الخ.

(الجواب)نفس الدعا مع قطع النظر عن رفع اليدين في هذه الجلسة مما لم يثبت عنده صلى الله عليه وسلم كما صرح به المحدث الدهلوىؒ في شرح سفر السعادت و شرح المشكوٰة حيث قال آنحضرت صلى الله عليه وسلم۔ درمیان دو خطبہ بہ نشستے وخاموش بودی ودعاء از آں حضرت ﷺ دریں وقت بہ ثبوت نہ رسیدہ قال فى غاية الا وطار۔ طحاوی فرماتے ہیں کہ اس جلسہ میں کوئی دعا آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نفس دعا منقول نہیں ہے چہ جائیکہ رفع اليدين الخ فلا تباع تركه غاية الا وطار۔ شرح در مختار میں ہے کہ ہاتھ اٹھانا بھی درمیان خطبتین کے دعا کے واسطے غیر مشروع ہے۔ اور جامع الخطیب میں ہے کہ ہاتھ اٹھانا درمیان خطبتین کے دعا کے واسطے حرام ہے الخ فعلم من هذه النقول ان الدعا برفع اليدين في الجلسة المذكورة غير مشروع و مكروه تحريم وعلينا اتباع ما صر حوابه كما افتوا ولعل الا صل في ذلك ماروا ه الترمذى في صحيحه حدثنا احمد من ينع حدثنا حصين قال سمعت عمارة بن روبية وبشربن مروان يخطب فرفع يديه في الدعا فقال عمارة قبح الله هاتين اليدين القصيرتين لقدرايت رسول الله صلى الله عليه وسلم وما يزيد على ان يقول هكذا واشارهيثم بالسبابةقال ابو عيسىٰ هذا حديث حسن صحيح قال ابو الطيب في شرح هذا الحديث واشارته صلى الله عليه وسم لعلها كانت وقت التشهد اى التوجه والله تعالىٰ اعلم وقال النووى فيه ان السنة ان لا ترفع اليد في الخطبة وهو قول مالك رح واصحابنا وغيرهم وحكى القاضى عن بعض السلف وبعض المالكية ابا حة لان النبى صلى الله عليه وسلم رفع يديه في خطبة الجمعة حين استسقى واجاب الا ولون بان هذا الرفع كان لعارض ففى التحرير المختار لـرد المحتار على قوله قلت قد صرح به في الدر ايضاً من كتاب صفة الصلوٰة بعد كلام ان ترك السنة المئوكدة قريب من الحرام وان تاركها يستوجب التضليل واللوم اه فكما ان بشيربن مروان ارتكب امرا مكروها تحريما حتى التحقق اللوم والدعاء عليه بقوله قبح الله هاتين اليدين القصير تين بسبب اتيانه فعلا في الخطبة لم يفعله صلى الله عليه وسلم وترك السنة النبوى صلى الله عليه وسلم كذلك من يرفع يديه في الجلسة الخفيفة بين الخطبتين للدعاء يستحق ان يدعىٰ عليه ويقال في حقه قبح الله هاتين اليدين اه لانه صلى الله عليه وسلم لم يفعله فهو تارك للسنة النبوية صلى الله عليه وسلم ومرتكب امر مكروه تحريما اذلالوم على الفعل المباح والمكروه تنزيها الذى مرجعه خلاف الاولىٰ فقط.

الباب السادس عشر فی صلاۃ العیدین

عید گاہ میں بآواز تکبیر نہ کہی جائے

(سوال ۲۵۹۸) اکثر جگہ عید گاہ میں نماز سے پہلے بار بار تکبیر بآواز بلند پڑھا کرتے ہیں تاکہ لوگ دور سے سن کر جلدی چلے آویں، اس طرح سے پکار کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) قال عطاء اخبر نی جابر بن عبداللہ ان لا اذان للصلاۃ یوم الفطر حین یخرج الا مام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شئی لا نداء یومئذ ولا اقامۃ(۱) رواہ مسلم۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدین کے دن عید گاہ میں کوئی آواز اور تکبیر وغیرہ بغرض بلانے لوگوں کے نہ کہی جاوے۔

جماعت میں تفریق کرنے والے کی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۵۹۹) ایک شخص کو یہاں کے لوگوں نے برائے عید و جمعہ خطیب و امام مقرر کر رکھا ہے۔ سب لوگ اس امام سے خوش ہیں۔ اب ایک شخص نے بوجہ فساد مچانے کے دعویٰ کیا کہ میں نماز پڑھاؤں گا۔ لوگوں نے روکا جب کچھ نہ چل سکی تو اس مفسد نے دو چار آدمی ساتھ لے کر تھوڑے سے فاصلے سے جماعت شروع ہوتے ہی ان آدمیوں کے ساتھ علیحدہ جماعت کرلی۔ اب یہ تحریر فرمائیے کہ ان مفسدوں کی نماز ہوئی کہ نہیں۔

(الجواب) نماز اس مدعی امامت اور مقتدیوں کی ہوگئی۔(۲) مگر وہ گنہگار ہوئے اس تفریق و فساد کی وجہ سے۔

عید کا خطبہ کسی نے دیا اور نماز کسی نے پڑھائی تو بھی نماز ہوگئی

(سوال ۲۶۰۰) نماز عید ایک شخص نے پڑھائی اور خطبہ دوسرے شخص نے پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں ہوئی۔

(الجواب) نماز ہو جاتی ہے مگر بہتر و مناسب یہ ہے کہ خطبہ و نماز ایک شخص پڑھائے۔ فی الدر المختار۔ لا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب فان فعل الخ جاز الخ (۳) فقط

عید فطر کے دن بوجہ بارش نماز عید نہ ہو سکے تو دوسرے دن پڑھی جائے

(سوال ۲۶۰۱) نماز عید الفطر اس روز بوجہ بارش نہ ہو تو دوسرے روز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں۔

(الجواب) جائز ہے۔

دو فریق نے دو جگہ نماز عید ادا کی تو بھی درست ہوگی

(سوال ۲۶۰۲) نماز عید کی ایک فریق عید گاہ میں پڑھتا ہے اور دوسرا فریق بوجہ عناد کے شہر سے باہر علیحدہ پڑھتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز عید شہر سے باہر عید گاہ میں پڑھنا مستحب ہے اگر دو فریق نے دو جگہ نماز عید پڑھی تو دونوں کی نماز ہوگئی۔(۵)

---

(۱) مشکوۃ ۔ باب العیدین فصل ثالث ص ۱۲۷

(۲) تودی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ العیدین ج ۱ ص ۷۸۳) ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۷۱ ۔ط س ۔ج۲ص۱۶۲۔ ۱۲ ظفیر۔

(٤) ویؤخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ العیدین ج ۱ ص ۷۸۳ ۔ط ۔س ۔ج ۲ ص ۱۷٦) ظفیر۔

(۵) ثم خروجہ الی الجبانۃ الخ والخروج الیھا ای الجبانۃ لصلاۃ العید سنۃ وان وسعھم المسجد الجامع الخ وتودی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلوۃ العیدین ج ۱ ص ۷۷٦ و ج ۱ ص ۷۸۳ ۔ط ۔س ج۲ص۱٦۸ ... ۱٦۹) ظفیر۔

عیدین میں تکبیرات زوائد کی تعداد

(سوال ۲۶۰۳) عیدین کی نماز بارہ تکبیر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویصلی بھم الامام رکعتین مثنیاً قبل الزوائد وھی ثلث تکبیرات فی کل رکعۃ الخ وفی الشامی فالعمل الان بما ھوا لمذھب عندنا کذا فی شرح المنیۃ شامی۔(۱) جلد اول۔ باب العیدین۔ اس معلوم ہوا کہ حنفی اپنے مذہب کے موافق ہر رکعت تین تکبیرات زوائد پر اکتفاء کرے زیادہ نہ کہے۔ فقط۔

عیدین کی نماز کے لئے باہر نکلنا سنت ہے

(سوال ۲۶۰۴) ماقولکم ایھا العلماء الکرام رحمکم اللہ ودام فضلکم فی ان الخروج الی المصلے یوم العیدین لصلوٰ تھما مستحب ام سنۃ متوکدۃ وان ما تعریف المصلی وما حکمہ وما شرائط وجوھما واذا نھما واین یصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ العیدین مدۃ عمرہ الشریف بینوا المسائل الخمسۃ بعبارۃ واضحۃ بحوالۃالکتاب فتصیبوا اجراً جزیلا من اللہ العزیز الوھاب۔

(الجواب) وھو الملھم للصواب الخروج الی المصلی یوم العیدین لصلوٰتھما بالقول المعتبر و الصحیح عند عامۃ الفقھاء سنۃ متوکدۃ لا مستحب وان کان بعضھم قائلین باستحبابہ لکن الصحیح والمعتبر عندھم کونہ ای کون الخروج الی المصلی یوم العیدین سنۃ متوکدۃ(۲) کما حققہ العلامۃ مولانا عبدالحی رحمہ اللہ فی کتابہ المسمی بمجموعۃ الفتاوی تحت جواب السوال المھندس بھندسۃ نمبر ۱۸۷ علی الصفحۃ المھندسۃ بھندسۃ ص ۳۷۵ و ص ۳۷۶ بھذہ العبارۃ ھو المصوب بعض فقھاء قائل باستحباب آن شدہ اند لیکن صحیح و معتبر نزد ایشان بودنش سنت متوکدہ است در بحر الرائق از تجنیس نقل می سازدو الخروج الی الجبانتہ سنتہ الصلوٰۃ العیدین وان کان یسعھم المسجد الجامع عند عامۃ المشائخ ھوا لصحیح انتھیٰ . وھمچنیں است در نبرازیہ وجامع الرموز و منح الغفار شرح تنویر الا بصار وغیرہ واز کتب احایث و سیر ثابت است کہ آنحضرت ﷺ وائما برائے نماز عیدین بصحرا تشریف می بردند ولی عمرہ بجز یک مرتبہ بعذر بارش گاہے در مسجد خود کہ از جملہ اماکن بدرجہا افضل است نماز عیدین ادا نفر مودہ اند و خلفائے راشدین ہم بریں مواظبت فرمودہ اندوایں مواظبت نہ بر سبیل عادت بودنہ بوجہ ضرورت بلکہ بر سبیل عبادت تاوجہ کثرت جمعیۃ تزاید ثواب گردو وشوکت اسلام ظاہر گردو ھذا ایۃ للسنۃعلی سبیل التاکید و فی موضع اخر من ھذا الکتاب تحت جواب السوال المھندس بھندسۃ ص ۱۹۴ و ص۳۸۵و ص۳۸۶ ھکذا الجواب خروج الی لجبانۃ۔ برائے نماز عیدین سنت متوکدہ است چنانچہ محشی شرح وقایہ مولوی عبدالحی دام فضلہ بر حاشیہ شرح وقایہ عمدۃ الرعایۃ تحریر فرمودہ اند قال فی شرح الوقایہ حبب یوم الفطر ان یا کل قبل صلوٰۃ ویستاك ویغتسل ویتطیب ویلبس احسن ثیابہ ویودی فطر تہ ویخرج الی المصلی غیر مکبر جھراً فی طریقہ. انتھیٰ

---

(۱) ردالمحتار باب صلوٰۃ العیدین مطبوعہ عثمانیہ ج ۱ ص ۷۸۰. ط.س.ج۲ص۱۷۲. ۱۲ ظفیر.

(۲) والخروج الیھا ای الجبانتہ لصلاۃ العید سنۃ الخ ھو الصحیح (در مختار) قال فی الظھیریۃ وقال بعضھم لیس بسنۃ الخ . والصحیح ھوالاول (ردالمحتارباب العیدین ج ۱ ص ۷۷۶ و ج ۱ ص۷۷۷.ط.س.ج۲ص۱۶۹ .) ظفیر.

قوله حبب بصيغة المجهول من التحبيب والمراد به اعم من السنة المئوكدة والمستحب فا ن بعض الا مور المذكورة عدوه من السنن المئوكدة وغير قوله يستاك هذا من السنن العامة عند كل وضوء ومستحب عند كل صلوٰة فيكون مستحباً وسنة ايضاً في العيدين بالطريق الاولىٰ قوله ويودى فطرته بالكسراى صدقة الفطرو هوان كان ادائها واجباً لكن ادائها قبل الخروج الى المصلى مسنون هو المنقول عن ابن عمر قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الفطر ان نوديها قبل خروج الناس الى الصلوٰة اخرجه البخارى ومسلم قوله ويخرج الى المصلىٰ بصيغة المفعول هو مو ضع في اصل حراء يصلى فيه صلوٰة العيدين ويقال له الجبا نة ومطلق الخروج من بيته الى الصلوٰة وان كان واجباً بناءً على ان ما يتم به الواجب واجب لكن الخروج الى الجبانة سنة مئوكدة وان وسعهم المسجد الجامع فان صلوا في مساجد المصر من غير عذر جازت صلوٰتهم وتركوا السنة هذا هو الصحيح كما فى الظهيرية وفي الخلاصة والخانية السنة ان يخرج الا مام الى الجبانة ويستخلف غيره ليصلى فى المصر با لضعفاء بناءً على ان صلوٰة العيدين فى موضعين جائزة بالا تفاق انتهى والا صل فيه ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يخرج الى المصلى ولم يصل صلوٰة العيدين في مسجده مع شرفه الا مرة بعذر المطر كما بسطه ابن القيم في زاد المعاد والقسطلانى فى مواهب اللدنية و غير هما والا حاديث في هذا اللباب مخرجة فيكتب السنن وغيرها وقدو قع النزاع بين العلماء فى عصر نا فى ان الخروج الى المصلى سنة ام مستحب فافتى اكثرهم بانه سنة مئوكدة وهذا هو القول المنصور الموافق لكتب الاصول والفروع المطابق لما عليه الجمهور وقيل انه مستحب وقول باطل لاوجه له وافرط بعضهم فقال انه واجب وهو قول مردود ولا عبرة به وللتفصيل مقام اخر انتهىٰ و قال فى الدر المختار وندب يوم الفطر اكله الى قوله واداء فطرته صح عطفه علےٰ اكله لان الكلام كله قبل الخروج ومن ثم اتى بكلمة ثم خروجه ليفيد تراخيه عن جميع مامرما شيئاً الى الجبانة وهى المصلى العام والواجب مطلق التوجه والخروج اليها اى الى الجبانة لصلوٰة العيد سنة وان يسعهم المسجد الجامع وهوا الصحيح.

والمجيب مصيبٌ فيمااجاب محمد عباس على ، هذا الجواب موافق للسنة والكتاب حرره الفقير محمد محسن الجونفورى الجواب صحيح والراى نجيح لا شبهة فى ان مقتضى الا دلة الشرعية هو كون الخروج الىٰ المصلى سنته مئوكدة والقول بالا ستحباب ليس بمعتبر عند اولى الالباب حرره الراجى عفوربه القوى ابو الحسنات محمد عبدالحى تجاوز الله عن ذنبه الجلى والخفى.

واما تعريف المصلى قد مرفى ضمن هذا الجواب واما حكمه اى حكم المصلى كحكم سائر المساجد واما شرائط ادائهما ووجوبهما هى شرايط الجمعة وجوباً واداءً سوى الخطبة كما

قال فی شرح الوقایة شرط لها شروط الجمعة وجوباً واداءً الا الخطبة واما المواضع الذی کان یصلی النبی صلی اللہ علیه وسلم فیه صلوٰۃ العیدین هو موضع فی الصحراء خارج المدینة المنورة فی جانب الغربی من المسجد النبوی صلی اللہ علیه وسلم وبینه وبین المسجد الشریف الف اذرع کما قال مولانا محمد عبدالحی فی کتابه المذکور ص۳۶ جلد نمبر ۳ بهذه العبارة قوله از عادات نبوی ﷺ آن بود کہ بطرف مصلی تشریف می بردند و آں مکانے است بیرون مدینہ منورہ جانب غربی مسجد شریف و میان وے و مسجد شریف ہزار ذراع است کما قال ابن حجر۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عیدین کے نماز کے بعد دعا

(سوال ۲۶۰۵) آنحضرت ﷺ بعد نماز عیدین دعا مانگتے تھے یا نہیں۔

(الجواب) عام طور سے نماز کے بعد دعا مانگنا وارد ہوا ہے لہذا عیدین کی نماز کے بعد بھی دعا مانگنا مسنون و مستحب ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ عیدین میں سجدہ سہو کا حکم اور فرض سے واجب کی طرف واپسی

(سوال ۲۶۰۶) صلوٰۃ عید میں امام سہواً بعض تکبیرات واجبہ چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا بعدہ رکوع سے لوٹ کر قومہ میں آکر تکبیر کہی اور پھر رکوع میں گیا۔ تو اس صورت میں نماز صحیح ہو گئی یا اعادہ واجب ہے یا سجدہ سہو لازم ہے۔ اور اگر تکبیر چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے اور سجدہ سہو عیدین میں اور جمعہ میں کرنے نہ کرنے کے بارہ میں معمول بہ کیا ہے۔ اور عود من الفرض الی الواجب مفسد صلوٰۃ ہے یا کیا۔ اور سجدہ سہو لازم نہیں تھا مگر شبہۃ کر لیا کہ شاید کوئی موجب سہو واقع ہوا ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) صحیح یہ ہے کہ نماز ہو گئی مگر ایسا کرنا نہ چاہئے تھا۔ در مختار میں ہے کما لو رکع الا مام قبل ان یکبر فان الا مام یکبر فی الرکوع ولا یعود الی القیام لیکبر فی ظاهر الروایة فلو عاد ینبغی الفساد۔ شامی میں اس پر کہا ہے وقد علمت ان العود روایة النوادر علی انه یقال علیه ما قاله ابن الهمام فی ترجیح القول بعدم الفساد فیما لو عاد الی القعود الاول بعد ما استتم قائما بان فیه رفض الفرض لا جل الواجب وهو وان لم یحل فهو با لصحة لا یخل۔(۱) شامی۔ ج ۱ ص ۵۶۱۔ اور تکبیرات کا بالکل چھوٹ جانا یا بطریق مذکور قومہ میں ادا کرنا باعتبار ترک واجب برابر ہے اور نماز دونوں صورت میں ہو جاتی ہے۔ ایسے امور کے ترک پر دراصل سجدہ سہو لازم ہوتا ہے اور سجدہ سہو سے اس کا انجبار ہوتا ہے لیکن جمعہ اور عیدین میں فقہاء نے ترک سجدہ سہو کو اختیار فرمایا ہے جیسا کہ در مختار میں والسهو فی صلاة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمه فی الا ولین لد فع الفتنة الخ(۲) وهکذا فی الشامی۔ اور تحقیق ابن ہمامؒ سے یہ بھی واضح ہوا کہ ترک فرض الی الواجب مفسد صلوٰۃ نہیں ہے اور در صورتیکہ سجدہ سہو لازم نہ ہو اور غلطی اور شبہ سے کر لیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب العیدین جلد اول ج ۱ ص ۷۸۲ مطبوعه در سعادت. ط.س. ج۲ ص ۱۷۴ ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سحود السهو ج ۱ ص ۷۰۵ .ط.س. ج۲ ص ۹۲. ۱۲ ظفیر

عیدین میں بعد نماز دعا اور اس سلسلہ میں اکابر کا مسلک

(سوال ۲۶۰۷) الرشید نمبر ا ماہ رجب المرجب سن ۱۳۳۵ھ جلد چہارم میں اس طور کا ایک مسئلہ ہے جواب میں لکھا ہے مع حوالہ عبارت شامی وحصن حصین وغیرہ کہ اتباع رسول اللہ علیہ نماز عیدین کے بعد دعا کرنے میں ہے اس کے ترک میں نہیں اور خطبہ کے بعد اتباع سنت دعا نہ کرنے میں ہے مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحیؒ میں ایک استفتا اسی مضمون کا ہے جس کے جواب میں مولانا نے خود لکھا ہے کہ روایات حدیث سے اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت علیہ نماز عید سے فراغت کر کے خطبہ پڑھتے تھے اور بعد اس کے معاودت فرماتے تھے۔ دعا مانگنا بعد نماز یا بعد خطبہ کے آپ سے ثابت نہیں ہے۔

ایسے ہی صحابہ کرام وتابعین عظام سے ثبوت اس کا نظر سے نہیں گزرا بہشتی گوہر میں عیدین کی نماز کے بیان میں مرقوم ہے۔ مسئلہ۔ بعد نماز عیدین یا بعد خطبہ دعا مانگنا نبی علیہ سے اور ان کے صحابہ وتابعین سے منقول نہیں، اور اگر ان حضرات نے کبھی دعا مانگی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی۔ لہذا الغرض اتباع دعا نہ مانگنا دعا مانگنے سے بہتر ہے۔ ایسی حالت میں ہم لوگوں کے لئے واجب العمل کیا ہے۔

(الجواب) ہمارے حضرات اکابر مثل حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ اور حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ اور دیگر حضرات اساتذہ مثل حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب صدر مدرس سابق مدرسہ ہذا (درالعلوم دیوبند) اور حضرت مولانا محمود حسن صاحب صدر مدرس مدرسہ ہذا (دارالعلوم دیوبند) وغیرہم کا یہی معمول رہا ہے کہ بعد عیدین کے بھی مثل تمام نمازوں کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے اور احادیث سے بھی مطلقا نمازوں کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے اس میں عیدین کی نماز بھی داخل ہے لہذا راجح ہمارے نزدیک یہی ہے کہ دعا بعد نماز عیدین بھی مستحب ہے۔ اور مولانا عبدالحی صاحب کا فتویٰ بندہ نے بھی دیکھا تھا۔ محض اس وجہ سے کہ عیدین کی نماز کے بعد دعا کا ذکر نہیں ہے، دعا کا نہ ہونا معلوم نہیں ہوتا اور دیگر احادیث سے سب نمازوں کے بعد دعا ہونا ثابت ہے پس اس کو بھی اس پر محمول کیا جاوے گا کیونکہ جب کلیۂ استحباب دعا کا بعد صلوٰۃ ثابت ہو گیا تو اب یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ہر نماز کے بعد تصریح وارد ہو، کما ہو ظاہر۔ اور بہشتی گوہر میں بھی غالبًا مولانا عبدالحیؒ صاحب کے فتوے کے اتباع سے ایسا لکھا گیا ہے۔ بندہ کے نزدیک وہ مسلم نہیں ہے۔ فقط۔

خطبہ عیدین کی ابتدا تکبیر سے مستحب ہے

(سوال ۲۶۰۸) خطبہ عیدین کے آغاز میں تکبیر کہہ کر شروع کرنا مسنون ہے۔ تکبیر خطبہ کے طور پر بالجہر کہے یا آہستہ اور پھر خطبہ شروع کرے۔

(الجواب) خطبہ عیدین میں یہ مستحب لکھا ہے کہ پہلے خطبہ کو شروع کرنے سے پہلے نوبار تکبیر بالجہر متواتر پڑھے اور دوسرے خطبہ کی اول سات دفعہ تکبیر بالجہر کہے، درمختار میں ہے ویستحب ان یستفتح الاولیٰ بتسع تکبیرات تتری ای متتابعات والثانیة بسبع ھو السنة الخ(۱) فقط۔

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳. ط.س. ج۲ص ۱۷۵. ۱۲ ظفیر۔

عادل گواہوں کی شہادت پر نماز عیدین

(سوال ۲۶۰۹) بعض لوگوں نے جمعرات کو اور بعض نے جمعہ کو نماز عید الضحیٰ پڑھی اور اس زمانہ میں کہ عادل کی صفت مفقود ہے شرائط عادل وغیرہ ہونا گواہان رویت ہلال کو ضروری ہے یا کلمہ شہادت پڑھ دینے کے بعد کافی شہادت متصور ہوگی اور جن لوگوں نے جمعرات کو نماز عید الضحیٰ کی پڑھی وہ نماز ہوئی یا نہیں اور جنہوں نے جمعہ کو پڑھی وہ ہوئی یا نہ۔ اور کیا گیارہویں بارہویں تاریخ کو بھی نماز عید الاضحیٰ ہو سکتی ہے۔

(الجواب) عدالت گواہان کی ثبوت رویت ہلال کے لئے ضروری ہے اور جب کہ گواہ عادل نہ ہوں تو ان کی گواہی پر اعتماد کر کے پنجشنبہ کو نماز عید الاضحیٰ نہ پڑھنی چاہئے تھی اور وہ نماز نہیں ہوئی۔(۱) جن لوگوں نے جمعہ کو نماز پڑھی وہ حق پر ہیں۔ اور یہ صحیح ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے گیارہ بارہ تاریخ کو بھی ہو سکتی ہے۔(۲) فقط۔

عیدین میں خطبہ کہاں سے دے

(سوال ۲۶۱۰) عیدین کے خطبہ میں امام کس جگہ کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے، بعض مولوی کہتے ہیں کہ جس جگہ نماز پڑھے اسی جگہ خطبہ پڑھے دوسری جگہ خطبہ پڑھنا جائز نہیں۔

(الجواب) بعد نماز عیدین کے امام منبر پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے یہی سنت ہے۔ نماز اور خطبہ کی جگہ ایک نہیں ہوتی نماز پڑھانے کے لئے امام نیچے کھڑا ہوتا ہے اور خطبہ منبر پر جا کر پڑھتا ہے۔(۳) فقط۔

دو عادل گواہ کی گواہی سے رویت ثابت ہو جاتی ہے

(سوال ۲۶۱۱) زید و عمر نے جن میں بظاہر کوئی خرابی نہیں ہے عید الاضحیٰ کا چاند انتیس ۲۹ کو دیکھا اور قاضی کے پاس شہادت دی قاضی نے شہادت کو تسلیم کر کے حکم دے دیا۔ ایک گروہ نے تیس کے چاند کے حساب سے عید کی اور ایک گروہ نے انتیس کے حساب سے اور ایک گروہ نے دونوں دن نماز پڑھی اس صورت میں قاضی اور گروہ مذکور کے لئے کیا حکم ہے اور شاہدین کے لئے کیا۔

(الجواب) اگر دو گواہ عادل نے شہادت رویت ہلال کی دی تو رویت ثابت ہوگئی سب کو وہاں اسی کے موافق عید الاضحیٰ کی نماز ادا کرنی چاہئے تھی، جنہوں نے باوجود عدالت شہود اس شہادت کے موافق عمل نہ کیا غلطی کی لیکن اگر شہود باقاعدہ شرعیہ عادل و متقی پرہیزگار نہ تھے تو پھر اس پر عمل نہ کرنے والے حق پر تھے۔ واضح ہو کہ قاضی شرعی اس زمانہ میں ایسا نہیں ہے جس کا حکم باوجود گواہوں کے عادل و ثقہ نہ ہونے کے نافذ مانا جائے۔(۴) فقط۔

---

(۱) للصوم مع غیم وغبار خبر عدل او مستور الخ لا فاسق اتفاقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصوم ج ۱ ص ۱۲۳. ط.س. ج۲ص ۳۸۵) ظفیر

(۲) لکن هنا یجوز تاخیرها (ای فی صلاة الاضحی) الی اخر ثالث ایام النحر بلا عذر مع الکراهة وبه ای بالعذر بدونها (الدر المختار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳. ط.س. ج۲ص ۱۸۶) ظفیر

(۳) وما سن فی الجمعة ویکره یسن فیها ویکره الخ وان یکبر قبل نزوله من المنبر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۲. ط.س. ج۲ص ۱۷۵) ظفیر

(۴) ولو کانوا ابلدة لا حاکم فیها صاموا بقول ثقة وافطر وا باخبار عدلین مع العلة للضرورة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۵ ط.س. ج۲ص ۳۸۶) ظفیر.

یوم النحر میں جملہ شرائط صوم کی رعایت مستحب ہے

(سوال ۲۶۱۲)یوم النحر میں یعنی دسویں ذی الحجہ کو قبل نماز عید صرف نہ کھانا پینا مسنون ہے یا کہ جملہ شرائط صوم رعایت رکھنا ضروری ہیں آیا جماع سے بھی احتراز چاہئے یا نہیں۔

(الجواب)جملہ شرائط صوم کا لحاظ قربانی سے پہلے مستحب ہے اور در مختار میں ہے کہ قربانی سے پہلے نہ کھانا مستحب ہے اگر چہ وہ قربانی نہ کرے اور اگر کھالیوے تو کچھ کراہت نہیں ہے۔(۱)اور شامی میں ہے یندب الا مساك عما يفطر الصائم ۔(۲)یعنی رکنا ان اشیاء سے مستحب ہے جن سے روزہ افطار ہو جاوے۔فقط۔

عید کا خطبہ مختصر ہونا چاہئے اور خطبہ سننا واجب ہے

(سوال ۲۶۱۳)زید نے خطبہ مولانا عبدالحی لکھنوی عید میں پڑھا جس کے ہر دو خطب کی طوالت تخمیناً چھ صفحے ہوئی۔اس پر عمر اعتراض کرتا ہے کہ اتنے بڑے خطبے کے سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے فوراً چلا آنا چاہئے، کیا شرعاً اتنے بڑے خطبے کے سننے کا وہ حکم نہیں ہے جو ایک مختصر کے سننے کا ہے۔

(الجواب)در مختار میں ہے وتكره زيادة تهما على قدر سورة من طوال المفصل وفی الشامی قوله وتكره الخ عبارة القهستانی وزيادة التطويل مكروهة الخ ۔(۳)

اور مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث مروی ہے وعن عمار قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان طول صلوٰة الرجل وقصر خطبة مئنة من فقهه فاطيلوا الصلوٰة واقصروا الخطبة وان من البيان سحراً رواه مسلم (۴)پس معلوم ہوا کہ زیادہ دراز کرنا خطبہ کا مکروہ ہے لیکن خطبہ جس قدر بھی ہو سننا اس کا ضروری ہے۔

کراہت خطبہ کے دراز کرنے والے کے حق میں ہے سننے والوں پر تمام خطبہ کا سننا واجب ہے۔در مختار میں ہے وكذا يجب الا ستماع لسائر الخطب كخطبة نكاح وخطبة عيدوختم على المعتمدالخ۔(۵) فقط۔

اچھا یہ ہے کہ خطیب وامام ایک ہی شخص ہو

(سوال ۲۶۱۴)عیدین میں امام و خطیب دو مختلف شخص مقرر ہوئے ہیں یعنی ایک شخص امامت کراتا ہے دوسرا شخص خطبہ پڑھتا ہے کیا یہ فعل جائز ہے کیا آنحضرت ﷺ یا صحابہؓ کے زمانے میں ایسی نظیر پائی جاتی ہے۔

(الجواب) یہ فعل جائز ہے کہ ایک شخص امام ہو اور خطیب دوسرا، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ جو امام ہو وہ ہی خطبہ

---

(۱)ويندب تاخيرا كله عنها وان لم يضح فى الا صح ولو اكل لم يكره اى تحريما (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة العيدين ج ۱ ص ۷۸۴ ط.س.ج۲ص ۱۷۶.....۱۷۷) ظفير.

(۲) ردالمحتار باب صلاة العيدين (ج ۱ ص ۷۸۴ ط.س.ج۲ص۱۷۶) ۱۲ ظفير

(۳) ردالمحتار باب الجمعه (ج ۱ ص ۷۵۸.ط.س ج۲ص۱۴۸) ۱۲ ظفير.

(۴)مشكوٰة باب الخطبة والصلوٰة فصل اول ص ۱۲۳ . ۱۲ ظفير .

پڑھے۔ کذا فی الدر المختار(۱) فقط۔

چھ زوائد تکبیرات کا عیدین میں ثبوت

(سوال ۲۶۱۵) رسول اللہ ﷺ کا عیدین کی نماز کو چھ تکبیروں کے ساتھ پڑھنا یا چھ تکبیروں کے ساتھ نماز ادا کرنے کا حکم دینا ثابت ہے یا نہیں۔

(الجواب) شرح منیہ میں کہا کہ عیدین کی ہر ایک رکعت میں تین تکبیریں علاوہ تکبیر افتتاح کے بہت سے جلیل القدر صحابہؓ سے ثابت ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں۔ والتحقیق فی المطولات۔ (۲) فقط۔

جو عیدگاہ آبادی کے بڑھنے سے آبادی کے اندر آگئی وہ صحرا کے حکم میں نہیں ہے۔

(سوال ۲۶۱۶) عیدگاہ قدیم بوجہ بڑھنے آبادی کے اندر آگئی ہے اور اس میں نماز پنجگانہ باذان و جماعت ہوتی ہے، اب چند لوگ اتباعاً للسنت صحرا میں صلوٰۃ العیدین کے مجوز ہیں اس صورت میں کیا حکم شرعاً ہے۔

(الجواب) نماز عیدین کے لئے مسنون طریقہ یہی ہے کہ صحراء میں آبادی سے باہر پڑھیں لہذا جو لوگ اس کے مجوز ہیں کہ اس کے آبادی سے باہر صحراء میں نماز عید اداء کی جاوے وہ حق پر ہیں، عیدگاہ قدیم جو کہ مسجد نماز پنجگانہ ہوگئی اور بستی کے اندر آگئی وہ حکم جبانہ یعنی صحراء نہیں رہی۔ (۳) فقط۔

بچے جماعت عیدین میں کہاں کھڑے ہوں

(سوال ۲۶۱۷) عیدگاہ میں بچوں کا جماعت کے اندر کھڑے ہونا یا نمازی کے سامنے بیٹھنا اور امام کے داہنے بائیں نابالغ بچوں کو کھڑا کرنے میں کیا خرابی ہے۔

(الجواب) نابالغ بچوں کے لئے حکم تو یہ ہے کہ اگر جماعت میں شامل ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں خواہ عیدین کی جماعت ہو یا دیگر نمازوں کی۔ اگر بوجہ مجبوری جیسا کہ عیدگاہ میں پیش آتی ہے بچے جماعت کے اندر کھڑے ہو جاویں یا نمازی کے آگے بیٹھ جاویں یا دائیں بائیں کھڑے ہو جاویں تو نماز ہو جاتی ہے، لیکن یہ خلاف سنت ہے اور مکروہ تنزیہی ہے (۴) فقط۔

نماز عیدین میں عورتوں کی جماعت مکروہ ہے

(سوال ۲۶۱۸) عیدین کی نماز میں گوشہ نشین عورتوں کو مکان میں اداء کرنا جائز ہے یا نہیں اور عورتوں کو مردوں کی مانند جماعت سے نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو عورت امام ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو عورت امام صف میں عورتوں کی برابر کھڑی ہو یا مردوں کے امام کے مانند۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ج۱ ص ۷۶۹ ۱۲ ظفیر ۳ ولا ینبغی ان یصلی غیرا لخطیب لا نہا کشئی واحد فان فعل بان خطب صبی باذن السلطان وصلی بالغ جاز ہو المختار (در مختار ولا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب لان الجمعۃ مع الخطبۃ کشئی واحد فلا ینبغی ان یقیمہا اثنان وان فعل جاز (ردالمحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۵۱. ط.س. ج۲ ص ۱۶۲) ظفیر. (۲) دیکھئے غنیۃ المستملی باب العیدین ۱۲ ظفیر.

(۳) والخروج الیہا ای الجبانۃ لصلوٰۃ العیدین سنۃ وان وسعہم المسجد الجامع ہو الصحیح (الدر المختار باب االعیدین ج ۱ ص ۷۷۶. ط.س. ج۲ ص ۱۶۹) ظفیر. (٤) ویصف الخ الرجال الخ ثم الصبیان ظاہرۃ تعدد ہم فلو واحد دخل الصف (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب اللا مامۃ ج ۱ ص ٥٣٤. ط.س. ج۲ ص ٥٦٨...... ٥٧١) ظفیر.

(الجواب) در مختار میں ہے ویکرہ تحریماً جماعۃ النساء الخ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ فرض وواجب میں ہو یا سنت و نفل میں، کذا فی الشامی، پھر اگر عورتیں جماعت کریں باوجود کراہت تحریمی کے تو امام ان کا وسط میں برابر عورتوں کے کھڑی ہو آگے نہ ہو۔ کما فی الدر المختار فان فعلن تقف الامام وسطھن فلو تقدمت اثمت الخ(۲) پھر آگے یہ لکھا ہے کہ عورتوں کو مردوں کی جماعت میں جمعہ و عیدین کے لئے آکر شریک ہونا بھی مکروہ ہے۔(۳) فقط۔

قبرستان میں عید کی نماز جب کہ قبر سامنے نہ ہو

(سوال ۲۶۱۹) ایک مقام میں نماز عید کی مقبرہ میں ہوتی ہے امام کے سامنے دیوار ہوتی ہے اور مقتدیوں کے سامنے نہیں۔ یہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی سمجھا جائے گا جیسا کہ مرور بین یدی المصلی کی صورت میں ہے یا نہیں۔

(الجواب) قبور اگر کسی مصلی کے سامنے بھی ہوں گی تو اس کی نماز میں کراہت ہوگی۔ قال فی الشافی لا باس بالصلوۃ فیھا اذا کان فیھا موضع اعدللصلوۃ ولیس فیه قبر ولا نجاسة کما فی الخانیة ولا قبلة الی قبر حلیه۔(۵) فقط

تکبیرات تشریق عورتوں کے لئے نہیں ہے

(سوال ۲۶۲۰) تکبیرات تشریق عورتوں کے لئے درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) تکبیرات تشریق عورتوں کے لئے امام صاحب کے نزدیک نہیں ہیں۔

(سوال) نماز عید کے بعد گھر پر آکر نوفل وغیرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) گھر پر واپس آکر نوافل پڑھنا درست ہے کما فی الدر المختار وان تنفل بعد ھا فی البیت جا ز الخ۔ فقط۔(۶)

رکوع سے اٹھ کر تکبیرات زوائد کہنا

(سوال ۲۶۲۱) نماز عید الضحیٰ میں امام دوسری رکعت میں تکبیرات زوائد بھول کر رکوع میں چلا گیا۔ پہلی دوسری صف والے رکوع میں شریک ہوئے، دوسرے درجہ والے اور مسجد کے جو ملحق مکان والے تھے بسبب بے خبری کے امام کی تکبیر رکوع و قیام کو تکبیرات زوائد سمجھ کر تکبیریں کہتے رہے امام نے رکوع سے سر اٹھا کر قیام میں تکبیرات زوائد کہی مقتدیوں نے بھی تکبیریں امام کے ساتھ کہیں، پھر امام نے رکوع دوبارہ کیا اس میں سب

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۸. ط.س. ج۱ ص۵۶۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) افادان الکراھة فی کل ماتشرع فیه جماعة الرجال فرضا او نفلا (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۸. ط.س. ج۱ ص۵۶۵) ظفیر. (۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۹. ط.س. ج۱ ص۵۶۵. ۱۲ ظفیر. (۴) ویکرہ حضور ھن الجماعة ولو لجمعة و عید (ایضاً ط.س. ج۲ ص۵۶۶) ظفیر. (۵) ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج۱ ص ۳۵۳ قبیل مطلب تکرہ الصلوٰۃ فی الکنیسة. ط.س. ج۱ ص ۱۲.۳۸۰ ظفیر.
(۶) ویجب تکبیر التشریق الخ عقب کل فیض ادی بجماعة الخ مستحبة خرج جماعة النساء والعراة لا العید (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العیدین. مطلب فی تکبیر التشرایق ج ۱ ص ۴۷۴ و ج ۱ ص ۷۸۶. ط.س. ج۲ ص۱۷۷) ظفیر. (٦) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۸. ط.س. ج۲ ص ۱۷۰. ۱۲ ظفیر

مقتدی شریک ہوئی امام نے موافق مذہب متاخرین سجدہ سہو نہ کیا تو اس صورت میں اگر یہ نماز دوبارہ پڑھ لی جائے تو کچھ کراہت تو نہیں ہے۔

(الجواب) اس صورت میں علامہ شامی نے عدم فساد صلوٰۃ کی تصحیح اور تصریح کی ہے بلکہ عود الی القیام روایت نوادر کی لکھی ہے اور بدائع میں اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ لیکن ظاہر الروایت یہ ہے کہ ایسی حالت میں امام قیام کی طرف عود نہ کرے بہر حال نماز اس صورت میں ہو گئی اور سجدہ سہو موافق فتویٰ متاخرین کے نماز عیدین میں نہیں ہے لہٰذا یہ حکم کیا جاوے گا کہ نماز ہو گئی اور اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور اعادہ میں تشویش جماعت وانتشار ہے اس لئے جس وجہ سے سجدہ ساقط ہو گیا اعادہ کا حکم بھی نہ کیا جاوے گا۔(۱) فقط۔

بلا عذر عید کی نماز دروازہ پر پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۶۲۲) نماز عید بہ بازار یا مسجد بلا عذر بارش وغیرہ یا بر درخانہ خود خواندن جائز دارند یا نہ۔ بر تقدیر ثانی مکروہ تحریمی یا تنزیہی با دلہ صریح وحوالہ کتب تحریر فرمایند۔

مکروہ تحریمی کے لئے دلیل کی ضرورت

(سوال ۲ / ۲۶۲۳) برائے اثبات مکروہ تحریمی نص صریح ضرور است یا نہ۔

(الجواب) (۱) در مختار میں ہے والخروج الیها ای الجبانة لصلوٰۃ العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح الخ (۲) وفی شرح المنیة الکبیر الخروج الی المصلی وهی الجبانة سنة وان کان یسعهم الجامع وعلیه عامة المشائخ لما ثبت انه علیه الصلاة والسلام کان یخرج یوم الفطر و یوم الاضحی الی المصلی الخ۔(۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نماز عیدین کے لئے خروج الی المصلی سنت مؤکدہ ہے پس بلا عذر اس کو چھوڑنا مکروہ ہے، اور شامی میں بحر سے نقل کیا ہے کہ سنت مؤکدہ کا چھوڑنا مکروہ تحریمی ہونا چاہئے، الحاصل ان السنة ان کانت مؤکدة قویة لا یبعد کون ترکها مکروها تحریماً وان کانت غیر مؤکدة فترکها مکروه تنزیها الخ(۴) ج ا ص ۴۳۹۔ فقط۔

(۲) مکروہ تحریمی بلکہ مکروہ تنزیہی کے اثبات کے لئے دلیل خاص کی ضرورت ہے، شامی میں ہے اقول لکن صرح فی البحر فی صلاة العید عند مسئلة الاکل بانه لا یلزم من ترك المستحب ثبوت الکراهة اذ لا بدلها من دلیل خاص الخ(۵) ص ۴۳۹۔ فقط۔

تاشا اور نفیری بجاتے عیدگاہ جانا اور امام کے سر پر چتر کا سایہ کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۶۹۴) مصلیان عیدین کا امام کے ساتھ تاشا و نفیری وغیرہ بجاتے ہوئے جانا اور بعد نماز عیدین بوقت

---

(۱) وقد علمت ان العود روایة النوادر علی انه یقال علیه ماقاله ابن الهمام فی ترجیح القول بعدم الفساد فیما لو عاد الی القعود الاول بعد ما استتم قائما الخ (ردالمحتار باب العیدین ج۱ ص ۷۸۲ تحت قول فلو عاد ینبغی الفساد. ط.س. ج۲ ص ۱۷۴) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۶. ط. س. ج ۲ ص ۱۶۹. ۱۲ ظفیر. (۳) غنیة المستملی باب العید ص ۵۲۹ ۱۲ ظفیر. (٤) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها مطلب فی بیان السنته والمستحب (ج ۱ ص ۶۲۲. ط.س. ج۲ ص ۶۵۳) ۱۲. (۵) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها مطلب فی بیان السنة والمستحب والمندوب الخ ج ۱ ص ۶۱۱. ط.س. ج۲ ص ۶۵۳. ۱۲ ظفیر.

خطبہ امام کے سر پر چتر کا سایہ کرنا شرعاً کیسا ہے۔

(الجواب) تاشا و نفیری وغیرہ بجانا حرام ہے ایسا کرنے والے خطاوار و گنہگار ہیں(۱) اور بوقت خطبہ خطیب کے سر پر چتر کرنا بھی نہیں چاہئے۔ یہ امر خلاف آداب خطبہ و استماع خطبہ ہے۔ فقط۔

جو قربانی نہ کرنا چاہتا ہو وہ پہلے حجامت بنوا سکتا ہے

(سوال ۲۶۲۵) جس شخص پر قربانی واجب نہیں ہے اس کے لئے حجامت کرانا کس وقت مسنون و مستحب ہے بعد از نماز یا قبل از نماز۔

(الجواب) صحیح مسلم میں حدیث مروی ہے قال(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر واراد بعضکم ان یضحی فلا یا خذن شعراً ولا یقلمن ظفراً فھذا محمول علی الندب ۔(۳) شامی وفی روایۃ من رای ھلال ذی الحجۃ واراد ان یضحی فلا یا خذ من شعرہ ولا من اظفارہ رواہ مسلم حاصل یہ ہے کہ جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے یہ مستحب ہے کہ بعد نماز بقر عید کے قربانی کر کے ناخن اور بال کتروائے اور حجامت بنوائے اور جو شخص قربانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس کے لئے یہ مستحب نہیں ہے وہ نماز سے پہلے بھی حجامت بنوا سکتا ہے فقط۔

بازار صحرا کے حکم میں نہیں ہے

(سوال ۲۶۲۶/۱) بازار کو جبانہ قرار دے سکتے ہیں یا نہیں۔

بازار میں صلوٰۃ عید

(سوال ۲۶۲۷/۲) بازار میں صلوٰۃ عیدین بلا کراہت درست ہے یا نہ۔

بازار میں شارع عام کے سامنے نماز عید

(سوال ۳/ ۲۶۲۹) جس بازار میں صلاۃ عیدین ادا کی جاتی ہے اگر اس کے مقابل شارع عام ہو تو وہاں نماز جائز ہے یا نہیں۔

راستہ پر صلوٰۃ عید

(سوال ۲۶۲۹/٤) اگر بازار عین راستہ پر ہو تو اس بازار میں راہ پر صلوٰۃ عیدین درست ہے یا نہیں۔

دہلیز میں نماز عید

(سوال ۲۶۳۰/۵) اگر جبانہ نہ ملے تو دہلیز میں صاف چٹائی بچھوا کر بلا کراہت نماز ہو گی یا نہ۔

فناء مسجد میں نماز عید

(سوال ۲۶۳۱/٦) اگر جبانہ نہ ملے تو فناء مسجد یا مسجد میں نماز عیدین پڑھنا بلا کراہت درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) ودلت المسئلۃ ان الملاھی کلھا حرام الخ قال ابن مسعود صوت اللھو والغناء ینبت النفاق فی القلب الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الحظر والا باحۃ ج ۱ ص .ط.س.ج۲ص۳٤۸) ظفیر. (۲) دیکھئے مشکوٰۃ باب فی الاضحیۃ ص ۱۲۷ . ۱۲ ظفیر. (۳) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۸.ط.س.ج۲ص۱۸۱ . ۱۲ ظفیر.
(٤) مشکوٰۃ المصابیح باب فی الاضحیۃ ص ۱۲۷ ۱۲ ظفیر.

(الجواب)(۱)ثم خروجه ماشياً الى الجبانة وهي المصلى العام الخ ۔ در مختار ای فی الصحراء۔(۱) معلوم ہوا کہ جبانہ مصلی عام ہے جو صحراء میں ہو پس بازار جبانہ نہیں ہے۔

(۲)بازار میں اگر مسجد ہے یا کوئی جگہ ممر الناس سے علیحدہ ہے اور شور و شغب سے خالی تو وہاں نماز میں کچھ کراہت نہیں ہے۔

(۳)شارع عام کے سامنے اگر کوئی آڑ دیوار وغیرہ نہ ہو تو ایسی جگہ نماز مکروہ ہے وتکرہ الصلوٰۃ فی طریق العامۃ شرح منیہ(۲) مگر نماز ہو جاتی ہے۔

(۴)قد مر حکمہ فی نمبر ۳۔

(۵)بلا کراہت درست ہے۔

(۶)بلا کراہت درست ہے۔(۳)فقط۔

عرفہ نویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں

(سوال ۲۶۳۲)ایام عرفہ کتنے ہیں اور کس مہینہ اور تاریخ کو ہوتے ہیں۔

(الجواب)عرفہ کا دن ایک ہے یعنی نویں تاریخ ذی الحجہ کی۔(۴)فقط۔

سورۃ فاتحہ یاد دلانے پر تکبیرات زوائد پھر قرأت

(سوال ۲۶۳۳)نماز عید میں امام نے تکبیر تحریمہ کے بعد سورہ فاتحہ شروع کی، الحمد للہ رب العلمین کہنے کے بعد مقتدی کے یاد دلانے پر تکبیرات ثلاثہ کہیں اور پھر بعد تکبیرات ثلاثہ دوبارہ قرات شروع کی اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب)اس صورت میں نماز ہو گئی۔ کذا فی الشامی۔(۵)فقط۔

دعا بعد صلوٰۃ عید بدعت نہیں ہے

(سوال ۲۶۳۴)دعا بعد صلوٰۃ عیدین را بعض مکروہ گویند و بعض بدعت و بعض گویند کہ مستحب است۔

(الجواب)دعا بعد الصلوٰت مسنون و مستحب است و در احادیث وارد شدہ است کما نقلها فی الحصن الحصین وغیرہ۔ پس در صلوٰت صلوٰۃ عیدین ہم داخل و شامل است بدعت گفتن آنرا صحیح نیست و اکابر امت مثل حضرت مولانا رشید احمد محدث و فقیہ گنگوہی را و جمیع اکابر و اساتذہ ما بعد نماز عیدین مثل صلوات مکتوبات دعا فی فرمودند پس ہر کہ آنر

---

(۱) ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۶. ط.س. ج۲ص۱۶۸ . ۱۲ ظفير.

(۲)غنية المستملي ص ۵۴۹ ۱۲ ظفير.

(۳)الخروج الى المصلى وهي الجبانة سنة الخ فان ضعف القوم عن الخروج امر الامام من يصلى بهم فى المسجد (غنية المستملى ص ۵۳۹. ط.س. ج۲ص۱۶۹ ۱۲ ظفير.

(٤)خطب الا مام سابع ذى الحجة الخ ثم التاسع بعرفات (شرح وقايه كتاب الحج ج ۱ ص ۳۳۳ قوله ثم التاسع اى ثم يخطب فى يوم عرفة (عمدة الرعايه فى حل شرح وقايه ج ۱ ص ۳۳۳ كتاب الحج) ظفير.

(۵)كما لوركع الامام قبل ان يكبر فان الا مام يكبر فى الركوع ولا يعود الى القيام ليكبر فى ظاهر الرواية فلو عاد ينبغى الفساد (درمختار) وقد علمت ان العود رواية النوادر على انه يقال عليه ما قاله ابن الهمام فى ترجيح القول بعدم الفساد فيمالو عاد الى القعود الا ول بعد استتم قائمابان فيه رفض الفرض لا جل الواجب وهو وان لم يحل فهو بالصحة لا يخل (ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۸۲. ط.س. ج۲ص ۱۷٤) ظفير.

بہ عدت گفتہ صحیح نیست۔(۱)فقط۔

نماز عید کے پہلے یا بعد عیدگاہ میں نفل پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۶۳۵)چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ خواندن نماز نفل در عیدگاہ قبل یا بعد نزد علماء حنفیہ روا است یا نہ؟

(الجواب)در مختار میں ہے ولا یتنفل قبلها مطلقا وكذالايتنفل بعدها فى مصلها(۲)قال الشامى قوله وكذا لا يتنفل الخ لما فى الكتب الستةعن ابن عباس انه صلى الله عليه وسلم خرج فصلى بهم العيد لم يصل ولا بعدها وهذا لقى بعدها محمول عليه فى المصلى (۳)الخ واللہ اعلم۔فقط۔

مفسد صلوٰۃ قرأت کی صورت میں دوسری جماعت کر سکتا ہے

(سوال ۲۶۳۶)اگر عیدین کا امام غلط خواں ہے تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں اور دوسرا امام نہیں ہو سکتا کیونکہ عوام الناس نہیں چاہتے لہذا شہر کی مسجدوں میں نماز عیدین پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب)عیدین کی نماز مسجدوں میں بھی صحیح ہے(۴)اگر عیدین کا امام ایسی غلطی کرتا ہے کہ جس سے فساد نماز ہو تو مسجد میں جدا جماعت کر لینا چاہئے اور اگر ایسی غلطی نہیں کرتا جو مفسد صلوٰۃ ہو اور علیحدہ ہونے میں فتنہ ہو تو اسی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیں۔(۵)فقط۔

تکبیرات تشریق فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ ہے

(سوال ۲۶۳۷)ایام تشریق میں تکبیر ہر نماز فریضہ کے بعد کہی جاتی ہے۔زید کہتا ہے کہ ایک مرتبہ کہنا واجب ہے اور عمر کہتا ہے کہ تین مرتبہ کہنا چاہئے۔اس صورت میں حق پر کون ہے۔

(الجواب)تکبیر تشریق ایک دفعہ کہنا واجب ہے اس سے زیادہ واجب نہیں ہے اور در مختار میں عینی سے نقل کیا ہے کہ زیادہ کہنے میں فضیلت اور ثواب ہے کچھ حرج نہیں ہے۔(۶)لیکن شامی میں ابوالسعود سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ سے زیادہ کہنا خلاف سنت ہے پس بہتر ہے کہ ایک دفعہ پر اکتفاء کیا جائے۔عبارت شامی کی یہ ہے ان الا تیان بہ مرتین خلاف السنۃ الخ ج ۱ص ۵۶۳ شامی۔

---

(۱)ويد عوويختم سبحان ربك (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفته الصلوٰة ج ۱ ص ۴۹۵ ط.س.ج۱ص ۵۳۰) عن ام عطية قالت امرنا ان نخرج الحيض يوم العيدين وذوات الخدور فيشهدن جما عة المسلمين ودعوتهم وتعتزل الحيض (مشكوة باب العيدين ص ۱۲۵)ظفير.(۲)الدر المختار باب العيدين ج ۱ ص ۱۱۴ ط.س.ج۲ص۱۶۹ ۱۷۰) ظفير.(۳)وتودى بمصر واحد بمواضع كثيرة اتفاقا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۸۳.ط.س.ج۲ص۱۷۶) ظفير.(۴)الفاسق اذا كان يوم يوم الجمعة وعجز القوم عن منعه قال بعضهم يقتدى به فى لاجمعة ولا تترك الجمعة بامامة وفى غير الجمعة يجوز ان يتحول الى مسجد اخر ولا يا ثم به (عالمگیری مصری فی الا مامة ج ۱ ص ۸۱.ط.ماجدیه ج۱ص۸۶)ظفير.(۵)ولا يجوز امامة الا لثغ الذى لا يقدر على التكلم ببعض الحروف الالمثله اذا لم يكن من يقدر على التكلم بتلك الحروف فاما اذا كان فى القوم من يقدر على التكلم بها فسدت صلا ته وصلاة القوم الخ ايضا ج ۱ ص ۸۰.ط.س.ج۲ص) ظفير.(۶) ردالمحتار باب العيدين ويجب تكبير التشريق فى الا صح للامربه مرة وان زادعليها يكون فضلاً قال العينى صفته الله اكبر الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين مطلب فى تكبير التشريق ج ۱ص ۷۸۴ و ج ۱ ص ۷۸۵.ط.س.ج۲ص۱۷۷ ۱۷۸)ظفير.

بارہ تکبیرات کے ساتھ عیدین کی نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۳۸) احناف عیدین کی نماز بارہ تکبیروں سے پڑھیں تو ہو گی یا نہیں۔

(الجواب) حنفیہ کے نزدیک چھ تکبیرات زوائد ہیں، ان کو بارہ تکبیریں نہ کہنا چاہئے اور نماز بہر حال صحیح ہے۔(۱)

تکبیرات زوائد کے ترک سے اعادہ جماعت

(سوال ۲۶۳۹) زید نے عید کی نماز پڑھائی لیکن تکبیرات زوائد کہنا بھول گیا۔ جب سلام پھیرا تب مقتدیوں نے کہا کہ نماز نہیں ہوئی۔ تب زید نے ثانیا نماز پڑھی ان دونوں نمازوں میں کون سی نماز ہوئی۔ یہ نماز ایسی چھوٹی مسجد میں ہوئی ہے کہ جس میں امام کی قرات کی آواز آخر صف تک جا سکتی ہے۔

(الجواب) نماز پہلی ہو گئی تھی مگر ترک واجب کی وجہ سے ناقص ہوئی تھی سجدہ سہو سے اس کا انجبار ہو جاتا اور چونکہ مجمع زیادہ نہ تھا جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے اس لئے ایسے موقع میں عیدین کی نماز میں بھی اگر سہو ہو جاوے تو سجدہ سہو کرنا چاہئے لیکن چونکہ سجدہ سہو نہ کیا گیا اس لئے اعادہ لازم تھا جو کہ ہو گیا۔ پس اعادہ نماز کر لینے کے بعد اب کچھ نقصان نماز میں نہ رہا اور یہ ثانی جماعت اور مکمل پہلی نماز کی ہو گئی۔(۲) فقط۔

عید کی نماز کے لئے مقتدیوں کا انتظار

(سوال ۲۶۴۰) عید کی نماز کے لئے مقتدیوں کا کس وقت تک انتظار کیا جاوے

(الجواب) وقت نماز عیدین کا زوال سے پہلے پہلے ہے پس اس وقت تک یعنی قبل زوال تک انتظار کرنے کا مضائقہ نہیں ہے اس کے بعد نہیں(۳) فقط۔

عیدین میں تکبیرات زوائد عند الحنفیہ چھ ہیں

(سوال ۲۶۴۱) چھاؤنی لاہور میں سابق امام جامع مسجد فرماتے تھے کہ نماز عیدین کی صحیح بخاری میں بارہ ۱۲ تکبیریں لکھی ہیں۔ فی رکعت چھ۔ اس صورت میں صحیح حکم کیا ہے۔

(الجواب) حنفیہ کے نزدیک نماز عیدین میں تکبرات زوائد چھ ہیں، یعنی ہر ایک رکعت میں تین تین۔ اور حدیث ابو داؤد سے یہ ثابت ہے وعن سعید بن العاص قال سئات ابا موسیٰ وحذیفة کیف کان رسول الله صلی الله علیه سلم یکبر فی الاضحی و الفطر فقال ابو موسیٰ کان یکبرا ربعاً (فی الرکعة الا ولی مع تکبیرة الا حرام وفی الثانیة مع تکبیرة الرکوع) تکبیرہ علی الجنائز فقال حذیفة صدق رواہ ابو داؤد۔ پس مذہب حنفیہ موافق اس حدیث کے ہے۔ حنفی(۴) کو اس کے خلاف نہ کرنا چاہئے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویصلی الامام بهم رکعتین مثنیا قبل الزوائد وهی ثلاث تکبیرات فی کل رکعة ولو زاد تابعه الی سته عشر لانه ماثور (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۹. ط.س. ج۲ص۱۷۲) ظفیر.

(۲) والسهو فی صلاة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عندالمتاخرین عدمه فی الا ولیین لد فع الفتنة کما فی جمعة البحر واقره المصنف وبه جزم فی الدرر (در مختار) لکنه قیده محشیها الوا فی بما اذا حضر جمع کثیر والا فلا داعی الی الترك (ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۷۵ ظفیر. (۳) ووقتها من الا رتفاع قد ر رمح فلا تصح قبله الخ الی الزوال باسقاط الغایة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۹. ط.س. ج۲ص ۱۷۱) ظفیر

(۴) دیکھئے مشکوٰۃ مع حاشیہ باب صلوٰۃ العیدین ص ۱۲۶ ۱۲ ظفیر. (۵) تفصیل کے لئے دیکھئے غنیة المستملی باب العیدین ص ۵۲۷. ۱۲ ظفیر.

نماز عید کے لئے نقارہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۴۲) برائے نماز عید نقارہ کوبی جائز است یا نہ۔

(الجواب) اگر بقصد تفکر و تلہی است ممنوع است و اگر بہ نیت تنبیہ است جائز است و من ذلک ضرب النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلا باس بہ الخ (۱) (در مختار) فقط۔

عیدین میں تکبیرات زوائد کی بحث

(سوال ۲۶۴۳) بخاری، ترمذی، مشکوٰۃ میں ثابت ہے کہ عیدین کی نماز میں بارہ تکبیرات ہیں یعنی رکعت اول میں سات قبل از قراءۃ اور رکعت اخری میں پانچ بعد از قراءۃ۔ نیز ترمذی میں ایک حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود سے نو تکبیرات کے ثبوت میں مروی ہے یعنی رکعت اول میں پانچ قبل از قراءۃ اور رکعت اخری میں چار بعد از قراءۃ مگر فی زمانہ دستور العمل یہ ہے کہ عیدین کی نماز میں چھ تکبیرات پڑھی جاتی ہیں جو مذکورہ احادیث کے سراسر خلاف ہے، ان احادیث سے بہتر اور افضل کون سی حدیث ہے جس سے چھ تکبیرات کا جواز ثابت ہوتا ہے اور احادیث مذکورہ کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) حنفیہ کی دلیل یہ حدیث ہے عن سعید بن العاص انه ساله ابا موسیٰ الا شعری وحذیفة بن الیمان کیف کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یکبر فی الا ضحی والفطر فقال ابو موسی کان یکبر اربعاً فی الرکعة الا ولی مع تکبیرة الا حرام وفی الثانیة مع تکبیرة الر کوع تکبیره علی الجنائز فقال حذیفة صدق. رواه ابو داؤد (۲) والتفصیل فی کتب الفقہ۔ اور جس روایت میں نو تکبیر دونوں رکعت میں وارد ہیں اس سے مراد بھی چھ تکبیرات زوائد ہیں کیونکہ اول رکعت میں تکبیر تحریمہ و تکبیر رکوع داخل ہے اور دوسری رکعت میں تکبیر رکوع داخل ہے۔ فقط۔

تکبیرات تشریق کی قضا نہیں

(سوال ۲۶۴۴) اگر تکبیرات تشریق قضا ہو گئی تو ان کو پھر ادا کرے یا اس کے تارک پر کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔

(الجواب) تکبیرات تشریق اگر اس وقت ترک ہو گئی تو پھر ان کی قضاء نہیں ہے توبہ کرنے سے گناہ اس کے ترک کا معاف ہو جاوے گا۔ (۳)

عیدگاہ میں غیر مقلد اگر پہلے نماز پڑھ لیں تو اس کا اعتبار نہیں

(سوال ۲۶۴۵) امام حنفی کی بلا اجازت بطور ضد کے فرقہ غیر مقلد مصلے حنفی پر ان کے امام سے پہلے نماز پڑھ کر چلے آویں تو امام مقررہ کی جماعت کی فضیلت میں کچھ کمی تو نہ ہو گی۔

(الجواب) غیر مقلدین کو ایسا کرنا ناجائز ہے اور ان کی جماعت کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور حنفیوں کی جماعت جو بعد میں ہوئی وہ معتبر ہے اس کی فضیلت اور ثواب میں کچھ کمی نہ آوے گی۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة قبیل فصل فی اللبس ج ۵ ص ۳۰۶. ط.س. ج۲ص ۳۵۰. ۱۲ ظفیر. (۲) مشکوٰة شریف باب صلوٰة العیدین ص ۱۲۶ تفصیل کے لئے دیکھئے غنیة المستملی باب العیدین ص ۵۲۷ ۱۲ ظفیر (۳) عقب کل فرض بلا فصل الخ (درمختار) فلو خرج من المسجد او تکلم عامد ا او ساهیا اوحدث عامد اسقط عند التکبیر(ردالمحتار باب العیدین مطلب فی تکبیرالتشریق ج ۱ ص ۷۸۶. ط.س. ج۲ص ۱۷۷ ..... ۱۷۹) ظفیر.

جدید عید گاہ بنانا

(سوال ۲۶۴۶) عرصہ دراز سے موجودہ عید گاہ ایک ہندو کی ملکیت میں قائم ہے۔ حق ملکیت ترک کر دیا ہے مگر آبادی سے ایک میل زاید فاصلہ ہونے کے علاوہ موسم باراں میں راستہ ناقص ہوتا ہے۔ حسب منشاء مسلمانان قصبہ جدید عید گاہ مسلمانوں کی ملکیت میں بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اور سابقہ عید گاہ شہید کر کے ملبہ جدید عید گاہ میں لگایا جائے یا نہیں۔ جدید عید گاہ تیار ہونے کے بعد سابقہ عید گاہ کی زمین مالک کے خواہش کے مطابق اس کو دے دی جائے یا مسلمان اپنے قبضہ میں رکھے۔

(الجواب) اگر اس ہندو نے اپنی ملکیت ترک کر دی تھی اور مسلمانوں کو وہ زمین برائے عید گاہ دے دی تھی تو وہ زمین وقف ہو گئی اس کا ملبہ وغیرہ دوسری عید گاہ میں لگانا اور اس کو ہندو کو واپس دے دینا جائز نہیں ہے۔ فقط۔

ایک شہر میں دو عید گاہ

(سوال ۲۶۴۷) اگر ایک شہر میں دو عید گاہ ہوں اور دو جگہ نماز عیدین کی ہو تو کیا حکم ہے۔

آبادی سے باہر کی عید گاہ میں نماز عید افضل ہے

(سوال ۲۶۴۸) ایک حصہ کی عید گاہ بیرون شہر ہو اور دوسرے حصہ کی عید گاہ شہر میں ہو تو کون سی عید گاہ میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

(الجواب) دو عید گاہ ہونے میں اور دو جگہ نماز عیدین ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۱)

(۲) سنت طریق کے موافق شہر سے باہر نماز عیدین ادا کرنا بہتر ہے اور اس میں فضیلت ہے بہ نسبت شہر میں ادا کرنے کے۔(۲) فقط۔

قصابوں کی بنائی ہوئی عید گاہ میں نماز درست ہے

(سوال ۲۶۴۹) یہاں پر قصابان نے عید گاہ بنائی ہے اس میں غیر قصابان کی نماز عید صحیح ہے یا نہیں اور عید گاہ آج کل میں بنی ہوئی ہے، کیا آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی ایسا ہی تھا یا نہیں۔

(الجواب) غیر قصابان کی نماز عیدین اس عید گاہ قوم قصابان میں صحیح ہے اور آنحضرت ﷺ عیدین کی نماز باہر جنگل میں عید گاہ میں جا کر ادا فرماتے تھے اور یہی سنت ہے۔(۳) فقط۔

تکبیرات تشریق جماعت کے بعد ہے تنہا پڑھنے کے بعد نہیں ہیں

(سوال ۲۶۵۰) زید ایام تشریق کی تکبیریں جو بعد نماز واجب ہیں ہر نماز میں بھول جاتا ہے اور زید تنہا نماز پڑھتا ہے۔ آیا تکبیر نہ کہنے سے نماز میں کچھ نقصان ہوتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایام تشریق کی تکبیریں ان لوگوں پر واجب ہوتی جو جماعت سے نماز ادا کریں اور اگر کوئی شخص تنہا نماز

---

(۱) وتودی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳. ط.س. ج۲ ص ۱۷۶) ظفیر.

(۲) ثم خروجه الخ ماشیا الی الجبانة وهی المصلی العام والخروج الیها الی الجبانة لصلاة العید سنة (در مختار) ای فی الصحراء (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۶. ط.س. ج۲ ص ۱۶۸) ظفیر.

(۳) والخروج الیها ای الجبانة لصلاة العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۶. ط.س. ج۲ ص ۱۶۹) ظفیر.

پڑھے تو اس پر تکبیر کہنا واجب نہیں ہے اور اس کی نماز میں تکبیر نہ کہنے سے کچھ نقصان نہیں آتا(۱) فقط۔

عیدین میں دعا تکبیر کے بعد بغیر ارسال ہاتھ باندھ لے

(سوال ۲۶۵۱) نماز عیدین میں تکبیرات ثلثہ زوائد میں سے ہر ایک کے کہنے کے بعد ارسال یدین کرے گا اور تیسری تکبیر کے بعد ارسال یدین کر کے تب دونوں ہاتھ باندھے گا یا بلا ارسال۔

(الجواب) نماز عیدین میں تکبیرات ثلثہ زوائد میں پہلی رکعت میں دو تکبیر میں ارسال یدین کر کے اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے کیونکہ یہ وقت قراءۃ کا ہے اور دوسری رکعت میں تیسری تکبیر کے بعد ارسال یدین کرتے ہوئے رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جاوے۔(۲) فقط۔

اگر کچھ لوگ عذر کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز ادا کریں تو درست ہے

(سوال ۲۶۵۲) ایک شخص قاضی امام مسجد عیدگاہ میں باجہ کے ساتھ جاتا ہے چند لوگوں نے اس کو منع کیا لیکن اس نے نہیں مانا۔ چنانچہ وہ لوگ عیدگاہ میں جا کر شریک جماعت نہیں ہوئے بلکہ مسجد میں کسی کو امام بنا کر عید کی نماز پڑھی، وہ لوگ مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) ان لوگوں کی نماز (جو مذکور قاضی کے ساتھ جا کر عیدگاہ میں نماز میں شریک نہ ہوئے اور مسجد میں کسی کو امام بنا کر نماز عید ادا کی) صحیح ہے۔ کیونکہ عید کی نماز مسجد شہر میں بھی ادا ہو جاتی ہے مگر سنت یہ ہے کہ عیدین کی نماز باہر جنگل میں جا کر ادا کی جاوے۔ کما فی الدر المختار والخروج الیھا ای الجبانة لصلوٰة سنة و ن وسعھم المسجد الجامع الخ وفی الشامی تحت قوله ای الجبانة وھو المصلی العام. ای فی الصحراء بحر عن المغرب . شامی۔(۳) فقط۔

ہندو کی زمین عیدگاہ کے لئے قبول کرنے کی صورت

(سوال ۲۶۵۳) قصبہ سیانہ کی عیدگاہ کو وسیع کرنے کی ضرورت ہے، اس کے گرد ایک سیٹھ ہندو کی آراضی ہے انہوں نے دینے کا وعدہ کر لیا ہے تو ان کے عطیہ اراضی میں تصرف کے جواز کی کیا صورت ہے۔

عیدگاہ وقف کا کوئی حصہ کسی کو نہیں دیا جا سکتا

(سوال ۲/۲۶۵٤) جس جانب میں سیٹھ موصوف اپنی زمین صحن عیدگاہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں اس طرف کی دیوار رخ کعبہ سے صحیح کرنے میں ایک مثلث شکل کا گوشہ عیدگاہ قدیم کے فرش کا علٰحدہ ہو جاتا ہے اس کو سیٹھ صاحب اپنے کھیت میں شامل کرنا چاہتے ہیں لہذا یہ گوشہ ان کو دینا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ویجب تکبیر التشریق مرة الخ عقب کل فرض بلا فصل ادی بجما عة مستحبة الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸٤ و ج ۱ ص ۷۸٦ .ط.س. ج۲ ص ۱۷۷ ..... ۱۷۹) ظفیر.

(۲) ووضع الرجل یمینه علی یسارة تحت سرته الخ کما فرغ عن التکبیر بلا ارسال فی الا صح وھو سنة قیام الخ له قرار فیه ذکر مسنون فیضع حالة الثناء وفی القنوت وتکبیرات الجنازة لا یسن فی قیام بین رکوع وسجود لعدم القرار لا بین تکبیرات العید لعدم الذکر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفة الصلاة فصل تالیف الصلاة ج ۱ ص ٤٥٥ .ط.س. ج۲ ص ٤٨٦ ..... ٤٨٨ ویرفع یدیه فی الزوائد الخ ولیس بین تکبیراته ذکر مسنون ولذا یرسل یدیه (در مختار) ای فی اثناء التکبیرات ویضعھما بعد الثالثه الخ (باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۲ .ط.س. ج۲ ص ۱۷٤) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷٦ .ط س. ج۲ ص ۱۷۵ مگر باجہ کے ساتھ جانا گناہ ہے۔ اس سے ان لوگوں کو توبہ کرنا چاہئے ۱۲ ظفیر۔

(الجواب)(۱) اس کے جواز کی صورت بلا اختلاف یہ ہے کہ سیٹھ صاحب اراضی مذکور بقدر حاجت علیحدہ کر کے نشان لگا کر کسی مسلمان کی ملک کر دیں۔ پھر وہ مسلمان اس آراضی کو وقف کر دے کیونکہ خود سیٹھ صاحب کے وقف کے جواز میں حسب روایات فقہیہ تردد ہے۔

(۲) دے دینا عیدگاہ موقوفہ کے کسی حصہ کا اور گوشہ کا درست نہیں ہے کیونکہ وقف میں کوئی ایسا تصرف ہبہ و بیع یا مبادلہ کا درست نہیں ہے۔(۱) فقط۔

عیدگاہ پیدل جانا سنت ہے پیسے نچھاور کرانا درست نہیں

(سوال ۲۶۵۵) عیدگاہ میں برائے نماز عید سوار ہو کر جانا اور آنا اور اپنے اوپر سے پیسہ دونی وغیرہ پھنکوانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) سنت یہ ہے کہ عیدگاہ میں پیادہ جاوے سوار ہو کر جانا خلاف سنت لکھا ہے۔ اور واپسی میں اگر سوار ہو کر آوے تو اس کو جائز لکھا ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۲) اور نچھاور کرنا بھی درست نہیں ہے۔ فقط۔

عید کی نماز جیل میں

(سوال ۲۶۵۶) عیدین کی نماز جیل میں ہو گی یا نہیں۔

(الجواب) جمعہ اور عیدین کی نماز جیل خانہ میں واجب نہیں ہے۔(۳) اور ادا ہونے میں بھی کلام ہے۔(۴) فقط۔

بعد زوال عید کی نماز درست نہیں، عذر کی وجہ سے دوسرے دن پڑھنے کی اجازت

(سوال ۲۶۵۷) کثرت بارش کی وجہ سے عید الاضحیٰ کی نماز وقت معین پر نہیں پڑھی، پس اس صورت میں دوسرے یا تیسرے روز ادا کرنا چاہئے مگر جاہل اور ناواقف لوگوں نے اسی روز دو یا تین بجے نماز ادا کی، نماز ہوئی یا اعادہ کرنا چاہئے۔

(الجواب) قال في الدر المختار وتوخر بعذر كمطر الى الزوال من الغد فقط. فوقتها من الثاني كالاول ولوتكون قضاء لا اداء الخ وفي الشامي قوله فقط. راجع الى قوله بعذر فلا تؤخر من غير عذر والى قوله الى الزوال فلا تصح بعد والى قــوله من الغد فلا تصح فيما بعدغد ولو بعذر

---

(۱) فاذا اتم الوقف ولزمه لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن (در مختار) لا يملك اى لا يكون مملوكه لصاحبه ولا يملك اى لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه (ردالمحتار الوقف ج ۱ ص ۵۰۷ ط.س. ج۲ص ۳۵۱ - ۳۵۲) ظفير.

(۲) ثم خروجه الخ ما شيا الى الجبانة الخ ولا باس بعوده راكبا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۶ و ج ۱ ص ۷۷۷ ط.س. ج۲ص ۱۶۸) ظفير.

(۳) وشرط لا فتراضها تسعة تختص بها اقامة بمصر الخ وصحة الخ وعدم حبس الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۴ ط.س. ج۲ص ۱۵۲) ظفير.

(۴) اذن عام کی شرط چونکہ نہیں پائی جاتی ہے اس لئے بعض لوگوں کا رجحان عدم جواز ہے، لیکن خاکسار کا ذاتی رجحان جواز کی طرف ہے۔ موجودہ دور میں جب کہ ایک شہر میں تعدد جمعہ کے جواز پر فتویٰ اور عمل دونوں ہے "اذن عام" کی شرط محض لغو ہے۔ در مختار اور شامی میں جو بحث مذکور ہے اس سے بھی جواز ہی ثابت ہوتا ہے "اذن عام" کی بحث ختم کرتے ہوئے علامہ شامی رقمطراز ہیں۔ قلت وينبغي ان يكون محل النزاع ما اذا كانت لا تقام الا في محل واحد. اما لو تعدد فلا. لانه لا يتحقق التفويت كما افاده التعليل تامل (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۲ ط.س. ج۲ص ۱۵۲) خود مفتی عام نے باب الجمعہ میں بند قلعہ کے اندر جمعہ کا جواز ثابت کیا ہے اور پوری بحث کی ہے جو بغور مطالعہ کرنا چاہئے ۱۲ ظفیر۔

الخ. شامی۔(۱) پس واضح ہوا کہ بعد زوال کے جو نماز ضحیٰ ہوئی وہ صحیح نہیں ہوئی اگلے دن...... قبل زوال قضاء کرنا چاہئے تھا اور بعد اس کے قضاء جائز نہیں ہے۔ فقط۔

نماز عیدین واجب ہے اور تکبیرات زوائد بھی

(سوال ۲۶۵۸) عیدین کی نماز میں چھ تکبیریں واجب ہیں یا نماز دوگانہ بھی واجب ہے اگر کوئی امام اس طرح نیت کرائے کہ دو رکعت نماز نفل عید الضحیٰ مع چھ تکبیرات واجب کے۔ چونکہ نفل کا لفظ کہلایا گیا تو نماز درست ہوئی یا نہ۔

(الجواب) نماز عیدین کی بھی واجب ہے اور تکبیرات عیدین بھی واجب ہیں۔(۲) آئندہ نیت میں نماز نفل نہ کہنا چاہئے بلکہ واجب کہنا چاہئے یا دل میں یہ خیال کرنا چاہئے۔ اور نماز اس صورت میں بھی ہو گئی، اس لئے کہ نفل کا لفظ کہنے سے نماز میں فساد نہیں آیا۔(۳) فقط۔

تکبیرات تشریق صرف ایک مرتبہ کہنا سنت ہے

(سوال ۲۶۵۹) تکبیر تشریق کا ایک مرتبہ سے زیادہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے، زیادہ کہنا خلاف سنت ہے۔

حدیث عید میں دعوت کا کیا مطلب ہے

(سوال ۲۶۶۰) وعن ام عطية قالت امرنا ان نخرج الحيض يوم العيدين وذوات الخدور فيشهدن جماعة المسلمين و دعوتهم وتعتزل الحيض عن المصلى۔ لفظ دعوتهم سے کیا مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

(الجواب) لفظ دعوتھم عام ہے جو دعا بعد نماز ہو گی وہ بھی اس میں داخل ہے اور منسوخ کہنا اس کا غلط ہے۔

عید میں بعد خطبہ دعا نہیں

(سوال ۲۶۶۱) بنگال میں دستور ہے کہ بعد نماز عیدین دعا کر کے خطبہ پڑھتے ہیں، خطبہ تمام کر کے پھر دعا کرتے ہیں یہ تغیر سنت ہے یا نہیں۔

(الجواب) خطبہ کے بعد پھر دعا نہیں ہے، اس معمول کو چھوڑ دینا چاہئے۔ صرف نماز کے بعد دعا کریں کہ جو ثابت ہے۔

وقف عید گاہ میں تصرف درست نہیں

(سوال ۲۶۶۲) بادشاہی عید گاہ جس کے تحت میں انعامی زمین ہے اور سرکار سے خطیب کے سوائے انعام زمین

....

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب العیدین ج۱ ص ۷۸۳. ۱۲ ظفیر.

(۲) تجب صلاتهما في الا صح على من تجب عليه الجمعة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷٤. ط.س. ج۲ ص۱٦٦) ظفير.

(۳) ولو علم ولم يميز الفرض من غيرة ان نوى الفرض في الكل جاز (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة، ج ۱ ص ۳۸۸. ط.س. ج۱ ص٤١٨ ظفير.

کے خلاصت عیدین بھی ملتی ہے۔ آبادی شہر کی وجہ سے عیدگاہ مذکور آبادی میں آگئی ہے مگر اب تک اس عیدگاہ میں نماز عیدین پڑھی جاتی ہے، زمین عیدگاہ بالکل کھلی ہوئی ہے اس میں کسی قسم کی عمارت نہیں ہے اب اگر اس عیدگاہ میں کچھ عمارت کی جائے تو عیدگاہ کی حیثیت بگڑ جاتی ہے اور عیدگاہ نہیں رہتی تو اس میں عمارت بنانا جائز ہے یا نہ۔ عمارت بنانے سے انعام زمین کے ضبط ہونے کا اندیشہ ہے۔ فقط۔

(الجواب) وہ عیدگاہ وقف ہے اس میں کوئی تصرف تعمیر مکان وغیرہ۔ کا درست نہیں۔(۱) البتہ اگر نمازیوں کے آرام کے لئے دھوپ اور بارش سے بچنے کے لئے کوئی درجہ مسقف کر دیا جائے مثل مسجد کے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

تعمیر عیدگاہ میں ہندو کا روپیہ لگانا جائز ہے

(سوال ۲۶۶۳) تعمیر عیدگاہ میں ہنود کا روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز ہے۔ فقط۔

عیدگاہ کی زمین فروخت نہیں کی جاسکتی

(سوال ۲۶۶۴) کھنڈوہ میں عیدگاہ کے قریب پتھر کی کھدان ہے جو پہلے بہت فاصلہ پر تھی مگر اب اس قدر قریب ہوگئی ہے کہ جس وقت پتھر میں سرنگ لگایا جاتا ہے عیدگاہ کی دیواریں ہل جاتی ہیں جس سے اس کے گرنے کا احتمال ہے لہذا اگر سرکار زمین اور عمارت عیدگاہ کا معاوضہ دیوے تو دوسری جگہ عیدگاہ بنائی جاسکتی ہے اور موجودہ عیدگاہ کو سرکار اپنے کام میں لاسکتی ہے یا نہیں۔(۲) عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں۔

(الجواب) عیدگاہ وقف ہوتی ہے اور مسجد کے حکم میں ہے۔ یہ تصرف کرنا درست نہیں ہے۔(۲) فقط۔

عیدگاہ میں کھیل تماشا درست نہیں

(سوال ۲۶۶۵) عیدگاہ کے اندر اعلان عام کر کے کھیل تماشوں اور کشتی کا کام کرنا یا ہار مونیم باجہ کے ساتھ گانا بلا اجازت متولی عیدگاہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) عیدگاہ بہت سے امور میں بحکم مسجد ہے اس لئے عیدگاہ میں کھیل تماشہ اور کشتی وغیرہ کا کرنا اور ہارمونیم باجا بجانا اور گانا یہ جملہ امور محرمہ حرام اور ناجائز ہیں۔ متولی عیدگاہ ہرگز ان امور کی اجازت کسی کو نہیں دے سکتا اور بلا اجازت یا با اجازت متولی بھی کسی کو ارتکاب ان امور کا کرنا عیدگاہ میں درست نہیں ہے۔ ہکذا فی الدر المختار

---

(۱) فاذا تم الوقف ولزم لایملک ولا یملک ولا یعار ولا یرهن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الوقف ج ۱ ص ۵۰۷ ط.س. ج۲ص ۳۵۱......۳۵۲) ظفیر.

(۲) اذا تم الوقف ولزم لا یملک ولا یملک ولا یعار ولا یرهن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الوقف ج ۱ ص ۵۰۷ ط.س. ج۲ص ۳۵۱......۳۵۲) ظفیر.

والشامی(۱) فقط۔

عیدین میں تکبیرات زوائد کی تعداد اور اس کی خلاف ورزی کا اثر

(سوال ۲۶۶۶/۱) عید کی نماز کے وقت امام صاحب نے بجائے چھ تکبیر کے نو تکبیر کی نیت بندھوائی اور نماز پڑھاتے وقت صرف سات تکبیریں پکاریں، یہ نماز درست ہوئی یا نہیں۔ افضل نماز عیدین میں چھ تکبیریں ہیں یا زائد۔

خطبہ عید میں نورنامہ وغیرہ درست نہیں

(سوال ۲۶۶۷/۲) امام نے نماز عید پڑھا کر خطبہ شروع کیا اور خطبہ طویل پڑھا اور مقتدی دھوپ میں رہتے ہیں اور امام نے خطبہ میں نورنامہ اور وفات نامہ پڑھا، یہ کیسا ہے۔

(الجواب) نماز ہوگئی اور تکبیرات زواید ہر ایک رکعت میں تین تکبیریں ہیں یعنی کل چھ تکبیرات زواید ہیں اس سے زیادہ مذہب حنفیہ کا نہیں ہے۔(۲)

(۲) خطیب کو ایسا کرنا مکروہ و ممنوع ہے خطبہ میں اختصار کرنا چاہئے خصوصاً ایسے وقت میں بہت اختصار کرنا چاہئے(۳) اور وفات نامہ اور نورنامہ وغیرہ پڑھنا درست نہیں ہے۔ فقط۔

جنہوں نے عید کی نماز میں رکوع نہیں کیا ان کی نماز نہیں ہوئی

(سوال ۲۶۶۸) عید الفطر کی دوسری رکعت میں امام تکبیرات زوائد بھول کر رکوع میں چلا گیا اور مقتدی کھڑے رہے اور امام سجدہ میں چلا گیا پھر مقتدی بھی سجدے میں چلے گئے اور رکوع اکثر مقتدیوں کا نہیں ہوا۔ امام نے سجدہ سہو کر لیا تو نماز امام اور مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں۔ اگر نہیں ہوئی تو کس وقت قضا کر سکتے ہیں۔

(الجواب) اس صورت میں امام کی نماز اور ان مقتدیوں کی جنہوں نے رکوع کر لیا ہے ہوگئی اور ان لوگوں کی جنہوں نے رکوع نہیں کیا نماز نہیں ہوئی، وہ دو رکعت بعد میں پڑھ لیں۔(۴) فقط۔

تکبیرات تشریق گاؤں میں کہی جائیں

(سوال ۲۶۶۹) گاؤں میں تکبیرات تشریق پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ علمائے کشمیر میں اس بارہ میں اختلاف ہے، کس کا قول صحیح ہے۔

(الجواب) امام ابو حنیفہؒ اہل قریہ پر تکبیر تشریق واجب نہیں فرماتے اور صاحبینؒ واجب فرماتے ہیں، در مختار میں

---

(۱) اما المتخذ لصلاة جنازة او عيد فهو مسجد في حق جواز الا قتداء الخ لا في حق غير به يفتي نهاية ، فحل دخوله لجنب وحائض كفناء مسجد الخ (در مختار قال في البحر ظاهره انه يجوز الو طئ والبول والتخلي فيه ولا يخفى ما فيه فان الباني لم يعده لذالك فينبغي ان لا يجوز الخ (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها مطلب في احكام المسجد ج ۱ ص ۶۶۵ .ط.س. ج۲ص۲۵۷) ظفير . (۲) وهي ثلاث تكبيرات في كل ركعة ولوزاد تابعه الى ستة عشر لا نه ماثور (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۹ و ج ۱ ص ۷۸۰ .ط.س.ج۲ص۱۷۲)ظفير .

(۳) عن جابر بن سمرة قال كانت للنبي صلى الله عليه وسلم خطبتان يجلس بينهما يقرء القرآن ويذكر الناس فكانت صلوته قصدا وخطبته قصدا رواه مسلم وعن عمار قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان طول صلوة الرجل وقصر خطبة اى مئنة من فقهه فاطيلوا الصلوة واقصروا الخطبة رواه مسلم (مشكوة باب الخطبة والصلوة ص ۱۲۳) ظفير .

(۴) كما لو ركع امامه فركع معه مقارنا او معا قبا و شاركه فيه فلو لم يركع اصلا الخ بطلت صلاته (ردالمحتار باب صفته الصلوة مهم متابعة الا مام ج ۱ ص ۴۳۹ .ط.س. ج۲ص ۴۷۱) ظفير .

ـــ ویجب تکبیر التشریق الخ علی امام مقیم بمصر وعلی مقتد مسافرقروی الخ وقالا بوجوبه فور کل فرض مطلقاً ولو منفرداً او مسافراً او امراءۃً لا نه تبع المکتوبة الخ وعلیه الاعتماد والعمل والفتویٰ فی عامة الا مصار وکافة الا عصار الخ (قوله مقیم بمصر) فلا یجب علی قری ولا مسافر الخ علی الا صح بحر عن البدایع ای الا صح علی قول الا مام الخ قوله وعلیه الا عتماد الخ هذا بناء علی انه اذا اختلف الا مام وصاحباه فالعبرة لقوة الدلیل وهوالا صح . (۱)شامی. ان عبارات سے معلوم ہوا کہ معتمد اور احوط اس بارہ میں قول صاحبینؒ ہے۔ کہ اہل قریہ پر واجب ہے کہ تکبیر تشریق کہیں۔ فقط۔

عیدین کا خطبہ صفوں کے درمیان منبر رکھ کر درست ہے یا نہیں

(سوال ۱ /۲۶۷۰) خطبہ عیدین میں بوجہ کثرت آدمیوں کے امام اپنی جگہ سے صفوف کے درمیان کسی منبر ہ پر جا کر خطبہ پڑھے تو یہ جائز ہے یا مکروہ۔

عیدگاہ میں آواز ملا کر جہر سے تکبیر درست نہیں

(سوال ۲ /۲۶۷۱) عیدگاہ میں جا کر اس طور پر تکبیر کہنا کہ اول ایک شخص تکبیر کہے اس کے بعد اور لوگ آواز ملا کر متفقہ طور پر تکبیر کہیں، اسی طرح نماز تک یہ سلسلہ جاری رکھیں، یہ شرعاً جائز بلا کراہت ہے یا مع الکراہت۔

(الجواب)(۱) ظاہر یہ ہے کہ جائز ہے بلا کراہت جب کہ اس کی ضرورت ہے۔(۲)

(۲) یہ جائز نہیں ہے اور اس میں کراہت ہے۔ کذ اور دفی الاحادیث عن ابن عباس وجابر بن عبدالله قالا لم یکن یوذن یوم الفطر ولا یوم الا ضحی ثم سالته یعنی عطاءً بعد حین عن ذالك فاخبر نی قال اخبرنی جابر بن عبدالله ان لااذان للصلوٰۃ یومالفطر حین یخرج الا مام ولا بعدما یخرج ولا اقامة ولا نداء ولا شئی ولا نداء یومئذ ولا اقامة . رواه مسلم (۳) فقط۔

عیدین کی تکبیرات زوائد میں اگر ارسال نہ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۷۲) امام در نماز عید الفطر پنج تکبیر زواید خواند و بعد ہر تکبیر دست بر ناف بست یعنی ارسال نہ کردہ امام تنہا خطبہ و نماز در محراب خواند میاں ہر دو تکبیر درود شریف خواند و دعاء خواست و در خطبہ قراءۃ غلط کرد نمازش درست خواہد شد یا چہ۔

(الجواب) ایں امور کہ ازاں امام صادر شد موجب فساد صلوٰۃ نیست البتہ خلاف سنت است پس آئندہ اورا تاکید کردہ شود کہ سہ تکبیرات زوائد در ہر رکعت بگوید و دست برداشتہ تکبیر گوید و ارسال یدین کند و آنچہ در کتب فقہ حنفیہ

....

(۱) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸٤. ط.س. ج۲ ص ۱۷۷ ...... ۱۸۰.

(۲) باب العیدین میں کہیں کوئی صراحت نہیں ملی، مگر باب الجمعه میں صراحت ہے اذا جلس علی المنبر فاذا اتم اقمیت (در مختار) قوله المنبر هوالارتفاعومن السنة ان یخطب علیه اقتداء به صلی الله علیه وسلم بحرون یکون علی یسار المحراب قهستانی (ردالمحتار باب الجمعه ج۱ ص ۷۷۰. ط.س. ج۲ ص ۱۶۱) اس سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت کہیں اور منبر رکھ کر خطبہ دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے یوں سنت یہ ہے کہ محراب کے پاس ہی ہو۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۳) مشکوٰۃ باب العیدین فصل ثالث ص ۱۲۷ ۱۲ ظفیر.

مذکورامت موافق آں عمل کند(۱) فقط۔

بعد نماز عید آں حضرت ﷺ سے دعا ثابت ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۷۳) بعد نماز عیدین یا بعد خطبہ کے نبی کریم ﷺ کا دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں عن ام عطية ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج لا بكار والعواتق الخ في العيدين الحديث۔ زید کہتا ہے کہ اس حدیث سے بعد نماز عیدین و خطبہ کے دعا مانگنا ثابت ہے، یہ صحیح ہے یا نہ۔

(الجواب) اس حدیث سے بعد خطبہ وغیرہ کے دعا مانگنا ثابت نہیں ہے کیونکہ مراد دعوة المسلمین سے اجتماع المسلمین ہے اور خطبہ وغیرہ ہے البتہ بعد نماز عیدین دعاء مانگنا ان احادیث کے عموم سے ثابت ہے جن میں بعد الصلوٰۃ دعا مانگنا مستحب معلوم ہوتا ہے اور نماز عیدین کے اس سے مستثنیٰ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور وہ احادیث حصن حصین وغیرہ کتب احادیث میں مذکور ہیں۔(۲) البتہ خطبہ کے بعد دعا مانگنا وارد نہیں ہوا۔ نہ خصوصاً نہ عموماً۔

تکبیرات تشریق کے سلسلہ میں امام صاحبؒ کا قول احوط ہے یا صاحبینؒ کا

(سوال ۲۶۷۴) تکبیرات تشریق کے بارہ میں امام صاحبؒ کا یہ مذہب ہے کہ مقیم ہو اور شہر میں ہو اور فرض نماز جماعت مستحبہ سے پڑھے اس پر تکبیر تشریق واجب ہے اور صاحبینؒ مطلقاً واجب فرماتے ہیں خواہ مرد ہو یا عورت یا منفرد یا مسافر۔ اس صورت میں احوط اور اولیٰ کیا ہے۔

(الجواب) یہ ظاہر ہے کہ صاحبینؒ کا قول احوط ہے اور عمل کرنا اس پر مختار اور احوط ہے مگر وجوب کے بارے میں اکثر علماء نے مذہب امام صاحبؒ کو اختیار فرمایا ہے یعنی وجوب انہی شرائط کے ساتھ باقی اگر منفرد و مسافر وغیرہ تکبیر تشریق کہہ لیویں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ اس پر بھی فتویٰ دیا گیا ہے(۳) فقط۔

محض نیت سے بغیر عمل نماز نہیں ہوتی

(سوال ۲۶۷۵) چند لوگ عیدگاہ اس وقت پہنچے کہ نماز ہو چکی تھی، امام صاحب نے کہا کہ چونکہ تم لوگ نماز پڑھنے کی نیت سے آئے تھے تمہاری نماز ہو چکی اور انہوں نے نماز نہیں پڑھی۔ کیا نماز کی نیت کر لینے سے نماز ہو جاتی ہے عیدگاہ میں دوبارہ نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) مفتی بہ یہ قول ہے کہ تعدد نماز عیدین درست ہے۔ یعنی چند جگہ ایک قصبہ و شہر میں نماز عیدین ہو جاتی ہے پس جو لوگ بعد میں آئے ان کو یہ جائز تھا کہ علاوہ عیدگاہ کے دوسری جگہ کسی میدان یا کسی مسجد میں نماز عید ادا کر لیتے کیونکہ اس عیدگاہ میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے، اور یہ غلط ہے کہ محض نیت کر لینے سے نماز

---

(۱) ویرفع يديه في الزوائد الخ وليس بين تكبيراته ذكر مسنون ولذا يرسل يديه (درمختار) اى في اثناء التكبيرات ويضعهما بعد الثالثة كما في شرح المنية لان الوضع سنة قيام طويل فيه ذكر مسنون (ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۸۲.ط.س.ج۲ص۱۷۴......۱۷۵) ظفير. (۲) عن ثوبان رضي الله تعالى عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا انصرف من صلوٰته استغفر ثلثا وقال اللهم انت السلام ومنك السلام تبارك يا ذالجلال والا كرام رواه مسلم (مشكوٰة ص ۸۸) ظفير. (۳) ويجب تكبير التشريق الخ على امام مقيم بمصرو على مقتد مسافر او قروى او امراة بالتبعية الخ والا بوجوبه فور كل فرض مطلقا ولو منفرد او مسافر ا او امرأة لانه تبع للمكتوبة الخ وعليه الا عتماد والعمل والفتوىٰ في عامة الا مصار و كافة الا عصار (در مختار) قوله لانه تبع للمكتوبة فيجب على كل من تجب عليه الصلوٰة المكتوبة قوله وعليه الا عتماد الخ هذا بناءً اعلى انه اذا اختلف الا مام وصاحباه فالعبرة لقوة الدليل وهو الا صح (ردالمحتار . باب العيدين مطلب في تكبير التشريق ج ۱ ص ۷۸٤.ط.س.ج۲ص۱۷۷......۱۸۰) ظفير.

ہو جاتی ہے پس جن لوگوں نے نماز نہیں پڑھی ان کی نماز نہیں ہوئی مگر اب اس کی قضاء بھی نہیں ہے امام صاحب سے یہ غلطی ہوئی کہ ان کو ایسا مسئلہ بتلایا۔(۱) فقط۔

عیدین میں تفریق جماعت امامت کی خاطر درست نہیں

(سوال ۲۶۷۶) عیدین کا امام بننے کے لئے جماعت کو توڑ کر دوسری جماعت کرنا درست ہے یا نہ اور دونوں کی نماز ہوگی یا نہ۔

(الجواب) تفریق جماعت کرنا اچھا نہیں ہے اگرچہ اس وجہ سے کہ تعدد جماعت عیدین جائز ہے یعنی ایک شہر میں کئی جگہ نماز عیدین ہو سکتی ہے، دونوں کی نماز ہوگئی۔(۲) فقط۔

عیدین کا وجوب اور قضا نہ ہونے کی وجہ

(سوال ۲۶۷۷) نماز عیدین واجب ہے یا نفل۔ اور اس کی قضاء کیوں نہیں ہے حالانکہ وتر کی قضاء ہے

(الجواب) عید کی نماز واجب ہے۔(۳) اور اگر کسی شخص سے جماعت عیدین فوت ہو جائے تو پھر اس کی قضاء نہیں ہے کیونکہ اس میں جماعت شرط ہے اور وتر میں جماعت شرط نہیں ہے اور اس میں تحدید وقت بھی نہیں ہے۔(۴) فقط۔

عیدین کی نماز سے پہلے یا بعد میں نوافل نہیں

(سوال ۲۶۷۸) عیدین کی نماز سے پہلے یا پیچھے نوافل پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نہیں چاہئے (۵) فقط۔

عید الفطر کی نماز عذر کی وجہ سے اگلے دن درست ہے

(سوال ۲۶۷۹) عید الفطر کا چاند یوم جمعہ کو بوجہ ابر نظر نہیں آیا شنبہ کی صبح کو سات بجے تحقیق ہو گیا کہ آج عید ہے روزے افطار کر لئے گئے لیکن دیہات میں خبر نہ ہونے کی وجہ سے نماز عید یکشنبہ کو پڑھی، لہذا یہ نماز ہوئی یا نہ۔

(الجواب) عید الفطر کی نماز عذر کی وجہ سے اگلے دن پڑھ سکتے ہیں، پس یکشنبہ کو بھی نماز عید ہوگئی۔ کما فی الدر المختار وتوخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد الخ وفی الشامی قوله کمطراد خل فیه ما اذا لم یخرج الا مام وما اذا غم الهلال فشهد وابه بعد الزوال او قبله بحیث لا یمکن جمع الناس الخ شامی۔(۶) فقط۔

---

(۱) ولا یصلیها وحده ان فاتت مع الا مام الخ ولو امکنه الذهاب الی امام اخر فعل لا نها تودی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳. ط.س. ج۲ ص۱۷۶) ظفیر.

(۲) لا نها تودی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (ایضا. ط.س. ج۲ ص۱۷۶) ظفیر.

(۳) تجب صلا تهما فی الا صح علی من تجب علیه الجمعة بشرائطها المتقدمة سوی الخطبة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج۱ ص ۷۷٤ ط.س. ج ۲ ص ۱۶۶)۔

(٤) ولا یصلیها وحده ان فاتت مع الا مام الخ ولو امکنه الذهاب الی امام اخر فعل لا نها تودی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳. ط.س. ج۲ ص۱۷۶) محمد ظفیر الدین غفرله.

(۵) ولا یتنفل قبلها مطلقا الخ وکذا لا یتنفل بعد ها فی مصلاها فانه مکروه عند العامة وان تنفل بعد ها فی البیت جاز (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۷ و ج ۱ ص ۷۷۸. ط.س. ج۲ ص۱۶۹ ... ۱۷۰) ظفیر.

(۶) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳. ط.س. ج۲ ص۱۷۶. ۱۲ ظفیر.

نماز عیدین کی نیت میں لفظ سنت کہا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۶۸۰) عید کی نماز اس طرح نیت کر کے پڑھی۔ نیت کرتا ہوں دو رکعت سنت عید الفطر ہمراہ چھ تکبیروں کے۔ اس صورت میں نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس طرح نیت کرنے سے نماز صحیح ہے کیونکہ بعض فقہاء نے نماز عید کو سنت کہا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ واجب ہے۔(۱) اس لئے احوط یہ ہے کہ واجب کا لفظ کہے لیکن اگر نیت میں سنت کا لفظ کہہ دیا تب بھی نماز صحیح ہے۔ فقط۔

نماز عیدین کے لئے بھی فرش کا پاک ہونا ضروری

(سوال ۲۶۸۱) جو جگہ غیر محفوظ ہے اور پاک وصاف نہیں ہے وہاں عید کی نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) جگہ کا پاک ہونا صحت نماز کے لئے شرط ہے۔ اگر ناپاک جگہ میں نماز عیدین وغیرہ پڑھی گئی تو وہ صحیح نہیں ہوئی۔ فقط۔

عید کے بعد چار رکعت نفل جماعت سے پڑھنے کا رواج غلط ہے

(سوال ۲۶۸۲) ہمارے یہاں عیدین کی نماز کے بعد چار رکعت نفل جماعت سے پڑھتے ہیں، آیا یہ نفل پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) عیدین کی نماز کے بعد جماعت سے نوافل پڑھنا درست نہیں ہے(۲) فقط

چھوٹے گاؤں میں عیدین درست نہیں

(سوال ۲۶۸۳) ایک موضع جو کہ تقریباً چالیس پچاس گھر کی آبادی کا ہے، ایک مسجد پختہ قدیم ہے اس میں ہمیشہ نماز پنجگانہ وعیدین ہوتی ہے، اب اہل موضع کی خواہش ہے کہ عیدین کے لئے ایک عیدگاہ قائم کرلیں تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ایسے موضع میں جمعہ وعیدین کی نماز صحیح نہیں ہوئی، درمختار ( ) شامی۔

---

(۱) وتجب صلا تهما في الا صح (در مختار) قوله في الا صح مقابله القول با نها سنة وصححه النسفي في المنا فع لكن الا ول قوله لا كثرين كما في المجتبي ونص على تصحيحه في الخانية والبدائع والهداية والمحيط والمختار الكا في لنسفي وفي الخلاصة هو المختار لانه صلى الله عليه وسلم واظب عليها وسماها في الجامع الصغير سنة لان وجوبها ثبت بالسنة حليه الخ (ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷٤ .ط.س.ج۲ ص ۱٦٦) ظفير.

(۲) والشرط الخ شرعا ما يتو قف عليه الشئي ولا يد خل فيه هي ستة طهارة بد نه الخ من حدث بنو عيه وخبث مانع الخ وثوبه الخ ومكانه اى موضع قدميه او احد يهما الخ و موضع سجوده اتفاقا في الا صح الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳ و ج ۱ ص ۳۷٤ .ط.س.ج۲ ص ٤۰۲) ظفير.

(۳) ولا يتنفل قبلها مطلقا الخ وكذا لا يتنفل بعد ها في مصلا ها فانه مكروه عند العامة (ايضاً باب العيدين ج۱ ص ۷۷۷ .ط.س.ج۲ ص ۱٦۹ ...... ۱۸۰) ظفير. (٤) ولا يصلي الو ترولا التطوع بجماعة خارج رمضان اى يكره ذالك لو على سبيل التداعى (ايضاً باب الو تر والنوافل ج ۱ ص ٦٦۳ .ط.س.ج۲ ص ٤۸).

(۵) وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التى فيها سواق الخ وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التى ليس فيها قاض ومنبر الخ ولو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر (ردالمحتار باب الجمعة ج۱ ص ۷٤۸ .ط.س.ج۲ ص ۱۳۸) ظفير.

عید گاہ کے بہہ جانے کا خطرہ ہے تو کیا اس کا ملبہ اکھیڑا جا سکتا ہے

(سوال ۲۶۸۴) ایک عید گاہ متصل دریا واقع ہے اگر امسال سیلاب آیا تو عید گاہ کے شہید ہو جانے کا خوف ہے کیونکہ سیلاب کی وجہ سے ہمیشہ زمین کٹتی رہتی ہے۔ ایسی صورت میں عید گاہ کی اینٹیں اکھیڑ کر دوسری جگہ انہیں اینٹوں سے عید گاہ بنا سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ عید گاہ کے معدوم ہو جانے کا یقین ہے تو مسلمانوں کے لئے گنجائش ہے کہ اس کا تمام سامان منتقل کر کے دوسری جگہ عید گاہ تعمیر کر لیں۔ لیکن یہ پہلی جگہ بھی اگر بچ گئی تو بدستور وقف رہے گی اس میں کسی کا تصرف جائز نہیں (۱)

قبرستان میں جو عید گاہ بنی ہو اس میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۸۵) جو عید گاہ قبرستان میں بنی ہوئی ہو اس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جائز ہے۔(۲) فقط۔

ضحیٰ صحیح ہے یا اضحیٰ

(سوال ۲۶۸۶) ضحیٰ اور اضحیٰ میں کون سا صحیح ہے، اگر ضحیٰ کہہ کر نماز پڑھے تو نماز ہو گئی یا نہیں۔

(الجواب) بقر عید کے لئے عربی میں لفظ یوم الاضحیٰ موضوع ہے الاضحیٰ (۳) قربانی کے معنی میں ہے۔ الضحیٰ کہنا یا ضحیٰ کہنا بقر عید کو غلط ہے مگر نماز ہو جاتی ہے

ایک شخص نے دو جگہ عید کی امامت کی کون سی جگہ جائز ہوئی

(سوال ۱/۲۶۸۷) زید نے دو جگہ عید کی نماز پڑھائی تو ان دونوں میں سے کون سی ہوئی۔

اجرت پر عیدین و جمعہ کی نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲/۲۶۸۸) عیدین یا جمعہ کی نماز کی اجرت لے کر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) زید عیدین یا جمعہ کی نماز دو دفعہ نہیں پڑھا سکتا اگر ایسا کیا پچھلے مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ امام کی دوسری نماز نفل ہوئی اور متنفل کے پیچھے مفترض یا واجب پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوئی۔(۴)

(۲) امامت پر اجرت لینا فقہاء نے جائز لکھا ہے۔(۵) فقط۔

عیدین میں دعا کس وقت جائز ہے بعد نماز یا بعد خطبہ

(سوال ۲۶۸۹) عیدین میں دعا کس وقت مانگے آیا بعد نماز کے یا بعد خطبہ کے۔

(الجواب) عیدین کی نماز کے بعد مثل دیگر نمازوں کے دعا مانگنا مستحب ہے، خطبہ کے بعد دعا مانگنے کا استحباب

---

(۱) کالمسجد اذا خرب واستغنی عنه اهل القریة فرفع ذالك الی القاضی فباع الخشب وصرف الثمن الی مسجد اخر جاز الخ فمنهم من افتی بنقل بناء المسجد و منهم من افتی بنقله ونقل ماله الی مسجد اخر الخ (ردالمحتار کتاب الوقف احکام المسجد مطلب فی نقل انقاض المسجد ونحوه ج۳ ص ۵۱۴ ط.س.ج۲ص۳۵۹) ظفیر.(۲) وکذا تکره فی اماکن کفوق کعبة ومزبلة ومجزرة ومقبرة الخ (در مختار) ولا باس بالصلاة فیها (ای المقبرة) اذا کان فیها موضع اعد للصلاة ولیس فیه قبر ولا نجاسة کما فی الخانیة (ردالمحتار ج۱ ص ۳۵۳ ط.س.ج۲ص ۳۸۰) ظفیر.(۳) دیکھئے الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج۵ ص ۲۷۱ ط.س.ج۶ص۳۱۱...... ۱۲۳۱۲ ظفیر.(۴) ولا مفترض بمتنفل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص۵۴۲ ط.س.ج۱ص۵۷۹) ظفیر.(۵) ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القران والفقه والامامة والاذان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الاجارہ جلد پنجم .ط.س.ج۶ ص۵۵ ظفیر.

کسی روایت سے ثابت نہیں ہے اور عیدین کی نماز کے بعد دعا کرنا استحباب ان ہی حدیثوں وروایات سے معلوم ہوتا ہے جن میں عموماً نمازوں کے بعد دعا مانگنا وارد ہوا ہے اور دعا بعد الصلوٰۃ مقبول ہوتی ہے۔ حصن حصین میں وہ احادیث مذکور ہیں اور ہمارے حضرات اکابر کا یہی معمول رہا ہے۔ بندہ کے نزدیک جو علماء عیدین کی نماز کے بعد دعا مانگنے کو بدعت یا غیر ثابت فرماتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عموماً نمازوں کے بعد دعا کا استحباب ثابت ہے۔(۱) پھر عیدین کی نمازوں کا استثناء کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور وہ احادیث معروف ومشہور مشکوٰۃ شریف وحصن حصین مذکور ہیں ان کی نقل کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط۔

عیدین کی نماز مسجد میں جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۹۰) جو لوگ عیدین کو جمعہ مسجد میں پڑھتے ہیں ان کی نماز ہو جاتی ہے۔

(الجواب) نماز ہو جاتی ہے مگر عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے۔ عیدگاہ میں بلا عذر نماز عیدین نہ پڑھنا خلاف سنت ہے۔

یہ کہنا غلط ہے کہ عیدین کا جلسہ منبر پر پڑھنا درست نہیں

(سوال ۲۶۹۱) غیر مقلدین کہتے ہیں کہ خطبہ عیدین منبر پر کھڑے ہو کر پڑھنا درست نہیں ہے بلکہ خطبہ عیدین زمین پر کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے۔

(الجواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ نماز عیدین عیدگاہ اور صحرا میں پڑھنا افضل اور مستحب ہے اور منبر کے وہاں لے جانے میں اختلاف نقل کیا ہے، علامہ شامی نے کہا کہ منبر لے جانا عیدگاہ میں مکروہ ہے۔ البتہ اگر وہاں عیدگاہ میں منبر بنالیا جاوے اور تعمیر کر لیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے، غیر مقلدین کا یہ کہنا غلط ہے کہ خطبہ عیدین میں منبر پر کھڑا ہو کر پڑھنا ناجائز ہے۔(۲) فقط۔

عید کے دن نوافل

(سوال ۲۶۹۲) عیدین کے روز نوافل پڑھنے کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) عیدین کی نماز سے پہلے تو مطلقاً نوافل مکروہ ہیں اور بعد عیدین کے نماز کا یہ حکم ہے کہ عیدگاہ میں نہ پڑھیں، اگر گھر میں آکر پڑھ لیں تو درست ہے۔ در مختار میں ہے **ولا یتنفل قبلها مطلقاً الخ وكذا لا یتنفل بعدها فی مصلاها فانه مكروه عند العامة وان تنفل بعدها فی البیت جاز . الخ** ۔(۳) فقط۔

---

(۱) ویستحب ان یستغفر ثلاثا الخ وید عو ویختم بسبحان ربك (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۹۵ .ط.س. ج۱ ص ۵۳۰) ظفیر.

(۲) والخروج الیها ای الجبانة لصلاة العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۶ .ط.س. ج۲ ص ۱۶۹) ظفیر.

(۳) ولا باس باخراج منبر الیها لكن فی الخلاصة لا باس ببنائه دون اخراجه (در مختار) ومثله فی الخانیة فانهما قالا لا یخرج المنبر الی الجبانة یوم العید واختلف المشائخ فی بنائه فی الجبانة قیل یكره وقیل لا فدل كلا مهما علی انه لا خلاف فی كراهة اخراجه الیها وانما الخلاف فی بنائه فیها ویمكن حمل الكراهة علی التنزیهیة وهی مرجع خلاف الاولیٰ المفاد من كلمة لاباس غالباً فلا مخالفة فافهم وفی الخلاصة عن خواهر زاده هذا ای بناءه حسن فی زماننا (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۷۰ ..... ۱۶۹) ظفیر غفرله.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۷ و ج ۱ ص ۷۷۸ ۱۲ ظفیر.

عید پڑھنے کے بعد نفل کی نیت سے دوبارہ عید پڑھنا کیسا ہے

(سوال ٢٦٩٣) زید ایک جگہ امامت عید انجی کرا کر اپنے کسی بڑے بزرگ کے یہاں گیا تھا، وہاں اس روز عید نہیں ہوئی، دوسرے روز نماز ہوئی تو زید عید کی نماز میں نفل نیت سے مقتدی ہو گیا۔ زید گنہگار ہو گیا یا نہ۔

(الجواب) نفل کی نیت سے جماعت میں شریک ہو جانے سے زید پر کچھ گناہ نہیں ہوا، کیونکہ شرعاً بعض مواضع میں ایسا کرنے کا حکم ہے جیسا کہ کتب فقہ میں ہے کہ جس نے ظہر اور عشاء پڑھی ہو اور بوقت اقامت جماعت وہ مسجد میں ہو تو وہ جماعت کو چھوڑ کر وہاں سے نہ نکلے اور بہ نیت نفل جماعت میں شامل ہو جائے۔(١)

عیدین مختلف مسجدوں میں

(سوال ٢٦٩٤) جمعہ اور عیدین کی نماز مختلف مساجد میں ادا ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) پڑھ سکتے ہیں کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ جس بستی میں ایک جگہ جمعہ و عیدین جائز ہے وہاں چند جگہ بھی جائز ہے۔(٢) البتہ بہتر یہ ہے کہ ایک جگہ جمعہ و عیدین پڑھیں۔ اور عیدین کی نماز باہر صحراء میں پڑھنا مسنون ہے۔(٣) فقط۔

تکبیرات زوائد میں ہاتھ باندھانہ جائے

(سوال ٢٦٩٥) تکبیرات زوائد عیدین میں ہاتھ باندھنا چاہئے یا نہ۔

(الجواب) تکبیرات زوئد عیدین میں ہاتھ نہ باندھا جاوے۔(٤) فقط۔

بعد نماز عید نوافل بدعت ہے

(سوال ٢٦٩٦) نماز عید سے فراغت کے بعد جماعت سے یا تنہا نوافل پڑھنا شرعاً کیسا ہے۔

(الجواب) بعد ادائے نماز عید نوافل جماعت سے یا تنہا عیدگاہ میں پڑھنا بدعت و ناجائز و مکروہ تحریمی ہے۔(٥)

رشوت کی آمدنی سے عیدگاہ بنانا کیسا ہے

(سوال ٢٦٩٧) میرے خسر کے یہاں رشوت اور کاشت کی آمدنی مخلوط ہے، انہوں نے ایک عیدگاہ تیار کرائی ہے، اس عیدگاہ میں نماز پڑھنا اور ان کا کھانا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس عیدگاہ میں نماز صحیح ہے اور ان کا کھانا اچھا نہیں۔(٦)

---

(١) والا لمن صلی الظهر و العشاء وحده مرة فلا يكره خروجه الخ الا عند الشروع في الا قامة فيكره لمخالفته الجماعة بلا عذر بل يقتدي متنفلا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضه ج ١ ص ٦٦٨ .ط.س. ج٢ص٥٥) ظفير۔
(٢) در مختار میں ہے وتودى في مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا (برحاشيه ردالمحتار ج ١ ص ٨٤٣ .ط.س. ج٢ص١٧٦) ظفير. (٣) در مختار میں ہے والخروج اليها اى الجبا نة سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحيح ج١ ص ٧٧٦ .ط.س. ج٢ص١٦٩) جبانہ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ماشيا الى الجبانة وهى المصلى العام) اى في الصحراء (ردالمحتار ج ١ ص ٧٧٦) ظفير. (٤) ثم يكبر ثلث تكبيرات يفصل بين كل تكبيرتين بسكتة قدر ثلث تسبيحات (الى قوله) ويرفع يديه عند كل تكبيرة منهن و يرسلهما في اثنائهن الخ فاذا قام الى الركعة الثانية يبتدي بالقراء ة ثم يكبر بعد ها ثلث تكبيرات على هيئة تكبيرفي الا ولى (غنية المستملى ص ٥٢٥)ظفير. (٥) ولا يتنفل قبلها مطلقا (الى قوله) وكذا لا يتنفل بعد ها في مصلها فانه مكروه عند العامة (الدر المختار ج ١ ص ١١٤ .ط.س. ج٢ص١٧٠ - ١٦٩ باب العيد)ظفير. (٦) اكل الربوا و كاسب الحرام اهدى اليه او اضافه وغالب ماله حرام يقبل ولا يا كل مالم يخبر ان ذلك المال اصله حلال ورثه او استقرضه (عالمگیری مصری ج ٥ ص ٣٥٥ .ط.س. ج٥ص٣٤٣) ظفير.

نماز عیدین جامع مسجد میں

(سوال ۲۶۹۸) عیدین کی نماز جامع مسجد میں ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟ عید گاہ میں امام بدعتی ہے۔

(الجواب) عیدین کی نماز جامع مسجد میں بھی ادا کرنا درست ہے، لیکن مسنون و افضل صحراء میں ادا کرنا ہے اگر عید گاہ میں امام بدعتی ہے، دوسری جگہ صحرا میں اس سنت کو ادا کریں۔(۱) فقط۔

نماز عیدین میں مقتدی زیادہ شافعی المذہب ہوں تو امام کس طرح نماز پڑھاوے

(سوال ۲۶۹۹) عیدین میں امام حنفی ہے اور نصف مقتدی سے زائد شافعی ہیں اور نصف سے کم حنفی ہیں تو امام کو کس مذہب کے موافق نماز پڑھانی چاہئے؟

(الجواب) عیدین کی نماز میں امام حنفی اپنے مذہب کے موافق تکبیرات زوائد کہے یعنی تین تکبیرات ہر ایک رکعت میں علاوہ تکبیر افتتاح و رکوع کے مقتدی جو شافعی المذہب ہیں وہ اپنے مذہب کے موافق تکبیرات پوری کر لیں اگر ان کے نزدیک یہ جائز ہو کہ امام حنفی کے پیچھے تکبیرات پوری کر لی جاویں۔ الغرض امام حنفی کو ان کے مذہب کا اتباع ضروری نہیں ہے۔ لیکن اگر امام ان کی رعایت سے ان کے مذہب کے موافق تکبیرات کہے گا تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ و یصلی الا مام بهم رکعتین مثنیا قبل الزوائد وهی ثلث تکبیرات فی کل رکعة ولو زاد تابعه الی ستة عشر لا نه ماثور۔ (در مختار)(۲) باب العیدین اور کتاب الطہارۃ میں ہے۔ لکن یندب للخروج من الخلاف لا سیما للاامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروه مذهبه۔(۳) فقط۔

عید گاہ آبادی سے باہر جس سمت میں بھی ہو کوئی مضائقہ نہیں

(سوال ۲۷۰۰) نماز عیدین کی کس سمت میں پڑھنا اولیٰ ہے اور عید گاہ بنا کر نمود قائم کرنا کیسا ہے کچھ حرج تو نہیں ہے۔

(الجواب) شریعت میں عید گاہ کے لئے تخصیص کسی جانب کی نہیں ہے بلکہ مسنون صرف یہ ہے کہ شہر سے باہر جا کر نماز عیدین ادا کی جائے اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ عید گاہ بنائی جاوے اور نمود قائم کی جائے کہ اس جگہ نماز عید ادا کیا کریں گے۔(۴) فقط۔

عیدین کے لئے اذان و غیرہ نہیں ہے

(سوال ۲۷۰۱) عیدین میں اذان و تکبیر یا الصلاۃ کہنے کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) عن ابن جریج قال اخبرنی عطاء عن ابن عباس و جابر بن عبدالله قالا لم یکن یو ذن یوم

---

(۱) والخروج الیها ای الجبا نة لصلاة العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح (الدر المختار ج ۱ ص ۱۱٤ .ط.س. ج۲ ص۱۶۹ باب العیدین) ظفیر.

(۲) الدر المختار . باب العیدین ج ۱ ص ۱۱۵ .ط.س. ج۲ ص۱۷۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار ج۱ ص .

(٤) عن ابی سعید الخدری قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یخرج یوم الفطر والا ضحی الی المصلی (مشکوة باب العیدین ص ۱۲۵) بود آنحضرت که بیرون می آمد روز عید فطر او در عید قربان بسوئے مصلی که جائی مشهور است در مدینه بیرون شهر که آنجا عید می گزار ندو الآن گرد آن چهار دیواری کشیده اند ..... (اشعة اللمعات ج۱ ص ۶۳۸) ظفیر.

الفطر ولا یوم الا ضحی ثم سا لته یعنی عطاءً بعد حین عن ذلك فاخبر نی قال اخبرنی جابربن عبدالله ان لا اذان للصلاۃ یوم الفطر حین یخرج الامام والا بعد ما یخرج والا قامة ولا نداء ولا شئی . لا نداء یومئذ ولا اقامة رواہ مسلم ـ(۱) وفی الدر المختار ، لا یسن لغیرها کعید(۲) الخ۔ اس حدیث وفقہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عیدین میں اذان اور تکبیر اور نداء الصلاۃ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ مسنون طریقہ یہی ہے۔ (۳) فقط۔

تکبیرات تشریق

(سوال ۲۷۰۲) ماقولکم رحمکم الله فی تکبیرات ایام التشریق عقب المکتوبات وھوانه اذا سلموا منھا یکبر الا مام منھم اولاً مرةً و ح یستمع من خلفه ساکتین واذا فرغ منه فیشر عون فی التکبیر بالجھر بالا صوات المتحدۃ والا وزان الواحدۃ مرۃً ثم الا مام ثم من خلفه ثانیا وھکذا ثلاث مرات معا قبة واھل العلم فی ھذہ البلاد فی ھذہ المسئلة فرقتان فر قة تقول ان ھذہ العادۃ ھی المشروعیة الخ وفرقة تقول ان ھذہ العادۃ لم تکن فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم فالکیفیة المشروعة فی ھذہ التکبیرات ان یکبر کل و احد من الا مام والما موم لنفسه علی وجه الا ستقلال من غیر اجتماع فی الا صوات الخ فالحق فی ھذہ المسئلة فی ای الفریقین ؟

(الجواب) اقول وبالله التوفیق ان قول الفرقة الثانیة ھو الحق الثابت بالسنة والتورث وان قال بعضھم با لا تیان به ثلث مرات قال فی الدر المختار نقلا عن الحموی ان الاتیان به مرتین خلاف السنة الخ فالا قتصار علی السنة اولی واجب وعن الا حداث فی الدین ابعد الخ ـ(۴) فقط۔

بعد خطبہ دعا ثابت نہیں

(سوال ۲۷۰۳) بعد نماز عیدین دعا مانگنا کیسا ہے ؟ اور بعد خطبہ کے دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) عیدین کی نماز کے بعد دعا مانگنا تو مثل تمام نمازوں کے مسنون و مستحب ہے، مگر خطبہ کے بعد دعا مانگنا ثابت اور جائز نہیں ہے۔(۵) فقط۔

عورتوں کا عیدگاہ جانا

(سوال ۲۷۰۴) عورتوں کو مثل مردوں کے عیدگاہ میں نماز کے لئے جانا درست ہے یا نہ ؟

(الجواب) اس زمانہ میں بلکہ بہت پہلے عورتوں کا جماعت میں شریک ہونے کے لئے مسجد و عیدگاہ میں جانا ممنوع و مکروہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں ہی یہ ممنوع ہو چکا تھا۔ کما ورد فی الاحادیث۔ در مختار میں

---

(۱) مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۷

(۲) الدر المختار ج ۱ ص ۶۲ ط.س. ج۲ ص۳۸۵ باب الاذان.

(۳) مذکورہ حدیث کے ترجمہ کے ضمن میں لکھا ہے . نہ بود اقامة ونہ آواز دادن چنانکہ گویند الصلوٰۃ الصلوٰۃ وما نند آں (اشعة اللمعات ج ۱ ص ٦٤٦) ظفیر. (٤) ردالمحتار باب العیدین فی تکبیر التشریق ۱۲ . ط.س. ج۲ ص۱۷۸ ظفیر .

(۵) عن ام عطیة قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین و ذوات الخدور فیشھدن جماعة المسلمین ودعوتھم الخ الحدیث متفق علیه (مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۵) ظفیر۔

ہے ویکرہ حضور ھن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید و وعظ ،(۱) مطلقا ولو عجوز الیلا علی المذھب المفتی بہ لفساد الزمان واستثنی الکمال بحثا العجائز المتفانیۃ الخ فقط۔

عیدین کی نماز واجب ہے یا نفل

(سوال ۲۷۰۵) ایک امام صاحب عیدین کی نماز کو نفل نماز قرار دیتے ہیں اور لوگوں میں عید کی نماز کے قبل اعلان کیا کہ نفل نماز کی نیت کرو واجب کی نیت نہ کرنا اسی سال یہ مسئلہ ایجاد کیا ہے۔ پس صحیح کیا ہے؟

(الجواب) عید کی نماز کی نیت نماز واجب کی کرنی چاہئے نہ نفل کی کیونکہ نماز عید کی واجب ہے۔ قال فی الدرالمختار۔ تجب صلوٰتھما فی الا صح قال الشامی وقد ذکرنا مراراً انھا بمنزلۃ الواجب ج ۱ ص ۷۷٤ الخ۔ پس امام صاحب مذکور کی یہ جہالت اور ہٹ دھرمی ہے کہ وہ لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ نفل نماز کی نیت کرو، حدود اللہ کے بدلنے کے درپے ہونا سخت جہالت ہے۔ نہ معلوم اس میں ان کا کیا فائدہ ہے۔ اس سے احتراز کریں اور نماز واجب کی نیت کریں۔ فقط کتبہ رشید احمد۔ الجواب صحیح عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عید گاہ کہاں ہونی چاہئے

(سوال ۲۷۰٦) عید گاہ شہر کی بائیں جانب ہونی بہتر ہے یا کسی اور جانب؟

(الجواب) عید گاہ کے لئے کوئی جانب شہر کی مقرر نہیں ہے، جس طرف سہولت ہو اور موقع ہو اسی طرف عید گاہ بنائی جائے۔ فقط۔

عید گاہ میں جہر سے تکبیر کہنا کیسا ہے۔

(سوال ۲۷۰۸) عید کے دن کی نماز سے پہلے عید گاہ میں یا مسجد میں پکار پکار کر (جہر سے) تکبیر کہنا درست ہے یا نہیں؟ بعض جگہ یہ دستور ہے کہ جب تک لوگ نماز عید کے لئے جمع ہوتے ہیں ایک شخص ان جمع شدہ اشخاص میں سے پکار کر تکبیر کہتا ہے پھر اس کے جواب میں سب مجمع کا مجمع تکبیر کہنے لگتا ہے۔ یہ عید گاہ یا مسجد میں پکار کر تکبیر کہنے کی رسم جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے اور مکروہ ہے تو تکبیر کہنے والوں کو منع کرنا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) عید الفطر میں فقہاء کرام عید گاہ یا مسجد میں تکبیر کہنے کو منع فرماتے ہیں اور عید الاضحیٰ میں روایات مختلفہ ہیں بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ صرف راستہ میں کہے اور بعض فرماتے ہیں عید گاہ میں بھی درست ہے، مگر نہ اس طرح کہ ایک آدمی اول پکار کر تکبیر کہے اور اس کے جواب میں سب مجمع تکبیر کہنے لگے۔ در مختار میں ولا یکبر فی طریقھا الخ۔ شامی میں ہے۔ قولہ فی طریقھا لیس التقیید بہ للا حتراز عن البیت اوالمصلی وانما ھو لبیان المخالفۃ بین عید الفطر والا ضحی فان السنۃ فی الا ضحی التکبیر فی الطریق کما سیاتی الخ ۔(۲)

کبیری شرح منیہ میں اس بارہ میں آثار مختلف نقل کئے ہیں۔ (حیث قال) نعم روی الدار قطنی موقوفا عن نافع ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان اذا غد ایوم الفطر ویوم الا ضحی

---

(۱) الدرالمختار باب الا مامۃ ج ۱ ص ۸۳. ط.س. ج۲ ص ۵٦٦. ۱۲ ظفیر. (۲) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۲،۱٦٦ ظفیر.

یجهر بالتکبیر حتیٰ یاتی المصلی ثم یکبر حتی یاتی الا مام وقال البیهقی الصحیح وقفه علی ابن عمرو هو قول صحابی قدعارضه قول صحابی اخر روی ابن المنذر عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه انه سمع الناس یکبرو ن فقال لقائده اکبر الا مام قیل لا قال افجن الناس ادرکنا مثل هذا الیوم مع النبی صلی الله علیه وسلم فما کان احد یکبر قبل الامام فیبقی مفاد الا یة بلا معارض .(۱) الخ اور آیہ سے مراد یہ آیۃ ہے واذ کر ربك فی نفسك تضر عاوخیفة ودون الجهر الا یة حیث قال قبیله و لابی حنیفة رحمه الله ان رفع الصوت بالذکر بدعة مخالف للامر فی قوله تعالیٰ واذ کر ربك فی نفسك تضر عاوخیفة ودون الجهر ...... الا ماخص بالا جماع الخ.(۲)

ثم ذکر الجواب عن استدلال الصاحبین . اور در مختار میں ہے (وقال الجهربه سنة کان کالاضحی وهی روایة عنه ووجهها ظاهر قوله تعالی ولتکملوا العدة ولتکبر والله علی ماهداکم ووجه الا ولی ان رفع الصوت بالذکر بدعة) فیقتصر علی مورد الشرع الخ (قال الشامی فیقتصر علی مورد الشرع) وهو ما فی البحر عن القنیة التکبیر جهراً فی غیر ایام التشریق لا یسن الا بازاء العدوا واللصوص الخ (۳) الغرض یہ صورت جو سوال میں ہے اختراع ہے اس کو ترک کرنا چاہئے اور روکنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

غیر مقلدوں کے متعلق سوال

(سوال ۲۷۰۸) غیر مقلدوں کے استدلال۔ نماز عیدین۔ میں دونوں رکعتوں میں بارہ تکبیریں کہنی رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہیں نماز عید[1] میں دونوں رکعتوں میں تکبیریں قبل قرأۃ کے کہنی رسول خدا ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہیں۔ قراءۃ[2] آنحضرت ﷺ کی نماز عیدین میں اور نماز جمعہ میں خاص تھی نہ کہ عام چہارم[3] رسول خدا ﷺ سے نماز عید الفطر کا وقت بمقدار سورج کے دو نیزہ چڑھنے اور عید الاضحیٰ میں بقدر یک نیزہ کے ثابت ہے۔

اول و دوم کی دلیل : عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یکبر فی الفطر والا ضحیٰ فی الا ولی سبعاً وفی الثانیة خمساً وایضا روی هذا الحدیث عن عمرو بن شعیب عن ا بیه عن جده رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یکبر فی الفطر فی الا ولی سبعاً وفی الثانیة خمساً وعن عبدالله بن عمرو بن العاص قال قال النبی صلی الله علیه وسلم التکبیر فی الفطر سبع فی الاولیٰ وخمس الثانیة القراء ة بعد هما کلتیهما وروی هذا الحدیث ایضاً عن عمرو بن شعیب الخ ان تینوں سے بارہ تکبیریں کہنا نماز عیدین کی دونوں رکعتوں میں قبل قراءۃ کے ثابت ہو گیا۔

---

(۱) غنیة المستملی ص ۵۲۵.

(۲) ایضاً.

(۳) دیکھئے ردالمحتار باب العیدین ج۱ ص ۷۷۸. ط.س. ج۲ ص ۱۷۰ ۱۲. ظفیر.

سوم کی دلیل : عن النعمان بن بشیرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقراء فی العیدین وفی الجمعة بسبح اسم ربک الاعلیٰ وھل اتاک حدیث الغاشیة۔

دعویٰ چہارم کی دلیل : عن جندبؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بنا یوم الفطر والشمس علی قدر رمحین والا ضحی علی قدر رمح الخ ۔

(الجواب) کذب اور دروغ گوئی غیر مقلدین کا خاصہ ہے۔ بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ فلاں امر خلاف سنت ہے، گویا تمام کتب احادیث پر ان کو مہارت ہے ہم لوگوں کو غیر مقلدوں کے قصوں میں پڑھنے کی فرصت نہیں ہے اور جواب ان کے اقوال کا ذبہ کا اس وجہ سے لکھنا فضول ہے کہ اس گروہ کا حال مثل روافض کے ہے کہ اعتراضات کے جوابات بار بار ہو چکے ہیں انہیں اعتراضات کو وہ پھر ناواقفوں کے سامنے پیش کرتے ہیں، پس حنفیان متبع سنت کو ضرور ہے کہ اس فرقہ اہل اہواء ضال و مضل سے پرہیز کریں اور ان کے شبہات واعتراضات واہیہ کو نہ سنیں اور بالا جمال یہ سمجھ لیں کہ جماعت کثیرہ حنفیوں کی جن میں بڑے بڑے فقہاء وعلماء واولیاء اللہ ہوئے ہیں، گمراہی پر اور خلاف سنت وخلاف حق نہیں ہو سکتے۔ ہو نہ ہو یہی فرقہ باطلہ مصداق من شذ شذ فی النار کا ہو تو ہو مگر تعجب ہے ان حنفیوں سے کہ باوجود علم ایسے لوگوں سے ربط ضبط رکھیں اور ان سے مسائل کی تحقیق کے درپے ہوں۔ جاننا چاہئے کہ مذہب امام ابو حنیفہؒ قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے کسی مسئلہ میں خلاف نہیں ہے۔ مگر ہر شخص میں قابلیت اس کے سمجھنے اور معلوم کرنے کی نہیں ہے بڑے بڑے متجر علماء اس پر آگاہ و مطلع ہوتے ہیں نہ عقل کے دشمن۔ پس احناف کو اس کے درپے ہونا نہ چاہئے۔ ان کا کام تقلید کا ہے جو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کو کسی متدین عالم سے تحقیق کر لیں۔ بالاختصار جملہ سوالات کے جوابات تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱ و ۲) چھ تکبیرات نماز عیدین میں موافق سنت نبوی کے ہیں، صرف ایک دلیل منجملہ بہت سے دلائل کے تحریر کی جاتی ہے اور اول رکعت میں تکبیر قبل قراءت کہنا اور رکعت ثانی میں بعد قراءت کے موافق سنت رسول اللہ ﷺ کے ہے قال صاحب فتح القدیر وفی ابی داؤد . ما یعارضھا وھوان سعید ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سأل ابا موسی الا شعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحذیفة بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی الا ضحی والفطر فقال ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یکبر اربعاً تکبیرہ علی الجنائز فقال حذیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدق فقال ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا لک کنت اکبر فی البصرة حیث کنت علیھم الخ سکت عنہ ابو داؤد الخ قال الترمذی قدروی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال فی التکبیر فی العید تسع تکبیرات فی الاولیٰ خمساً قبل القراء ة وفی الثانیة یبد اء بالقراءة ثم یکبر اربعا مع تکبیرة الرکوع وقدروی عن غیر واحد من الصحابة نحو ھذا و ھذا اثر صحیح قالہ بحضرة جماعة من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومثل ھذا یحمل علی الرفع لا نہ مثل نقل اعداد الرکعات الخ فتح القدیر ج ۱ ص ٤٤ اور مجیب کا فتح القدیر سے استدلال لانا اس کی کم فہمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ وہ جملہ اس کے مدعی پر منطبق نہیں ہے اور اس سے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی نہیں ہوتی۔

وفی ابو داؤد ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سأل اباو اقد اللیثی ماذا کان یقراء بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی الا ضحی والفطر قال کان یقراء فیھا بقاف والقران المجید واقتربت الساعۃ وانشق القمر (ابو داؤد شریف) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدین میں سورہ قاف وسورہ قمر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے، اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ نماز عیدین میں قرات سبح اسم اور ہل اتاک کے ساتھ مخصوص تھی۔

اس پر اجماع منعقد ہے کہ وقت عید بعد بلند ہونے آفتاب کے ایک یا دو نیزہ سے زوال تک ہے. قال صاحب الدر المختارووقتھا من ارتفاع قدر رمح الی الزوال. فقط کتبہ رشید احمد عفی عنہ .
الجواب صحیح . بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عیدین میں الصلاۃ الصلاۃ کہنا کیسا ہے

(سوال ۲۷۰۹) عیدین میں اذان وتکبیر یا الصلاۃ کہنے کا کیا حکم ہے ؟

(الجواب) عن ابن حریج قال اخبر نی عطاء عن ابن عباس وجابر بن عبداللہ قالا لم یکن یؤذن یوم الفطر ولا یوم الا ضحی ثم سألتہ یعنی عطاءً بعد حین عن ذلک فاخبرنی قال اخبرنی جابر بن عبداللہ ان لا اذان للصلاۃ یوم الفطر حین یخرج الا مام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شئی لا نداء یومئذو لاا قامۃ . رواہ مسلم(۱) وفی الدر المختار . لا یسن لغیرھا کعید الخ۔(۲)

اس حدیث اور فقہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عیدین میں اذان تکبیر اور نداء الصلاۃ الصلاۃ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ مسنون طریقہ یہی ہے۔

الباب السابع عشر فی الاستسقاء
بارش طلب کرنے کا طریقہ

کیا نماز استسقاء جماعت کے ساتھ مستحب ہے یا بغیر جماعت

(سوال ۲۷۱۰) نماز استسقاء بجماعت سنت ومستحب است یا بلا جماعت۔

(الجواب) قال فی ردالمحتار باب الا ستسقاء ناقلا عن شرح المنیہ فالحاصل ان الا حادیث لما حتلف فی الصلوٰۃ بالجماعۃ وعدمھا علی وجہ لا یصح بہ اثبات السنیۃ لم یقل ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ بسنیتھا ولا یلزم منہ قولہ بانھا بدعۃ کما نقلہ عنہ بعض المتعصبین بل ھو قائل بالجواز اہ قلت والظاھران المراد بہ الندب والا ستحباب لقولہ فی الھدایۃ قلنا انہ فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مرۃ وترکہ اخری فلم یکن سنۃ آہ . ای لان السنۃ ماواظب عیہ والفعل مرۃ مع الترک اخری یفید

---

(۱)
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۷ . ط.س. ج ۲ ص ۳۷۵ . ۲ ظفیر۔

الندب (۱) تامل ص ۵۶۷ شامی جلد اول۔ وفی الدر المختار وقالا تفعل کا لعید الخ وعلیه العمل (۲) اس عبارت سے واضح ہو اکہ امام صاحب کے نزدیک بھی جماعت استسقاء مستحب ہے اور صاحبین رحمہما اللہ قائل سنیت جماعت کے ہیں۔ لہٰذا نماز استسقاء با جماعت پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

نماز استسقاء کا وقت

(سوال ۱ / ۲۷۱۱) زید کہتا ہے کہ جب عصر کا وقت ہو جاوے تو صلوٰۃ استسقاء نہیں پڑھنی چاہئے۔

بعد نماز استسقاء دعا الٹے ہاتھوں مانگی جائے

(سوال ۲/۲ ۲۷۱) بعد نماز استسقاء دعا الٹے ہاتھوں سے مانگی جاوے یا کیسے یا سیدھے ہاتھوں سے مانگے۔

(سوال ۲۷۱۳/۳) کیا نماز استسقاء مسلمان حاکم یا خطیب یا قاضی کے سواء کوئی نہ پڑھے اور کیا ان کا شریک ہونا شرط ہے۔

(الجواب) (۱) نماز استسقاء کا عمدہ وقت صبح کا وقت ہے بعد ارتفاع شمس نماز و خطبہ دعا کی جاوے۔ حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ایسے ہی وقت تشریف لے جانا نماز استسقاء کے لئے ثابت ہے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ قالت عائشة فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حين بدء حاجب الشمس (۳) الحدیث۔

(۲) عام دعاؤں میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ بطون کف کی طرف مواجہت ہو اور حدیث شریف میں حکم عام یہ ہے کہ کما ورد اذا سئلتم الله فاسئلو ابطون اكفكم (۴) اسی لئے حنیفہ نے استسقاء کی دعا کو بھی اسی قاعدہ عام کے تحت میں رکھا ہے لیکن اگر تفاؤلاً اس دعا میں ظہر اکف اوپر کو اور بطون اکف نیچے کو ہوں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور حدیث میں دونوں طرح آیا ہے۔ ایک روایت میں ہے فاشا ربظهر كفه الى السماء (۵) اور دوسری روایت میں ہے قائماً يد عو يستسقى رافعاً يديه قبل وجهه .الحديث۔ (۶) پس حنفیہ نے اصل اسی ثانی حدیث کو رکھا ہے اور حدیث اول کو تفاول پر حمل کیا ہے لہٰذا تفاؤلاً ایسا جائز ہے اور اصل سنت وہی ہے جو ہر ایک دعا میں ثابت ہے۔ (۷)

(۳) یہ شرط نہیں ہے بلکہ جس کو امام بنا دیویں جائز ہے مگر بہتر ہے کہ کسی صالح متقی عالم کو امام بناویں۔ فقط۔

نماز استسقاء میں جماعت و خطبہ اور قلب رداء کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۱۳) استسقاء میں جماعت کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اور نماز کے بعد خطبہ اور قلب رداء کا کیا حکم ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارہ میں کیا قول ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کا کیا اختلاف ہے اور فتویٰ کس قول پر ہے؟

(الجواب) استسقاء میں امام صاحب رحمہم اللہ جماعت مسنون نہیں فرماتے اور منع بھی نہیں فرماتے بلکہ ندب اور

(۱ و ۲) ردالمحتار باب الا ستسقاء ج ۱ ص ۷۹۱. ط.س. ج۲ ص ۱۸٤. ۱۲ ظفير.
(۳) مشکوٰۃ باب الا ستسقاء فصل ثالث ص ۱۳۲ ۱۲.
(٤)
(۵) مشکوٰۃ باب الا ستسقاء عن مسلم ص ۱۳۱ ۱۲ ظفير.
(٦) مشکوٰۃ عن ابی داؤد الترمذی والنسائی ونحوه باب الا ستسقاء ص ۱۳۱. ۱۲ ظفير.
(۷) هو دعاؤ استغفار (درمختار) وذالك ان يدعو الامام قائما مستقبل القبلة رافعا يديه والناس قعود مستقبلين (ردالمحتار باب الاستسقاء ص ۷۹۰ - ج ۱) ظفير۔

استحباب کے قائل ہیں کیونکہ امام صاحب سے جو جواز منقول ہے اس سے مراد ندب واستحباب ہے کما فی الشامی . والظاهران المراد الندب و الا ستحباب لقوله فی الهداية قلنا انه فعله عليه الصلوٰة والسلام مرة وتركه اخرى فلم يكن سنة ا ه اى لا ن السنة ما واظب عليه والفعل مرة مع الترك اخرى يفيد الندب تامل شامی ج ۱ ص ۷۹۱ .ط.س. ج۲ ص ۱۸٤۔ پس جب کہ جماعت نماز استسقاء کی امام صاحب کے

نزدیک مندوب ومستحب ہے اور صاحبین کے نزدیک سنت ہے تو بہتر ہے کہ نماز استسقاء جماعت سے پڑھی جائے اور خطبہ بھی پڑھا جائے قال الشامی وقال محمد رحمة الله عليه يصلى الا مام او نائبه ركعتين كما فی الجمعة ثم يخطب ای يسن له ذلك والاصح ان ابا يوسف رحمة الله عليه محمد رحمة الله عليه نهر . شامی ج ۱ ص ۷۹۱.ط.س.ج۲ص ۱۸٤ الغرض خطبہ کی سنیت یا استحباب علی اختلاف القولین۔جماعت استسقاء کی سنیت یا استحباب کے ساتھ متلازم ہے۔امام صاحب کے نزدیک جماعت مستحب و مندوب ہے کما يظهر عن الا ستدلال بفعله عليه الصلوٰة والسلام مرة وتركه اخرى اور صاحبین جب کہ جماعت کی سنیت کے قائل ہیں تو خطبہ کو بھی مسنون فرماتے ہیں اور جب کہ معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول صاحبین ہے تو مسنون ہے کہ جماعت استسقاء کی مع خطبہ کے ادا کی جائے جماعت سے استسقاء کی نماز پڑھنا اور خطبہ کو ترک کرنا یہ ایک نئی بات ہے جو کسی مذہب و قول پر چسپاں نہیں ہوتی (قلب رداء بھی ثابت ہے) وقد نقل فی الشامی ان فی قلب الرداء الفتوى على قول محمد حيث قال واختار القدوری حول محمد رحمه الله لانه عليه الصلوٰة والسلام فعل ذلك۔ نهر. وعليه الفتوىٰ كما فی شرح درالبحار .ط.س. ج۲ص ۱۸٤ وفی الدرا لمختار فی رسم المفتی واما نحن فعلينا اتبا ع مارجحوه وما صححوه كما لو ا فتوا فی حياتهم مقدمة در مختار (على الشامی) ص ۷۲ وفيه ايضاً واما العلامات للافتاء فقوله وعليه الفتوىٰ وبه يفتی وبه ناخذ . مقدمه در مختار شامی ص ٦٦و ص ٦٧ وفی الشامی وعن هذا تراهم قديد ، جحون قول بعض اصحابه على قوله كما رجحوا قول زفرؒ وحده فی سبع عشرة مسئلة فتتبع مارجحوه لانهم اهل النظر فی الدليل فقط فقط والله اعلم۔

کتاب الجنائز

فصل اول : موت کے وقت مرنے والوں سے سلوک

موت کے وقت چت لٹانا کیسا ہے

(سوال ۲۷۱۴) مختصر کے بارہ میں صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔ واختار فی بلادنا الا ستلقاء لا نه ایسر من خروج الروح کیا حدیث وتعامل صحابہؓ سے یہ ثابت ہے اور اس پر عمل کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) تعامل سلف و توارث خلف یہی ہے جس کو صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے البتہ استلقاء کے ساتھ ساتھ چہرہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے کہ احادیث کی تصریحات اور علل فقہاء دونوں اسی کو مقتضی ہیں۔ شق ایمن کی قید کسی حدیث واثر سے صراحۃً نہیں نکلتی پس اسلم طریقہ یہی ہے کہ توجہ قبلہ مع الاستلقاء ہو بہر کیف جس صورت میں سہولت ہو عمل کیا جاوے۔ دونوں میں سے کسی ایک کو بھی خلاف سنت نہیں کہا جا سکتا۔ نقل فی البحر عن المبتغیٰ والا صح انه یوضع کما تیسر لا ختلاف المواضع والا ما کن(۱) انتہیٰ وفیه ایضاً وذکر فی المحیط واختیر الا ستلقاء الخ وفی(۲) الفتح ثم اذا القی علی القفا یر فع راسه قلیلاً لیصیر و جهه الی القبلة دون السماء(۳) وفیه ایضاً تحت قوله والا ول هو السنة اما توجیهه فلا نه علیه الصلاة والسلام لما قدم المدینة سئل عن البراء بن معرور فقا لوا تو فی واوصی بثلث لك واوصی ان یوجه الی القبلة لما احتضر فقال علیه الصلاة والسلام اصاب الفطرة الخ واما ان السنة کونه علی شقه الا یمن فقیل یمکن الا ستدلال علیه بحدیث النوم.(۴) فتح القدیر جلد اول. قلت فهذه دلالة صریحة ان التوجیه مع شقه الا یمن لا نص فی الحدیث علیه . فقط.

غسل اور موت کے وقت قبلہ رو کر دینے کی حدیث

(سوال ۲۷۱۵) کوئی حدیث اس مضمون کی جس سے یہ ثابت ہو کہ میت کو غسل دینے کے وقت روبقبلہ تختہ پر رکھنا چاہئے اور قریب المرگ شخص کو روبقبلہ کر دینا چاہئے بیان فرمائی جائے۔

(الجواب) قریب المرگ شخص کو متوجہ الی القبلۃ کرنے کے بارہ میں شرح منیہ میں یہ حدیث منقول ہے۔ براء بن معرور کی وصیت کے قصہ میں واوصیٰ ان یوجهه الی القبلة لما احتضر فقال علیه الصلوٰة والسلام اصاب الفطرة الحدیث رواه الحاکم وقال صحیح والسنة ان یکون علی شقه الا یمن کما هوا السنة فی النوم الخ ص ۵۳۳ کبیری اور خاص غسل میت کے وقت روبقبلہ کرنا کسی حدیث میں نظر نہیں آیا اور فقہاء کرام بھی کوئی حدیث اس بارے میں نقل نہیں فرماتے اس ہی وجہ سے اختلاف بھی ہے۔ در مختار اور شامی میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ جس طرف کو لٹانا سہل اور آسان ہو اس طرح غسل کے لئے لٹادیں اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ قبلہ کی طرف طولاً لٹادیں اور بعض نے فرمایا کہ عرضاً لٹادیں جیسا کہ قبر میں رکھتے ہیں، در مختار میں ہے

(۱) البحر الرائق کتاب الجنائز ج ۲ ص ۱۷۰ ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً ۱۲ ظفیر.
(۳) فتح القدیر باب الجنائز ج ۲ ص ۶۸ ۱۲ ظفیر
(۴) فتح القدیر باب الجنائز ج ۲ ص ۶۸ ۱۲ ظفیر.

ویوضع کما تیسر فی الا صح علی سریر الخ وقیل یو ضع الی القبلة طو لا وقیل عرضا کما فی القبر الخ شامی ج ۱ ص ٤۹٤ ،اور شرح منیہ میں ہے قال فی المبسوط والبدائع والمر غینانی یوضع علی التخت طولاً القبلة الخ و قال الا سبیجابی لا روایة فیه عن اصحابنا والعرف ان یوضع علی قفاه طولا نحوا لقبلة هذا ان التسع المکان والا فالا صح انی وضع کما تیسر قاله صاحب البدایع والمر غینانی الخ فقط۔

تلقین لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی بحث

(سوال ۲۷۱٦)حدیث لقنوا مو تا کم لا اله الا الله کا مطلب کیا ہے، آیا صرف لا اله الا الله کی تلقین کی جاوے یا محمد رسول اللہ کی بھی۔

(الجواب)محمد رسول الله بھی کہہ دیوے تو کچھ حرج نہیں ہے اور اگر صرف لا اله الا الله کی تلقین پر اکتفا کرے تو یہ بھی جائز ہے۔(۱)فقط۔

تلقین کس وقت کی جائے

(سوال ۲۷۱۷) تلقین مردہ بوقت نزع اولیٰ است یا بعد دفن ؟ یا بعد ہر دووقت ؟

(الجواب)عند الحنفیه تلقین مرده بوقت نزع هست کما فی الدر المختار ویلقن ندبا وقیل وجوبا بذکر الشهادتین (الی قوله) عنده قبل الغر غرة الخ ولیکن اگر بعد دفن هم کند مضایقه نیست قال فی الشامی وانما لا ینهی عن التلقین بعد الدفن لا نه لا ضرر فیه نفع لان المیت یستانس بالذکر علی ماورد فی الا ثار ۔الخ فقط والله تعالیٰ اعلم. کتبه عزیز الرحمن عفی عنه مفتی مدرسه هذا.

نزع کے وقت عورت کو مہندی لگانا ناجائز ہے

(سوال ۲۷۱۸)عورت کو نزع کے وقت مہندی لگانا مسنون ہے یا نہیں۔

(الجواب)یہ نہ مسنون ہے اور نہ درست ہے بلکہ ناجائز ہے۔(۲)

---

(۱)ویلقن ندبا وقیل وجوبا بذکر الشهادتین لان الاولی لا تقبل بدون الثانیة عنده قبل الغرغرة(در مختار)قال فی الامداد وانما اقتصرت علی ذکر الشهادة تبعا للحدیث الصحیح الخ وان قال فی المستصفی وغیره ولقن الشهادتین لا اله الا الله محمد رسول الله وتعلیله فی الدر وبان الاولی بدون الثانیة لیس علی اطلاقه لا ن ذالک فی غیر المومن ولهذا قال ابن حجر من الشافعیة وقول جمع یلقن محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم ایضاً لان القصد موته علی الاسلام ولا یسمی مسلما الا بهما مردو د بانه مسلم وانما المراد ختم کلامه بلا اله الا الله الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۷۹۵.ط.س.ج۲ص۱۹۰ . ظفیر.

(۲)ولا یسرح شعره ای یکره تحریما ولا یقص ظفره الا المکسور ولا شعره ولا یختن (در مختار) کما فی القنیة ان التزیین بعد موتها ولا متشاط وقطع الشعر لا یجوز (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۰۳.ط.س.ج۲ص۹۸..... ۱۹۷) ظفیر.

فصل ثانی : میت کو غسل دینا

جنبی مرجائے تو ایک غسل کافی ہے یا نہیں اور لڑکی کو غسل کون دے

(سوال ۲۷۱۹) جنابت کی حالت میں اگر کوئی شخص مرجاوے تو اس کے لئے ایک غسل کافی ہے یا جنابت کا غسل دے کر دوبارہ غسل میت دیا جاوے گا۔ اگر نابالغہ لڑکی مرجائے اور وہاں کوئی غسالہ نہ ہو تو اس کا شوہر یا اور کوئی محرم اسے غسل دے سکتا ہے یا نہیں اور اگر اتفاق سے کوئی محرم بھی نہ ہو تو غیر محرم اس کے غسل کا مجاز ہے یا نہیں یا ایسی مجبوری کی صورت میں بلا غسل و کفن وغیرہ دفن کردی جائے گی۔

(الجواب) ایک غسل کافی ہے لیکن میت اگر جنبی تھا تو اس کو مضمضہ واستنشاق بھی کرالیا جاوے۔ کما فی الدر المختار ولو کان جنباً او حائضا او نفساء فعلا (امر المضمضة والا ستنشاق) اتفاقاً(۱) اور شامی نے اس میں بحث کی ہے لیکن بہر حال احتیاط اسی میں ہے۔(۲) اور نابالغہ لڑکی اگر غیر مراہقہ ہے تو اس کو ہر ایک مرد اور عورت غسل دے سکتا ہے قال فی الفتح الصغیر والصغیرة اذا لم یبلغا حد الشهوة یغسلهما الرجال والنساء(۳) اور مراہقہ کا حکم اس بارہ میں مثل بالغہ کے ہے اور بالغہ عورت کو سوائے عورتوں کے اور کوئی غسل نہیں دے سکتا، شوہر بھی نہیں دے سکتا بلکہ اگر کوئی محرم موجود ہے تو وہ اس عورت کا تیمم کرادے اور غیر محرم کپڑا اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر تیمم کرادے اور کفن پہنا کر نماز پڑھ کر دفن کریں۔ در مختار میں ہے ماتت بین رجال اوهو بین نساء یممه المحرم فان لم یکن فالاجنبی بخرقة الخ(۴) وفیه ایضاً ویمنع زوجها من غسلها ومسها الخ(۵) فقط۔

عورت کو شوہر غسل نہیں دے سکتا ہے البتہ دیکھ سکتا ہے

(سوال ۲۷۲۰) زن متوفیہ را نظر کردن و غسل دادن برائے شوہر جائز است یا نہ۔

(الجواب) نظر کردن شوہر زوجہ متوفیہ خود را جائز است و غسل دادن جائز نیست ویمنع زوجها من غسلها لا من النظر الیها علی الاصح. در مختار(۶) و آنچہ بر جواز غسل زوجہ از فعل حضرت علیؓ کہ حضرت فاطمہؓ را بعد وفات اوشان غسل دادہ اند استدلال کردہ میشود صاحب در مختار آنرا بدیں طور جواب دادہ است کہ فعل حضرت علیؓ مخصوص بایشان است که علاقه زوجیت اوشان بعد وفات باقی است لقوله علیه الصلوٰة والسلام کل سبب ونسب ینقطع بالموت الا سببی ونسبی(۷) و در شامی از شرح مجمع نقل کردہ کہ حضرت فاطمہؓ را ام ایمن غسل دادہ است نہ حضرت علیؓ پس ایں جواب ثانی اسلم از استدلال مذکور۔(۸) فقط

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۱. ط.س. ج۲ص۱۹۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) قوله ولو کان جنبا الخ نقل ابو لسعود عن شرح الکنز للشلبی ان ماذکره الخلخالی ای فی شرح القدوری من ان الجنب یمضمض ویستنشق غریب مخالف لعامة الکتب اه قلت وقال الرملی ایضاً فی حاشیة البحر اطلاق المتون والشروح والفتاوی یشمل من مات جنبا ولم ارمن صرح به لکن الا طلاق ید خله والعلة تقتضیه اه وما نقله ابو السعود عن الزیلعی قوله بلا مضمضة واستنشاق ولا جنبا صریح فی ذالك لکنی لم اره فی الزیلعی (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۱. ط.س. ج۲ص۱۹۶) (۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز قبیل مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰۶. ط.س. ج۲ص۲۰۱. ۱۲ (۴) الدر المختار باب صلاة الجنائز قبیل مطلب فی الکفن ج ۱ص ص ۸۰۶. ط.س. ج۲ص۲۰۱. ۱۲ (۵) ایضا ج۱ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ص۱۹۸. ۱۲ (۶) الدر المختار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۰۳. ۱۲ (۷) قلنا هذا محمول علی بقاء الزوجیة لقوله علیه السلام کل سبب و نسب ینقطع بالموت الا سببی ونسبی (ایضاً ج ۲ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ص۱۹۸) ظفیر. (۸) قال فی شرح المجمع لمصنفة فاطمةؓ غسلتها ام ایمن حاضنة صلی الله علیه وسلم ورضی عنها فتحمل روایة الغسل لعلی رضی الله عنه علی معنی التهیئة والقیام التام باسبابه (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ص۱۹۸) ظفیر.

حالت جنابت میں ایک عورت مر گئی، غسل کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۲۷۲۱) ایک عورت بحالت جنابت مر گئی غسل کا کیا طریقہ ہے۔

(الجواب) حالت جنابت میں مر جانے سے اس کے غسل میں کچھ تفاوت نہ ہوا جیسا کہ دیگر اموات کو غسل دیا جاتا ہے اسی طرح میت جنبی کو غسل دیا جاوے گا۔ البتہ در مختار میں امداد الفتاح سے نقل کیا ہے کہ میت جنبی کے غسل میں مضمضہ و استنشاق بھی کرایا جاوے لیکن شامی نے اس کو رد کیا ہے اور زیلعی سے نقل کیا ہے کہ غسل میت بلا مضمضہ و استنشاق ہے۔(۱)

میت کے سرمہ لگانا اور کنگھی کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۷۲۲) میت کی آنکھوں میں سرمہ لگانا اور سر میں کنگھی کرنا بعد کفنانے کے درست ہے یا نہیں

(الجواب) درست نہیں ہے۔ در مختار میں ہے ولا یسرح شعرہ ای یکرہ تحریماً وفی الشامی عن القنیة ان التزیین بعد الموت والا متشاط وقطع الشعر لا یجوز الخ۔(۲) فقط۔

عورت خاوند کو اور خاوند بیوی کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱ / ۲۷۲۳) عورت اپنے خاوند کو اور خاوند اپنی عورت کو غسل دے سکتے ہیں ؟ احسن طریقہ بلا ضرورت کیا ہے ؟

محرم عورتوں کو مرنے کے بعد غسل دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲/ ۲۷۲٤) علاوہ منکوحہ کے مرد دیگر محرم عورتوں کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) (۱) عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اور شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو غسل نہیں دے سکتا البتہ دیکھنے کی اجازت ہے۔(۳)

(۲) غسل نہیں دے سکتا بلکہ ایسے موقع پر تیمم کرانے کا حکم (۴) فقط۔

خنثیٰ مشکل کو غسل کون دے

(سوال ۲۷۲۵) خنثیٰ مشکل کو غسل کون دے سکتا ہے۔

(الجواب) خنثیٰ مشکل کو غسل کوئی نہیں دے سکتا، نہ مرد اور نہ عورت بلکہ اس کو تیمم کرایا جاوے گا۔ ویمم الخنثی المشکل لو مراهقاً در مختار۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویوضا من یومر بالصلاۃ بلا مضمضة واستنشاق وقیل یفعلان بخرقة وعلیه العمل الیوم ولو کان جنبا او حائضا او نفساء فعلا اتفاقا تتمیما للطهارة کما فی امداد الفتاح (در مختار) نقل ابو السعود عن شرح الکنز للشلبی انماذکرہ الخلخالی ای فی شرح القدوری من ان الجنب یمضمض ویستنشق غریب مخالف لعامة الکتب ا ه(ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۱ .ط.س. ج۲ ص۹۶ ... ۱۹۵) ظفیر۔

(۲) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج۱ ص ۸۰۳ .ط.س. ج۲ ص۹۸......۱۹۷ ۱۲ ظفیر۔

(۳) یمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر الیها علی الا صح وهی لا تمنع من ذالك (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۰۳ .ط.س. ج۲ ص۱۹۸ ظفیر۔

(٤) اذا کان للمراۃ محرم یممها بیدہ واما الاجنبی فبخرقة علی یدہ ویغض بصرہ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج۱ ص ۸۰۳ .ط.س. ج۲ ص۲۰۶) ظفیر۔

(٥) الدر المختار علی ها مش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۶ .ط.س. ج۲ ص۲۰۶ .۱۲ ظفیر۔

جسے غسل دینا نہ آئے اگر وہ غسل دے دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۲۶) جس شخص کو میت کو غسل دینا نہ آتا ہو اور وہ میت کو غسل دے دے تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس پر گناہ شرعاً نہیں ہے لیکن حتی الوسع غسل میت اس شخص سے کرانا چاہئے جو طریق سنت کے موافق میت کو غسل دے۔ فقط۔

میت کے غسل کے لئے گھر کے برتنوں میں پانی گرم کرنا اور غسل دینا درست ہے

(سوال ۲۷۲۷) آج کل کے لوگوں کا یہ بھی طریقہ ہے کہ میت کے غسل دینے کے لئے اپنے گھر کے پاک برتن استعمال نہیں کرتے، یہ رسم کیسی ہے۔

(الجواب) گھر کے پاک برتنوں میں پانی گرم کرنے اور غسل دینے میں کچھ حرج نہیں ہے فقط۔

اگر عورت مردوں میں یا مرد عورتوں میں مرجائے تو غسل کی کیا صورت ہوگی

(سوال ۲۷۲۸) اگر عورت مردوں میں مرجاوے اور کوئی عورت نہ ہو۔ یا مرد عورتوں میں مرجاوے اور کوئی مرد نہ ہو تو غسل اور تجہیز و تکفین کی کیا صورت ہوگی۔

(الجواب) در مختار میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے ماتت بین رجال اوھو بین نساء یممه المحرم فان لم یکن فالا جنبی بخرقة الخ یعنی کوئی عورت مردوں میں مرگئی یا مرد عورتوں میں مرگیا تو اگر کوئی محرم موجود ہے تو وہ بلا خرقہ کے تیمم کرادے اور اگر محرم نہیں ہے تو اجنبی شخص خرقہ کے ساتھ تیمم کرادے۔ فقط۔

شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۷۲۹) فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ شوہر اپنی بیوی متوفیہ کو غسل نہیں دے سکتا ہے لیکن بلوغ المرام میں بحوالہ نسائی و ابن ماجہ میں لکھا ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اے عائشہ اگر تم پہلے میرے سے انتقال کر جاؤ گی تو میں خود اپنے ہاتھ سے تم کو غسل دوں گا، یہ فرمانا کیسا ہے۔ عالمگیری کا لکھنا صحیح ہے یا کیا۔

(الجواب) جیسا کہ عالمگیری میں ہے ایسا ہی در مختار و شامی وغیرہ کتب فقہ میں ہے۔ اور حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور آنحضرت ﷺ کا فرمانا آپ کی خصوصیات میں سے ہے اسی طرح حضرت علی کا غسل دینا حضرت فاطمہؓ کو ان کی خصوصیت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہی جواب دیا۔(۲) کذا فی الشامی۔

غسل دینے کے لئے مردہ کو کیسے لٹائیں

(سوال ۲۷۳۰) میت کو غسل دیتے وقت اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس کو روبقبلہ ہونے کے لئے مشرق مغرب لٹاتے ہیں، اسی طرح بہتر ہے یا شمال جنوب، کون سا طریقہ مسنون ہے۔

(الجواب) دونوں طرح درست ہے اور دونوں طریق موافق شریعت کے ہیں کذا فی الشامی۔(۳) فقط۔

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۶ ط.س. ج ۲ ص ۲۰۱. ۱۲ ظفیر.

(۲) فتحمل رواية الغسل لعلى على معنى التهيا والقيام التام باسبا به ولئن ثبت الرواية فهو مخصص به الا ترى ان ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه لما اعتراض عليه بذالك اجابه اما علمت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان فاطمة زوجتك في الدنيا والا خرة فادعا الخصوصيه دليل على ان المذهب عندهم عدم الجواز (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳ ط.س. ج ۲ ص ۱۹۸) (۳) دیکھئے ردالمحتار للشامی ج ۱ ص ۸۰۰ ط.س. ج ۲ ص ۱۹۵ باب الجنائز ۱۲ ظفیر.

غیر دیندار سے میت کو غسل دلانا اچھا نہیں

(سوال ۲۷۳۱) آج کل لوگوں نے یہ طریق پکڑ لیا ہے کہ میت کو فقیروں سے غسل دلاتے ہیں اور ان کے یہاں پیشہ زنا کاری وغیرہ کا ہوتا ہے، صوم وصلوٰۃ کے قریب نہیں جاتے اور احکام غسل کو بھی پورا نہیں کر سکتے، ایسے لوگوں کا غسل دینا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے لوگوں سے غسل دلانا اچھا نہیں ہے، غسل دینے والا صالح شخص ہونا چاہئے۔(۱)

میت کو غسل دیتے وقت پیر کس طرف ہو۔

(سوال ۲۷۳۲) میت کو نہلاتے وقت پیر کس طرف ہونے چاہئیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبلہ کی طرف میت کے پیر ہونے چاہئیں۔

(الجواب) یہ بھی ایک قول ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف اور سر بجانب شمال اور پیر بجانب جنوب ہوں۔(۲) فقط

مردہ کے غسل کی ہیئت کیا ہو

(سوال ۲۷۳۳) بوقت غسل میت کے پیر کس جانب کئے جاویں۔

(الجواب) فی الدر المختار ویوضع کما مات کما تیسر فی الا صح علی سریری مجمر الخ قال فی الشامی وقیل یوضع الی القبلۃ طولاً و قیل عرضاً کما فی القبر .(۳) افادہ فی بحر الخ جلد اول ص ۵۷۳ کتاب الجنائز. اس عبارت سے واضح ہوا کہ بعض نے فرمایا ہے کہ غسل کے وقت میت کو قبلہ کی طرف پیر کر کے لٹا دیں اور بعض نے فرمایا کہ منہ قبلہ کی طرف کر کے لٹا دیں جیسا کہ قبر میں، لیکن صحیح تر یہ ہے کہ جو طریق آسان ہو اور سہل ہو ویسا کریں۔ معمول یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف کرتے ہیں فقط۔

بوقت غسل آنحضرت ﷺ کے پیر کس طرف تھے

(سوال ۲۷۳۴) وقت غسل رسول اللہ ﷺ کے پیر کس طرف تھے اور سر کس طرف۔

(الجواب) یہ امر کہیں منقول نہیں ہے کہ وقت غسل آپ کے پیر کس طرف تھے اور سر کس طرف۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد دربارہ خانہ کعبہ کہ یہ تمہارا قبلہ ہے زندگی میں اور مرنے کے بعد اس طرف مشیر ہے کہ جیسے قبر میں میت کو رکھا جاتا ہے اسی طرح غسل کے وقت لٹا دیں جیسا کہ اب معمول ہے۔ فقط۔

مرنے کے بعد شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو دیکھ سکتی ہے

(سوال ۲۷۳۵) اگر بیوی مر جاوے تو خاوند کو بعد الموت بیوی کا دیکھنا جائز ہے یا نہیں یا برعکس صورت ہو یعنی خاوند مر جاوے تو اس کے شوہر کو مرنے کے بعد دیکھنا اس کا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر زوجہ مر جاوے تو اس کے شوہر کو مرنے کے بعد دیکھنا اس کا جائز ہے، اسی طرح عکس اس کا درست ہے۔ کذا فی الدر المختار(۴) وغیرہ۔

---

(۱) والا ولی فی الغاسل ان یکون اقرب الناس الی المیت فان لم یحسن الغسل فاھل الا مانۃ والورع (غنیۃ المستملی ص ۵۳۷)

(۲) ویوضع کما مات کما تیسر فی الا صح علی سریری مجمر وترا (در مختار) وقیل یوضع الی القبلۃ طول وقیل عرض کما فی القبر افادہ فی البحر (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۷۹۹ و ص ۸۰۰. ط.س. ج۲ ص ۱۹۵

(۳) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۰۰. ط.س. ج۲ ص ۱۲۱۹۵ ظفیر.

(۴) ویمنع زوجھا من غسلھا ومسھا لا من النظر الیھا علی الا صح الخ وھی لا تمنع من ذالک ولو ذمیۃ (الدر المختار باب صلاۃ الجنائز ج۱ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص ۱۹۸) ظفیر.

خنثیٰ کو غسل عورت دے یا مرد

(سوال ۲۷۳۶) ایک میت کو جس کا ستر مرد اور عورت دونوں کا ہو تو اس کو غسل مرد دے یا عورت۔

(الجواب) اگر میت خنثیٰ مشکل ہے تو اس کو غسل نہیں دیا جائے گا، نہ مرد غسل دے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جاوے۔ ویمم لخنثی المشکل ولو مراهقا الخ در مختار (۱)

مردے کو کیوں غسل دیتے ہیں

(سوال ۱ / ۲۷۳۷) مردہ کو غسل دینے کی کیا وجہ ہے

مسلمان لاش کو غیر مسلم چھو سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۲ / ۲۷۳۸) مسلمان کی لاش غیر مسلم مس کرے یا مسلمان کے لئے استغفار کرے، یا اس کے جنازہ کی نماز پڑھے تو اس کو ممانعت کرنا ضروری ہے۔

(الجواب) (۱) مردہ کو غسل دینے سے غرض اس کی نظافت اور اظہار حرمت وغیرہ ہے۔ (۲)

(۲) مسلمانوں کو جوان کے ذمہ فرض ہے غسل اور نماز جنازہ وغیرہ اس کو پورا کرلیں پھر اگر کوئی کافر مس کرے یا استغفار کرے یا اپنے طور پر نماز جنازہ پڑھے اس سے نہ کسی کو کچھ ضرر نہ کچھ نفع۔ اگر قدرت ہو منع کریں ورنہ خاموش رہیں۔ (۳)

غسل جو چاہے دے یا متعین آدمی اور غسل دینے والے پر غسل ضروری نہیں

(سوال ۲۷۳۹) غسل دینے والا مقرر ہونا چاہئے یا عام دے سکتے ہیں جب کہ وہ مسائل غسل سے واقف ہو اور غسل دینے والے کو بعد غسل دینے کے غسل کرنا ضروری ہے یا مسنون۔

(الجواب) ہر ایک واقف شخص غسل دے سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وہ شخص غسل دے جو کچھ عوض اور اجرت نہ لے۔ (۴) اور مردے کو غسل دینے والے پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔

شوہر اپنی عورت کے جنازہ کو ہاتھ لگا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۴۰) ایک عورت منکوحہ نے انتقال کیا، مرحومہ کے شوہر کو قبر میں اتارنا اور جنازہ کو ہاتھ لگانا درست اور جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) عورت کے مرنے کے بعد اس کا شوہر اس سے اجنبی ہو جاتا ہے اور علاقہ نکاح منقطع ہو جاتا ہے اس لئے غسل دینا اور ہاتھ لگانا فقہاء نے ممنوع لکھا ہے کما یجئی عن الدر المختار۔ لیکن دیکھنا اور جنازہ کو اٹھانا درست ہے اور قبر میں اتارنا بھی بضرورت درست ہے کیونکہ قبر میں اتارنے میں کفن حائل ہوتا ہے لہذا کفن کے

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۶. ط.س. ج۲ ص ۲۰۱. ۱۲ ظفیر.

(۲) غسل کی وجہ فقہاء نے لکھی ہے لتنجسه بالموت قيل نجاسة خبث وقيل حدث (در مختار) وقدروى في حديث ابى هريرة سبحا ن الله المومن لا ينجس حيا ولا ميتا الخ وقد اخرج الحاكم عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتنجسوا موتاكم فان المسلم لا ينجس حيا لا ميتا وقال صحيح على شرط البخارى و مسلم فيترجح القول بانه حدث الخ فانما يطهر بالغسل كرامة للمسلم (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۹۹. ط.س. ج۲ ص ۹۴......۱۹۳) ظفير.

(۳) قال الله تعالىٰ وما دعاء الكافرين الا في ضلال ۱۲ ظفير.

(۴) والا فضل ان يغسل الميت مجانا الخ (الدر المختار عل هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۴. ط.س. ج۲ ص ۱۹۹) ظفير.

اوپر کو ہاتھ لگانا بضرورت درست ہے۔ یعنی جب کہ کوئی محرم موجود نہ ہو اور اگر محرم موجود ہو تو وہی قبر میں اتارے۔ قال فی الدر المختار ویمنع زوجها عن غسلها ومسها لا من النظر الیها الخ وفی الشامی نا قلاً عن الخانیة انه اذا کان للمراء ۃ محرم یمسها بیده واما الاجنبی فیخر قته علی یده الخ (۱) فقط۔

میت کو غسل کس طرح دیا جائے

(سوال ۲۷۴۱) اگر میت کو غسل دینا ہو تو کس صورت سے دیویں ؟ کیا یہ سنت ہے یا فرض یا واجب ؟ اور کس طور سے نہلاویں ؟ اور جو شخص بلا ترکیب میت کو غسل دیوے اور خوب پانی بدن مردہ پر ترادے اور قاعدہ غسل سے ناواقف ہو تو اس کا غسل ٹھیک ہوا یا نہیں۔

(الجواب) میت کے غسل کی کیفیت یہ ہے کہ استنجاء کرانے کے بعد اس کو وضو کرائی جاوے اور اس کا سر اور اس کے تمام بدن پر بیری کے پتوں میں پکا ہوا پانی ڈالا جائے اور اس کا سر اور ڈاڑھی خطمی سے دھوئی جاوے اور بائیں کروٹ پر لٹا کر داہنی کروٹ کی طرف پانی بہادیا جاوے پھر داہنی کروٹ کی طرف لٹا کر بائیں کروٹ دھوئی جاوے پھر اس کو کسی سہارے سے بٹھا کر اس کے پیٹ کو آہستہ سے ملا جاوے جو کچھ نجاست نکلے اس کو دھویا جاوے پھر اس کو لٹا کر تمام بدن پر پانی بہادیا جاوے۔ اس میں سنت و فرض غسل سب ادا ہو جاویں گے اور فرض صرف ایک بار بدن کا دھونا ہے۔ باقی سب امور سنت ہیں۔ بلا ترتیب اگر میت کو غسل دیا گیا تو غسل ادا ہو گیا مگر بہتر یہ ہے کہ موافق سنت کے غسل دیا جائے جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ فقط۔

میت کے غسل دینے کے لئے کیسا پانی ہونا چاہئے

(سوال ۲۷۴۲) یہ مشہور ہے کہ میت کے غسل دینے کے لئے پہلا پانی بیری کے پتوں کا جوشاندہ اور دوسرا پانی مع کافور کے جوشاندہ تیسرا پانی خالص بغیر جوش دادہ ہو۔ (اس میں صحیح کیا ہے ؟)

(الجواب) شامی نے غسل میت کے بارہ میں یہ تفصیل کی ہے کہ پہلے خالص پانی سے غسل دیا جائے پھر بیری کے پتوں کا پکا ہوا پانی پھر کافور ملا ہوا پانی ڈالا جائے۔ اور فتح القدیر سے نقل کیا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ اول دو مرتبہ بیری کے پتوں کا پکا ہوا پانی اور تیسرا کافور ملا ہوا۔ (۱) فقط۔

مجبوری میں شوہر اپنی مردہ عورت کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۴۳) زید اپنی عورت میت کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں (یعنی جب کہ کوئی عورت وہاں موجود نہ ہو)۔

(الجواب) شامی میں ہے کہ مرد اپنی عورت مردہ کو تیمم کرادے، اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر غسل نہ دیوے کیونکہ عورت کو غسل عورت ہی دے سکتی ہے مرد اگرچہ محرم ہے تب بھی تیمم ہی کرادے۔ قال فی الشامی

---

(۱) ذکر شیخ الاسلام ان الاولیٰ بالقراح ای الماء الخالص والثانیة بالمغلی فیه سدر والثانیة بالذی فیه کافور قال فی الفتح والاولیٰ ان الاولیین بالسدر کما هو ظاهر الهدایة لما فی ابی داؤد بسند صحیح ان ام عطیة تغسل بالسدر مرتین والثالث بالماء والکافور (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۲۔ ط۔س۔ ج۲ ص۱۹۷) ظفیر۔

فلا یغسل الرجل المراء ۃ وبالعکس اھ ونقل عن الخانیۃ انہ اذا کان للمراء ۃ محرم یممھا بیدہ واما الا جنبی فبخر قۃ علی یدہ ویغض بصرہ عن ذرا عھا وکذا الرجل فی امرانہ الا فی غض البصراہ ولعل وجھہ ان النظر خف من المس مجاز لشبھۃ الا ختلاف۔ شامی ج ا ص ۸۰۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم مفتی مدرسہ۔

جذامی کو غسل دیا جائے یا نہیں

(سوال ۲۷۴۴) جذامی کو غسل دیا جائے یا نہیں۔

(الجواب) جذامی شخص اگر فوت ہو جائے اس کو غسل دیا جائے جیسا کہ تمام مسلمانوں کو دیا جاتا ہے اور تجہیز و تکفین کر کے اس کے جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔

حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینا کیسا تھا

(سوال ۲۷۴۵) زید کہتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ نے حضرت فاطمہؓ کو غسل دیا ہے ہم کیوں نہیں دے سکتے۔ بچوں کا ماں کے لب و پیشانی کو بوسہ دینا بھی جائز ہے، دوسرا فریق کہتا ہے کہ زید کے اقوال مردود ہیں۔ حضرت علیؓ کا اپنی زوجہ کو غسل دینا خصوصیات سے تھا۔

(الجواب) علامہ شامی نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینے کا قصہ نقل فرمایا ہے کہ شرح مجمع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ کو حضرت ام ایمن نے غسل دیا ہے حضرت علی کو غاسل کہنا مجازاً ہے کہ انہوں نے سامان غسل مہیا فرمایا اور اگر تسلیم کر لیا جائے تو وہ خصوصیت حضرت علیؓ کی ہے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ان فاطمۃ زوجتک فی الدنیا والا خرۃ اور دلیل خصوصیت دوسری حدیث بھی ہے کل سبب ونسب ینقطع الا سببی ونسبی بہر حال شوہر کو غسل دینا اپنی زوجہ کو درست نہیں ہے۔ زید کا قول غلط ہے اور دوسرا فریق جو غسل زوج اور تقبیل و مس زوج کو حرام کہتا ہے اس کا قول صحیح و معتبر ہے باقی بچوں کا اپنی ماں کو بوسہ دینا اور چومنا اس بحث سے خارج ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ ماں اپنے بچوں کی محرمہ ہے اور بچوں کو اپنی ماں کو ہاتھ لگانا اور تقبیل وجہ کرنا ممنوع نہیں ہے۔ اسی طرح ماں باپ کو اپنی اولاد کے ساتھ یہ معاملہ کرنا درست ہے۔ بہر حال شوہر کو کسی طرح افعال مذکورہ اپنی زوجہ میت کے ساتھ درست نہیں ہے۔ فقط۔

فصل ثالث : مردوں کے کفن کا بیان

کفن پہنانے کے بعد امام کی چٹھی دینا بے اصل ہے

(سوال ۲۷۴۶) میت کو بعد کفن پہنانے کے امام مسجد کی چٹھی لکھ کر دونوں ہاتھوں میں دینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) بالکل بے اصل ہے۔ ایسے لغو فعل سے بچنا چاہئے۔(۱) فقط۔

زندگی میں اپنے لئے کفن اور قبر تیار کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۷۴۷) کسی شخص کو اپنی زندگی میں کفن اور قبر تیار کر لینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویحفر قبراً لنفسه وقیل یکره والذی ینبغی انه لا یکره تهیئه نحو الکفن بخلاف القبر۔(۲) ص ۱۲۹ اور شامی کے نزدیک راجح یہ ہے کہ قبر کا کھدوانا جائز ہے وفی التتار خانیة والا باس به ویوجر علیه هکذا عمل عمر بن عبدالعزیز والربیع بن خثیم وغیرهما شامی)۔(۳) فقط۔

لڑکے اور لڑکیوں کی کفن کی تعداد کیا ہے

(سوال ۲۷۴۸) لڑکے اور لڑکیوں کے [illegible] تعداد کیا ہے۔

(الجواب) لڑکوں اور لڑکیوں کا کفن بالغین [illegible] موافق ہو تو بہتر ہے اور جائز یہ بھی ہے کہ ایک یا دو کپڑا ہو والمراهق کا لبالغ ومن لم یراهق ان کف [illegible] نی واحد جاز . در مختار اقول قوله فحسن اشارة انه لو کفن بکفن البالغ یکون احسن . [illegible] سامی(۴) فقط۔

عورت کے کفن میں سینہ بند اوپر رہنا چاہئے [illegible] نیچے۔

(سوال ۲۷۴۹) مرد اپنی زوجہ متوفیہ کو دیکھ سکتا ہے یا نہ؟ اور قبر میں اتار سکتا ہے یا نہ؟ اور عورت بھی اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے یا نہ؟ عورت کے کفن میں خرقہ یعنی سینہ بند سب کپڑوں کے اوپر رہنا چاہئے یا قمیص کے نیچے؟ اوپر نیچے سے کیا مطلب ہے؟

(الجواب) مرد اپنی زوجہ کو بعد وفات دیکھ سکتا ہے اور قبر میں اتار سکتا ہے اور عورت بھی اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے خرقہ سینہ کا لفافہ کے نیچے اور قمیص کے اوپر ہونا چاہئے یعنی لفافہ نظر میں سب سے اوپر رہے اس کے بعد سینہ بند اور اگر لفافہ کے اوپر رکھ دیا جب بھی خرابی نہیں ہے جائز ہے۔ اول لفافہ بچھانا چاہئے تاکہ لپیٹنے کے بعد اوپر رہے۔(۵) ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر الیها علی الاصح (الی قوله) وهی لا تمنع من ذلك .(۶) در مختار۔

دوبارہ نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۵۰) نماز جنازہ پڑھ کر جب میت کو دفن کر دیا جائے تو پھر اس میت کی قبر پر نماز جنازہ جائز ہے یا نہ؟ اگر جائز ہے تو جن لوگوں نے پہلے نماز جنازہ پڑھی تھی وہ بھی نماز میں شامل ہو سکتے ہیں یا نہیں اور پہلا ہی امام نماز

---

(۱) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد متفق علیه (مشکوٰة باب الاعتصام ص ۲۷)
(۲) الدر المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۵ .ط.س. ج۲ ص ۲۴۴ . ۱۲ (۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۵ .ط.س. ج۲ ص ۲۴۴ . ۱۲ (۴) ردالمحتار ج ۱ ص ۸۰۹ .ط.س. ج ۲ ص ۲۰۳
(۵) وهی تلبس لدرع ویجعل شعرها الخ (الی قوله) والخمار فوقه ای الشعر تحت اللفافة (در مختار) تربط الخرقة علی الثدیین فوق الاکفان یحتمل ان یرادبه تحت اللفافة وفوق الازار والقمیص وهو الظاهر آه . (ردالمحتار ج ۱ ص ۸۰۹ .ط.س. ج۲ ص ۲۰۴) (۶) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۰۳ .ط.س. ج۲ ص ۱۹۸ . ۱۲ ظفیر.

جنازہ دوبارہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر پہلی نماز ولی نے پڑھی یا اس کی اجازت سے دوسرے نے پڑھائی اور ولی شامل جماعت ہوا تو پھر کسی دوسرے کو دوبارہ اس میت پر یا اس کی قبر پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ در مختار میں ہے وان صلی هو ای الولی بحق الخ لا يصلی غيره بعده۔(۱) الخ اور اگر ولی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی تو اس کو اعادہ کا حق ہے لیکن جو لوگ پہلے نماز پڑھ چکے ہیں۔ وہ شریک نہ ہوں۔(۲) فقط۔

کفن کے متعلق مذکور تصریح درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۵۱) کفن مسنون میت مرد کے لئے صرف تین کپڑے کفنی۔ ازار چادر ہیں عورت کے واسطے پانچ کپڑے، دوپٹہ وسینہ بند علاوہ کفن مذکور کے ہیں اور پیمائش کفنی گردن سے لے کر ٹخنوں تک ازار یعنی تہبند سر سے پیروں تک اور چادر ایک ہاتھ زیادہ تہبند سے طول میں اور عرض ازار و چادر کا اس قدر کہ میت اچھی طرح لپٹ سکے اور دوپٹہ ہاتھ بھر اور سینہ بند سینہ سے لے کر رانوں تک، آیا یہ تصریح مذکور صحیح ہے یا غلط۔

اوپر کی چادر اور دستانے کفن میں داخل ہیں یا خارج

(سوال ۲۷۵۲/۲) اوپر کی چادر اور دستانہ وغیرہ جو غسال کے واسطے بنائے جاتے ہیں وہ داخل کفن ہیں یا نہیں۔

(الجواب) (۱) کفن عورت ومرد کی جو تفصیل آپ نے لکھی ہے صحیح ہے موافق ہے تفصیل کتب فقہ کے۔

(۲) چارپائی کے اوپر کی چادر اور دستانہ غسال کے داخل کفن نہیں ہے لیکن چادر اوپر کی اس وجہ سے مستحسن ہے کہ میت کو عزت کے ساتھ لے جانا چاہئے اور دستانہ بوجہ ضرورت غسل ومس عورت ضروری ہے۔ فقط

میت کو کفناتے وقت اس کے ہاتھ کہاں رکھے جائیں

(سوال ۲۷۵۳) میت کو کفناتے وقت دونوں ہاتھ شکم پر رکھ دیویں یا سیدھے کر کے رانوں کی برابر رکھ دیں۔

(الجواب) دونوں ہاتھ سیدھے کر کے برابر میں کر دیئے جائیں۔(۳) فقط۔

کفن میں عمامہ دینا مکروہ ہے۔

(سوال ۲۷۵۴) عالموں کے کفن میں عمامہ دینا سنت ہے یا نہیں

(الجواب) در مختار میں ہے وتكره العمامة للميت فی الا صح مجتبیٰ. واستحسنها المتا خرون للعلماء والا شراف الخ وفی الشامی والا صح انه تكره العمامة بكل حال الخ ۔(۵) پس معلوم ہوا کہ کراہت عمامہ ہی راجح ہے۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۲۶. ط.س. ج۲ ص ۲۲۳. ۱۲ ظفير.
(۲) وفيه حكم صلاة من لا ولاية له كعدم الصلاة الخ (درمختار) والمراد يصلی عليه الولی ان شاء لا جل حقه لا لا سقاط الفرض (ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۲۶. ط.س. ج۲ ص ۲۲۳.) ظفير. (۳) دیکھئے ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی الكفن ج ۱ ص ۸۰۶. ط.س. ج۲ ص ۲۰۲. ۱۲ ظفير. (٤) ويوضع يداه فی جانبيه لا علی صدره لانه من عمل الكفار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص ۱۹۸) ظفير.
(۵) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی الكفن ج ۱ ص ۸۰٦ و ج ۱ ص ۸۰۷. ط.س. ج۲ ص ۲۰۲. ۱۲ ظفير.

مرد و عورت کی کفنی میں گریبان کس طرف کیا جائے

(سوال ۲۷۵۵) میت مرد ہو یا عورت قمیص کا گریبان پیچھے گردن کی طرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مرد اور عورت کی کفنی میں اگر مساوات ہو تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ بہت سے فقہاء نے درع اور قمیص کو مترادف فرمایا ہے اور جن فقہاء نے ان میں فرق کیا ہے تو اس سے بھی لزوم اس کا ثابت نہیں ہے بلکہ شرح منیہ میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ امر عادت پر موقوف ہے۔ اب چونکہ عادت یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کا شق گریبان سینہ پر ہوتا ہے اس لئے دونوں کی کفنی میں یہ درست ہے اور اگر فرق مذکور کیا جائے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ غرض یہ ہے کہ یہ فرق لازم نہیں ہے۔(۱) فقط۔

جنازہ کے اوپر چادر ڈالنا کیسا ہے

(سوال ۲۷۵۶) میت پر مسنون کفن کے علاوہ اکثر مرد پر لنگی عورت پر کوئی اور رنگدار دوپٹہ میت کے وارث اپنی عزت کے لئے ڈالتے ہیں جو بعد دفن گورکن لے لیتا ہے۔ یہ کپڑا مسنون ہے یا نہیں نیز امام اس کپڑے کو اتروا کر نماز جنازہ پڑھاتے ہیں ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مسنون کفن کے علاوہ مرد اور عورت کے جنازہ پر سفید چادر ڈال دینے میں تو کچھ حرج نہیں ہے جیسا کہ عام رواج ہے لیکن عورت کے جنازہ پر رنگدار کپڑا ڈالنا اچھا نہیں ہے لیکن جب کہ وہ پاک ہے تو نماز پڑھنے کے وقت اس کے ساتھ نماز پڑھنا بھی جائز ہے نماز کے لئے اس کے اتارنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اول سے رنگ دار کپڑا نہ ڈالا جاوے کیونکہ مستحب یہ ہے کہ میت پر سفید کپڑا ہو۔(۲) فقط۔

کفن میں تہبند دینا کیسا ہے اور قبر میں بند کھول دینا چاہئے۔

(سوال ۲۷۵۷) میت مرد کو کفن میں تہبند دینا چاہئے یا نہیں اور مردہ کو لحد میں رکھ کر بند کفن کے کھولنا کیسا ہے۔

(الجواب) مرد میت کے لئے تین کپڑے سنت ہیں۔ کرتہ تہبند۔ چادر یعنی جس کو پوٹ کی چادر کہتے ہیں جس میں میت کو لپیٹا جاتا ہے اور اس پر گرہ لگائی جاتی ہے،(۳) وہ سب گرہ لحد میں رکھ کر کھول دینی چاہئے جیسا کہ مروج ہے۔ پس یہ طریقہ موافق سنت کے ہے۔(۴) فقط۔

بعد تدفین تلقین

(سوال ۲۷۵۸) در مختار کی روایت ولا یلقن بعد تلحیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تلقین کرنا نہ کرنا بعد دفن کے برابر

---

(۱) والقميص من المنكب الى القدم والدرع هو القميص الا انه الذى يفتح جيبه على الصدر والقميص يفتح جيبه على الكتف وقد كان القميص من عادة الرجال والدرع من عادة النساء في الحياة فكذا في الموت (غنية المستملى فصل فى الجنائز بحث ثالثه تكفينه ص ۵۳۷ و ص ۵۳۸) ظفير غفرله.

(۲) ولا باس في الكفن ببر دو كتان وفي النساء بحرير ومزعفر و معصفر بجوازه بكل ما يجوز لبسه حال الحياة واحبه البياض (در مختار) والجديد والغسيل فيه سواء (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۰. ط.س. ج۲ ص ۲۰۵) ظفير.

(۳) ويسن فى الكفن ازار وقميص ولفافة (در مختار) قوله ازارهو من القرن الى القدم الخ واللفافة تزيد على مافوق القرن والقدم ليلف فيها الميت وتربط من الا على والا سفل (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فى الكفن ج ۱ ص ۸۰۶. ط.س. ج۲ ص ۲۰۲) معلوم ہوا تہبند نام ہے چھوٹی چادر کا۔ اس کے علاوہ الگ سے کوئی تہبند نامی چیز نہیں ہے ۱۲۔

(۴) ويستحب ان يدخل من قبل القبلة الخ و تحل العقدة للا ستغناء عنها ويسوى اللبن عليه والقصب (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فى دفن الميت ج ۱ ص ۸۳۶ و ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ ص ۲۳۵) ظفير.

ہے۔ مگر شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد دفن کے تلقین نہ کرنا معتزلہ کا مذہب ہے۔ شامی ذکر فی المعراج انه ظاهر الرواية ثم قال وفی..... الكافی عن الشيخ الزاهد الصفار ا ن هذا على قول المعتزلة لا ن الا حياء بعد الموت عندهم مستحيل اما عند اهل السنة فالحديث ای لقنوا مو تا كم الحديث۔ پوری تشریح سے مطمئن فرمائیے۔

(الجواب) معتزلہ کا قول تلقین بعد التلحید کی ممانعت اور استحالہ کا ہے، اور اہل سنت و جماعت کے مذہب کا حاصل یہ ہے کہ ممنوع نہیں ہے بلکہ حسب تحقیق محققین اولیٰ تلقین بعد التلحید ہے اور فی الحقیقت حدیث لقنوا موتاکم مجاز پر محمول ہے یعنی قریب الموت کو میت فرمایا ہے۔ لیکن اگر حقیقت پر حمل کیا جاوے تو کچھ استحالہ نہیں ہے اور وہ بھی جائز ہے یعنی تلقین بعد التلحید بھی جائز ہے اور اس میں کچھ استحالہ اور ممانعت نہیں ہی کما يقوله المعتزلة۔(۱) فقط۔

نماز جنازہ کے لئے جائے نماز اور اس کا حکم

(سوال ۲۷۵۹) جائے نماز میت کی شریعت میں کیا حقیقت ہے اور جو امام نماز میت کی پڑھاوے اور وہ اس جائے نماز کو لے کر خواہ اپنے مصرف میں لائے یا کسی دوسرے کو دے دے یہ شریعت میں کیسا ہے۔ اگر امام جائے نماز میت کی لے کر اپنا کوئی کپڑا بنائے اور اس کو پہن کر نماز پڑھائے، نماز ہوگی یا نہیں اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) جاء نماز کفن میں داخل نہیں ہے۔(۲) اس کو کفن میں داخل نہ سمجھا جاوے باقی ولی میت وہ کپڑا جس کو دے دیوے وہ مالک ہو جاوے گا مگر اول تو اس کپڑے جائے نماز کے رکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کسی نے غلطی سے رکھ لیا تو اس کو مالک یعنی ولی یا خود رکھے یا کسی محتاج کو دے دیوے اگر ولی میت نے امام کو وہ کپڑا دے دیا اور امام نے اس سے کوئی کپڑا بنا کر پہنا اور نماز پڑھائی تو نماز اس کے پیچھے درست ہے۔ فقط۔

ہندو کے بنے ہوئے کپڑے کا کفن دینا درست ہے

(سوال ۲۷۶۰) ہندوستان میں ہندو وغیرہ کپڑا بنتے ہیں ان کے بنے ہوئے کورے کپڑے کا میت کو کفن دینا اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) درست ہے۔(۳) فقط۔

مرد کے لئے رنگین کفن کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۶۱) مرد کے لئے رنگین کفن کا کیا حکم ہے

---

(۱) ولا يلقن بعد تلحيده وان فعل لاينهى عنه وفى الجوهرة انه مشروع عنداهل السنة الخ ومن لايسئل ينبغی ان لايلقن والاصح ان الانبياء لايسئلون ولااطفال المومنين (درمختار) قال فی شرح المنية ان الجمهور على ان المراد منه مجازه ثم قال وانما لاينهى عن التلقين بعدالدفن لانه لاضرر فيه بل فيه نفع فان الميت يستانس بالذكر على ماورد فی الاثار (ردالمحتار باب الجنائز ج: ۱ ص: ۷۹۷)

(۲) کفن کی جو صراحت کتب فقہ و حدیث میں ہے اس میں جائے نماز کا کہیں ذکر نہیں ہے ويسن فی الكفن ازار و قميص ولفافة الخ (دیکھئے الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۶. ط.س. ج ۲ ص ۲۰۲) ظفیر۔

(۳) خواہ کوئی بنے پاک ہونا شرط ہے۔ اور یہ بازار میں جو کپڑے بکنے کے لئے آتے ہیں حکماً پاک ہیں جب تک اس کے ناپاک ہونے کا علم نہ ہو۔ ولو شك فی نجاسة ماء او ثوب وطلاق او عتق لم يعتبر و تمامه فی الا شباه (در مختار) فی التتار خانية، من شك فی انائه او ثوبه او بدنه اصابته نجاسة او لا فهو طاهر الخ وكذا ما يتخذه اهل الشرك اوا لجهلة من المسلمين كا لسمن والخبز و الاطعمة والثياب اه ملخصا (ردالمحتار كتاب الطهارة قبيل ابحاث الغسل ج ۱ ص) ظفیر۔

(الجواب) در مختار میں ہے واحبہ البیاض۔(۱) یعنی محبوب تر اور پسندیدہ تر کفن سفید ہے اور شامی میں مزعفر اور معصفر کپڑا مرد کے کفن میں مکروہ لکھا ہے۔(۲) فقط۔

میت مرد عورت کے لئے کفن کے کتنے کپڑے ہیں

(سوال ۲۷۶۲) میت مرد اور عورت کے لئے کفن کے کتنے کپڑے سنت ہیں۔

(الجواب) مرد کے لئے تین کپڑے کفن میں سنت ہیں، ازار و قمیص اور لفافہ اور عورت کے لئے پانچ، قمیص اور ازار اور خمار اور لفافہ اور سینہ بند۔(۳) لفافہ اول بچھایا جاوے پھر قمیص پھر ازار۔ اور عورت کے لئے لفافہ کے اوپر قمیص پھر خمار یعنی اوڑھنی پھر ازار پھر سینہ بند اور بعض کتب میں ہے کہ سینہ بند قمیص کے اوپر اور لفافہ کے نیچے۔(۴) فقط۔

کعبہ کے غلاف کا کفن میں دینا اور قبر میں رکھنا کیسا ہے

(سوال ۲۷۶۳) کعبہ شریف کے غلاف کے نیچے کی تہ سے میت کو کفن دینا جائز ہے یا نہیں اور اوپر کے غلاف کے ٹکڑے کو جس پر کلمہ شریف لکھا ہوتا ہے میت کے ساتھ قبر میں رکھنا کیسا ہے۔

(الجواب) اس کے پارچہ متبرکہ سے کفن میت کرنا جائز ہے اور موجب برکات ہے اور کلمہ شریف لکھا ہوا غلاف کا ٹکڑا میت کی چھاتی پر رکھ کر دفن کرنا بھی اگرچہ درست ہے مگر بہتر یہ ہے کہ میت کے سینہ پر غلاف خانہ کعبہ کا ایسا ٹکڑا رکھا جاوے جس پر کلمہ شریف نہ ہو، لخوف تلویثه کما علل به فی الشامی۔ فقط۔

جمعہ کے دن مرنے والے کی نماز جنازہ کی تاخیر کا رواج غلط ہے

(سوال ۲۷٦٤) عوام میں مروج ہے کہ شب جمعہ میں یا جمعہ کی صبح کو میت ہو جاتی ہے تو اس کی تجہیز و تکفین جلدی نہیں کرتے اس وجہ سے کہ جمعہ پڑھ کر بہت لوگ نماز جنازہ پڑھیں گے۔ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) تجہیز و تکفین میں جلدی کرنی چاہئے جمعہ کی نماز کا انتظار نہ کرنا چاہئے مسئلہ یہ ہے۔(۵)

قمیص کسے کہتے ہیں

(سوال ۲۷٦٥) فقہ کی کتابوں میں کفن کے بیان میں ازار۔ لفافہ قمیص لکھا ہے۔ ازار و لفافہ تو دو بڑی چھوٹی چادریں ہیں، قمیص کیا ہے۔ کس صورت اور وضع کا، کہاں سے کہاں تک کا۔ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مراد اس سے تہبند ہے۔ قمیص کے کیا معنی ہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱، ص ۸۱۰ .ط.س. ج۲ص۲۰۵. ۱۲ ظفیر.

(۲) ولا باس بالكفن ببرود وكتان وفي النساء بحرير ومزعفر ومعصفر (در مختار) وقوله في كفن النساء واحترز عن الرجال لانه يكره لهم ذلك (ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۹ .ط.س. ج۲ص۲۰۵. ۱۲ ظفیر. (۳) السنة ان يكفن الرجل في ثلثة اثواب ازار وقميص ولفافة الخ وتكفن المرأة في خمسة اثواب درع وازار خمار و لفافة وخرقة تربط فوق ثدييها (هدايه فصل في التكفين ج ۱ص ص ۱٦۱ ظفیر. (٤) ثم تبسط اللفافة اولا ثم يبسط الازار عليها ويقمص و يوضع على الازار ويلف يساره ثم يمين ثم اللفافة كذالك وهي تلبس الدرع ويجعل شعرها ضفيرتين على صدرها فوقه اي الدرع تربط الخرقة على الثديين فوق الاكفان يحتمل ان يراد به تحت اللفافة وفوق الأزار والقميص وهو الظاهر اه وفي الاختيار تلبس القميص ثم الخمار فوقه ثم تربط الخرقة فوق القميص (ردالمحتار باب الجنائز مطلب في الكفن ج ۱ ص ۸۰۸ و ج ۱ص ۸۰۹ .ط.س. ج۲ص ۲۰٤)ظفیر. (۵) وكره تاخير صلاته ودفنه ليصلي عليه جمع عظم بعد صلاة الجمعة الا اذا خيف فوتها بسبب دفنه (در مختار) والا فضل ان يعجل بتجهيزه كله من حين يموت بحر (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۳ .ط.س. ج۲ص۲۳۲) ظفیر.

(الجواب) قمیص کے معنی کرتہ کے ہیں، اردو میں اس کو کفنی کہتے ہیں اور تہبند ازار کا ترجمہ ہے۔ قمیص کی نسبت شامی میں لکھا ہے والقمیص من اصل العنق الی القدمین بلاد خریص و کمین (۱) (ترجمہ) اور کرتہ یعنی کفنی گردن سے قدمین تک ہونا چاہئے بدون کلیوں اور بدون آستینوں کے صورت قمیص کی یہ ہے کہ قریب اڑھائی گز کپڑا لے کر اس کو دوہرا کر کے درمیان میں سے اس قدر پھاڑا جائے کہ سر اس میں آجائے اور گردن سے قدمین تک ہونا چاہئے۔

مرد و عورت کا کفن

(سوال ۲۷۶۶) مرد و عورت کے واسطے کتنا کفن کافی ہے اور اوپر کی چادر اگر مستعار ڈال دی جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور اوپر کی چادر کا کون مستحق ہے۔

(الجواب) مرد کے کفن میں تین کپڑے اور عورت کے لئے پانچ مستحب ہیں۔ (۲) اور وہ چادر جو اوپر ڈالی جاتی ہے کفن میں داخل نہیں ہے۔ جو غریب شخص ہے وہ اگر اس چادر کو خرید کر نہ ڈالے بلکہ اپنی یا کسی کی چادر مستعار لے کر ڈال دے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے پھر وہ چادر جس کی ہے اس کو دے دی جاوے اور اگر خرید کر ڈالی گئی ہے جیسا کہ رواج ہے تو وہ حق کسی شخص کا نہیں ہے بلکہ ملک ڈالنے والے کی ہے چاہے خود رکھے یا کسی محتاج کو دے دے۔ فقط۔

نصرانی والدہ کی تکفین عیسائی مذہب کے مطابق کرانا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۶۷) ایک نصرانی عورت مسلمان ہو گئی ہے مگر اس کی والدہ اب تک اپنے عیسائی دین پر قائم ہے اور اپنی لڑکی کے یہاں رہتی ہے، اس نے اپنی لڑکی کو وصیت کی کہ اگر میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اسی طریقہ سے دفنایا اور کفنایا جائے جیسے دین عیسوی میں طریقہ ہے۔ اگر اس کی والدہ مر جائے تو اسے اس وصیت کو بذات خود پورا کرنا یا کسی اور سے پورا کرانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں حکم شریعت کا یہ ہے کہ مسلمان مرد یا عورت اپنے قریب رشتہ دار والدین وغیرہ کو جو کہ کفر پر مرے بطریق سنت تجہیز و تکفین نہ کرے بلکہ ناپاک کپڑے کی طرح دھو کر اور کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈال دے۔ پس صورت مسئولہ میں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے وصیت پر عمل نہ کرنا چاہئے۔ کما قال فی الدر المختار ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه الکافر الا صلی الخ من غیر مراعات السنة فیغسله غسل الثوب النجس ولیفه فی خرقة ویلقیه فی حفره الخ۔ (۳)

بعد موت میاں بیوی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں

(سوال ۲۷۶۸) زوج اور زوجہ بعد وفات احدہما کے دوسرے کی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) دیکھنا ایک دوسرے کو درست ہے۔ در مختار میں ہے ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر

---

(۱) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰۶۔ ط۔س۔ ج۲ ص۲۰۲۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) کفن الرجل سنة ازار و قمیص لفافة الخ کفن المرأة سنة درع وازار و خمار ولفافة وخرقة تربط بها ثدیا ها (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۵۰) ظفیر۔ (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی حمل المیت ج ۱ ص ۸۳۲۔ ط۔س۔ ج۲ ص ۲۳۰۔ ۱۲ ظفیر۔

الیها علی الا صح الخ وهی لا تمنع من ذلك۔(۱)فقط۔

کفناتے وقت اگر مردہ سے نجاست نکلے تو غسل کے دہرانے کی ضرورت نہیں

(سوال ۲۷۶۹)مردہ کو نہلا کر کفناتے وقت اگر پاخانہ نکل جاوے تو غسل لوٹایا جاوے گا یا نہیں۔

(الجواب) غسل نہ لوٹایا جاوے صرف ناپاکی کو دھودیا جاوے۔(۲)فقط۔

غیر محرم عورتیں مردہ مرد کو نہیں دیکھ سکتیں

(سوال ۲۷۷۰)مردہ کی رونمائی محرم وغیر محرم عورتوں کو کرنا جائز ہے یا نہیں

(الجواب) غیر محرم عورتوں کو جیسا کہ زندگی میں اجنبی مرد کا چہرہ دیکھنا ممنوع ہے مرنے کے بعد بھی ممنوع ہے۔فی حدیث ابن ام مکتوم فعمیا وان انتما الستما تبصر انه۔(۳)الحدیث۔

تکفین کی بچی ہوئی رقم کس مصرف میں خرچ کی جائے

(سوال ۲۷۷۱)سال گذشتہ جب وبائی بخار کی شدت تھی تو یہ دیکھ کر کہ مساکین اہل اسلام کثرت سے بخار وبائی کا شکار ہوتے تھے اور بوجہ افلاس سامان تجہیز و تکفین میسر نہ آتا تھا۔بعض اہل اسلام نے باہم چندہ کیا اس غرض سے کہ جو غریب مسلمان وبائی بخار میں مرے اگر بالکل مفلس ہو تو اس کو مفت کفن دیا جاوے اور جو کچھ بھی استطاعت رکھے اس کو رعایت قیمت پر کفن دیا جاوے چنانچہ کچھ رقم اس کام سے بچ گئی آیا یہ باقی ماندہ رقم کسی اور مصرف میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(الجواب)وہ رقم غریب بیوہ عورتوں اور محتاجوں کو تقسیم کردی جاوے کیونکہ دینے والوں کی طرف سے ظاہر ہے کہ باقیماندہ رقم کے متعلق اس کی اجازت ہے یا اولاً جو لوگ غریب فوت ہوں ان کی تجہیز و تکفین میں صرف کریں اور پھر حسب ضرورت غرباء کی خوراک و پوشاک میں امداد کریں۔الغرض وہ رقم صدقہ وخیرات کی گئی ہے اس کو ایسی ہی کاموں میں صرف کریں اور اصل تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے وہ چندہ دیا تھا ان سے ہی دریافت کر لیا جاوے جس مصرف میں وہ کہیں اس میں صرف کیا جاوے لیکن اگر یہ دشوار ہو تو چونکہ فقراء پر صدقہ وخیرات کرنے کی ان کی طرف سے دلالۃً اجازت ہے اس لئے عام فقراء وغرباء ومساکین کو وہ رقم دے سکتے ہیں۔اور تجہیز و تکفین غرباء میں صرف کرنا اور بھی اچھا ہے کہ اس کے لئے وہ رقم جمع ہوئی تھی اور اس کی تخصیص شریعت سے کچھ نہیں ہے کہ اسی بخار وبائی میں جو فوت ہوے انہیں کے لئے خاص سمجھا جاوے بلکہ جب وہ وبائے عام بفضل خدا تعالیٰ رفع ہو گئی تو عام اموات غرباء کی تجہیز و تکفین میں اس کو صرف کرنا درست ہے۔(۴)فقط۔

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳.ط.س.ج۲ص۱۹۸ ۱۲ ظفیر.

(۲)ولا یعا دغسله لا وضوء هُ بالخارج منه لا ن غسله ماوجب ترفع الحدث الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ص ۸۰۲.ط.س.ج۲ص۱۹۷) ظفیر.

(۳)مشکوٰة باب النظر الی المخطوبة ص ۲۶۹. ۱۲ ظفیر.

(٤)فعلی المسلمین تکفینه فان لم یقدر واسا' لوا الناس له ثوباً فان فضل شئی رد للمتصدق ان علم والا کفن به مثله والا تصدق به (در مختار) قلت فی مختارات النوازل لصا حب الهدایة فقیر مات فجمع من الناس الدراهم و کفنوه وفضل شئی ان عرف صاحبه یرد علیه والا' یصرف الی کفن فقیراخرا ویتصدق به (ردالمحتار باب صلاة الجنائز قبیل مطلب فی صلاة الجنازة ج ۱ص ۸۱۰ و ج ۱ص ۸۱۱.ط.س.ج۲ص۲۰۶) ظفیر.

حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینے کی وجہ

(سوال ۲۷۷۲) مولانا عبدالحی صاحب نفع المفتی میں ص ۱۴۲ میں فرماتے ہیں اذا ماتت الزوجة حرم علی الزوج ان یغسلها او یمسها۔ تو حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو کیوں غسل دیا اور عکس بھی جائز ہے، کما فعلت بسیدنا ابوبکر الصدیقؓ زوجته اسماء بنت عمیس۔

(الجواب) فقہاء احناف نے لکھا ہے کہ یہ خاص ہے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے ساتھ جیسا کہ حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ مسعودؓ کے اعتراض پر یہ جواب دیا اما علمت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان فاطمة زوجتك فی الدنیا والا خرة الخ شامی۔(۱) اور عکس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ شوہر کے مرنے پر عورت پر عدت لازم ہے جو علامات نکاح میں سے ہے۔ پس بقاء علاقہ نکاح مقتضی اس کو ہے کہ عورت اپنے شوہر میت کو مس کر سکتی ہے اور غسل دے سکتی ہے۔ در مختار میں ہے وهی لا تمنع من ذلك الخ ای من تغسیل زوجها دخل بها اولا کما فی المعراج ومثله فی البحر عن المجتبی قلت ای لانها تلزمها عدة الوفات لو لم یدخل بها وفی البدایع المراء ة تغسل زوجها لان اباحة الغسل مستفادة بالنکاح فتبقی مابقی النکاح والنکاح بعد الموت باق الی ان تنقضی العدة بخلاف ما إذا ماتت فلا یغسلها لا نتها ء ملك النکاح لعدم المحل فصار جنبیاً الخ۔(۲) شامی ج ۱ ص ۵۷۶۔ فقط۔

کفن اور غسل میں کوئی نقص ہو تو مؤاخذہ میت پر نہیں

(سوال ۲۷۷۳) میت کی تجہیز و تکفین اور غسل میں کسی قسم کی بے احتیاطی ہو یعنی مثلاً ناجائز قیمت کا کفن خریدا جاوے یا غسل کے پانی میں کسی قسم کی نجاست ہو تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی اور میت پر تو کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوگا اور جس ذات سے اس قسم کی بے احتیاطی ہوئی ہو اس کی معافی کی کیا صورت ہے اور اب اس متوفی کے لئے کیا دعا کرے یا کیا ایصال ثواب کی تدبیر کرے۔

(الجواب) میت پر اس وجہ سے کچھ مواخذہ نہیں ہے وہ مجبور اور معذور ہے۔(۳) اور جس سے بے احتیاطی ہوئی وہ توبہ واستغفار کرے اور میت کے لئے دعا مغفرت کرے اور اس کو ثواب پہنچاتا رہے۔ فقط۔

کفنائے ہوئے مرد میت پر چادر ڈال کر لے جانا کیسا ہے

(سوال ۲۷۷٤) مسلمان مرد میت کا جنازہ لے جاتے وقت چادر وغیرہ سے پردہ کر کے یعنی میت کو چادر اڑھا کر لے جانا چاہئے یا نہیں۔ اس کا ثبوت حدیث وفقہ میں ہو تو مطلع فرماویں۔

(الجواب) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ماراٰه المؤمنون حسناً فهو عند الله حسن و فی الدر المختار ولا باس بالزیادة علی الثلاثة ویحسن الکفن لحدیث ، حسنوا اکفان الموتی الحدیث۔(۴) لہذا چونکہ میت کے اوپر چادر ڈالنے میں تحسین میت واعزاز میت ہے اور حسب روایت فقہ اس میں کچھ حرج نہیں

(۲،۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص۱۹۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) ارشاد ربانی ہے لا تزر وازرة وزرا خرىٰ (القرآن) ظفیر.
(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۷. ط.س. ج۲ ص ۲۰۲. ۱۲ ظفیر.

ہے اور یہ امر معروف بین المسلمین ہے ان وجوہ سے اس میں کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ فقط۔

تجہیز و تکفین کے اخراجات

(سوال ۲۷۷۵) زید نے انتقال کیا دو لڑکے اور چار دختر اور ایک زوجہ چھوڑی، جن میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں نابالغ تھیں بعد انتقال زید کے اس کے بڑے لڑکے نے زید کی تجہیز و تکفین کے متعلق کل اخراجات اپنی جیب خاص سے کی، نیز اپنی دونوں بہنوں اور ایک بھائی نابالغ کی شادی اپنی جیب خاص سے کی۔ ایسی صورت میں زید کے متروکہ میں سے اس کی تجہیز و تکفین کا خرچ اور نابالغوں کی شادی کا خرچ پانے کا مستحق ہے یا نہیں اور زید کے ترکہ سے ہر ایک وارث کو کس قدر حصہ ملے گا۔

(الجواب) تجہیز و تکفین کا خرچ موافق سنت کے لے سکتا ہے۔(۱) اور جو کچھ اس نے زیادہ محتاجوں اور برادری کے کھانا کھلانے وغیرہ میں صرف کیا وہ نہیں لے سکتا اور نابالغوں کی شادی میں جو اپنے پاس سے خرچ کیا وہ نہیں لے سکتا اور تقسیم ترکہ زید اس صورت میں اس طرح ہوگی کہ بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث ترکہ زید کا چونسٹھ سہام ہو کر آٹھ سہام اس کی زوجہ کو اور چودہ چودہ سہام ہر ایک پسر کو، اور سات سات سہام ہر ایک دختر کو ملیں گے۔

مردہ کو سلا ہوا پائجامہ اور ٹوپی کفن میں دینا کیسا ہے

(سوال ۲۷۷۶) مردہ کو مرد ہو یا عورت پائجامہ و ٹوپی تاگے سے سی کر کفناتے کے وقت پہناتے ہیں یہ کیسا ہے۔

(الجواب) سوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پائجامہ اور ٹوپی کفن مسنون سے علیحدہ دیا جاتا ہے تو یہ بالکل فضول ہے اور ناجائز ہے، ٹوپی اور پائجامہ کفن میں داخل نہیں ہیں اور نہ ثابت ہیں۔ قال فی شرح المنیة السنة ان یکفن الرجل فی ثلثة اثواب قمیص وازار و لفافة الخ۔ پائجامہ اور ٹوپی کفن میں نہیں ہے، مردہ کو نہ پہنائے جاویں اور کچے تاگے اور پکے تاگے سے سینا برابر ہے، کسی تاگہ سے بھی نہ سیا جائے۔ تہبند بغیر سلا ہوا دیا جاوے۔(۲) فقط رشید احمد۔ الجواب صحیح۔ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نابالغ کا کفن

(سوال ۲۷۷۷) نابالغ بچوں کو مثل بالغ کے کفن دینا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) درست ہے۔(۳) فقط۔

میت کے اوپر کی چادر کیا کی جائے

(سوال ۲۷۷۸) بعض ولی میت کے اوپر کی چادر گورستان ہی میں موجود فقیر کو خیرات کر دیتے ہیں، لیکن بعض ولی میت مسجدوں میں بھیج دیتے ہیں، کارپرداز مسجد واں کے اس چادر کو برسوں دوسری میت لاوارث مسکین کے انتظار میں صندوق میں بند رکھتے ہیں۔ حالانکہ اس صورت میں کبھی کیڑا بھی نقصان کر دیتا ہے اور لگ جاتا ہے۔

---

(۱) الاولی بید ابتکفینہ وتجہیزہ من غیر تبذیر ولا تقتیر (سراجی ص ٤) ظفیر۔ (۲) لفظ ازار سے بے سلے تہبند کا ہونا ثابت ہے اس لئے کسی نقل اور روایت فقہی کی ضرورت نہیں، مراد بے سلے تہبند سے یہ ہے کہ تھیلا نما کرنہ پہنایا جائے۔ البتہ اگر عرض کم ہو تو سی کر ڈبل عرض بنانا درست ہے ۱۲ جمیل۔ (۳) قولہ فحسن اشارة الی انه لو کفن بکفن البالغ یکون احسن لما فی الحلیة عن الخانیة والخلاصة الطفل الذی لم یبلغ حد الشهوة الا حسن ان یکفن فیما یکفن فیه البالغ الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۰۹۔ ط۔س۔ ج ۲ ص ۲۰٤) ظفیر۔

جب کوئی لاوارث مسکین مرتا ہے تو انہیں چادروں کا کفن اس کے لئے بنا دیتے ہیں ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہ بعض لوگ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ میت کے ساتھ جو فقیر خیرات لینے کو جاتا ہے اس چادر کا مستحق وہی فقیر ہے اس قسم کی چادر یا کوئی کپڑا اگر امام مسجد یا مؤذن طالب علم مسکین کے مصرف میں خرچ کیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔ امام مسجد اگر اس چادر کو بلا حکم کارپرداز مسجد کے کسی طالب علم مسکین کو دے دے تو جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) وہ چادر ملک اولیاء میت کی ہوتی ہے، یعنی جس نے میت کو کفن دیا اور وہ چادر میت پر ڈالی وہ اس کی ملک ہے پس جس غرض کے لئے وہ چادر کارپردازان مسجد کے پاس بھیجی جاوے ویسا ہی کیا جاوے۔ اگر اولیاء میت نے وہ چادر اسی لئے بھیجی ہے کہ کسی لاوارث میت کا کفن اس سے کیا جاوے تو اس چادر کو اسی کام کے لئے رکھا جاوے اور اس کا خیال نہ کیا جاوے کہ کیڑا نہ لگ جاوے یا گل نہ جاوے کیونکہ اس میں دینے والے کی نیت اور غرض کا اعتبار کیا جاوے گا۔ اور اگر مالک چادر نے وہ چادر اس لئے دی ہے کہ کسی مسکین کو یا طالب علم کو دی جاوے تو ویسا ہی کیا جاوے اپنی طرف سے کوئی امر خلاف امر و نیت مالک نہ کیا جاوے اور یہ کہنا کہ یہ حق اس فقیر کا ہے جو جنازہ کے ساتھ جاتا ہے یا اس قبرستان میں مقیم ہے جس میں وہ میت مدفون ہوتا ہے غلط ہے کسی خاص شخص کا اس میں کچھ حق نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ جو کچھ کیا جاوے

وہ بامر و اجازت مالک چادر کیا جاوے۔ اس کی اجازت کے خلاف کوئی امر نہ کیا جاوے اور اگر مالک چادر نے کارپرداز مسجد کی رائے پر چھوڑ دیا ہے تو جیسا وہ مناسب سمجھے کرے۔ اس کے خلاف اجازت کسی دوسرے کو اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط۔

فصل رابع
جنازہ اٹھانے کا بیان

جنازہ لے جانے میں پہیئے والا تابوت استعمال کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۷۹) شملہ کا قبرستان شہر سے ڈھائی میل کے فاصلہ پر ہے، امراء کے جنازہ کے علاوہ غرباء طبقہ کے جنازہ کے ہمراہ جانا جانے والوں کے لئے وبال جان ہو جاتا ہے کیونکہ امراء کے ساتھ کثیر تعداد اشخاص کی ہوتی ہے اور غرباء کو اجرت دینے پر بھی قلی دستیاب نہیں ہوتے اور یہی تکلیف لاوارثوں کے جنازہ کے ساتھ ہوتی ہے، شہر کے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ایک تابوت اس قسم کا بنایا جاوے جس میں پہیئے لگے ہوئے ہوں۔ آیا مذکورہ بالا تکالیف کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس تابوت کا استعمال ناجائز تو نہیں ہے۔

(الجواب) جنازہ کے اٹھانے میں سنت یہ ہے کہ جنازہ کے چارپاؤں کو چار آدمی اٹھاویں اور مونڈھوں پر رکھیں۔ درمختار میں یہ طریق میت کے اٹھانے کا بیان کر کے فرمایا کہ پشت پر اٹھانا یا جانور کے اوپر رکھ کر لے جانا مکروہ ہے الخ اور یہی حکم ہے گاڑی پر لے جانے کا بھی(۱) لیکن مجبوری و بضرورت ایسا کرنا درست ہے۔ کذا فی الشامی۔(۲) فقط۔

ٹراموے پر مردہ کو لے جانا کیسا ہے

(سوال ۲۷۸۰) یہاں پر قبرستان شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے، لوگ میت کو اٹھا کر اتنی دور پیدل نہیں لے جاسکتے تھے، اس لئے سرکار نے ایک ذیہ ٹراموے ریل کا خاص مسلمانوں کی میت لے جانے کے لئے بنایا۔ اس میں میت کو اس صورت سے لے جاتے ہیں کہ میت کو گاڑی کے اگلے حصہ میں رکھ کر سب لوگ پیچھے بیٹھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو گاڑی میں چار آدمی اٹھائے رکھیں۔ یا نیچے رکھ دیں اور کتنا اونچا رکھیں۔

(الجواب) جس وقت کوئی عذر نہ ہو تو مستحب و سنت یہ ہے کہ جنازہ کو چار آدمی اٹھا کر لے جاویں اور سواری وغیرہ پر لے جانا مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار اذا حمل جنازة وضع ندباً مقدمها على يمينه ثم مئوخرها على يمينه ثم مقدمها على يساره ثم مئوخرها الى ان قال، ولذا كره حمله الى ظهر الدابة الخ ۔(۳) لیکن اگر ضرورت اور عذر ہو جیسا کہ صورت سوال میں ہے کہ قبرستان بہت دور ہے اور پیدل چلنا جنازہ اٹھانے والوں کا اتنی دور دشوار ہے تو بحالت مجبوری یہ صورت جو سوال میں درج ہے درست ہے۔(۴) یعنی میت کو گاڑی کے اگلے حصہ میں رکھ لیا جاوے اور سب لوگ پیچھے بیٹھ جائیں یہ جائز ہے اور گاڑی میں رکھنے کے لئے چار آدمیوں اور دو آدمیوں کی کچھ قید نہیں ہے جتنے آدمی اٹھا کر رکھ دیں درست ہے لیکن گاڑی تک لے جانے والے اور

---

(۱) ویکره عند نا حمله بین عمودی السریر بل یرفع کل رجل قائمة بالید لا علی العنق کالا متعة ولذا کره حمله علی ظهر دابته (الدر المختار باب صلاة الجنائز مطلب فی حمل المیت ج ۱ ص ۸۳۳. ط.س. ج۲ص۲۳۱) ظفیر. (۲) قوله ویکره عند نا الخ لان السنة التربیع وما نقل عن بعض السلف من الحمل بین العمودین ان ثبت فلعا رض کضیق المکان او کثرة الناس او قلة الحاملین کما بسطه فی فتح القدیر (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی حمل المیت ج ۱ ۸۳۴. ط.س. ج۲ص۲۳۱) ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش. ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۳۳. ط.س. ج۲ص۲۳۱ ۱۲ ظفیر. (٤) وما نقل عن بعض السلف من الحمل بین العمودین ان ثبت فلعارض کضیق المکان او کثرة الناس او قلة الحاملین (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ص ط.س. ج۲ص۲۳۱) ظفیر.

اٹھانے والے جنازہ کے چار ہونے چاہئیں، اس لئے بہتر ہے کہ وہی چار گاڑی میں رکھیں اور پھر جس وقت گاڑی سے اتار کر قبرستان تک لے جاویں تب بھی چار ہی آدمی لے جاویں اور گاڑی میں رکھنے میں پھر اس کی ضرورت نہیں کہ قدموں سے اونچا رکھیں۔ فقط۔

جنازہ اٹھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے

(سوال ۲۷۸۱) در یں ملک چہل قدمی میت دو طور میکنند یک بر دو شہا جنازہ بر داشتہ قدر دہ قدم می روند پس چہار کس دیگر پایہا جنازہ میگیرند ہمچنیں دہ دہ قدم بر داشتہ می نہند دو پایہا دیگر میگیرند۔ دیگر یک کس پایہا بدل می کند دیگراں نے واین کسان پایہا جنازہ در دست میگیرند و بر دوشہا نمی دارند، ایں ہر دو صورت جائز است یا نہ؟

(الجواب) مستحب آنست کہ مردمان علی سبیل البدلیۃ جنازہ بر دارند و ہر یک کس جنازہ بر دارندہ اول مقدمہ جنازہ را بر دوش یمین خود بر دارد و بعد ازاں موخر جنازہ را بر دوش یمین بر دارد و بعد ازاں مقدم جنازہ بر دوش یسار خود بر دارد و بعد ازاں موخرش را بر دوش یسر خود بر دارد و دہ دہ قدم ضروری نیست اگر میسر شود بہتر است و گرنہ حرجے نیست۔ (۱) فقط۔

انتقال کے بعد زوجہ کو کندھا دینا درست ہے

(سوال ۲۷۸۲) بعد انتقال زوجہ کے شوہر اس کو دیکھنا یا چھونا یا کندھا دینا چاہے تو دے سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو دیکھ سکتا ہے اور ہاتھ لگانا اس کے بدن کو بدون کپڑے وغیرہ کے ممنوع ہے اور اس کے جنازہ کا اٹھانا اور کندھا دینا جائز و درست ہے۔ (۲) فقط۔

جنازہ کی پیچھے بلند آواز سے کلمہ یا اشعار پڑھنا درست نہیں

(سوال ۲۷۸۳) ایک فتویٰ مطبع حمیدی پریس احمد آباد سے شائع ہوا ہے جس میں جنازہ کے پیچھے رفع صوت سے کلمہ طیبہ اور اشعار نعتیہ اور قراءۃ قرآن شریف کا پڑھنا مستحب قرار دیا ہے اور عبارت کتب فقہ معتبرہ کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حکم سلف میں تھا اب بسبب بدلنے زمانے کے یہ حکم نہ رہا۔ اس صورت میں شرعاً حکم کیا ہے۔

(الجواب) قال فی الدر المختار کما کرہ فیھا رفع صوت بذکراو قراء ۃ فتح . قولہ کما کرہ قیل تحریماً وقیل تنزیھاً کما فی البحر عن الغایۃ وفیہ عنھا وینبغی لمن تبع الجنازۃ ان یطیل الصمت وفیہ عن الظھیریۃ فان ارادان یذکر اللہ تعالیٰ یذکرہ فی نفسہ بقولہ تعالیٰ انہ لا یحب المعتدین ای الجاھرین بالدعاء وعن ابراھیم انہ کان یکرہ ان یقول الرجل وھو یمشی معھا استغفر واللہ غفر اللہ لکم اہ قلت واذا کان ھذا فی الدعاء والذکر فما ظنک بالغناء الحادث فی ھذا الزمان انتھیٰ . ردالمحتار (۱) اس سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین اور فقہاء و محققین اس موقع پر ذکر جہر وغیرہ سے منع فرماتے ہیں۔

---

(۱) واذا حمل الجنازۃ وضع ندبا مقدمھا علی یمینہ عشر خطوات الخ ثم وضع متوخرہ علی یمینہ کذا لک ثم مقدمھا علی یسارہ ثم موخرھا الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی حمل المیت ج ۱ ص ۸۳۳. ط.س. ج۲ ص ۲۳۱) ظفیر. (۲) ویمنع زوجھا من غسلھا ومسھا لا من النظر الیھا علی الا صح (الد المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلوۃ الجنائز ج ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص ۱۹۸) ظفیر.

وهو الا حوط الا وفق بالقواعد الشرعية۔ فقط۔

غیر مسلم پڑوسی کے جنازہ کے ساتھ جانادرست ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۸٤) اگر کوئی نصرانی جاریا کسی اور وجہ سے اس سے تعلق ہو گیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد اس کے جنازہ کی ہمراہ ان کے قبرستان تک جا سکتا ہے یا نہیں۔ علیٰ ہذا۔ اسی طرح اگر مسلمان مر جاوے تو وہ نصرانی اس کے جنازہ کے ہمراہ قبرستان تک جا سکتا ہے۔ یا نہیں۔

(الجواب) بضرورت ایسا کرنا جائز ہے کما وردان النبی صلی اللہ علیه وسلم عادیهودیاً مرض فی جواره هدایه ۔(۲) وفی النوادر جار یهودی او مجوسی مات ابن له او قریب ینبغی ان یعزیه ویقول اخلفه الله عینك خیراً منه واصلحك الخ ص ۲٤۸ باب حظر وابا حة۔(۱)

روزہ دار مر جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۷۸۵) روزہ دار اگر روزہ سے مر جاوے اور روزہ افطار نہ کرے تو اس کی موت کیسی ہے۔

(الجواب) شامی میں ہے کہ روزہ دار اگر صبر کرے اور روزہ افطار نہ کرے اور مر جاوے تو اس کو ثواب ملتا ہے گنہگار نہیں ہے۔(۲)

ناپاک جنازہ کو کندھا لگائے یا نہیں

(سوال ۲۷۸٦/۱) جنازہ کے ہمراہ کاندھا نجس آدمی کو دینا جائز ہے یا نہیں

جنازہ کا سرہانہ آگے رکھا جائے

(سوال ۲۷۸۷/۲) جنازہ مکان سے تا گورستان پہلے پائی بعدہ، سرہانہ۔ یہ قاعدہ درست ہے یا نہیں۔ چونکہ جدید قاعدہ امام جامع مسجد شکوہ آباد نے بتلایا ہے۔ پہلے سرہانہ نکال کر تا گورستان لے جانا ممنوع ہے۔ یہ درست ہے یا نہیں۔

(الجواب)(۱) درست ہے۔(۳)

(۲) آگے سرہانہ رکھنا چاہئے یہ موافق سنت کے ہے اور آگے پائی رکھنا اور پیچھے سرہانہ رکھنا درست نہیں ہے۔ یہ امر خلاف سنت ہے۔(۴) فقط۔

اعمال کا اثر مردہ کے وزن پر نہیں ہوتا

(سوال ۲۷۸۸) اکثر جسیم آدمی کی لاش سبک ہوتی ہے اور لاغر وجود آدمیوں کی گراں۔ کیا گرانی اعمال صالحہ اور

---

(۱) ردالمحتار۔ باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) هد ایه اخرین کتاب الکراهیة مسائل متفرقه ج ٤ ص ٤٥٨۔ ۱۲ ظفیر۔
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی البیع ج ۵ ص ۳٤۱ ۱۲ ظفیر۔
(٤) ویوجر لو صبر مثله سائر حقوقه تعالیٰ فافساد صوم و صلاة الخ (ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۸) ظفیر عفا الله عنه۔
(۵) جنازہ اٹھانے والے کے لئے پاک ہونا شرط نہیں ہے البتہ نماز کے لئے پاک ہونا ضروری ہے ۱۲ ظفیر۔
(٦) وفی حالة المشی با لجنازة یقدم الراس کما فی المضمرات (عالمگیری مصری باب الجنائز فصل رابع ج۱ ص ۱۵۲)

سبک اعمال بد کا نشان ہے یا بر عکس یا کیا۔
(الجواب) اس گرانی اور سب کی وجہ سے کچھ حکم نہیں کر سکتے۔ یہ امر مفوض حکم الٰہی ہے کہ عند اللہ کون اچھا ہے اور کون برا۔ فقط۔

مرنے والی عورت کا ولی شوہر نہیں عصبہ ہیں

(سوال ۲۷۸۹) احد الزوجین کے مر جانے سے ان کے باہمی تعلقات قطع ہو جاتے ہیں یا نہ، یعنی عورت مر جائے تو خاوند اسے دیکھ سکتا ہے یا نہ اور اس کے جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے یا نہ، اور ولی عورت کا اس کا خاوند ہے یا ماں باپ بھائی۔
(الجواب) عورت کے مرنے سے خاوند کے تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں اسی لئے غسل اور مس کرنا (چھونا) درست نہیں ہے، مگر دیکھنے کی اجازت فقہاء نے دی ہے اور مرد کے مرنے سے عورت کے تعلقات عدت تک منقطع نہیں ہوتے۔ اسی لئے عورت اپنے شوہر متوفی کو غسل دے سکتی ہے اور جنازہ کو کندھا دینا تو ہر ایک عورت متوفیہ کے جنازہ کو درست ہے۔ اپنی عورت متوفیہ کے جنازہ کو بھی درست ہے اور ولی عورت متوفیہ کا اس کا باپ اور اس کے بھائی وغیرہ عصبات ہیں۔ شوہر ولی نہیں ہے۔[1]

جنازہ لے کر دس دس قدم چلنا ثابت ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۹۰) جنازہ لے کر جو چالیس قدم دس دس قدم لوگ گنتے ہیں یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے یا نہ؟
(الجواب) یہ حدیث در مختار میں نقل کی ہے من حمل جنازة اربعين خطوة كفرت عنه اربعين كبيرة۔[2] اور شامی نے اس حدیث کو زیلعی سے نقل کیا ہے اور بحر میں بدائع سے منقول ہے اور شرح منیہ میں کہا ہے کہ اس کو حضرت ابو بکرؓ نے روایت کیا ہے[3] پس اگر ضعیف بھی ہے تو عمل درست ہے۔ فقط۔

اگر قبرستان مشرق میں ہو تو پہنچاتے وقت میت کا سر کدھر رکھا جائے

(سوال ۲۷۹۱) اگر قبرستان مشرق کی جانب ہو تو میت کو لے جاتے وقت سر کس طرف ہو۔
(الجواب) قبرستان خواہ کسی طرف ہو مشرق کی جانب ہو یا مغرب کی، یا شمال و جنوب کی طرف ہو بہر حال سرہانہ چارپائی کا آگے کی طرف ہونا چاہئے یعنی میت کا سر آگے ہونا چاہئے۔[4]

گاڑی پر جنازہ لے جانا مکروہ ہے

(سوال ۲۷۹۲) میت کو قبرستان تک اعرابہ پر لے جانا کیسا ہے۔
(الجواب) در مختار میں ہے ويكره عندنا حمله بين عمودى السرير بل يرفع كل رجله قائمة باليد على العنق كا لا متعة ولذا كره حمله على ظهرو دابة ۔[5] الخ ازیں عبارت معلوم شد کہ در عرابہ داشتن میت را

---

(۱) ثم الولي بترتيب عصوبة الا نكاح الا الاب فيقدم على الا بن اتفاقا(الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٤.ط.س.ج۲ص ۲۲۰) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في حمل الميت ج ۱ ص ۸۳۳.ط.س.ج۲ص۲۳۱. ۱۲ ظفير. (۳) ردالمحتار مطلب حمل الميت ج۲ ص ۸۳۳ ۱.ط.س.ج۲ص۲۳۱. ۱۲ ظفير. (٤) وفي حالة المشي بالجنازة يقدم الراس كذا في المضمرات (عالمگیری کشوری. باب الجنائز ج ۱ ص ۱۵۹) ظفير
(۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۰ .ط.س.ج۲ص۱۹۵ .۱۲ ظفير.

مکروہ است کما یظہر من قولہ کالا حتہ ولبضرورت وعذر انچہ سہل باشد جائز است۔ فقط۔

جنازہ کے پیچھے چلے

(سوال ۲۷۹۳) جنازہ کے آگے چلنا افضل ہے یا پیچھے۔

(الجواب) وندب المشي خلفها۔ در مختار ۔(۲) اور مختار اور مستحب ہے جنازہ کے پیچھے چلنا۔ فقط۔

جنازہ کے دور کے راستہ سے لے جانا اچھا نہیں ہے

(سوال ۲۷۹٤) مولوی اسحٰق صاحب نے وعظ میں یہ فرمایا ہے کہ جنازہ دور دراز کے راستہ سے نہ لے جانا چاہئے، یہ صحیح ہے یا نہ۔

(الجواب) مقتضی الفاظ حدیث عجلوا به۔(۲) اور عبارت در مختار ویسرع في جهازه۔(۳) وحدیث ابی ہریرۃ اسرعوا بالجنازۃ۔(۴) الحدیث کا بے شک یہ ہے کہ بلا ضرورت ایسے دور دراز راستہ سے جنازہ کو لے جانا کہ جس میں دفن میں تاخیر لازم آوے اچھا نہیں ہے۔ اور خلاف مستحب ہے

غسل کے وقت میت کا سر کدھر ہو

(سوال ۲۷۹۵) غسل کے وقت میت کا سر کدھر ہونا چاہئے۔

(الجواب) میت کے غسل کے وقت جس طرح سہولت ہو میت کو رکھیں۔ ہر طرح درست ہے۔ خواہ سر قبلہ کی طرف ہو یا پیر، یا شمال کو یا جنوب کو ہو، کذا فی الدر المختار اور بہتر یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہو، مانند قبر کے۔(۵)

بیوی کے جنازہ کو بوسہ نہیں دے سکتا

(سوال ۲۷۹٦) اگر کسی کی اہلیہ فوت ہو جاوے تو وہ اس کو بوسہ دے سکتا ہے یعنی شوہر زوجہ کو بوسہ دے سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو مس نہیں کر سکتا، پس بوسہ لینا بھی جائز نہیں ہے **ويمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر اليها على الا صح الخ در مختار۔(٦)**

بوقت غسل میت میں ہیئت اچھی کیا ہے

(سوال ۲۷۹۷) بوقت غسل کیفیت وضع میت طولاً الی القبلہ و جنوباً و شمالاً منقول ہے، دونوں صورتیں جائز ثابت ہیں لیکن مستفتی دو امر کا استفتاء کرنا چاہتا ہے۔ (۱) دونوں صورتوں سے افضل اور زیادہ تر قابل اعتماد کون سی ہے۔ (۲) آنحضرت ﷺ کا غسل کس طرح تھا۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۳ . ط.س. ج۲ ص ۲۳۱ . ۱۲ ظفير.

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۹۹ ۱۲ ظفير . ط.س. ج ۲ ص ۱۹۳

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۷۹۹. ط.س. ج۲ ص۱۹۳ ۱۲ ظفير.

(۴) مشكوٰة باب المشي بالجنازة ص ۱٤٤ ۱۲ ظفير.

(۵) ويوضع كما مات كما تيسر في الا صح وقيل يوضع الى القبلة طولا وقيل عرضا كما في القبر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۰. ط.س. ج۲ ص۱۹۵) ظفير.

(٦) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳. ط.س. ج۲ ص۱۹۸. ۱۲ ظفير.

(الجواب) فقہاء نے راجح اور اصح اسی کو فرمایا ہے کہ جو طریق آسان ہو اسی کو اختیار کیا جائے۔ کذا فی الدر المختار۔

اور شرح منیہ میں فرمایا والعرف ان یوضع علی قفاہ طولا نحوا القبلة هذا ان اتسع المکان الا فالاصح انه یوضع کما تیسر الخ۔(۱) اور اس سے پہلے یہ لکھا ہے وقال الا سبیجابی لاروایة فیه عن اصحابنا الخ۔(۲) اور آنحضرت ﷺ کے غسل کی کیفیت جو منقول ہے اس میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ بوقت غسل آپ کو کس طرح لٹایا گیا تھا۔ اسی لئے غالباً فقہاء نے یہ فرمایا ہے کہ جو صورت سہل ہو اس کو اختیار کیا جائے، اور ہمارے بلاد میں معروف یہ ہے کہ حتی الوسع سر شمال کو اور پیر جنوب کو کر کے لٹادیا جاتا ہے جیسا کہ صلاۃ مریض کی ایک صورت یہ بھی ہے اور طریقہ موافق ہے حدیث قبلتکم احیاءً او امواتاً(۳) کے جیسا کہ قبر میں رکھنے میں اس کی رعایت کی گئی ہے اور اس کو سنت فرمایا ہے۔

لے جاتے وقت جنازہ کا سرہانہ آگے ہو

(سوال ۲۷۹۸) جنازہ کو بوقت لے جانے قبرستان کے کس رخ لے جانا چاہئے یعنی مردے کے پاؤں کس جانب ہوں اور سر کس جانب؟

(الجواب) جس طرف کو جاویں آگے سرہانہ چارپائی کا رکھیں۔(۴) فقط۔

بعض عبارت کا مطلب

(سوال ۲۷۹۹) عالمگیری باب حمل جنازہ میں (علی طریق التعاقب) کی کیا صورت ہے اور عبارت قاضی خاں لیطوف کل واحدمنهم علی جوانبها الاربع الخ سے جنازہ کے چاروں جانب ایک دفعہ طواف کرنا مسنون معلوم ہوتا ہے۔

(الجواب) اس سے غرض صرف یہ ہے کہ جنازہ کے چاروں پائے اٹھائے جاویں، یہ سنت ہے اور اس لئے دور کی ضرورت ہے، نہ یہ کہ دور و طواف جنازہ کا مقصود ہو۔(۵) ہذا وہم باطل۔

نامحرم عورت کے جنازہ کو کندھا دینا درست ہے

(سوال ۲۸۰۰) عورت نامحرم کے جنازہ کو کندھا دینا کیسا ہے (الف) کندھا چاروں پاؤں کا دینا ضروری ہے یا نہ۔ اور ہر پائے کو کتنی دور اٹھانا احسن ہے

(الجواب) عورت نامحرم کے جنازہ کو کندھا دینا بھی مستحب ہے اور ثواب ہے اور چاروں پاؤں کو اٹھانا مستحب ہے۔ ہر ایک پائے کو دس قدم اٹھانا بہتر ہے اور ورنہ جیسے میسر ہو درست ہے۔(۶)

---

(۱) ویوضع کما مات کما تیسر فی الا صح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۰۰۔ ط س ج۲ص۱۹۵) ظفیر۔ (۲) غنیة المستملی فصل فی الجنائز ص ۵۳٤ ۱۲ ظفیر

(۳) ایضاً ۱۲ ظفیر۔ (٤) درمختار میں ہے واذا حمل الجنازة وضع ندبا مقدمها علی یمینه الخ ثم وضع مؤخر ها علی یمینه (در مختار) (قوله ندبا) لان فیه ایثار الیمین والمقدم علی الیسار والمئوخر (ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج۱ ص ۸۳۳۔ط.س. ج۲ص۲۳۱) ظفیر۔ (٥) فاذاحمل الجنازة وضع ندبا مقدمها وکذا المؤخر علی یمینه ثم وضع مؤخر ها علی یمنه کذالك ثم مقدمها علی یساره ثم مؤخرها کذا لك (الدر المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۱۲۳، ج ۱ ص ۱۲٤ ط س ج۲ص۲۳۱) ظفیر

(۶) واذا حمل الجنازة وضع ندبا مقدمها علی یمینه عشر خطوات الخ ثم مؤخر ها الخ ثم مقدمها علی یساره الخ [illegible] الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صلاة الجنائز حمل المیت ج ۱ ص ۸۳۳. ط س ج۲ص ۲۳۱) ظفیر

نامحرم عورت کا اٹھانا درست ہے

(سوال ۲۸۰۱) محرم عورت کا جنازہ مردوں کو اٹھانا کیسا ہے

(الجواب) عورت کا جنازہ غیر محرم مردوں کو اٹھانا درست ہے اور ثواب ہے۔

جنازہ کے ساتھ جائے نماز لے جانا بے اصل ہے

(سوال ۲۸۰۲) جنازہ کے ساتھ جاء نماز لے جانا کیسا ہے۔

(الجواب) جائے نماز کفن میں داخل نہیں ہے۔ یہ بے اصل ہے اور اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مسلمان کا ہندو میت کے ساتھ جانا اور کفن دفن میں شریک ہونا مباح ہے

(سوال ۲۸۰۳) مسلمان کو ہندو کے جنازہ کے ساتھ جانا اور اس کا کفن دفن کرنا جائز ہے یا نہیں اور ہندو کو مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه الکافر الا صلی الخ عند الا حتیاج فلوله قریب فالا ولی ترکه لهم الخ(۱) اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قریب رشتہ دار کافر کو عند الضرورت کفن دفن کر سکتا ہے اور شریک جنازہ ہو سکتا ہے لیکن بلا ضرورت اچھا نہیں ہے۔ پس جب قریب رشتہ دار کافر کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ بلا ضرورت اس کے دفن و کفن کا تکفل اچھا نہیں تو غیر قریب میں بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہے اور آگے جو کچھ ان کے مذہبی رسوم ادا کرنے کی بابت سوال میں لکھا ہے اس کی حرمت میں کچھ تامل اور کلام نہیں۔ اور اگر کوئی ہندو کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جاوے ملاقات وغیرہ کی وجہ سے تو اس کو روکا نہ جاوے کہ اخلاق اہل اسلام سے یہ بعید ہے۔ فقط۔

قرآن شریف جنازہ کے ساتھ لے جانا خلاف سنت ہے

(سوال ۲۸۰٤) میت کے ہمراہ قرآن شریف اس کی چارپائی پر رکھ کر قبرستان تک لے جاتے ہیں یہ کیسا ہے۔

(الجواب) یہ طریق خلاف سنت ہے اور ناجائز ہے، اس کو بالکل ترک کیا جائے۔(۲) فقط۔

جنازہ پر شوخ رنگ کی چادر ڈالنا کیسا ہے

(سوال ۱/۲۸۰۵) جنازہ پر سرخ زرد وغیرہ شوخ رنگ کی چادر ڈالنا کیسا ہے؟

جنازہ کیلئے بھاری پلنگ رکھنا کیسا ہے

(سوال ۲/۲۸۰٦) جنازہ کے لئے بھاری پلنگ رکھنا جس کو ہر شخص نہ اٹھا سکے جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)(۱) یہ مکروہ ہے۔(۳)

(۲) جواز میں تو کچھ کلام نہیں ہے مگر ہلکی چارپائی رکھنا بہتر ہے جس کو سب اٹھا سکیں اور کندھا دے سکیں۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز جلد اول قبیل مطلب فی حمل المیت ص ۸۳۲. ط.س. ج۲ص ۲۳۰. ۱۲ ظفیر. (۲) کتاب و سنت میں کہیں اس کا ثبوت نہیں ہے اور نہ فقہاء نے لکھا ہے بلکہ جو طریقہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے منقول ہے، اس کے خلاف ہے واللہ اعلم ظفیر۔

(۳) یستحب فیه البیاض الخ ویکره للرجل المزعفر والمعصفر والحریر ولا یکره للنساء اعتبار ابحال الحیاة (غنیة المستملی ص ۳۸ فی تکفینه) یہ کفن کا حکم ہے جس طرح زندگی میں خاص خصوص رنگین کپڑے مرد کے لئے ... ہیں ان طرح مرنے کے بعد بھی مکروہ ہوا ۱۲ ظفیر۔

جنازہ کے ساتھ نعت، درود یا قرآن آواز کے ساتھ پڑھنا ثابت نہیں

(سوال ۲۸۰۷) جنازہ کے ساتھ ساتھ کلمہ توحید یا قرآن شریف یا درود شریف یا نعت وغیرہ بلند آواز سے پڑھنا شرعاً ثابت ہے یا نہیں۔ اگر ثابت نہیں تو کیا حکم ہے۔

(الجواب) یہ طریقہ سلف صالحین صحابہؓ و تابعینؒ وائمہ مجتہدینؒ سے ثابت نہیں ہے لہذا بدعت و مکروہ ہے اور تصریحات و قواعد فقہیہ سے اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے لہذا ترک کرنا اس کا لازم ہے۔(۱) فقط۔

میت کا بانس کی ارتھی پر لیجانا درست نہیں

(سوال ۲۸۰۸) جنازہ کو تابوت میں لے جانا یا چارپائی پر لے جانا آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اس کا رواج تھا نہیں یہاں کے لوگ بانس کی سیڑھی تیار کر کے اس پر میت کو مثل ہنود کے لے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ میت کو قبرستان لے جانے کا درست ہے یا نہیں

(الجواب) مثل ہندوؤں کے جنازہ مسلمان کو بانسوں کی ارتھی پر لے جانا درست نہیں ہے۔ مسلمان کے جنازہ کو عزت واحترام کے ساتھ لے جانا چاہئے اور میت کو سریر پر لے جانے کا رواج آنحضرت ﷺ سے اب تک ہے اور جنازہ اسی تخت یا چارپائی کو کہتے ہیں جس پر میت ہو قال الا زھری لا یسمی جنازۃ حتی یشد المیت علیه مکفناً الخ ردالمحتار۔(۲) فقط۔

عورت کے دفن و کفن کا خرچ کس کے ذمہ ہے

(سوال ۲۸۰۹) کفن دفن متوفیہ کا خرچ کس کے ذمہ ہے

(الجواب) اس صورت میں کفن دفن کا خرچ بذمہ شوہر ہے قال فی الدر المختار واختلف فی الزوج والفتویٰ علی وجوب کفنها علیه عند الثانی وان ترکت مالاً خانیه ورجحه فی البحر الخ وذکر فی شرح المنیة عن شرح السرجیه لمصنفها ان قول ابی حنیفه کقول ابی یوسف(۳) رحمة الله علیه۔ فقط۔

مشرق کی طرف جنازہ لے جانے پیر کا قبلہ کی طرف ہونا درست ہے

(سوال ۲۸۱۰) اگر جنازہ مشرق کی طرف لے جاویں تو سر میت کا قبلہ کی طرف کریں یا مشرق کی۔ اگر سر مشرق کی طرف کریں تو قبلہ کی جانب پاؤں میت کے ہوتے ہیں۔

(الجواب) میت کا سر آگے ہی کرنا چاہئے اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ پیر میت کے قبلہ کی طرف ہوں۔(۴) فقط۔

---

(۱) قال النبی صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد متفق علیه (مشکوٰة باب الاعتصام ص ۲۷)
(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۹۵ ط.س. ج۲ ص ۱۸۹ ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۰ وعبارتها اذا ماتت المراء ۃ ولا مال لها قال ابو یوسف یجبر الزوج علی کفنها الخ وقال محمد لا یجبر الزوج والصحیح الاول ا ه (ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۸۱۰ ط.س. ج۲ ص ۲۰۶) ظفیر.
(۴) فی حالة المشی بالجنازة یقدم الراس کذا فی المضمرات (عالمگیری مصری فی حمل الجنازة ج۱ ص ۱۵۲ ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۶۲) ظفیر.

فصل خامس

نماز جنازہ

نماز جنازہ کے بعد بیٹھنے کا غلط رواج

(سوال ۲۸۱۱) نماز جنازہ کے بعد اکثر سلام پھیر کر بیٹھ جاتے ہیں اور الحمد و درود شریف وغیرہ پڑھ کر جناب رسول اللہ ﷺ اور اصحاب اربعہؓ کی ارواح پاک کو بخش کر حاضر میت کی ارواح کو بخشتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جنازہ کی نماز کے بعد اور کوئی دعا مشروع نہیں ہے، پس یہ فعل بعد نماز جنازہ کے نہ کرنا چاہئے۔(۱) فقط۔

طاعون کی وجہ سے کوئی بھاگ جائے اور وہ وہاں مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

(سوال ۲۸۱۲) بے نمازی یا جو لوگ طاعون سے بھاگ جاتے ہیں اگر وہ دوسری جگہ جاکر مر جاویں تو ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے یا نہ؟

(الجواب) نماز جنازہ ان کی پڑھنی چاہئے۔(۲)

نماز کا تارک کافر نہیں اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

(سوال ۲۸۱۳) عمر نے لوگوں کو وعظ و نصیحت کر کے نماز کی پابندی کی تاکید کی سب نے اپنی غفلت اور سستی پر نادم ہو کر نماز پڑھنے کا وعدہ کیا، لیکن زید نے کہا کہ میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں تم کو کیا، مجھ کو اتنی مہلت اور فرصت بوجہ ملازمت کے نہیں ملتی کہ نماز پڑھوں الخ زید کی اس گفتگو سے امر شرعی کی توہین لازم آتی ہے یا نہ؟ اگر زید قبل توبہ مر جائے تو نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہ؟ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ جو مسلمان باوجود فرض جاننے نماز کے سستی سے نماز پڑھی اور اسے کوئی نماز کے لئے بلائے اور وہ پھر بھی نماز نہ پڑھے، تو ایسا شخص کافر ہے اس کو تین دن کی مہلت توبہ کے لئے دی جائے۔ اگر توبہ نہ کرے تو تلوار سے قتل کیا جائے اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے۔ یہ صحیح ہے یا نہ؟

(الجواب) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حنبلی مذہب کے ہیں یعنی امام احمد ابن حنبلؒ کے مذہب کے پیرو ہیں، ان کا مذہب یہی ہے جو انہوں نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ ور دیگر ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ تارک نماز فاسق ہے اور واجب التعزیر ہے کافر نہیں ہے، لہذا اس کے جنازے کی نماز پڑھی جاوے لقوله عليه الصلوٰة والسلام صلوا على كل بر و فاجر الحديث ۔ پس زید اس صورت میں فاسق ہے اس کو چاہئے کہ توبہ

---

(۱) ولا يدعو للميت بعد صلاة الجنازة لانه يشبه الزيادة في صلاة الجنازة (مرقاة المفاتيح ج ۲ ص ۳۲۹) ظفير۔
(۲) هي فرض على كل مسلم (در مختار . ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰) ظفير۔

کرے اور نماز شروع کرے اور جنازہ کی نماز کا حکم اوپر مذکور ہوا کہ پڑھنی چاہئے۔ البتہ اگر زجراً ایسے لوگ شریک نہ ہوں جو مقتدا ہیں اور دوسرے لوگ نماز پڑھ لیں تو تنہا ایسا کرنا درست ہے۔ فقط۔

بچہ زندہ پیدا ہوا مگر پھر مر گیا کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۱٤) ایک شخص کے گھر میں لڑکا زندہ پیدا ہوا۔ جو ۳۔۴ گھنٹہ بعد فوت ہو گیا، انہوں نے اس کو بلا ادائے نماز جنازہ دفن کر دیا غسل بھی نہیں دیا۔ اس صورت میں نماز جنازہ کا کیا حکم ہے اور ان لوگوں کے لئے کیا جرم اور کیا سزا ہے۔

(الجواب) جو بچہ زندہ پیدا ہوا اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے،(۱) بدون نماز کے دفن کر دینے سے وہ لوگ جن کو اطلاع ہوئی گنہگار ہوئے اور حکم ایسے جنازہ کی نماز کا جو بلا نماز کے دفن کر دیا گیا یہ ہے کہ اس کی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک کہ گمان اس کے پھٹنے اور گلنے کا نہ ہو اس کی تحدید بعض علماء نے تین دن فرمائی ہے اور صحیح یہ ہے کہ کچھ مدت مقرر نہیں ہے۔ جب تک کہ پھٹنے کا گمان نہ ہو اس وقت تک نماز پڑھنا فرض ہے۔(۲) پس اب جب کہ وہ مدت بھی گذر گئی تو ان لوگوں پر گناہ رہا۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ توبہ اور استغفار کریں اور آئندہ ایسا نہ کریں بس یہی کافی ہے اس سے زیادہ کچھ تشدد ان لوگوں پر نہ کیا جاوے، کیونکہ بوجہ جہل کے ایسا ہوا۔ فقط۔

جب میت بلا غسل و بلا نماز دفن کر دیا تو کیا اس کی قبر پر نماز جنازہ درست ہے

(سوال ۲۸۱۵) میت را بلا غسل و بلا اداء نماز جنازہ دفن کردند، آیا بغیر از غسل بر قبر وی نماز جنازہ خواندن جائز است یا نہ؟

(الجواب) بروایت ابن سماعہ تا سہ روز یا تا عدم ظن تفسخ میت بر قبر او نماز ادا کردہ شود بعد ازاں ساقط می شود فی الدر المختار اوبها بلا غسل في الشامي هذا رواية ابن سماعه والصحيح انه لا يصلى على قبره في هذه الحالة الخ ثم قال وقال الكرخي يصلى وهو الا ستحسان(۳) فقط۔

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

(سوال ۲۸۱٦) جو شخص خودکشی کرے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے یا نہیں۔

(الجواب) اس میں اختلاف ہے اور پڑھنے پر بھی فتویٰ ہے کما في الدر المختار من قتل نفسه ولو عمدا يغسل ويصلى عليه به يفتى۔(٤) فقط۔

---

(۱) ومن ولد فمات يغسل ويصلى عليه الخ ان استهل اى وجد منه ما يدل على حياته بعد خروج اكثره (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۸۲۸. ط.س. ج۲ ص ۲۲۷) ظفیر.

(۲) وان دفن واهيل عليه التراب بغير صلاة اوبها بلا غسل الخ صلى على قبره استحسانا مالم يغلب على الظن تفسخه من غير تقدير هو الا صح (درمختار) لانه يختلف باختلاف الاوقات جراو برد اوا لميت سمنا وهز الا وامكنة بحر وقيل يقدر بثلاثة ايام وقيل عشرة وقيل شهر (ردالمحتار باب ايضاً ج ۱ ص ۸۲٦. ط.س. ج۲ ص ۲۲٤) ظفیر

(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦ و ج ۱ ص ۸۲۷. ط.س. ج۲ ص ۲۲٤ ۱۲ ظفیر.

(٤) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۵. ط.س. ج۲ ص ۲۱۱. ۱۲ ظفیر.

جنازہ کی صفوں میں سجدہ کی جگہ چھوڑنا بے اصل ہے

(سوال ۲۸۱۷) مشہور ہے کہ جنازہ کی نماز میں صف بندی کرتے وقت صفوں کے درمیان ایک سجدہ کی جگہ چھوڑنی چاہئے اس کی کیا اصل ہے۔

(الجواب) اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور کچھ ضرورت نہیں ہے۔(۱) فقط۔

عورت جنازہ کی نماز پڑھا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۱۸) عورت جنازہ کی نماز پڑھا سکتی ہے یا نہ۔

(الجواب) یہ تو ظاہر ہے کہ عورت مردوں کی امام نہیں ہو سکتی، لیکن جنازہ کی نماز کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر عورت مردوں کی امام جنازہ کی نماز میں ہوئی تو اگرچہ امامت اس کی صحیح نہیں ہوئی اور مردوں کی نماز اس کے پیچھے نہیں ہوئی مکروہ ہے لیکن چونکہ خود اس کی نماز ہو گئی ہے اس لئے فرضیت ساقط ہو گئی کیونکہ جنازہ کی نماز اگر صرف ایک عورت بھی پڑھ لے تو فرض کفایہ ادا ہو جاتا ہے لسقوط فرضها الخ درمختار بواحد کما لوامت امرأة الخ ای امت رجلاً فان صلاتها تصح وان لم یصح الا قتداء بها ۔(۲) فقط۔

کیا دوبارہ نماز جنازہ درست ہے

(سوال ۲۸۱۹) نماز جنازہ دوبارہ پڑھنے کے واسطے کیا حکم ہے اور مردہ کا منہ وقت دفن دکھانا کیسا ہے؟

(الجواب) جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنی درست نہیں اور اس میں کچھ تفصیل ہے جو کتب فقہ میں مذکور ہے کہ اگر پہلے ولی نے نماز نہیں پڑھی اور نہ اس کی اجازت سے نماز پڑھی گئی بلکہ ایسے لوگوں نے نماز پڑھی کہ جن کو حق تقدم نہیں تھا تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر ولی اول نماز پڑھ لے تو پھر دوسروں کو اجازت نہیں کہ مکرر نماز پڑھیں۔ درمختار میں ہے وان صلی هو ای الولی بحق بان لم یحضر من یقدم علیه لا یصلی غیره بعده الخ وفیه ایضا لان تکرارها غیر مشروع۔(۳) الخ اور منہ دیکھنا میت کا درست ہے لیکن کفن میں ڈھکنے کے بعد کھولنا چہرہ کا اچھا نہیں ہے۔

حرام کار کی نماز جنازہ

(سوال ۲۸۲۰) زید نے ہندہ سے نکاح کیا بعد میں زید نے ہندہ کی بہن حقیقی حفیظن سے بھی نکاح کر لیا۔ دونوں بہنیں زید کے نکاح میں ہیں، زید حفیظن کو الگ نہیں کرتا، اب مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے اور اگر زید مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) زید کا نکاح حفیظن سے نہیں ہوا۔(۴) زید کو چاہئے کہ حفیظن کو علیحدہ کر دے اور توبہ کرے ورنہ سخت عاصی و فاسق رہے گا اور مسلمانوں کو اس سے متارکت لازم ہے کھانا پینا اس کے ساتھ چھوڑ دیں اور برادری سے علیحدہ کر دیں۔ البتہ جس وقت توبہ کر لے اور حفیظن کو چھوڑ دے اس وقت اس سے ملیں جلیں اور اگر زید اس حالت

---

(۱) جب اس میں سجدہ نہیں ہے تو پھر جگہ چھوڑنے کا حاصل کیا ہوگا ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۲. ط.س. ج۲ص۲۰۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۲۱. ط.س. ج۲ص۲۲۳. ۱۲ ظفیر.
(٤) حرمت علیکم امهاتکم الخ وان تجمعوا بین الاختین (النساء.)

مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔ یعنی ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ فقط۔

نماز جنازہ کے لئے وصیت اور اس کا حکم

(سوال ۲۸۲۱) ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز فلاں شخص پڑھاوے، کسی وجہ سے وہ شخص نماز نہ پڑھا سکا بلکہ دوسری شخص نے نماز پڑھائی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) نماز درست ہو گئی اور فرض ادا ہو گیا۔(۱) فقط۔

قادیانی کی نماز جنازہ درست نہیں

(سوال ۲۸۲۲) ایک شخص قادیانی ہو گیا اس کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھی جاوے یا نہیں اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاوے یا نہیں۔

(الجواب) وہ کافر و مرتد ہے اگر مرے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں، اور مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہ کریں۔(۲) فقط۔

بعد نماز جنازہ پھر گھر میں لا کر دعا کرنا بدعت ہے

(سوال ۲۸۲۳) نماز جنازہ کے بعد میت کو گھر میں لا کر دعا مانگتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ میت کے جنازہ کی نماز ہو گئی تو پھر گھر آکر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا نہ چاہئے کہ یہ بدعت ہے۔ فقط۔

نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہیں مگر پانچ کہنے والا کافر نہیں

(سوال ۲۸۲۴) ایک شخص سنی نماز جنازہ میں پانچ تکبیرات پڑھتا ہے وہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں۔

(الجواب) پانچ تکبیرات کا کہنا نماز جنازہ میں عند الحنفیہ مشروع نہیں ہے، نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں اور جس روایت میں پانچ تکبیر وارد ہوئی ہیں وہ منسوخ ہے لیکن اس وجہ سے تکفیر مسلمان کی نہ کی جاوے۔(۳) البتہ روافض سبی کو بعض فقہاء نے کافر کہا ہے۔ وتفصیلہ فی کتب الفقہ۔ فقط۔

نماز جنازہ جوتے میں نہ پڑھی جائے

(سوال ۲۸۲۵) نماز جنازہ جوتے سے جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) وفي الكبرى الميت اذا اوصى بان يصلي عليه فلان فالوصية باطلة وعليه الفتوى عالمگيري مصري ج ۱ ص ۱۵۳

(۲) اما المرتد فيلقى في حفرة كالكلب (در مختار) اى لا يغسل ولا يكفن (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۳. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۰) ظفير.

(۳) وهي اربع تكبيرات الخ يرفع يديه في الاولىٰ فقط الخ ويثني بعدها الخ ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم كما في التشهد بعد الثانية الخ ويدعو بعد الثالثة الخ ويسلم بلادعاء بعد الرابعة الخ ولو كبرا مامه خمسا لم يتبع لانه منسوخ (در مختار) لان الآثار اختلف في فعل رسول الله فروى الخمس والسبع والتسع واكثر من ذلك الا ان آخر فعله عليه الصلوٰة والسلام كان اربع تكبيرات فكان ناسخا لما قبله عن الامداد وفي الزيلعي انه صلى الله عليه وسلم حين صلى على النجاشي كبرا ربع تكبيرات وثبت عليها الى ان توفي فنسخت ما قبلها (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷ و ج ۱ ۸۱۸. ط.س. ج ۲ ص ۲۱۲) ظفير.

(الجواب) جوتوں کا چونکہ اعتبار نہیں ہوتا اس وجہ سے جوتہ پہن کر یا جوتہ پر پیر رکھ کر نماز جنازہ نہ پڑھے۔(۱)

ولد الزنا کے کان میں اذان اور اس کی نماز جنازہ کا حکم

(سوال ۲۸۲۶) ولد الزنا کے کان میں اذان دینا اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔

(الجواب) کان میں اذان کہنا مستحب ہے۔(۲) اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلو علی کل بر و فاجر الحدیث۔(۳) پس ولد الزنا کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہئے۔ کذا فی کتب الفقہ۔(۴) فقط۔

نماز جنازہ سے کسی کو روکا نہ جائے

(سوال ۲۸۲۷) ایک شخص ایک عورت منکوحہ کو چرا کر لے گیا، پھر اس عورت سے ایک فرزند پیدا ہوا چند ماہ کے بعد فوت ہو گیا اور وہ شخص جنازہ میں شریک ہو گیا امام کو لازم ہے کہ اس کو نماز جنازہ سے روک دے یا نہیں۔

(الجواب) نماز جنازہ سے منع نہ کرے کہ یہ فرض کفایہ ہے اور ادائے فرض سے روکنا کسی مسلمان کو اگرچہ وہ فاسق ہو جائز نہیں ہے۔(۵) فقط۔

رنڈیوں کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے

(سوال ۲۸۲۸) نماز جنازہ رنڈیوں اور میراثیوں کی جائز ہے یا نہیں اور ضروری ہے یا غیر ضروری۔

(الجواب) نماز جنازہ ان لوگوں کی بھی ضروری ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل برو فاجر۔ الحدیث(۶) فقط۔

جس نے کبھی نماز نہ پڑھی ہو اس کی بھی نماز جنازہ ضروری ہے

(سوال ۲۸۲۹) جس شخص کو لوگوں نے کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا ہو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز بلکہ ضروری ہے۔(۷)

بے نمازی مردے کو گھسیٹنے کی بات غلط مشہور ہے

(سوال ۲۸۳۰) یہ بات مشہور ہے کہ جس شخص کو اس کی مدت العمر میں لوگوں نے کبھی نماز نہ پڑھتے دیکھا ہو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جاوے اور چالیس قدم تک گھسیٹ کر جب نماز پڑھی جاوے در حقیقت یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ قول غلط مشہور ہے۔ نماز جنازہ ہر ایک نیک و بد کی پڑھنی چاہئے، اور گھسیٹنا درست نہیں اس کے لئے

---

(۱) ثم الشرط الخ شرعا ما یتوقف علیه الشئی ولا ید خل فیه هی ستة طهارة بدنه الخ ومکانه ای موضع قدمیه او احدهما ان رفع الا خری وموضع سجود اتفاق فی الا صح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۳. ط.س. ج۱ ص۴۰۲) ظفیر. (۲) لا یسن لغیرها (در مختار) ای من الصلوات والا فیندب للمولود (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۷. ط.س. ج۱ ص۳۸۵) ظفیر. (۳) شرح فقه اکبر للملا علی قاری ص ۱۲۹۱ ظفیر.

(٤) وهی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع الطریق الخ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤. ط.س. ج۲ ص ۲۱۰) ظفیر. (۵) والصلاة علیه فرض کفایة بالا جماع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۱. ط.س. ج۲ ص۲۰۷) ظفیر. (۶،۷) والصلوٰة واجبة علی کل مسلم برا کان او فاجر اوان عمل الکبائر رواه ابوداود (مشکوٰة باب الا مامة ص ۱۰۰) ظفیر.

استغفار کرنا چاہئے ذلیل نہ کرنا چاہئے کہ آخر کلمہ گو مسلمان ہے فقط۔

مسجد جماعت میں نماز جنازہ مکروہ ہے

(سوال ۲۸۳۱) حنفیوں کے نزدیک ان مساجد میں کہ جن میں فرائض باجماعت ہوتے ہیں جنازہ کی نماز، جنازہ مسجد میں رکھ کر جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) قال فی الدر المختار و کرهت تحریماً وقیل تنزیهاً فی مسجد جماعة هو ای المیت فیه وحده او مع القوم واختلف فی الخارجة عن ا لمسجد وحده اومع بعض القوم والمختار الکراهة مطلقاً خلاصه بناءً علی ان المسجد انما بنی للمکتوبة وتو ابعها الخ وهو الموافق لا طلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاة له قال فی ردالمحتار قوله فلا صلاة له هذه روایة ابن ابی شیبة وروایة احمد و ابی داؤد. فلا شئی له وابن ماجه فلیس له شئی وروی فلا اجر له وقال عبدالبر هی خطاء فاحش و الصحیح فلا شئی له (۱) الخ وفیه قبیله من صلی علی میت فی مسجد یقیتضی کون المصلی فی المسجد سواء کان المیت فیه اولا فیکره ذلك اخذاً منه منطوق الحدیث ویؤیده ماذکره العلامة قاسم فی رسالة من انه روی ان النبی صلی الله علیه وسلم لم نعی النجاشی الی اصحابه خرج فصلی علیه فی المصلی قال ولو جازت فی المسجد لم یکن للخروج معنا اه مع ان المیت کان خارج المسجد شامی ج ۱ ص ۵۹٤. باب صلوٰة الجنائز۔ ان روایات سے واضح ہے کہ عند الحنفیہ مسجد جماعۃ میں نماز جنازہ مکروہ ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔ (۲) فقط۔

حضرت سعدؓ کا واقعہ اور اس کا جواب

(سوال ۲۸۳۲) مسلم شریف کی حدیث ذیل ہم حنفیوں کے لئے قابل حجت اور واجب العمل ہو سکتی ہے یا نہیں عن ابی سلمة بن عبدالرحمن ان عائشة لما توفی سعد بن ابی وقاص قالت ادخلوا به المسجد الخ۔

(الجواب) نہیں ہو سکتی، وہ مؤول ہے اور مبنی علی العذر ہے علاوہ بریں دیگر حضرات نے اس پر انکار فرمایا ہے۔ (۳)

لاعلمی کی وجہ سے اگر بچہ پر نماز جنازہ ترک کر دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۳۳) ایک شخص کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی اور زندہ رہ کر مر گئی لاعلمی کی وجہ سے بلا نماز جنازہ دفن کی

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۲۷ و ج ۱ ص ۸۲۸. ط.س. ج۲ص۲۲٤ ... ۲۲۶ ۱۲ ظفیر.

(۲) ایضاً ج ۱ ص ۸۲۸. ط.س. ج۲ص۲۲٦

(۳) ویظهر ان الاولی کونها تنزیهاً اذا الحدیث لیس هو نصا غیر مصروف ولا قرن الفعل بوعید (حاشیه مشکوٰة ص ۱٤۵) اس سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی کو ترجیح ہے، واللہ اعلم ظفیر۔

(٤) پوری حدیث اس طرح ہے قالت ادخلوا به المسجد حتی اصلی علیه فانکر ذالك علیها فقالت والله لقد صلی الله علیه وسلم علی النبی ابنی بیضاء فی المسجد سهیل واخیه رواه مسلم (مشکوٰة باب المشی بالجنازة والصلوٰة علیها ص ۱٤۵) وردته عائشة رضی الله تعالیٰ عنه یجوز ان یکون ذالك بضرورة دعت الیه، وقدیروی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان معتکفا لهذا صلی فی المسجد وایضا قالوا ان مصلی المسجد کان مکانا متصل المسجد فیحتمل ان روایة الصلوٰة فی المسجد باعتبار کونه قریبا من المسجد. اللمعات (حاشیه مشکوٰة ص ۱٤۵) ظفیر.

گئی۔ چوتھے پانچویں روز علم ہونے پر جنازہ پڑھا گیا۔ بستی کے لوگوں نے عداوت سے اس کو علیٰحدہ کر دیا اور اسے تنگ کرتے ہیں، اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) در مختار میں ہے کہ جو بچہ زندہ پیدا ہو، اور بعد میں مرے اس کو غسل دے کر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے،(۱) اور یہ بھی در مختار میں ہے کہ اگر بغیر نماز کے مردہ کو دفن کر دیا گیا تو اس کی قبر پر نماز جنازہ اس وقت تک پڑھنی چاہئے کہ میت کے پھٹنے اور گلنے کا گمان نہ ہو۔ اور اس کا اندازہ ہر ایک زمین کی حالت پر ہو سکتا ہے، اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ تین دن تک اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں اور بعض نے کہا دس دن تک۔(۲) بہر حال یہ جو کچھ کہا گیا کہ اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے یہ حکم شرعی ہے اس کی وجہ سے نماز پڑھنے والوں کو مطعون کرنا اور تنگ کرنا اور ان سے مقاطعت اور متارکت کرنا حرام اور ناجائز ہے اور ایسا کرنے والے عاصی و فاسق ہیں۔ فقط۔

جمعہ کے دن نماز جنازہ سنت کے پہلے

(سوال ۲۸۳۴) چھاؤنی انبالہ کی جامع مسجد میں جب کوئی جنازہ آجاتا ہے جمعہ کے روز تو اس کی نماز جمعہ کے فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھ لیتے ہیں اور جنازہ کو مسجد سے باہر رکھ کر پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ صورت کہ جنازہ باہر مسجد سے رہے اور نمازی مسجد میں اس کو بعض فقہاء نے جائز فرمایا ہے۔ لیکن اصح یہ ہے کہ یہ صورت بھی مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ باقی یہ کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد نماز جنازہ پڑھیں اور سنت جمعہ کی بعد نماز جنازہ کے پڑھیں یہ جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

جو شخص نماز روزہ سے روکے اور حج و تلاوت سے منع کرے اس کی نماز جنازہ پڑھنی درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۳۵) زید مدعی ہے کہ وہ اپنے کامل صوفی و عارف ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے اور اپنے مریدوں کو نماز، روزہ، زکوٰۃ حج، تلاوت قرآن مجید وغیرہ سے منع کرتا ہے۔ اپنے طالب کو کہتا ہے کہ مرشد کو سجدہ تعظیمی کرے اور مستورات کو بے پردگی کی ہدایت کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مومنین کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید کا دعویٰ مخالف ہے نصوص قطعیہ صریحہ کے اور اس کے کلمات سے انکار شریعت ظاہر ہے۔ اور ان کا نماز و روزہ و زکوٰۃ وغیرہ قطعیات سے خود کفر ہے۔(۳) اور تجویز سجدہ لغیر اللہ کفر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

---

(۱) ومن ولد فمات يغسل ويصلي عليه ان استهل اى وجد منه ما يدل على حياته بعد خروج اكثره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۸ و ص ۸۲۹. ط.س. ج۲ ص۲۲۷) ظفير.

(۲) حوالہ کئی جگہ گذر چکا ۱۲ ظفیر۔

(۳) وكرهت تحريما وقيل تنزيها في مسجد جماعة هو اى الميت فيه وحده او مع القوم واختلف في الخارجة عن المسجد وحده او مع بعض القوم و المختار الكراهة مطلقا الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب صلاة الجنائز مطلب في كراهة صلاة الجنازه في المسجد ج ۱ ص ۸۲۷. ط.س. ج۲ ص ۲۲۴......۲۲۵) ظفير.

(۴) من قال لا اصلي جحودا او استخفافا او على انه لم يؤمر اوليس بواجب فلا شك انه كفر في الكل . (شرح فقه اكبر ص ۲۰۹) ظفير.

لا تسجدو اللشمس و لاَ للقمر و اسجدوا لله الذی خلقهن۔(۱)الآیۃ۔ پس زید جو کہ قائل ہے کلمات کفریہ کا اور معتقد ہے اعتقادات کفریہ محدثہ و محرمہ کا وہ عارف و صوفی نہیں ہے بلکہ ملحد و مضل ہے اور مصداق حدیث اتخذوا رؤساً جھا لاً فضلوا و اضلوا(۲) کا ہے۔ پس اس کو پیر بنانا اور اس سے بیعت ہونا حرام ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　　پس بہر دستے نباید داد دست

اور اگر شخص مذکور اسی اعتقاد پر مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اور اہل اسلام کے قبرستان میں دفن نہ کریں۔ فقط۔

رضاعی بہن سے نکاح کرنا کرانا کفر نہیں اس کی نماز جنازہ درست ہے

(سوال ۲۸۳۶) ایک مسلمان فوت ہوا بعض اشخاص نے اس کو کافر کہہ کر نماز جنازہ ترک کر دی اور جنہوں نے پڑھی ان کو ملامت کی اور کافر کہا اس وجہ سے کہ متوفی کا میل جول اپنے بیٹے سے تھا اور بیٹا کافر تھا اس لئے کہ اس کے بیٹے نے جس عورت سے نکاح کیا اس نے اس کی والدہ کا دودھ پیا تھا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں بیٹے پر حکم کفر کا نہ ہوگا اور باپ فوت شدہ پر بھی حکم کفر کا نہ ہوگا لہذا نماز جنازہ اس کی پڑھنی واجب و فرض ہے۔ لقوله علیه الصلوٰة والسلام صلوا علی کل برو فاجر الحدیث۔(۳) پس جن لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی انہوں نے موافق حکم شریعت کے عمل کیا اور جن لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی اور پڑھنے والوں کو ملامت کی وہ غلطی پر ہیں اور عاصی ہیں ان کو توبہ کرنی چاہئے۔ فقط۔

ہندو مسلم ایک جگہ جل کر مر جائیں تو کس طرح نماز جنازہ پڑھی جائے

(سوال ۲۸۳۷) چند اشخاص ہندو اور مسلمان آگ میں جل کر مر گئے اور کسی عضو سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ ہندو ہے یا مسلمان تو نماز جنازہ کیونکر پڑھی جاوے۔

(الجواب) مسلمان کی نیت سے نماز پڑھی جاوے۔ کذا فی الشامی۔(۴)

بان کی چارپائی پر جنازہ رکھ کر نماز جنازہ جائز ہے

(سوال ۲۸۳۸) بان سے بنی ہوئی چارپائی جس پر نماز جائز نہیں ہے اس پر میت کو رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہ۔ اگر نجس ہو تو کپڑا پاک اس پر ڈال دینا کافی ہے یا نہیں۔

(الجواب) چارپائی بان سے بنی ہوئی پر نماز بھی جائز ہے اور جنازہ اس پر رکھا ہوا ہو تو اس کو آگے رکھ کر نماز جنازہ صحیح ہے، اگر نجس ہو تو پاک کپڑا بچھا کر مردے کو رکھا جاوے۔

---

(۱) حم السجدہ ۰ . ۱۹ . ظفیر. (۲) حدیث کے پورے الفاظ یہ ہیں حتی اذا لم یبق علیما اتخذ الناس رؤسا جھا لا فسئلو ا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلو متفق علیه (مشکوٰۃ کتاب العلم فصل اول ص ۳۳) ظفیر. (۳) شرح فقه اکبر ص ۱۲۹۱ ظفیر (۴) اختلط موتانا بکفا روالا علامة اعتبر الا کثر فان استروا غسلوا واختلف فی الصلوٰة علیهم ومحل وقتهم کدفن ذمیة حبلی من مسلم قالوا والاحوط دفنها علی حدة (در مختار) اختلف فی الصلوٰة علیهم قال فی الحلیة فان کان بالمسلمین علامة فلا اشکال فی اجراء احکام المسلمین علیهم والا فلو المسلمون اکثر صلی علیهم دینوی بالدعاء المسلمین الخ (ردالمحتار باب الجنائز ج۱ ص ۸۰۵. ط.س. ج۲ ص ۲۰۰ ..... ۲۰۱) ظفیر.

ایسے جنازہ پر نماز نہیں پڑھی گئی جس کے اسلام میں شبہ تھا کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۳۹) ایک بھنگن مسلمان ہوئی، عرصہ کے بعد پھر وہ اپنے اصلی مذہب میں چلی گئی، پھر مسلمان ہوئی علیٰ ہذا تین مرتبہ اس نے ایسا کیا، پھر مسلمان ہو کر بھی اس نے بجز شراب خوری وزنا کے اس نے کوئی کام موافق شریعت کے نہیں کیا بلکہ اپنے بھائی کی بیماری میں ایک بکرا ماتارانی پر چڑھایا اور سجدہ بھی اس کو کیا، وہ عورت چند یوم بیمار رہ کر مر گئی، اہل محلہ نے مجھ سے نماز جنازہ کے لئے کہا، میں نے انکار کر دیا اور نماز جنازہ نہیں پڑھی، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) حدیث شریف میں حکم ہے صلوا علی کل بر و فاجر (الحدیث) یعنی ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اس لئے اس نو مسلمہ عورت کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے تھی اگر چہ وہ فاسقہ فاجرہ ہو، پس اگر اس کے جنازہ کی نماز بعض مسلمانوں نے ادا کر لی تھی تو خیر، ورنہ سب گنہگار ہوئے۔ توبہ کریں۔ فقط

نماز جنازہ کی صفیں

(سوال ۲۸۴۰) ہمارے ملک میں یہ مسئلہ شائع ہے کہ جنازہ پڑھنے کے وقت مقتدی فاصلہ سے کھڑے ہوتے ہیں، کیا نماز جنازہ اور دوسری نمازوں میں فرق ہے۔

(الجواب) اس بارہ میں جنازہ کی نماز اور دوسری نمازوں میں کچھ فرق نہیں ہے صف متصل ہونی چاہئے درمیان میں فاصلہ چھوڑنا مکروہ ہے۔(۱) فقط۔

غیر مقلد کی نماز جنازہ میں شرکت درست ہے

(سوال ۲۸۴۱) ایک شخص عالم فاضل غیر مقلد مر جائے اور غیر مقلد ہی اس کے جنازہ کی نماز پڑھائے اور اس غیر مقلد کے پیچھے عالم حنفی اقتداء کرے باوجود یہ کہ قبل ازیں لوگوں کو ان کے میل جول سے منع کرتا رہا ہو تو اس حنفی پر کچھ مواخذہ ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) یہ فعل اس عالم حنفی کا کہ غیر مقلد امام کے پیچھے غیر مقلد متوفی کے جنازہ کی نماز ادا کی قابل مواخذہ نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا خلف کل بر و فاجر و صلوا علی کل بر و فاجر. الحدیث(۲) حاصل اس کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو اور ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ پس غیر مقلد کافر تو نہیں ہیں جو اس قدر تشدد اس میں کیا جاتا ہے۔ بے شک یہ ضروری ہے کہ غیر مقلدوں کے فساد عقائد کی وجہ سے حتی الوسع ان کو امام نہ بنایا جائے لیکن اگر اتفاق ایسا ہو گیا کہ غیر مقلد امام ہے اور اس کے پیچھے نماز کسی نے پڑھ لی خصوصاً جنازہ کی نماز تو اس میں اس نماز پڑھنے والے حنفی پر طعن و تشنیع بیجا ہے اور ناجائز ہے اور اس کی تفسیق اور تضلیل ناروا ہے۔ فقط۔

---

(۱) وینبغی ان یا مرھم بان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا مناکبھم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۸) ظفیر۔

(۲) شرح فقہ اکبر ص ۹۱ ۱۲ ظفیر۔

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا

(سوال ۲۸۴۲) نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں، جائز ہے تو کون سی تکبیر کے وقت۔

(الجواب) سورہ فاتحہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک نماز جنازہ میں پڑھنا درست نہیں ہے مگر بہ نیت دعا پڑھے تو درست ہے اور محل اس کا تکبیر اولیٰ کے بعد ہے۔(۱)

نماز عید کے وقت جنازہ آجائے تو کیا کرنا چاہئے

(سوال ۲۸۴۳) اگر نماز جنازہ اور عیدین کی نماز مجتمع ہو جائیں تو بعد نماز عید نماز جنازہ پڑھی جائے یا خطبہ۔

(الجواب) نماز جنازہ خطبہ سے پہلے پڑھنی چاہئے، اس سے فراغت کے بعد پھر خطبہ پڑھا جائے کیونکہ جنازہ کی نماز فرض ہے اور خطبہ عید سنت ہے۔ ظاہر ہے کہ فرض سنت سے مقدم ہوتا ہے۔ **قال الشامی فی تحت قول در المختار وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ وذلك بفرضیتھا وسنیۃ الخطبۃ. شامی. جلد اول۔**(۲)

عید گاہ میں نماز مکروہ نہیں

(سوال ۲۸۴۴) عید گاہ میں نماز جنازہ مکروہ ہے یا نہ۔

(الجواب) کتب فقہ میں تصریح کی ہے کہ نماز جنازہ مسجد جماعت میں مکروہ ہے یعنی جس مسجد میں پانچویں وقت کی جماعت ہوتی ہو یا جمعہ اور پنجوقتی نماز با جماعت ہوتی ہو۔ چنانچہ در مختار میں ہے **وکرھت تحریماً وقیل تنزیھاً فی مسجد جماعۃ الخ۔**(۳) پس اس قید فی مسجد جماعۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ عید گاہ میں جماعت جنازہ جائز ہو۔ لیکن احوط یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کہ بانی عید گاہ نے اس کو جنازہ کی نماز کے لئے نہیں بنایا تو نماز جنازہ اس میں نہ پڑھنی چاہئے۔ البتہ جو مسجد نماز جنازہ کے لئے ہی مخصوص کی گئی ہو اس میں درست ہے۔ فقط۔

یہ کہنا کہ میری نماز جنازہ نہ پڑھنا کفر نہیں ہے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

(سوال ۲۸۴۵) ایک شخص فوت ہوا اس نے اپنی حیات میں یہ الفاظ کہے تھے کہ میرے جنازہ پر کوئی نماز نہ پڑھے ورنہ آخرت میں دامن گیر ہوں گا۔ اس پر بعض نے قسم کھائی تھی کہ ہم نماز نہ پڑھیں گے چنانچہ اکثروں نے نماز سے انکار کیا بایں خیال کہ یہ الفاظ کفر کے ہیں مگر احقر نے میت کے قول کو جہالت پر محمول کر کے نماز پڑھی اور قسم والوں کو کفارہ یمین بتادیا یہ درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے تھی یہ قول اس کا کفر نہ تھا۔ لہذا جن لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی یہ درست ہوا۔ اور اگر قسم کھانے والوں میں سے کسی نے نماز جنازہ اس کی پڑھی تو ان پر کفارہ یمین واجب ہونا آپ نے صحیح بتلایا۔ فقط

جس امام کے پیچھے وقتی نماز نہ پڑھے جنازہ میں اس کی امامت

(سوال ۲۸۴۶) اگر دو چار شخص کسی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھتے ہوں تو ان کی نماز جنازہ امام مذکور کے پیچھے

---

(۱) وعین الشافعی الفاتحۃ فی الاولی وعندنا تجوز بنیۃ الدعاء وتکرہ بنیۃ القراءۃ لعدم ثبوتھا فیھا عنہ علیہ السلام (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷). ط.س. ج۲ ص۲۱۳......۲۱۴ ۱۲ ظفیر۔

(۲) ردالمحتار للشامی باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ .ط.س. ج۲ ص۱۶۷ ۱۲ ظفیر۔

(۳) الدر المختار باب الجنائز مطلب صلاۃ الجنائزۃ فی المسجد ج ۱ ص ۸۲۷. ط.س. ج۲ ص۲۲۴ ۱۲ ظفیر۔

ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس کے پیچھے نماز جنازہ ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر اس امام کے عیوب نقص شرعی کی وجہ سے اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا ہے یعنی اس وجہ سے کہ وہ فاسق ہے تو اس کی امامت تمام نمازوں میں مکروہ ہے جنازہ کی نماز میں بھی مکروہ ہے۔(۱)

اگر کوئی نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ہو تو کیا کیا جائے

(سوال ۲۸۴۷) اگر بستی میں کوئی میت ہو گئی اور نماز جنازہ پڑھانے والا کوئی نہ ہو یا اگر کوئی آدمی پڑھا ہوا بھی ہو مگر نماز جنازہ نہیں پڑھا سکتا تو کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) نماز میت کی ضرور ہونی چاہئے۔ کم سے کم ایک آدمی بھی نماز جنازہ پڑھ لے گا تو فرضیت ادا ہو جائے گی ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔(۲) فقط۔

عورت کی نماز جنازہ شوہر کے حکم سے ہو گی یا باپ کے

(سوال ۲۸۴۸) ایک عورت فوت ہوئی اس کا شوہر اور باپ دونوں موجود ہیں تو نماز جنازہ کے لئے کس کی اجازت معتبر ہو گی۔

(الجواب) اس صورت میں باپ کا حق ہے خود نماز جنازہ پڑھاوے یا کسی کو اجازت دے۔ در مختار میں ہے ثم الولی بترتیب عصوبة الا نکاح الخ وله الخ الاذن لغيره فيها لا نه حقه فيملك ابطاله الخ درمختار واقره الشامی۔(۳)

منکرات کی وجہ سے نماز جنازہ ترک نہ کی جائے۔

(سوال ۲۸۴۹) اگر کسی کے پیرو مرشد کے جنازہ کے آگے اہل ہنود باجہ بجاویں اور اہل خانہ کے منع کرنے کے باوجود وہ باز نہ آویں تو ایسی صورت میں عام مسلمانوں کو اور علماء کو اس جنازہ میں شرکت کرنی چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں منقول ہے کہ اتباع جنازہ منکرات کی وجہ سے نہ چھوڑا جاوے بلکہ منکرات سے منع کیا جاوے ولا تترك لما يحصل عندها من منكرات ومفا سد كا ختلاط الرجال بالنساء وغير ذلك لان القربات لا تترك لمثل ذلك بل على الا نسان فعلها و انكار البداع بل واز التها ان امكن اه قلت ويو يد ذلك ما مرمن عدم ترك اتبا ع الجنازة وان كان معها نساء نائحات(۴) فقط۔

شبہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۲۸۵۰) زید نے نماز جنازہ پڑھائی پھر چند قدم چل کر معلوم ہوا کہ ذکر کے اوپر قطرہ پیشاب آگیا اور بعد دفن اس نے تنہا نماز قبر پر پڑھ لی تو وہ نماز ہو گئی یا نہیں۔

(الجواب) پہلی ہی نماز ہو گئی تھی، ایسے شبہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔(۵) اور دوبارہ قبر پر نماز جنازہ نہ پڑھنی چاہئے فقط۔

---

(۱) ويكره امامة عبدا لخ وفاسق (الدر المختار علي هامش ردالمحتار باب الامامة ج۱ ص ۵۲۳. ط.س. ج۱ ص۵۵۹)
(۲) والصلاة عليه الخ فرض كفاية بالا جماع (ايضاً ج۱ ص ۸۱۱. ط.س. ج۲ ص۲۰۷) ظفير.
(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۲ و ج ۱ ص ۸۲۴. ط.س. ج۲ ص ۲۲۰ ۱۲
(۴) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في زيارة القبور ج ۱ ص ۸۴۳ ط.س. ج۲ ص۱۲۲۴۲ ظفير.
(۵) وشك بالحدث او بالعكس اخذ باليقين (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضو ج۱ ص ۱۴۰. ط.س. ج۱ ص ۱۵۰) ظفير.

رات میں نماز جنازہ

(سوال ۲۸۵۱) رات کو نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں

(الجواب) رات میں نماز جنازہ درست ہے۔(۱) فقط۔

مردہ کی ہڈیوں پر غسل و نماز نہیں

(سوال ۲۸۵۲) ایک شخص جنگل میں فوت ہوا، پانچ روز بعد خبر معلوم ہوئی لیکن مردہ کا تمام جسم دستیاب نہیں ہوا صرف سر کی کچھ ہڈیاں ملی ہیں وہ بھی سرکار کے قبضہ میں ہیں۔ اس مردہ کی تجہیز و تکفین کی کیا صورت ہے۔

(الجواب) اس صورت میں ان ہڈیوں کے غسل و کفن کی کوئی صورت نہیں، پس ان ہڈیوں کو جب کہ وہ سرکار سے مل جاویں ویسے ہی کسی جگہ دفن کر دیا جائے۔ در مختار میں ہے **وجدراس ادمی او احد شقیه لا یغسل ولا یصلی علیه بل یدفن الا ان یوجد اکثر من نصفه ولو بلا راس**۔(۲) الخ فقط۔

چارپائی پر رکھ کر نماز جنازہ

(سوال ۲۸۵۳) نماز جنازہ چارپائی پر جائز ہے یا نہ اور جو کہ فتاوی عبدالحی میں مذکور ہے کہ حضرت ﷺ کی نماز جنازہ سریر پر پڑھی گئی تھی آیا اس سریر سے یہی چارپائی مراد ہے یا تختہ مراد ہے۔ اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے جنازہ میں چہار یار کبار سب موجود تھے یا نہیں اور جنازہ کس نے پڑھایا تھا۔ چارپائی کا اس لئے لکھا گیا کہ علمائے کرام اس جگہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کے لئے میت کا زمین پر رکھنا شرط ہے جو کہ شامی وغیرہ کتب فقہ میں مذکور ہے یا سند تحریر فرماویں۔

(الجواب) جائز ہے۔ **کما هو معمول فی السلف و الخلف**۔(۳) فقط۔

مسجد میں نماز جنازہ اس طرح کہ نعش باہر ہو

(سوال ۲۸۵۴) ایک مسجد کے نمازی چاہتے ہیں کہ محراب کی جگہ ایک چھوٹا دروازہ بنایا جاوے اور اس میں کواڑ لگائے جائیں اور میت کو باہر محراب مسجد کے سامنے رکھا جاوے اور دروازہ کھولا جاوے۔ اس طریق سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) صحیح و مختار یہ ہے کہ اس سے کراہت مرتفع نہیں ہوتی۔ (کمافی الدر المختار) **والمختار الکراهة مطلقاً الخ ای سواء کان المیت فیه او خارجه هو ظاهر الروایة الخ شامی. وهو الموافق لا طلاق**.

---

(۱) وكره تحريما صلوٰة ولو على جنازة الخ مع شروق واستواء وغروب (در مختار) قوله على جنازة اى اذا حضرت فى ذالك الوقت. (ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص. ط.س. ج ۱ ص ۳۷۰) ظفير.

(۲) ايضا ج ۱ ص ۸۰٤. ط.س. ج ۲ ص ۳۷۰، ۱۲ ظفير.

(۳) ووضعه وكونه هو ا واكثره امام المصلى الخ فلا تصح على غائب و محمول على نحو دابة وموضوع خلفه (در مختار) على نحو دابة اى المحمول على ايدى الناس فلا تجوز الا من علر الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص. ط.س. ج ۲ ص ۲۰۸) اس سے معلوم ہوا کہ چارپائی پر جنازہ رکھ کر اگر نماز جنازہ پڑھی جائے تو جائز ہے اس لئے کہ یہ دابہ اور آدمی کی جیسی چاند فر چیز نہیں ہے اور چارپائی پر ہونا حماً زمین پر ہی ہونا ہے۔ آنحضرت ﷺ پر نماز جنازہ جس وقت پڑھی گئی تھی اس وقت آپ کا جسم مبارک جس سریر پر تھا اس سے کیا مراد ہے صراحتاً کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ آپ کی نماز جنازہ کی امامت کسی نے نہیں کی تھی، انفرادا لوگوں نے پڑھی تھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ طریقہ بتلایا تھا ۱۲ ظفیر۔

حدیث ابی داؤد. من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاۃ لہ۔(۱)فقط۔

نماز جنازہ کے بعد دعا مشروع نہیں

(سوال ۲۸۵۵)عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم المیت فاخلصوا لہ الدعاء (ابوداؤد و ابن ماجہ) عن واثلۃ بن الا سقع قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رجل من المسلمین فسمعتہ یقول اللّٰھم ان فلان بن فلان فی ذمتک وحبل جوارک فقہ من فتنۃ القبر وعذاب النار وانت اھل الوفاء والحق اللھم اغفرلہ وارحمہ انک انت الغفور الرحیم۔(ابوداؤد وابن ماجہ) جنازہ کے بعد دعاء مشروع نہیں ہے یا ہے۔

(الجواب) نماز جنازہ کے بعد دعا مشروع نہیں ہے۔(۲) اور ان احادیث میں دعا سے مراد نماز جنازہ کی دعا ہے یعنی پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز جنازہ پڑھو تو اس کے اندر دعاء جنازہ اخلاص کے ساتھ، اسی طرح دوسری حدیث میں صاف یہ موجود ہے کہ دعا نماز جنازہ مراد ہے۔فقط۔

قبرستان کی مسجد میں نماز جنازہ

(سوال ۲۸۵۶) ہمارے قبرستان میں ایک مسجد ہے جس کی تین محرابیں اور دو منار ہیں، کرسی کسی قدر اونچی ہے، صحن پختہ ہے، چڑھنے کے لئے مشرق کی طرف زینہ ہے مگر چھت اور چھپر نہ ہونے کی وجہ سے طرف ثانی اسے چبوترہ کہتے ہیں جب سے وہ بنی ہے برابر اذان و جماعت اس میں ہوتی چلی آئی ہے اور مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ہم اس میں سن ۱۳۳۶ھ تک نماز جنازہ بھی ادا کرتے رہے آیا نماز جنازہ اس میں جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نزاع مذکور کے بارہ میں امر فیصلہ کن مختصراً یہ ہے کہ اگر چبوترہ مذکورہ جس میں محرابیں وغیرہ ہیں بغرض ادائے نماز پنجگانہ بجماعت بنالیا گیا ہے اور اسی لئے وقف کیا گیا ہے تو وہ مسجد جماعت حسب اصطلاح فقہاء ہے اور مسجد جماعت میں عند الحنفیہ نماز جنازہ مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار و کراھۃ تحریماً وقیل تنزیھا فی مسجد جماعۃ ھو ای المیت فیہ وحدہ او مع القوم واختلف فی الخارجۃ عن المسجد وحدہ او مع بعض القوم والمختار الکراھۃ مطلقاً خلاصہ بناءً اعلی ان المسجد انما بنی المکتوبۃ وتو ابعھا الخ لا طلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلوٰۃ لہ الخ ۔(۳) وفی شامی مزید تفصیل لہذا فلیراجع۔

اور اگر وہ چبوترہ بغرض نماز جنازہ بنایا گیا ہے تو اس میں نماز بلا کراہت درست ہے، کما ھو مذکور فی کتب الفقہ واما المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ او عید فھو مسجد فی جواز الا قتداء الخ لا فی حق غیرہ الخ۔(۴) پس لفظ المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ سے جواز صلوٰۃ جنازہ اس میں واضح ہوتا ہے باقی یہ امر کہ وہ چبوترہ پنجگانہ نمازوں کے

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار۔باب صلاۃ الجنائز۔مطلب فی کراھۃ صلاۃ الجنازہ فی المسجد ج ۱ص ۸۲۷ .ط.س.ج۲ص ۱۲۲۲۴ ظفیر.(۲)ولا ید عو للمیت بعد صلاۃ الجنازۃ لا نہ یشبہ الزیادۃ فی صلاۃ الجنازۃ(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۳۶۹)ظفیر.(۳)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار .باب صلاۃ الجنائز ج ۱ص ۸۲۷ .ط.س.ج۲ص ۱۲.۲۲۴ ظفیر.(۴)ایضاً باب ما یفسد الصلوٰۃ مطلب فی احکام المسجد ج ۱ص ۶۱۵ .ط.س.ج۱ص ۶۵۷ . ۱۲ ظفیر.

لئے بنایا گیا ہے یا نماز جنازہ کے لئے بنایا گیا ہے باقی اور واقف کی نیت اور اس کے زمانہ کے اور اس کے بعد کے ازمنہ کے تعامل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس کو واضح وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو وہاں کے رہنے والے ہیں اس کو کوئی دور کا شخص متعین نہیں کر سکتا۔ ہاں اس قدر ضرور کہا جا سکتا ہے بصورت اشتباہ واحتمال الامرین احوط یہ ہے کہ نماز جنازہ اس میں نہ پڑھی جاوے، کیونکہ پڑھنے میں احتمال حصول کراہت مذکورہ ووعید مذکور فی الحدیث ہے اور نہ پڑھنے میں کچھ حرج اور اندیشہ نہیں ہے بلکہ اس میں اتقاء عن الشبہات ہے جو کہ احادیث میں مامور بہ ہے۔

ہندو مسلمان ایک گھر میں جل کر مر گئے اور کوئی علامت باقی نہیں رہی تو جنازہ کی کیا صورت ہو گی

(سوال ۲۸۵۷) دو ہندو اور ایک مسلمان ایک مکان میں رہتے تھے اتفاقاً آگ لگ کر سب جل کر مر گئے، کوئی علامت امتیازی باقی نہ رہی مسلمان کی نماز کیونکر پڑھی جائے۔

(الجواب) دونوں کو سامنے رکھ کر مسلمان کی نیت سے اس کے جنازہ کی نماز پڑھیں۔(۱) فقط

بعد نماز جنازہ قبل از دفن دعا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۵۸) میت پر نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد قبل از دفن دعا کرنا جائز ہے یا بدعت۔ اور الفی کے بارہ میں بھی کتب حدیث یا فقہ سے کوئی ثبوت ملتا ہے یا نہیں

(الجواب) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ نماز جنازہ دعا ہے واسطے میت کے لہذا اور کوئی دعا بعد نماز جنازہ کے مشروع نہیں ہے۔ شامی میں ہے فقد صرحوا عن اخر هم بان صلوٰة الجنازة هی الدعا للمیت۔(۲) الخ وفی خلاصة الفتاوی لا یقوم بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة۔(۳) وفی البزازية لا یقوم بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة۔(۴) وفی شرح المشکوٰة ولا ید عو للمیت بعد صلوٰة الجنازة لا نه یشبه الزیادة فی صلوٰة الجنازة(۵) پس معلوم ہوا کہ میت کے جنازہ کے بعد اور کچھ دعا نہ کرے کہ صلوٰۃ جنازہ خود دعا للمیت ہے۔

اور الفی یعنی کرتہ جس کو قمیص کہتے ہیں کفن میں سنت ہے۔ در مختار میں ہے ویسن فی الکفن له ازار وقمیص ولفافة.(۶) الخ اور حدیث متفق علیہ میں ہے اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم عبدالله بن ابی بعد ما ادخل حضرته فامر به فاخرج فوضعه علی رکبتیه فنفث فیه من ریقه ولبسه قمیصه قال وکان کسا عباساً قمیصاً رواه البخاری ومسلم عن جابر ۔ (۷) اور امام ابن ہمام نے امام نخعی کی روایت سے بیان کیا،

....

(۱) لو لم یدر (مسلم ام کافر ولا علامة فان فی دارنا غسل وصلی علیه والا لا (درمختار) ان العلامة مقدمة وعند فقدها یعتبر المکان فی الصحیح لانه یحصل به غلبة الظن کما فی النهر عن البدائع وفیها ان علامة المسلمین اربعة الختان والخضاب ولبس السواد وحلق العانة اه قلت فی زما ننا لبس السوادلم یبق لامة للمسلمین (ردالمحتار باب صلاة الجنائز قبیل مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰۵.ط.س.ج۲ص۲۰۰......۲۰۰۱) ظفیر .(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱٤ تحت قوله ورکنه التکبیرات الخ .ط.س.ج۲ص۲۲۱۰ ۱۲ ظفیر .(۳) خلاصة الفتاوی الفصل الخامس فی الجنائز ج ۱ ص ۲۲۵. ۱۲ ظفیر .(٤) فتاوی البزازیه ص.(٥) مرقاة شرح مشکوٰة باب المشی بالجنازة والصلوٰة علیها فصل ثالث ج ۱ ص ۳٦۹.(٦) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۰٦ .ط.س.ج۲ص۲۰۲.۱۲ ظفیر۔
(۷) دیکھئے مرقاة باب غسل المیت وتکفینه فصل اول ج ۲ ص ۳٤٥. ۱۲ ظفیر۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كفن في حلة يمانية وقميص . الحديث۔(۱)فقط

غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں

(سوال ۲۸۵۹)غائبانہ نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔

(الجواب)جنازہ غائب پر عندالحنفیہ نماز صحیح نہیں ہے۔در مختار میں ہےفلا تصح على غائب۔(۲)الخ۔

ڈاکواور باغی وغیرہ کی نماز جنازہ کیوں جائز نہیں۔

(سوال ۲۸۶۰)قطاع الطریق باغی وغیرہ کی جنازہ کی نماز کی کیوں ممانعت ہے۔

(الجواب)اس سے غرض عبرت اور تنبیہہ دوسروں کو کرنی ہے۔شامی میں ہےوانما لم (۳)یغسلوا ولم يصل عليهم اها نة لهم وزجراً لغير هم عن فعلهم(۴)الخ۔

مرتکب کبیرہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے مگر کافر کی نہیں

(سوال ۲۸۶۱)مرتکب کبیرہ اور کفر اگر قبل توبہ کے مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہ اور توبہ کے لئے یہ ضروری ہے یا نہیں کہ کسی پیر کے ہاتھ پر توبہ کی جاوے۔

(الجواب)مرتکب کبیرہ کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی اور کافر کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جاوے گی اور اس پر حکم کفر کا نہ لگایا جاوے بسبب روایت عدم کفر کے تو اس کے جنازہ کی نماز بھی پڑھی جاوے گی کما مر صلوا على كل برو فاجر اور جس سے کوئی کلمہ کفر سرزد ہوا اور پھر اس نے توبہ کرلی اور تجدید اسلام کی اگرچہ کسی پیر کے ہاتھ پر نہ ہو وہ مسلمان ہو گیا اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی۔(۵)فقط۔

ڈاکو ڈاکہ زنی کی حالت میں مارا جائے تو نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں

(سوال ۱/ ۲۸۶۲)مسلمان ڈاکو اگر ڈاکہ زنی کی حالت میں مارا جائے تو کیا اس کا ایمان قائم رہے گا اور اس کی نماز جنازہ جائز ہے۔

زانی کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں

(سوال ۲۸۶۳/۲)مسلمان زنا کی حالت میں مر جاوے تو کیا اس کا ایمان قائم رہے گا اور اس کی نماز جنازہ جائز ہے۔

(الجواب)(۱ و ۲)وہ شخص فاسق ہے کافر نہیں ہے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی۔لقوله عليه الصلوٰة والسلام صلوا على كل برو فاجر۔الحدیث۔فقط۔

---

(۱)الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۳.ط.س.ج۲ص۲۰۹. ۱۲ ظفیر۔

(۲) ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤ طس ج ۲ ص ۲۰۹۔

(۳)وهي فرض على كل مسلم مات خلا اربعة بغاة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤.ط.س.ج۲ص ۲۱۰) ظفیر.(٤)زانی کی نماز جنازہ تو ضرور پڑھی جائے گی مگر ڈاکو کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی وهي فرض على مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع طريق الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤ و ج ۱ ص ۸۱۵.ط.س.ج۲ص ۲۱۰)ظفیر۔

مسلمان مردہ کی نماز جنازہ کب نہیں پڑھی جائے گی

(سوال ۲۸٦٤) مسلمان مردہ کی جنازہ کی نماز کن وجوہ سے نہ پڑھنا چاہئے۔

(الجواب) بغاۃ اور قطاع طریق وغیر ہما کے لئے یہ حکم ہے کہ ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جاوے، در مختار میں ہے وہ چار ہیں۔ باغی، قاطع طریق، مکابر اہل عصبہ۔ قاتل احد الابوین۔ عبارت اس کی یہ ہے وھی فرض علی مسلم مات خلا اربعة بغا ة وقطاع طریق الخ ومکابر فی مصر لیلاً بسلاح وخناق الخ وفیه ایضاً من قتل نفسه ولو عمداً یغسل ویصلی علیه به یفتی الخ لا یصلی علی قاتل احد ابو یه . درمختار(۱)

اگر ولی غیر عالم کو امام بنا کر نماز جنازہ پڑھ لے تو کیا اعادہ کرے گا

(سوال ۲۸٦٥) ولی نے اگر نماز جنازہ کسی غیر عالم کو امام بنا کر پڑھ لی ہو تو اعادہ نماز جنازہ کا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق۔ ولی کے نماز پڑھ لینے کے بعد راجح واحوط یہی ہے کہ اعادہ نہ کیا جاوے کما حققه فی الشامی وان صلی الو لی لم یجز لا حد ان یصلی بعده ا ہ ونحوه فی الکنز وغیره . فقوله لم یجز لا حد یشمل السلطان ثم رایت فی غایة البیان قال مانصه هذا علی سبیل العموم حتیٰ لا تجوز الا عادۃ لا للسلطان ولا لغیره۔(۱) اور چونکہ تکرار نماز جنازہ عند الحنفیہ مشروع نہیں ہے اس لئے بھی احوط بصورت اختلاف روایات عدم اعادہ ہے۔(۲) فقط

مخنث کی نماز جنازہ

(سوال ۲۸٦٦) مخنث متوفی کے جنازہ کی نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) مخنث متوفی کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے۔(۳) فقط۔

صرف رافضی کے نماز جنازہ پڑھ لینے سے فرض ساقط ہو جائے گا یا نہیں

(سوال ۲۸٦٧) نماز جنازہ تنہا رافضی کے پڑھنے سے فرض کفایہ اہل سنت کے ذمہ سے ادا ہو گیا یا نہیں اور اہل سنت کو اقتداء رافضی کی جائز ہے یا نہیں۔ اور نماز جنازہ میں صبی اہل سنت کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) رافضی اگر غالی ہے کہ رفض اس کا حد کفر کو پہنچا ہوا ہے تو اس کے تنہا نماز جنازہ پڑھنے سے فرض کفایہ ادا نہ ہو گا اور اس کی اقتدا بھی درست نہیں ہو گی۔(٥) اور صبی کی اقتداء بھی کسی نماز میں درست نہیں ہے۔(٦) فقط۔

عید کی نماز سے پہلے اگر جنازہ آجائے تو پہلے عید پڑھی جائے

(سوال ۲۸٦۸) عید کی نماز سے قبل اگر کوئی جنازہ آجائے تو پہلے نماز جنازہ پڑھی جاوے یا عید کی۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤ و ج ۱ ص ۸۱٥ .ط.س.ج۲ص ۲۱۰ ۱۲ ظفیر .(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦ .ط.س.ج۲ص ۲۲۳ ۱۲. ظفیر .

(۳) ولذا قلنا لیس لمن صلی علیها ان یعید مع الولی لان تکرار ها غیر مشروع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦ .ط.س. ج۲ص ۲۲۳) ظفیر .(٤) وهی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤ .ط.س.ج۲ص ۲۱۰) ظفیر.

(٥) وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها الخ فلا یصح الا قتداء به اصلاً (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ٥۲٤ .ط.س.ج۱ص ٥٦۱) ظفیر .(٦) ولا یصح اقتداء رجل بامرأة وخنثی وصبی مطلقاً ولو فی جنازة (در مختار) الصبی اذا ام صلاة الجنازة ینبغی ان لا یجوز وهو الظاهر (ردالمحتار باب الا مامة مطلب الواجب کفایة هل یسقط بفعل لصبی وحده ج ۱ ص ٥۳۹ .ط.س.ج۱ص ٥۷٦......٥۷۷) ۱۲ ظفیر.

(الجواب) در مختار میں ہے کہ عیدین کی نماز جنازہ کی نماز سے پہلے اداء کریں پھر جنازہ کی نماز پڑھیں پھر خطبہ عیدین کا پڑھا جاوے وتقدم صلوٰتها علی صلوٰۃ الجنازۃ الخ وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبة۔(۱) فقط۔

میت کو غسل دینے کے بعد خود غسل کرنا ضروری نہیں ہے

(سوال ۲۸۶۹) ایک شخص میت کو بے وضو غسل دیتا ہے، غسل دے کر بغیر نہانے کے جنازہ پڑھاتا ہے، کیا اس کے پیچھے نماز جنازہ و پنجگانہ جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) غسل میت کے بعد خود غسل کرنا ضروری نہیں ہے، اور اگر وضو کر کے وہ نماز جنازہ پڑھاوے یا فرائض پنجگانہ میں امام ہو تو نماز اس کے پیچھے درست ہے۔ فقط

نماز جنازہ میں "الدعاء للمیت" کہنا ضروری نہیں

(سوال ۲۸۷۰) نماز جنازہ میں "الدعاء لہذا المیت" کہنا سنت ہے یا ضروری۔

(الجواب) "الدعاء لہذا المیت" کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف نماز جنازہ کی نیت کرنا کافی ہے۔(۳) فقط۔

بلا نماز جنازہ اگر میت دفن کر دی جائے تو کتنے دن تک نماز کی اجازت ہے

(سوال ۲۸۷۱) اگر میت بلا نماز پڑھے دفن کر دی جائے تو اس کی نماز کتنے عرصہ تک پڑھنی جائز ہے، تین روز تک یا زیادہ۔

(الجواب) صحیح یہ ہے کہ تین دن کی قید نہیں ہے بلکہ جس وقت تک میت کو پھٹنے اور گلنے کا خیال غالب نہ ہو اس وقت تک قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ در مختار میں ہے وان دفن بغير صلوٰۃ الخ صلى على قبره الخ مالم يغلب على الظن تفسخه الخ من غير تقدير الخ هو الا صح(۴) فقط۔

ایک میت کی نماز جنازہ کئی مرتبہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۸۷۲) ایک میت کے جنازہ کی نماز دو تین بار پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) اگر نماز جنازہ اس جنازہ کی اس شخص نے پڑھائی ہے جس کا حق ہے تو پھر کوئی دوسرا شخص دوبارہ نماز نہیں پڑھا سکتا۔ کما فی الدر المختار وان صلى من له حق التقدم (الى ان قال) لا يعيد الخ ج ۱ ص ۸۲۶ شامی۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷. ۱۲ ظفير.
(۲) ويندب الغسل من غسل الميت (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ص ۸۰۶. ط.س. ج ۲ ص ۲۰۲) ظفير.
(۳) ومصلى الجنازة ينوى الصلاة لله تعالىٰ وينوى ايضاً الدعاء للميت لانه الواجب عليه فيقول اصلى لله داعيا للميت (در مختار) ووجهه ما ذهب اليه المحقق ابن الهمام حيث قال المفهوم من كلامهم ان اركانها الدعاء والقيام والتكبير لقولهم ان حقيقتها هى الدعاء وهو المقصود منها اه الخ وان قلنا انه ليس بركن فيها على ما اختاره فى البحر وغيره الخ فالضمير فى قوله لا نه الواجب يعود على الدعاء الخ او ما على القول بالسنية فلا ن المراد بالدعاء ما هية الصلوٰة لا نفس الدعاء الموجود فيها لما علمت انه حقيقتها الدعاء الخ وان لم يتلفظ بالدعاء، قوله فيقول الخ بيان للنية الكاملة اه قلت وفى جائز الفتاوى الهندية عن المضمرات ان الا مام والقوم ينوون ويقولون نويت اداء هذه الفريضة عبادة لله تعالىٰ الخ (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فى النية ج ۱ ص ۳۹۳. ط.س. ج ۲ ص ۴۲۳) ظفير. (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۶ و ج ۱ ص ۸۲۷. ط.س. ج ۲ ص ۲۲۳. ۱۲ ظفير.

سلام ہاتھ چھوڑ کر پھیرنا چاہئے یا باندھے ہوئے

(سوال ۲۸۷۳) زید کہتا ہے کہ نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیرنا چاہئے اور عمر اس بارہ میں زید کی سخت مخالفت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس مقام پر ارسال درست نہیں ہے۔ پس صورت مسئولہ میں کس کا قول صحیح ہے؟

(الجواب) زید کا قول قاعدہ فقہیہ کے موافق ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم نے سعایہ جلد ثانی باب صفۃ الصلوٰۃ میں بالتصریح بیان کیا ہے ومن ھھنا یخرج الجواب عما سئلت فی سنۃ ست وثمانین ایضاً من انہ ھل یضع مصلی الجنازۃ بعد التکبیر الا خیر من تکبیر اتہ ثم یسلم ام یرسل ثم یسلم وھو انہ لیس بعد التکبیر الا خیر ذکر مسنون فیسن فیہ الا رسال انتھی۔ سعایہ مطبوعہ مصطفائی ص ۱۵۹ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ ابوالقاسم محمد عبدالسلام مدرس مدرسہ انجمن ہدایت الاسلام مالیگاؤں۔

جواب قابل تامل ہے۔ واللہ اعلم کتبہ ابوالا مجد محمد عبدالعلیم۔ عفی عنہ۔ پہلا جواب قواعد سے درست ہے جزئی نہیں دیکھی، واللہ اعلم اشرف علی عفی عنہ تھانوی۔

اقول وبہ نستعین عمر کا قول صحیح ہے اور تصریح فقہاء رحمہم اللہ کے موافق ہے حیث قال فی الدر المختار یضع حالۃ الثناء وفی القنوت وتکبیرات الجنازۃ۔ پس لفظ تکبیرات ہر چہار تکبیرات کو عام ہے چوتھی تکبیر کو اس سے کسی نے مستثنیٰ نہیں فرمایا اور قاعدہ وضع ید کے بھی موافق ہے اور عمل امت کے مطابق ہے۔ واضح ہو کہ جنازہ کی ہر تکبیر کے بعد ذکر مسنون ہے، اول کے بعد ثنا اور دوسری کے بعد درود شریف، تیسری کے بعد دعا، چوتھی کے بعد تسلیم۔ ان میں سے ہر ایک ذکر مسنون ہے۔ (درمختار میں ہے وھو ای الوضع سنۃ قیام (الی ان قال) فیہ ذکر مسنون) قال فی الشامی قولہ فیہ ذکر مسنون ای مشروع فرضا کان او واجبا او سنۃ۔ شامی ص ۴۵۵ باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص اور درمختار میں بھی باب الجنائز میں ہے ویسلم بلا دعاء بعد الرابعۃ قال الشامی قولہ بلا دعاء ھو ظاھر المذھب وقیل یقول اللھم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ الخ الحاصل زید جو بعد تکبیر رابع ارسال کا قائل ہے یہ قول روایۃً صحیح نہیں ہے عمر کا قول جو کہ وضع کا قائل ہے صحیح ہے۔ چوتھی تکبیر کے بعد ذکر کے مشروع ہونے میں کلام نہیں اگر خلاف ہے تو دعا کی مشروعیۃ میں ہے اور ذکر عام ہے جو سلام کو بھی شامل ہے۔ اور فقہاء کا عموماً تکبیرات جنازہ میں وضع کو مسنون فرمانا دلیل کافی ہے۔ بغیر تصریح خلاف کے خلاف کرنا صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیزالرحمٰن عفی عنہ۔

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یا فرض عین

(سوال ۲۸۷۴) نماز جنازہ میں نیت فرض کفایہ کی کرے یا عین فرض کی؟ اور جس وقت میت حاضر ہو جائے اس وقت نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یا فرض عین ہو جاتی ہے۔

(الجواب) جس وقت جنازہ حاضر ہو جائے اس وقت بھی نماز اس کی فرض کفایہ ہی رہتی ہے۔ فقط والصلاۃ علیہ صفتھا فرض کفایۃ بالا جماع ا ھ (در مختار)

انسان کی زندگی میں جو عضو اس سے علیحدہ ہو جائے اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۷۵) اگر انسان کے جسم سے کوئی عضو علیحدہ ہو جائے اور وہ انسان زندہ ہے تو اس عضو پر بھی نماز جنازہ ہونی چاہئے یا نہیں ؟ اور اگر جسم علیحدہ علیحدہ ہو جائے کہ سر علیحدہ اور دھڑ علیحدہ اور ان حصوں میں سے ایک کا پتہ ملتا ہے دوسرا نہیں ملتا یعنی دھڑ ہے تو سر نہیں اور سر ہے تو دھڑ نہیں ایسی حالت میں نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) جو عضو زندہ انسان سے علیحدہ ہو جائے اس پر نماز جنازہ نہیں ہے اور تنہا سر ملے تو بھی جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ اگر سر کے سوا باقی جسم موجود ہے تو دھڑ کی نماز جنازہ پڑھائی جائے۔ الغرض قاعدہ یہ ہے کہ نصف سے زائد ملے تو جنازہ کی نماز ہے ورنہ نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار وجد راس ادمی اوا حد شقیه لا یغسل ولا یصلی علیه الا ان یوجد اکثر من نصفه ولو بالراس. در مختار ج ۱ ص ۸۰۴ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبه عزیز الرحمن عفی عنه . مفتی مدرسه عربیه دیوبند . بروز سه شنبه ۸ ذی الحجه ۱۳۳۰ھ

خاوند کا بیوی کی نماز جنازہ میں شریک ہونا جائز ہے

(سوال ۲۸۷۶) خاوند کو اپنی زوجہ متوفیہ کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے یا نہیں ؟ جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) شوہر کو اپنی زوجہ متوفیہ کی جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے ضرور پڑھنی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم . قوله علیه الصلوٰة والسلام لعائشة رضی اللہ تعالیٰ ام المئومنین لو مت قبلی فغسلتك كفنتكِ وصليت عليك الحديث. مشكوٰة ص ۵۴۵.

مرے ہوئے بچے کا دفن کفن

(سوال ۲۸۷۷) اگر مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو کفن دفن کیا جاوے اور نام رکھا جاوے یا نہیں

(الجواب) مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو نام رکھا جاوے اور غسل دیا جاوے ، ولایستهل غسل وسمی عند الثانی وهو الا صح ۔ در مختار ۔(۱) فقط۔

بالغین مرد و عورت کی دعا میں کوئی تمیز نہیں

(سوال ۲۸۷۸) در نماز جنازہ بالغین تمیز مرد از زن ضروری است یا نہ ؟

(الجواب) در نماز جنازہ بالغین تمیز مرد و زن ضرور نیست کہ دعاء مرد و زن یکے است۔(۲)

نماز جنازہ کیا تمام حاضرین پر ضروری ہے

(سوال ۲۸۷۹) زید کہتا ہے کہ جس قدر مرد ہاں ہمراہ جنازہ ہیں وہ سب نماز جنازہ پڑھیں خواہ طہارت ہو یا نہ ہو اور کپڑا پاک ہو یا نہ ہو اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔

(الجواب) یہ صحیح ہے کہ نماز جنازہ جملہ حاضرین کو پڑھنی چاہئے کیونکہ یہ نماز بھی فرض ہے یعنی فرض کفایہ کہ بعض کے کرنے سے باقی لوگوں پر سے ساقط ہو جاتی ہے لیکن فرض سب پر ہے۔ پس نماز جنازہ سبھی حاضرین کو

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۔ ط.س.ج۲ص۲۲۸ ۱۲ ظفیر.
(۲) ثم یکبر اخرویدعو للمیت وجمیع المسلمین الخ وعن رسولا اللہ صلعم انه یقول اللهم اغفر لحینا و میتنا الخ (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۶۴)

پڑھنی چاہئے اور طہارت ثوب وبدن شرط ہے پس ناپاک کپڑے سے اور بے وضو نہ پڑھے۔(۱) فقط۔

بھول سے امام نے بلاوضو نماز جنازہ پڑھادی تو کیا کیا جائے

(سوال ۲۸۸۰) نماز جنازہ امام نے سہواً بلاوضو پڑھائی بعد جنازہ جانے کے امام کو علم ہوا کہ وضو نہیں تھا ایسی حالت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس صورت میں نماز جنازہ نہیں ہوئی، در مختار میں ہے **فلو ام بلا طهارة والقوم بها اعيدت**۔(۲) الخ لہذا نماز جنازہ کا اعادہ چاہئے تھا اور اس حالت میں دفن کرنے کے بعد قبر پر اس وقت تک نماز پڑھنا لازم ہے کہ میت کے سڑنے اور پھٹنے کا گمان غالب نہ ہو اور بعض فقہاء نے تین دن کی تحدید کی ہے اور اگر یہ مدت گذر چکی ہے تو اب کچھ نہیں ہو سکتا۔(۳) فقط۔

تیسری تکبیر کے بعد دعا کی جگہ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۸۸۱) نابالغ کی نماز جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد بجائے دعاء کے فاتحہ پڑھنا کہاں تک صحیح ہے۔

(الجواب) نابالغ کے جنازہ کی نماز کا طریق یہ ہے کہ پہلی تکبیر کی بعد سبحانک اللّٰھم الخ پڑھے اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعاء **اللّٰهم اجعله لنا فرطاً الخ** اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے۔ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا تیسری تکبیر کے بعد ضروری نہیں ہے اور اگر بطریق دعا سورہ فاتحہ کو پڑھے تو درست ہے۔(۴) وعلیہ حمل ماور د فی الحدیث۔ فقط۔

ایک شخص نے نماز جنازہ میں ثناء و دعا کی جگہ قل ھو اللہ اور انا اعطیناک الکوثر پڑھا کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۸۲) ایک شخص بے علم نماز جنازہ پڑھاوے اور بجائے دعاء کے قل ھو اللہ اور انا اعطیناک سے نماز پڑھاوے، اس کے لئے کیا حکم ہے، نماز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) اس صوت میں نماز جنازہ ہو گئی، لیکن اس نے برا کیا کیونکہ قرآن شریف کی آیتوں اور سورتوں کا پڑھنا نماز جنازہ میں مکروہ ہے سوائے فاتحہ کے کہ اس میں خلاف ہے پس آئندہ سے ایسے شخص کو امام نہ ہونا چاہئے اور اس کو بھی چاہئے کہ ثناء و دعا جنازہ یاد کر لے۔ اور کچھ سزا نہیں ہے۔(۵) فقط۔

ایک امام نے چار کی جگہ پانچ تکبیر کہہ دی، نماز جنازہ ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۸۸۳) کہ امام نماز جنازہ بود پنج تکبیرات بجائے چہار تکبیرات گفت نماز او و مقتدیانش صحیح شد یا نہ

---

(۱) و شرط صحتہا شرائط الصلوٰۃ المطلقۃ الخ (غنیۃ المستملی ج ۱ ص ۵۳۹) ظفیر۔

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار . جلد اول ص ۸۱۲. ط.س. ج۲ ص۲۰۸. ۱۲ ظفیر. (۳) وان دفن واهيل عليه التراب بغير صلاة الخ صل على قبره استحسانا مالم يغلب على الظن تفسخه من غير تقدير هو الا صح (در مختار) وقيل يقدر بثلاثة ايام (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦. ط.س. ج۲ ص۲۲٤) ظفير. (٤) وصلاة الجنازة اربع تكبيرات ولو ترك واحدة منها لم تجز صلاته فيكبر للافتتاح ويقول سبحانك اللهم الخ ثم يكبر اخرى ويصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ثم يكبر اخرى ويدعو للميت وجميع المسلمين الخ فان كان الميت صبيا عن ابى حنيفة انه يقول اللهم اجعله لنا فرطاالخ هذا اذا كان يحسن فان لا يحسن ياتى باى دعاء شاء ثم يكبر الرابعة ثم يسلم تسليمتين الخ ولا يقراء فيها القرآن ولو قراء الفاتحة بنية الدعا فلا باس به (عالمگيرى مصرى فى الصلوٰة على الميت ج ۱ ص ۱٥٤. ط. ماجديه ج۱ ص ۱٥٤) ظفير. (٥) ولا يقراء فيها القرآن ولو قراء الفاتحة بنية الدعاء فلا باس به الخ (عالمگيرى مصرى فى الصلاة على الجنازة ج ۱ ص ۱٥٤. ط. ماجديه ج۱ ص ۱٥٤) ظفير.

واعادہ باید یانہ۔

(الجواب) نماز اولو نماز مقتدیانش صحیح است واعادہ آں لازم نیست کما فی الدر المختار ولو کبر امامه خمساً لم یتبع لا نه منسوخ فیمکث الموتم حتی یسلم معه اذا سلم به یفتی . قوله وبه یفتی رجحه فی فتح القدیر بان البقاء فی حرمة الصلاة بعد فراغها لیس بخطاء مطلقاً انما الخطاء فی المتابعة فی الخامسة ۔(۱) بحر، شامی۔ پس معلوم شد کہ دریں صورت نماز ہمہ صحیح است و مقتدی متابعت امام در تکبیر خامس نکند۔ فقط۔

جوتے پہن کر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۸٤) نماز جنازہ امام و مقتدیوں کو جوتے پہن کر یا جوتے کے اوپر پیر رکھ کر جائز ہے یا نہ ؟

(الجواب) جوتہ مستعملہ جو ناپاک جگہ پر رکھا جاتا ہے اس جوتہ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھنی جائز نہیں ہے اور اس جوتہ کے اوپر پیر رکھ کر بھی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ غرض یہ ہے کہ جس طرح تمام نمازیں مستعملہ ناپاک جوتہ کے ساتھ جائز نہیں ہیں اسی طرح جنازہ کی نماز بھی درست نہیں ہے کیونکہ پاکی لباس اور جوتہ وغیرہ کی ہر ایک نماز میں شرط ہے۔(۲) فقط۔

نماز جنازہ میں جو دو تکبیر کے بعد ملا وہ کیسے نماز پوری کرے

(سوال ۲۸۸۵) اگر امام نماز جنازہ میں دو تکبیر کہہ چکا ہے اور پھر کوئی شریک ہوا تو وہ امام کے ساتھ سلام پھیرے یا باقی دو تکبیر پوری کرے۔

(الجواب) باقی دو تکبیر کہہ کر سلام پھیرے۔(۳) فقط۔

اہل حرمین کی طرح اگر مسجد میں جنازہ کی نماز ادا کی جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۸٦) نماز جنازہ در مسجد خواندن جائز است یا مکروہ۔ اہل حرمین شریفین کہ در حرم مطہرہ مسجد نبوی یعنی صحن مسجد نبوی نماز جنازہ می خوانند اگر تمسکاً بفعلہم در صحن مسجد نماز جنازہ اداکردہ شود بلا کراہت جائز است یا نہ۔

(الجواب) در مسجد جماعت ادائے صلوٰۃ جنازہ مکروہ است بناءً علی ان المسجد انما بنی للمکتوبة وتوابعها کنافلة وذکر وتدریس علم ۔(۴) وهو الموافق لاطلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاة له (در مختار)(۵) باوجود تصریح فقہاء احناف بکراہت نماز جنازہ در مسجد دریں دربارہ از عمل اہل حرمین استدلال کردہ قائل جواز آں در ہمہ بلاد و ہمہ اوقات شدن صحیح نخواہد بود۔ فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷ و ج ۱ ص ۸۱۸ .ط.س. ج۲ص ۲۱٤ . ۱۲ ظفیر.

(۲) ثم الشرط الخ شرعا ما یتوقف علیه الشئی ولا ید خل فیه هی ستة طهارة بدنه الخ من حدث بنو عیه الخ وخبث مانع کذالك الخ ومکانه ای موضع قد میه الخ وموضع سجوده اتفاقا فی الا صح (الدر المختار علی هامش ردا لمختار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳ وج ۱ ص ۳۷٤ .ط.س. ج۲ص۴۰۲) ظفیر(۳) والمسبوق ببعض التکبیرات لا یکبر فی الحال بل ینتظر تکبیرا لامام لیکبر معه للافتتاح الخ والمسبوق لا ید ابما فاته وقال ابو یوسف یکبر حین حضر کما لا ینتظر الحاضر فی احال التحریمة بل یکبر اتفاقا للتحریمة لا نه کالمدرك ثم یکبر ان ما فاتهما بعد الفراغ نسقا بلا دعاء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۱۹ .ط.س. ج۲ص۲۱۲) ظفیر.(٤) وکرهت تحریما وقیل تنزیها فی مسجدجماعة هو المیت فیه وحده او مع القوم واختلف فی الخارجة عن المسجد وحده او مع بعض القوم والمختار الکراهة مطلقا بناء علی ان المسجد نبی للمکتوبة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب صلوٰة الجنائز ج ۱ص ۸۲۷ .ط.س. ج۲ص ۲۲٤......۲۲۵) ظفیر.(۵) ایضاً .ط.س. ج۲ص ۲۲۵......۱۲۲۲٦ ظفیر.

نماز جنازہ پڑھنے کی وصیت

(سوال ۲۸۸۷) کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ نماز جنازہ اس کی فلاں شخص پڑھاوے بوجہ تقویٰ اور دیانت کے۔ یہ وصیت صحیح اور معتبر ہوگی یا نہیں۔

(الجواب) کسی کو مقرر کرنا کہ میری صلاۃ جنازۃ فلاں پڑھاوے، یہ وصیت باطل ہے۔ شامی جلد اول ص ۶۵۰ والفتویٰ علی بطلان الو صیة لغسله والصلوٰة علیه۔(۱) فقط۔

نماز جنازہ کی اجرت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۸۸) ایک شخص نے عمر بھر نماز روزہ نہیں کیا۔ بعد مرنے کے ایک عالم نے مشکل سے پانچ روپے فدیہ کے لے کر نماز جنازہ پڑھائی۔ ایسا فدیہ لینا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس مسلمان بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض تھا۔ لقوله علیه الصلوٰة والسلام صلو ا علی کل برو فاجر ۔(۲) الحدیث۔ اور معاوضہ لینا اور فدیہ لینا نماز جنازہ کا حرام ہے۔ یہ لینے والے کی جہالت ہے اور طمع دنیاوی نے اس کو اندھا کر دیا ہے کہ جنازہ مسلمان کی نماز پڑھنے پر اجرت لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمادے۔(۳) فقط۔

عیدگاہ میں نماز جنازہ درست ہے

(سوال ۲۸۸۹) عید گاہ جو ایک جگہ محدود ہے جیسے دیوبند کی عیدگاہ یہ حکم میں مسجد کے ہے یا نہیں اور اس میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض مولویوں نے اس کو مسجد قرار دی ہے کہ عید گاہ بھی حکم میں مسجد کے ہے اور نماز جنازہ پڑھنے کو منع کر دیا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں بحوالہ کتاب تحریر ہو۔ بعض قصبات میں قبرستان کے متصل ہی عید گاہ بنی ہوئی ہے وہاں عیدین کی نماز ہوتی ہے اور نماز جنازہ بھی وہاں ہوتی ہے اور ایک مدت دراز سے ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔ اب بعض حضرات نے عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکا ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) در مختار میں ہے واما المتخذ لصلوٰة جنازة او عید فهو مسجد فی حق جواز الا قتداء وان انفصل الصفوف وقفاً با لناس لا فی حق غیره به یفتی فحل دخوله الجنب وحائض کفناء مسجد و رباط ومدرسة ومساجد حیاض و اسواق الخ(۴) وایضاً فیه فی الجنائز وکراهة تحریماً وقیل تنزیهاً فی مسجد جماعة الخ قوله فی مسجد جماعة) ای المسجد الجامع و مسجد المحلة الخ ۔(۵) ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ عید گاہ میں ادا کرنا درست ہے خاص کر وہ عید گاہ کہ اس کو دونوں کاموں کے لئے بنائی ہو عیدین کے لئے بھی اور جنازہ کے ادا کیلئے بھی تو اس میں ادائے نماز جنازہ بلا کراہت وبلا تردد درست ہے لیکن اگر اس وجہ سے کہ بعض فقہاء نے عید گاہ کو من جمیع الوجوہ مسجد کا حکم دیا ہے ،

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٤. ط.س. ج۲ ص ۱۲.۲۲۱ ظفیر .

(۲) شرح فقه اکبر ص ۱۲۹۱ ظفیر .(۳) ولا تصح الا جارة لعسب التیس الخ ولا لا جل الطاعات الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الا جارة جلد خامس ص ٤٦ .ط.س. ج٦ ص ٥٥) ظفیر .(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ٦١٥ .ط.س. ج۱ ص ۱۲٦٥۷ ظفیر.

(٥) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی کراهت صلاة الجنازة فی المسجد ج ۱ ص ۸۲۷ ط.س. ج۲ ص ۲۲٤......۲۲٥ . ۱۲ ظفیر.

جیساکہ علامہ شامی نے نقل کیا ہے نماز جنازہ اس میں ادا کرنے سے احتیاط کی جاوے خصوصاً جب کہ دوسرا موقعہ ادائے نماز جنازہ کے لئے موجود ہو تو یہ بہتر واحوط ہے۔ قال فی الشامی ومقابل هذا المختار ماصححه فی المحیط فی مصلی الجنازة انه لیس له حکم المسجد اصلاً وما صححه تاج الشریعت ان مصلی العید له حکم المساجد الخ۔ فقط۔

بے نمازی کی نماز جنازہ کیوں پڑھی جائے

(سوال ۲۸۹۰) جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ نیک اور بد اور بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اس کو ہم نے تسلیم کیا کیونکہ نہ پڑھنے میں گنہگار ہوں گے لیکن اس صورت میں نمازی اور بے نمازی میں فرق ہی کیا رہا۔ جو لوگ بے نمازی ہیں وہ کہتے ہیں کہ نمازی اور بے نمازی کا ایک ہی درجہ ہے ہم تمہاری نصیحت نہیں مانتے اب ہم کو کیا کرنا چاہئے

(الجواب) حدیث شریف میں آیا ہے صلوا علی کل برو فاجر۔ الحدیث۔ یعنی نماز پڑھو ہر ایک نیک وبد کے جنازہ کی۔ پس جب کہ حدیث میں یہ آگیا ہے اور فقہاء رحمہم اللہ نے بھی یہی لکھا ہے تو پھر اس میں تردد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے ۔ اور وجہ یہ ہے کہ فاسق و فاجر جو کہ مسلمان ہے اللہ کی رحمت سے اس کو بھی ناامید نہ کرنا چاہئے۔ اور بعد مرنے کے اس کے لئے بھی دعا مغفرت کرنی چاہئے اور نماز جنازہ کی دعا ہے میت کے لئے۔ اور حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ مرنے کے بعد کسی کو برا نہ کہو کیونکہ جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا اس کی جزاء یا سزا ان کو وہاں ملے گی۔ زندہ لوگوں کو بھی یہی چاہئے کہ مسلمان میت کے لئے دعا مغفرت کریں اگر اللہ تعالیٰ اس گنہگار کو بخش دے تو کسی کا کیا حرج ہے۔ اور قرآن شریف میں ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا انه هو الغفور الرحیم۔(۱) یعنی اے محمد ﷺ فرما دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے کہ زیادتی کی اپنے نفسوں پر یعنی ظلم اور معصیت کی ناامید نہ ہو اللہ کی رحمت سے۔ بے شک اللہ بخشے گا تمام گناہ بالضرور وہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ باقی اس مضمون کو کہاں تک لکھا جاوے اس میں کچھ وہم اور فکر نہ کریں جو حکم ہے اس کو کرنا چاہئے۔ بے نمازی کو نماز کی نصیحت بھی کرنی چاہئے اور زندگی میں اس کو ہر طرح ڈرانا بھی چاہئے لیکن جب مر جاوے تو اس کی خیر خواہی کرنی چاہئے اور اس کے لئے اللہ سے دعا کرنی چاہئے یعنی اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں سے درگذر فرمادے اور ہمارے گناہوں سے بھی درگذر فرمادے۔ فقط۔

نجس زمین پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۹۱) نماز جنازہ مسجد کے باہر جہاں نجس پڑا رہتا ہے پڑھائی جاتی ہے، وہ جگہ پاک نہیں رہتی۔ ایسی جگہ نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ کما فی الحدیث زکوة الا رض یبسها۔(۲) پس جب کہ

(۱) سورة الزمر. ۳. (۲) مشکوٰة باب ثواب التسبیح التحمید و التهلیل فصل ثانی ص ۲۰۱ ۱۲ ظفیر.

زمین خشک ہو اور ظاہراً اس پر کچھ نجاست نہ ہو تو وہاں نماز جنازہ درست ہے، اگر خشک زمین پر کچھ نجاست خشک پڑی ہوئی ہو، چاہئے کہ اس کو علیٰحدہ کردیا جاوے۔ فقط۔

اوقات ثلثہ مکروہہ میں نماز جنازہ کس طرح درست ہے

(سوال ۲۸۹۲) جناب کے ایک خط کی نقل بندہ کے پاس آئی اس میں لکھا ہے کہ صلوٰۃ جنازہ کو اوقات ثلثہ میں ادا کرنا چاہئے اور یہ دلیل لکھی ہے ثلث لایؤخرون اور حدیث عقبہ بن عامر کو متقابل قرار دے کر تطبیق فرمائی ہے اور تاویل کردی ہے۔ احقر کو اس میں شبہ ہے کہ حدیث "ثلث لایؤخرون" صریح دلالت نہیں کرتی اس بات پر کہ اوقات مکروہہ میں صلوٰۃ جنازہ پڑھی جاوے اور حدیث حضرت عقبہ ابن عامرؓ کی صریح دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اوقات ثلثہ میں صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھے۔ دوسرا شبہ یہ ہے کہ اگر مباح اور منہی میں تقابل ہو تو منہی کو ترجیح دی جاتی ہے، پھر کس طرح اوقات ثلثہ مکروہہ میں صلوٰۃ جنازہ بلا کراہت تنزیہی ادا ہوگی۔

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر حضور جنازہ جو کہ سبب ہے جوب صلوٰۃ جنازہ کا عین اوقات ثلثہ میں ہو تو حنفیہ کے نزدیک نماز کو مؤخر کرنا نہیں چاہئے بلکہ افضل یہ ہے کہ فوراً ادا کرلی جاوے اور اگر حضور جنازہ اوقات ثلثہ سے پہلے ہو چکا ہے تو حنفیہ کے نزدیک اوقات ثلثہ میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ وجہ فرق کی یہ ہے کہ صورت اولیٰ میں وجوب ناقصاً ہوا اور ادا بھی ناقصاً ہوئی۔ اور صورت ثانیہ میں وجوب کاملاً تھا اور ادا ناقصاً ہوئی اس لئے مکروہ تحریمی ہوئی۔ بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک بالکل صحیح نہیں ہوئی۔ پس اصل صلوٰۃ جنازہ میں یہی ہے کہ مؤخر نہ کی جائے جیسا کہ حدیث ثلث لایؤخرون (۱) سے معلوم ہوتا ہے ہاں جس جگہ مانع موجود ہو وہاں تاخیر کی جائے گی۔ جیسا کہ صورت ثانیہ میں جو ہم نے ذکر کی یعنی اس صورت میں جس میں حضور جنازہ اوقات ثلثہ سے پہلے ہوا ہو۔ پس حدیث (۲) عقبہ بن عامر کی اس صورت پر محمول ہوگی اور حدیث ثلث لایؤخرون پہلی صورت پر یعنی اس پر جس میں حضور جنازہ ان ہی اوقات میں ہو۔ گویا ہر ایک کے عموم میں دوسری روایت سے تخصیص کی گئی کیونکہ خبر واحد کی تخصیص خبر واحد سے ہو سکتی ہے۔ اور قیاس اسی کے موافق ہے الغرض اس تعلیل کے موافق جو پہلے لکھی گئی ہے دونوں حدیثوں کا محمل متعین کیا گیا۔ اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ حدیث عقبہ کی صریح ہے اور حدیث ثلث لایؤخرون صریح نہیں۔ کیونکہ حدیث عقبہ اوقات ثلث کے ذکر میں بلاشبہ صریح ہے لیکن اس میں یہ تصریح نہیں کہ حضور جنازہ کس وقت میں ہوا، اور حدیث ثلث لایؤخرون اگرچہ حضور جنازہ کے ذکر میں صریح ہے مگر اوقات ثلثہ کے ذکر میں صریح نہیں۔ اور یہ شبہ کہ لباحت و حرمت میں حرمت کو ترجیح ہوتی ہے، یہ جب ہے جب کہ مبیح محرم متعارض ہوں اور کوئی دوسری وجہ ترجیح مبیح کی نہ ہو اور مسئلہ مذکورہ میں معلوم ہو چکا ہے کہ ایک صورت میں مبیح کو ترجیح ہونی چاہئے اور ایک میں محرم کو اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ طلوع و غروب کے وقت بعض روایات سے

---

(۱) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا علی ثلث لاتؤخرھا الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ فصل ثانی ص ۶۱) ظفیر۔

(۲) عن عقبہ بن عامر قال ثلث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھانا ان نصلی فیھن او نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظھیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف الشمس الغروب حتی تغرب رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب اوقات النھی فصل اول ص ۹۴) ظفیر۔

فجر و عصر کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور بعض سے اباحت۔ تو صدر شریعت وغیرہ نے فجر میں حدیث تحریم کو ترجیح دی اور عصر میں حدیث اباحت کو۔ اسی طرح یہاں بھی کوئی اشکال نہیں۔ اب بعض عبارات فقہیہ نقل کرتا ہوں جس میں مضمون بالا کی بھی تصریح ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ صورتیں مذکور تین میں سے صورت اولیٰ میں تاخیر کا بلا کراہت جائز ہونا بلکہ افضل عدم تاخیر کا ہونا کن کن محققین کی رائے ہے۔ علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ در مختار کے قول وفي التحفة الا فضل ان لا توخر الجنازة کے تحت میں لکھتے ہیں وما في التحفة اقره في البحر والنهر والفتح والمعراج الحديث ثلث لايؤخرون منها الجنازة اذا حضرت وقال في شرح المنية والفرق بينها وبين سجدة التلاوة ظاهر لان التعجيل فيها مطلوب مطلقاً الا لمانع وحضورها في وقت مكروه بخلاف سجدة التلاوة لان التعجيل لا يستحب فيها مطلقاً ردالمحتار جلد اول ص ۲۷۵۔ فقط۔

عید گاہ میں جنازہ قبل نماز آجائے تو کس وقت جنازہ پڑھا جائے

(سوال ۲۸۹۳) اگر کوئی جنازہ عید کے روز احاطہ مسجد عید گاہ کے اندر قبل از نماز عید لا کر رکھا جائے تو نماز جنازہ کس وقت پڑھنی چاہئے، اگر بعد نماز عید پڑھی جاوے تو خطبہ سے پہلے یا بعد میں۔

(الجواب) در مختار میں ہے وتقدم صلوٰتها على صلوٰة الجنازة اذا اجتمعا لانه واجب عيناً الخ وتقدم صلوٰة الجنازة على الخطبة الخ۔(۲) اس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ جنازہ نماز عیدین کے بعد پڑھنی چاہئے اور خطبہ سے پہلے پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۸۹٤) جنازہ کی نماز میں فاتحہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ فتاویٰ عالمگیریہ میں جواز لکھا اور قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہ، نے بھی اپنے وصیت نامہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کو جائز لکھا ہے۔

(الجواب) فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اگر بہ نیت دعا سورہ فاتحہ جنازہ کی نماز میں پڑھیں تو درست ہے یہی مطلب عالمگیریہ کی روایت کا اور قاضی صاحب کی تحریر کا ہے۔ فقط۔

جنازہ میں شریک نہ کرنے کی وصیت

(سوال ۲۸۹۵) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔ دو شخص آپس میں حقیقی بھائی ہیں، بڑے بھائی نے ایک تیسرے شخص سے یہ وصیت کی کہ میرا چھوٹا بھائی میری تجہیز و تکفین میں شریک نہ ہو تو اس صورت میں چھوٹا بھائی تجہیز و تکفین میں اس کی شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ وصیت ناجائز ہے و باطل اس پر عمل نہ ہونا چاہئے بلکہ میت کے چھوٹے بھائی کو واسطے ادائے حقوق اسلام و صل رحم کے اگرچہ دوسرے لوگ تجہیز و تکفین کرنے والے کافی موجود ہوں شریک ہونا چاہئے۔ قال النبي صلى الله عليه وسلم حق المسلم على المسلم خمس رد السلام وعيادة المريض واتباع

---

(۱) ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳٤۷. ط.س. ج ۲ ص ۳۷٤. ۱۲ ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج ۲ ص ۱٦۷. ۱۲ ظفیر۔

الجنازة واجابة الدعوة تشميط العاطس (۱)الحديث. قال في الدر المختار اوصى بان يصلي عليه فلان (الى ان قال) اويطين قبره او يضرب على قبره قبة او لمن يقرء على قبره شيئاً فهي باطلة الخ.(۲)

نماز جنازہ میں تکرار درست نہیں

(سوال ۲۸۹۶) جنازہ کی نماز مکرر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) جنازہ کی نماز کا تکرار درست نہیں ہے یعنی جب کہ ایک بار ولی نے نماز پڑھ لی یا ولی کی اجازت سے نماز ہو گئی تو اب دوبارہ نماز اس کی نہ پڑھی جاوے حنفیہ کا مذہب یہی ہے۔(۳)

ایک ماہ کے لڑکے کو بغیر نماز و کفن دبا دینا درست نہیں

(سوال ۲۸۹۷) ایک شخص نے اپنا ایک ماہ کا لڑکا بدون غسل وبدون نماز جنازہ دفن کر دیا، بعدہ دوسرے شخص نے بھی اسی طرح اپنے لڑکے کو دبادیا۔ ایسا کرنے والوں کے لئے کیا سزا ہے۔

(الجواب) شرعی حکم یہ ہے کہ ایسے بچوں کو غسل دینا اور نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔ جن لوگوں نے ایسا کیا ان کو آئندہ تاکید اور تنبیہ کی جاوے کہ پھر ایسا نہ کریں اور جو کچھ پہلے کیا اس سے توبہ کریں۔ اور کوئی سزا ان کے لئے مقرر نہیں ہے۔(۴) فقط۔

مرد و عورت پر ایک ساتھ نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۹۸) ایک میت مرد اور ایک میت عورت دونوں بالغ ہر دو کا جنازہ ایک دفعہ پڑھنا جائز ہے یا نہ۔ زید نے ہر دو میت مذکورہ کا جنازہ آگے پیچھے رکھ کر پڑھایا۔ اور بکر نے کہا کہ میت مؤنث کو علیحدہ کر کے اس پر پھر نماز پڑھی جانی تھی۔

(الجواب) دونوں کا جنازہ ایک دفعہ پڑھنا درست ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ پڑھیں، لیکن بصورت کثرت اموات ووباء عام جواز پر عمل کرنے میں یعنی ایک دفعہ سب جنازوں کی نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ در مختار میں ہے واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰۃ اولی وان جمع جاز الخ۔(۵) پس جب کہ ہر دو جنازہ پر ایک دفعہ نماز ہو گئی تو بکر کا نماز جنازہ عورت کو اعادہ کرنا خلاف مشروع ہوا کیونکہ جنازہ کی نماز جب ایک بار ہو جاوے تو دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔(۶) پس یہ بکر کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ فقط۔

نماز جنازہ کے بعد کپڑے پر دھبہ دیکھا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۸۹۹) ایک شخص نے امام ہو کر نماز جنازہ پڑھائی پھر اس نے اپنے کپڑے پر دھبہ دیکھا اور غسل کی

---

(۱) مشکوٰة باب عيادة المريض ص ۱۳۳. (۲) الدر المختار كتاب الوصايا ج ۲ ص ۳۲۲. ط.س. ج۲ ص ٦٦٦. ۱۲ ظفير. (۳) ثم عدم جواز صلوت غير الولي بعده مذهبنا وبه قال مالك (غنية المستملي ص ۵٤۲) وان صلى من له حق التقدم (الى قوله) او من ليس له حق التقدم وتابعه الولي لا يعيد (در مختار. ط.س. ج۲ ص ۲۲۳) ظفير. (٤) اگر گمان غالب ہو کہ لاش پھٹی نہ ہو گی تو اس حالت میں اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی اس کے بعد نہیں، وان دفن واهيل عليه التراب بغير صلاة او بها بلا غسل او ممن لا ولاية له صلى على قبره مالم يغلب على ظنه تفسخه من غير تقدير هو الا صح (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۲٦. ط.س. ج۲ ص ۲۲٤) ظفير. (۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۱. ط.س. ج۲ ص ۲۱۸. ۱۲ ظفير. (٦) وان صلى الولي لم يجز لا حد ان يصلي بعده (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦. ط.س. ج۲ ص ۲۲۳) ظفير

حاجت معلوم ہوگئی تو وہ نماز درست ہوگئی یا دوبارہ قبر پر پڑھے۔

(الجواب) اس صورت میں نماز نہیں ہوئی دوبارہ پڑھی جاوے اگر دفن ہوچکا تو اس کی قبر پر نماز پڑھنی چاہئے یعنی پھٹنے سے پہلے اور بعض نے تین دن تک کا حکم دیا ہے، یعنی تین دن کے اندر اندر نماز قبر پر درست ہے پھر نہیں(۱)۔

کئی جنازوں کی نماز ایک ساتھ

(سوال ۲۹۰۰) دو تین میت کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز ہے جیسا کہ در مختار میں ہے و اذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰة علی کل واحدة اولی من الجمع الی ان قال وان جمع جاز الخ۔(۲)

ولد الزنا کی نماز جنازہ پڑھنا چاہئے

(سوال ۲۹۰۱) ولد الزنا پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) پڑھنی چاہئے۔(۳) فقط۔

غسل جمعہ کی وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہ ہو تو کیا وہ گنہگار ہوا

(سوال ۲۹۰۲) ایک شخص بوجہ غسل جمعہ وغیرہ ضروریات کے نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکا تو گنہگار ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگر بعض لوگوں نے نماز جنازہ ادا کرلی تو جو شخص شریک نہیں ہوا وہ گنہگار نہ ہوگا۔(۴) مگر یہ ضرور ہے کہ اس ثواب سے محروم رہے گا۔ فقط۔

نماز جنازہ خطبہ عید کے پہلے ہے یا بعد

(سوال ۲۹۰۳) اگر عید الضحیٰ عید الفطر کے روز کوئی موت ہوجاوے اور جنازہ عیدگاہ میں اس وقت پہنچے جب نماز پڑھ چکے ہوں تو نماز جنازہ قبل از خطبہ پڑھنے میں کچھ نقص شرعی تو نہیں ہے۔ یہاں بعد خطبہ کے پڑھی گئی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں لکھا ہے کہ نماز عیدین نماز جنازہ سے پہلے پڑھیں اور نماز جنازہ خطبہ سے پہلے پڑھیں، (۵) لیکن اگر خطبہ کے بعد پڑھی گئی تب بھی نماز ہوگئی کچھ وہم نہ کریں فقط۔

جو مسلمان عورت کافر کے گھر مری اور کافرانہ رسوم ادا کئے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں

(سوال ۲۹۰۴) ایک مسلمان عورت کسی کافر کے ساتھ کفر کے رسم ورواج کے موافق نکاح کرکے رہی اور اس

---

(۱) وان دفن واهيل عليه التراب بغير صلاة او بها بلا غسل او ممن لا ولا ية له صلى على قبره استحسانا ما لم يغلب على الظن تفسخه من غير تقدير (در مختار) وقيل يقدر بثلاثة ايام (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۷.ط.س.ج۲ص۲۲٤)ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۱.ط.س.ج۲ص۲۱۸. ۱۲ ظفير .(۳) وهي فرض على كل مسلم مات خلا اربعة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۱٤.ط.س.ج۲ص۲۱۰) ظفير.(٤) والصلوٰة عليه فرض كفاية با لا جماع (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۱۱.ط.س.ج۲ص۲۰۷. ۱۲ ظفير.

(۵) وتقدم صلوتها على صلوٰة الجنازة اذا اجتمعا لا نه واجب عيناً الخ وتقدم صلوٰة الجنازة على الخطبة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج۱ ص ۷۷۵.ط.س.ج۲ص۱٦۷)ظفير.

کافر کے ساتھ رہی ان کے بت خانہ میں جاکر مذہبی رسوم پوجاپاٹ وغیرہ بھی ادا کرتی رہی ایسی عورت کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) چونکہ تکفیر مسلم میں احتیاط تام لازم ہے اور حتی الوسع کسی مسلمان کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ نیز فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہ تکفیر کے ہوں اور صرف ایک وجہ اور وہ بھی ضعیف اسلام کی ہو تو اس کو مسلمان ہی سمجھنا چاہئے اور اہل اسلام کا معاملہ اس کے ساتھ کرنا چاہئے اگرچہ عند اللہ وہ کافر ہو مگر ہم کو اس کے ساتھ معاملہ مسلمانوں کا سا کرنا لازم ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے روی الطحاوی عن اصحابنا لا یخرج الرجل من الا یمان الا جحود ما ادخله فیه ثم ماتیقن انه ردة یحکم بها وما یشك انه ردة لا یحکم بها اذ الاسلام الثابت لا یزول بالشك مع ان الا سلام یعلو وینبغی للعالم اذا رفع الیه هذا ان لا یبا در بتکفیر اهل الا سلام مع انه یقضی بصحة اسلام المکره الخ وفی الفتاوی الصغری الکفر شئی عظیم فلا اجعل المؤ من کافراً متی وجدت روایة انه لا یکفر اه وفی الخلاصة وغیره اذا کان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنعه فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر الخ ومثل هذهٖ الروایات کثیرة۔(۱) اس لئے جب تک اس عورت کا مرتد ہونا بے یقین معلوم نہ ہو اور وہ اپنے کو مسلمان ہی کہتی رہے تو اس کے مرنے پر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اور اس کو مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے صلو اعلے کل بر و فاجر الحدیث قال فی شرح المنیه رواه الدار قطنی و علله بان مکحولاً لم یسمع من ابی هریرة ومن دونه ثقات وحاصله انه مرسل وهو حجة عندنا وعند مالك وجمهورا لفقهاء ص ۴۷۹۔

اسلام سے جو قوم تعلق رکھے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور وہ مسجد میں آسکتے ہیں

(سوال ۲۹۰۵) جو لوگ دائی کا پیشہ کرتے ہیں اور یہ کام بھی کرتے ہیں کہ بیل وغیرہ جو مر جاتے ہیں وہ لوگ اس کی کھال نکال کر دباغت کر کے فروخت کرتے ہیں، یہ قوم بہت رذیل سمجھی جاتی ہے لہذا اس قوم کو کھانے پینے اور جمعہ وعیدین میں شریک نہیں کرتے اس کی نسبت کیا حکم ہے اور ایسی قوم کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ نہ پڑھنے والوں پر کیا حکم ہے اور جو لوگ اس عالم پر طعن و تشنیع اور سب وشتم کرتے ہیں اور برا کہتے ہیں وہ کیسے ہیں۔

(الجواب) ان لوگوں کو جبکہ وہ مسلمان ہیں جمعہ اور جماعت سے اور مسجد میں آنے سے منع نہ کرنا چاہئے ورنہ مانعین مصداق وعید ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه وسعیٰ فی خرابها۔(۲) کے ہوں گے اور نماز جنازہ ان کی میت کی پڑھنی لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل برو فاجر الحدیث۔(۳) رواه الدار قطنی وفی الدرالمختار وهی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة بغاة

---

(۱) ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳. ط.س. ج۴ ص ۲۲۳...... ۲۲۴. ۱۲ ظفیر.

(۲) البقرہ. رکوع ۱۴ ....

(۳) دیکھئے شرح فقہ اکبر ص ۱۲۹۱ ظفیر۔

وقطاع طریق الخ۔(۱) پس ظاہر ہے کہ مسلمانان مذکورین نہ بغاۃ ہیں اور نہ قطاع طریق وغیرہ ہیں لہذا ان کے جنازہ کی نماز بقول فقہاء فرض ہوئی اور جس عالم نے اس فرض کو ادا کیا وہ مثاب وماجور ہے اس کو برا کہنا اور سب وشتم کرنا فسق ومعصیت ہے کما ورد سباب المسلم فسوق(۲) پس طاعنین فاسق وفاجر ہیں، توبہ کریں۔ فقط۔

رنڈی کی نماز جنازہ پڑھنا درست ہے

(سوال ۲۹۰۶) ایک مولوی صاحب نے ایک رنڈی کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور کچھ نذرانہ بھی ملا، چند روز بعد مولوی صاحب نے نماز جمعہ کے قبل اپنے اس فعل کی تائید میں بطور وعظ کے فرمایا کہ مجھ کو اس کا علم نہ تھا کہ یہ عورت کون ہے اور جو پیسہ مجھ کو معاوضہ میں ملا اس کو ایسے ہی کاموں میں صرف کر دوں گا۔ مثلاً پاخانہ اٹھانے والی بھنگن کو دے دوں گا۔ اور ہم تیراک ہیں تیرنے کے ذریعہ سے غرقاب ہونے سے بچ سکتے ہیں۔ جاہل نہیں بچ سکتے۔ صوت مسئولہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) مسلمان رنڈی کے جنازہ کی نماز شرعاً پڑھنی ضروری ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل برو فاجر الحدیث۔(۳) یعنی ہر ایک نیک وبد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ اور جو پیسہ ان مولوی صاحب کو ملا اگر وہ حرام آدمی کا تھا تو وہ کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا یہ کہنا ان کا غلط ہے کہ حرام آمدنی کو حاصل کر کے پاخانہ وغیرہ اٹھانے میں صرف کر دیا جاوے گا کیونکہ خواہ کھانے میں صرف کرے یا کپڑے میں یا حجام کی اجرت میں دے یا بھنگی کی اجرت وغیرہ میں سب برابر اور ناجائز ہیں اور حرام آمدنی والے کو یہ حیلہ بے شک بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ قرض کے طریق سے اشیاء خریدے یا کسی سے روپیہ پیسہ قرض لے کر خریدے تو یہ کھانا ان بعض کے نزدیک درست ہے۔ پھر اس قرض کو خواہ اپنی آمدنی حرام سے ادا کرے یا حلال سے وہ پہلا کھانا حلال ہے۔ یہ بعض کا قول ہے اور بعض مطلقاً حرام فرماتے ہیں۔ اور ان مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ ہم تیراک ہیں یعنی ہم کو حرام پیسہ مضر نہیں ہے غلط ہے اور بیہودہ خیال ہے۔(۴) فقط۔

مقتدی کا فریضہ کیا ہے

(سوال ۲۹۰۷) جنازہ کی نماز میں مقتدی کا فریضہ کیا ہے۔

(الجواب) مقتدی کو بھی وہی پڑھنا ہے جو امام کو۔ جنازہ کی نماز کی ترکیب کسی اردو رسالہ میں دیکھ لی جائے مختصر یہ کہ اول تکبیر کے بعد سبحانک اللھم الخ اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام(۵)..... فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۴. ط.س. ج۲ص ۲۱۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) مشکوٰۃ . باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم ص ۴۱۱ ۱۲ ظفیر.(۳) شرح فقہ اکبر ص ۹۱ ۱۲ ظفیر.(۴) المکاس مثلا یا خذ من احدشینا من المکس ثم یعطیہ اخر ثم یا خذہ من ذالک الا خرا خر فھو حرام (ردالمحتار باب البیع الفاسد مطلب الحرمۃ تتعدد ج ۴ ص ۱۸۰. ط.س. ج۵ص۹۸) ظفیر. (۵) فیکبر للافتتاح ویقول سبحانک اللھم الخ ثم یکبر اخری ویصلی علی النبی صلی اللہ علہ وسلم ثم یکبر اخری ویدعو للمیت وجمیع المسلمین (ای قولہ) ثم یکبر الرابعۃ ثم یسلم تسلیمتین(عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۶۱. ط. ماجدیہ ج۱ص ۱۶۴) ظفیر.

مسلمان زانیہ کا بچہ جو ہندو سے ہو اس کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے

(سوال ۱/ ۲۹۰۸) مسلمان عورت زانیہ ہندو کے پاس ہے اس سے جو اولاد ہو اور مر جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہئے یا نہ ؟

بے نمازی کی نماز جنازہ ترک کرنا کیسا ہے

(سوال ۲/ ۲۹۰۹) تارک صلوٰۃ کی نماز جنازہ تنبیہاً ترک کرنا کیسا ہے ؟ اور پڑھنا منع ہے یا کیا ؟

(الجواب)(۱) پڑھنی چاہئے لکن الا ولا دمسلمین تبعالا مھم۔

(۲) تارک صلوٰۃ کے جنازہ کی ممانعت کہیں نظر سے نہیں گذری بلکہ فقہا کے اقوال اور حدیث صلوٰ علی کل برو فاجر سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نماز پڑھنی چاہئے فقط۔

بے نمازی پر نماز جنازہ عبرتاً نہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۹۰۹) عبرۃ کی غرض سے بے نمازی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا اور بغیر نماز کے اس کو دفن کر دینا کیسا ہے، مستحسن ہے یا نہیں ؟

(الجواب) یہ فعل جائز و مستحسن نہیں ہے بلکہ حرام اور ترک فرض ہے مسلمان بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا مثل نمازی کے فرض ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل برو فاجر۔ الحدیث۔ اور فقہاء رحمہم اللہ نے جنازہ کی نماز سے جن لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے جیسے بغاۃ وغیرہم ان میں فساق و بے نمازیوں کو شمار نہیں کیا۔ پس فرض شرعی کا ترک خیال عبرت درست نہیں ہے۔(۱) فقط۔

تاڑی پینے والے کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱/ ۲۹۱۱) تاڑ کے درخت کے پھل اور رس میں نشہ ہوتا ہے۔ شراب سے کسی قدر کم نشہ کی چیز یعنی تاڑی وغیرہ کا کھانا پینا کیسا ہے ؟ اور ایسے شخص کے ہمراہ کھانا پینا اور اس کے جنازہ کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

سود خور کی نماز جنازہ

(سوال ۲/ ۲۹۱۲) سود کا لین دین کیسا ہے ؟ اور جو شخص سود لے اس کے جنازہ کی نماز کا کیا حکم ہے ؟ اور اس سے میل جول رکھنا کیسا ہے ؟

(الجواب)(۱) نشہ کی چیز کا کھانا پینا حرام ہے اور اس کے ساتھ کھانا پینا نہ چاہئے۔ اور جنازہ کی نماز پڑھیں۔(۲)

(۲) جنازہ کی نماز کا وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ باقی سود لینا دینا حرام ہے اور ایسے شخص سے علیحدہ رہنا چاہئے۔ فقط۔

ہندوؤں کے نابالغ بچہ پر نماز جنازہ نہیں ہے

(سوال ۲۹۱۳) ہندو کے نابالغ بچے کی میت پر نماز جنازہ پڑھنا حدیث سے ثابت ہے یا نہ۔

(الجواب) نہیں۔(۳) فقط۔

---

(۱) وهى (اى صلاة الجنازة) فرض على كل مسلم مات خلا اربعة بغاة او قطاع طريق الخ (الد المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ص ۸۱٤.ط.س.ج۲ص۲۱۰) ظفير.(۲) وهى فرض على كل مسلم مات خلا اربعة الخ (درمختار.ط.س.ج۲ص۲۱۰) ظفير.(۳) وشرطها اى لصلوٰة الجنازة ستة، اسلام الميت الخ كصبى سبى مع احد ابويه لا يصلى عليه لا نه تبع له اى فى احكام الدنيا لا العقبى لما مرا لهم خدم اهل الجنة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۱.ط.س.ج۲ص۲۰۷) ظفير.

بدبو کے بعد نماز جنازہ

(سوال ۲۹۱۴) جس مردہ میں بوجہ دو تین روز پڑے رہنے کے بدبو ہو جاوے اس کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) اگر اس کے جنازہ کی نماز پہلے نہیں پڑھی گئی تو فرض ہے کہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے۔(۱)

نماز جنازہ عصر و مغرب کے درمیان درست ہے

(سوال ۲۹۱۵) جنازہ کی نماز مابین عصر و مغرب جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مابین عصر و مغرب کے جنازہ کی نماز مکروہ نہیں ہے کما فی الدر المختار لا یکرہ قضاء فائتة الخ وصلاة جنازة۔(۲)

بے نمازی کی لاش گھسیٹنا جائز نہیں

(سوال ۲۹۱۶) ایک شخص مر گیا ہے جس نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی تھی اس کی نماز جنازہ چالیس قدم بذریعہ رسی کے کھینچ کر ایک دوسرے شخص نے پڑھائی ان لوگوں کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) واقعی رسی میں باندھ کر بے نمازی مسلمان کے کھینچنے کا شریعت سے حکم نہیں ہے، ایسا نہ کرنا چاہئے تھا اس کے لئے استغفار کرنا چاہئے۔ اور نماز جنازہ بے نمازی مسلمان کی پڑھنی چاہئے۔ لقوله عليه الصلوٰة والسلام. صلوا على كل برو فاجر. الحديث(۳)

میت روزہ دار کی نماز جنازہ

(سوال ۲۹۱۷) ایک شخص روزہ دار مرض ناگہانی میں مبتلا ہو جاوے اور روزہ افطار نہ کرے اور اسی میں مر جاوے تو بکر کہتا ہے کہ اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جاوے۔ صحیح ہے یا نہ۔

(الجواب) نماز جنازہ اس شخص کی پڑھنی چاہئے بکر کا قول غلط ہے، وہ گنہگار نہیں ہوا، شامی میں منقول ہے کہ ایسی صورت میں وہ ماجور ہوتا ہے ويوجر لو صبر و مثله سائر حقوق الله تعالى كا فساد صوم وصلوٰة الخ (۴)

بجارے مسلمان ہیں ان کی نماز جنازہ پڑھی جاوے اور وہ نماز میں شامل ہو سکتے ہیں

(سوال ۲۹۱۸) ملک نماڑ میں اکثر قوم مسلمانان بجارہ دنداف ہیں یہ قوم عیدین کی نماز میں شامل ہوا کرتے ہیں۔ مگر ہولی، دیوالی، سہرہ اور جس قدر ہنود کے تہوار ہیں ان میں بشوق و رغبت شامل رہتے ہیں اور بتوں کی پوجا و پرستش ہمیشہ کیا کرتے ہیں اور ہنود کا لباس پہنتے ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ ہم لوگ بالکل ہندوں میں چھپتے ہیں یہ اقوام روزہ، نماز و کلمہ کلام سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ شادی بیاہ ہنود کے مشابہ کرتے ہیں آیا ان کا نکاح اور نماز جنازہ پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایسے جاہل لوگوں کو بتدریج اور رفتہ رفتہ کلمہ اسلام کا اور احکام اسلام کے بتلانا اور سکھلانا چاہئے۔

---

(۱) وان دفن واهيل عليه التراب بغير صلاة صلى على قبره مالم يغلب على الظن تفسخه من غير تقدير هو الا صح (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۲۶. ط.س. ج۲ ص ۲۲۴. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۸. ط.س. ج۱ ص ۳۷۵ ۱۲ ظفير. (۳) شرح فقه اكبر ص ۹۱ ۱۲ محمد ظفير الدين الصديقى. (۴) ردالمحتار كتاب الصوم فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۸. ط.س. ج۲ ص ۴۲۱. ۱۲ ظفير.

قال اللہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربك بالحکمة والمو عظة الحسنة وجاد لهم باللتی هی احسن ۔(۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے راستہ اور دین کی طرف حکمت کے ساتھ اور نصیحت حسنہ کے ساتھ لوگوں کو بلانا چاہئے اور طریق حسن کے ساتھ ان کو سمجھانا اور منوانا چاہئے اور رسوم کفریہ اور شرکیہ کو ان سے چھوڑوانا چاہئے اور نماز جنازہ ان کی پڑھنا چاہئے اور نکاح پڑھنا چاہئے اور نکاح سے پہلے ان سے کفر وشرک ومعاصی سے توبہ کرالینی چاہئے۔ اسی طرح ہمیشہ ان سے توبہ کرانی چاہئے اور ان میں سے جو مریض ہو اس سے بالخصوص مرض الموت میں توبہ کرالینی چاہئے تاکہ اس کے جنازہ کی نماز میں شبہ نہ رہے۔ فقط۔

بلا وضو نماز جنازہ جائز نہیں

(سوال ۲۹۱۹) ایک شخص کہتا ہے کہ نماز جنازہ میں اگر محدث بے وضو بھی شریک ہو کر پڑھ لیویں تو کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ غلط ہے کہ نماز جنازہ بلا وضو جائز ہے، بلا وضو یا بلا تیمم کے نماز جنازہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ البتہ اگر امام کھڑا ہو جاوے اور کوئی آدمی ایک یا چند ایسے وقت آویں کہ اگر وضو کریں گے تو تکبیرات فوت ہو جاویں گی تو ان کو تیمم کر کے شریک ہو جانا درست ہے۔ کما فی الدر المختار وجاز لخوف فوت صلوٰة جنازة ای کل تکبیراتها الخ در مختار فی الشامی قوله وجاز لخوف فوت صلوٰة جنازة) ای ولو کان الماء قریبا الخ۔(۲) فقط۔

مختلف بچوں کے احکام

(سوال ۱/ ۲۹۲۰) بچہ مشرک کا ہے جو قبل بلوغ مر گیا۔

(سوال ۲/ ۲۹۲۱) دوسرا وہ بچہ ہے کہ زید اس کا قریبی یا بعیدی رشتہ دار ہے مگر اس بچہ کے والدین پیدا ہونے کے بعد مرتد ہو گئے۔

(سوال ۳/ ۲۹۴۲) تیسرا وہ بچہ ہے کہ بعد پیدا ہونے کے حالت اسلام میں والدین میں سے ایک فوت ہو گیا اور ایک مرتد ہو گیا۔ اب یہ بچہ کس کے تابع رہے گا۔ اور یہ تینوں بسبب پرورش زید کے کلمہ طیبہ خوبی پڑھ سکتے ہیں مگر اتنی عقل اور تمیز نہیں کہ اسلام کی شرطیں سمجھ سکیں۔ اور اگر یہ تینوں بچے قبل بلوغ فوت ہو جائیں تو تجہیز و تکفین مثل مسلمانوں کے کریں گے یا نہیں اور سب کا حکم برابر ہے یا باہم کچھ فرق ہے۔

(الجواب) نابالغ بچہ کفر واسلام میں تابع اپنے والدین کے ہوتا ہے۔ کما فی الدر المختار والشامی۔ قوله لتبعیته لابویه در مختار ای فی الا سلام والردة . شامی۔(۳) اور اگر ان میں سے یعنی والدین میں سے کوئی مسلمان ہو تو بچہ اس کے تابع ہو کر مسلمان سمجھا جاوے گا کما فی الدر المختار والو لدیتبع خیر الا بوین دیناً الخ(۴) اور بچہ کافر کا اگر ممیز یعنی سات برس کا ہو جاوے تو اس کا اسلام لانا صحیح اور معتبر ہے۔ کما فی الدر المختار او اسلم

---

(۱) سورہ نحل ۱۶ . (۲) ردالمحتار باب التیمم جلد اول ص ۲۲۳ .ط.س. ج۲ ص ۲۴۱ . ۱۲ ظفیر.
(۳)
(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵٤۱ .ط.س. ج۲ ص ۱۹۶ . ۱۲ ظفیر.

الصلبي وهو عاقل اى ابن سبع سنين صلى عليه وفيه ايضاً والعاقل المميز وهو ابن سبع سنين الخ۔
(۱) در مختار۔ پس پہلا بچہ جو کہ مشرک کا ہے وہ اگر سات برس کا ہو کر کلمہ اسلام پڑھ کر مرا ہے تو اس کو مسلمان سمجھا جائے اور تجہیز و تکفین اس کی مثل مسلمانوں کے کی جاوے اور دوسرا بچہ بوجہ مرتد ہو جانے والدین کے ارتداد میں ان کے تابع ہوا۔ لیکن اگر سات برس کا ہو کہ وہ کلمہ اسلام پر ہے تو مسلمان ہو جاوے گا اور اس حالت میں نے سے اس کی تجہیز و تکفین مثل مسلمانون کے ہو گی اور نماز جنازہ پڑھی جاوے گی اور تیسرا بچہ خیر الابوین یعنی مسلمان کے تابع ہو کر مسلمان سمجھا جاوے گا اور مثل مسلمانوں کے اس کی تجہیز تکفین و نماز جنازہ ہو گی۔ فقط

اگر نماز جنازہ ہوئی اور کوئی ایک شخص کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو قابل ملامت نہیں

(سوال ۲۹۲۳) ایک میت کو ایسے میدان میں لایا گیا جس میں مدرسہ کے طلباء بکثرت کھیلا کرتے تھے اور وہ میدان بارش سے تر تھا اور نم دار تھا۔ بندے کے پاؤں میں موزے تھے۔ ان کی حفاظت کی وجہ سے نماز جنازہ میں پہلو تہی کی اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہوا یہ گناہ ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر دوسرے مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھ لی تو تارک پر کچھ ملامت اور مؤاخذہ نہیں ہے۔(۲) لیکن یہ ضروری ہے کہ محض موزوں کی حفاظت کی وجہ سے نماز جنازہ سے پہلو تہی کرنا اچھا نہیں۔ آئندہ اس کے احتیاط کی جاوے۔ فقط۔

مقتدی امام کے ساتھ نماز جنازہ میں دعاء وغیرہ پڑھے

(سوال ۲۹۲۴) کیا نماز جنازہ میں مقتدی امام کے تابع ہو کر ثناء و صلوٰۃ و دعاء برابر ادا کرے یا مقتدی پر فقط سکوت ہے بعد فراغ از نماز جنازہ اسی ہیئت صفوف میں رہ کر یا بعد تغیر ہیئت صفوف گرد میت کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور مکرر سہ کرر اسی طرح دعاء کرنا جائز ہے یا نہیں مذہب حنفی کے مطابق بہ ثبوت سند ارشاد فرمایا جاوے۔ بعض علماء نے باستناد روایت فتاویٰ عالمگیری جو فصل خامس ص ۷۱ مطبوعہ مصر میں ہے والا مام والقوم فيه اى فيما ذكر قبل من التكبيرات و دعاء الافتتاح والصلوة على النبى ﷺ والدعاء وغير ذلك كذا فى الكافى مقتدی کو بھی متابعت کا حکم دیا ہے اور باسناد روایت ذیل سے منع کیا ہے۔ خلاصۃ الفتاویٰ قلمی میں ہے لا يقوم بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة الخ ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ولا يد عو للميت بعد صلوٰة الجنازة لا نه يشبه الزيادة فى صلوٰة الجنازة۔ اسی طرح نور الانوار اور انوار حنفیہ اور جامع الرموز اور محیط میں موجود ہے۔ ان روایات میں مطلقاً دعا بعد الجنازہ کو ممنوع قرار دیا ہے خواہ ہیئت صفوف میں ہو یا نہ ہو۔ کیا ہر دو استناد متعلق ہر دو مسئلہ صحیح ہیں۔

(الجواب) یہ ہر دو استناد متعلق ہر دو مسئلہ صحیح ہیں۔ نماز جنازہ میں مقتدی بھی مثل امام کے ثناء و صلوٰۃ و دعا پڑھتا ہے اور نماز جنازہ کے بعد پھر دعا ہاتھ اٹھا کر مانگنا ثابت نہیں ہے اور فقہاء نے اس سے منع فرمایا ہے، اور بقول ملا علی قاری رحمۃ اللہ زیادہ فی صلوٰۃ الجنازہ کا شبہ ہوتا ہے اور صلوٰۃ الجنازہ خود دعاء للمیت ہے فلا يشرع الدعاء الا خر بعد ها

(۱) الدر المختار على هامش ردا لمختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۲۔ ط.س.ج ۲ ص ۲۳۰۔ ۱۲ ظفير۔
(۲) ايضاً ج ۳ ص ۴۲۳ ۱۲ ظفير مفتاحى۔ (۳) الصلاة على الجنازة فرض كفاية اذا قام به البعض واحدا كان او جماعة ذكرا كان او انثى سقط عن الباقين واذا ترك الكل اثموا هكذا فى التاتارخانيه (عالمگيرى مصرى باب الجنائز فصل خامس ج ۱ ص ۴۵۲۔ ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۶۲) ظفير۔

نماز جنازہ کی امامت کس کا حق ہے

(سوال ۲۹۲۵) ایک شخص حنفی ایک مسجد کا امام ہے وہ دعوی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نماز جنازہ میرے سوا کوئی نہیں پڑھا سکتا۔ کیا وہ شخص ولی میت پر بھی مقدم ہے اور یہ دعوی اس کا کیسا ہے، اور نماز جنازہ کی امامت میں احق بالامامت کون ہے۔

(الجواب) کتب فقہ حنفیہ میں امامت نماز جنازہ میں یہ ترتیب لکھی ہے ویقدم فی الصلوٰة علیه السلطان ان حضر اونائبه وهوا میرالمصر ثم القاضی الخ ثم امام الحی الخ ثم الولی الخ ۔(۱) یعنی امامت نماز جنازہ کے لئے سب سے مقدم بادشاہ ہے اگر موجود ہو، یا اس کا نائب، پھر قاضی، پھر امام مسجد محلہ الخ در مختار۔ اور یہ بھی در مختار میں ہے کہ تقدیم امام حی ولی پر استحباباً ہے اگر باوجود امام حی کے ولی نماز پڑھا دیوے تو یہ بھی درست ہے اور یہ بھی در مختار اور شامی میں ہے کہ اگر ولی افضل ہر امام سے تو ولی کی امامت اولی ہے۔ بہر حال یہ دعوی امام مذکور کا جو سوال میں مذکور ہے مطلقاً (بلا تفصیل) غلط ہے۔(۲)

بوقت زوال واستواء وغروب نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۲۶) اگر بوقت طلوع و غروب واستواء آفتاب جنازہ حاضر شود بلا انتظار وقت مباح دریں اوقات نماز جنازہ ادا کردن جائز است یا نہ بلا کراہت جائز است یا مع الکراہت۔

(الجواب) اگر جنازہ دریں اوقات حاضر شود بلا انتظار وقت مباح نماز جنازہ گزاردن دراں اوقات جائز است بلا کراہت تحریمی ودر شامی گفتہ کہ کراہت تنزیہی است کہ ماتش غیرہ اولی است یعنی بہتر این است کہ در وقت مباح نماز گزارند فی الدر المختار فلو وجبنا فیها لم یکره فعلهما ای تحریماً (در مختار) قوله ای تحریماً افاد ثبوت الکراهة التنزیهیة وفی التحفه ما یدل علی نفی الکراهة التنزیهة ایضاً (۴) فقط۔

بعد نماز جنازہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے

(سوال ۲۹۲۷) نماز جنازہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ اور مقتدیوں کو دعا مانگنا چاہئے یا نہ۔

(الجواب) نماز جنازہ خود دعا للمیت ہے اس کے بعد اور کوئی دعا ماثورہ منقول نہیں۔(۵) امام و مقتدی سب اس کو ترک کر دیں کہ خلاف سنت فعل کا التزام درست نہیں ہے۔

طاعون والی جگہ نماز جنازہ کے لئے جانا کیسا ہے اور اطباء کا جانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۲۸) جس جگہ طاعون ہو وہاں نماز جنازہ پڑھانے کے لئے جنازہ درست ہے یا نہیں جب کہ اس سے بلا جائے نماز جنازہ نہ ہو، ایسے موضع میں اطباء کو جانا کیسا ہے۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۳. ط.س. ج۲ ص۲۱۹ ۱۲ ظفیر.
(۲) وتقدیم امام الحی مندوب فقط بشرط ان یکون افضل من الولی والا فالولی اولی کما فی المجتبیٰ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۵۳۲. ط.س. ج۲ ص ۲۲۰) ظفیر.
(۳) قال فی شرح المنیة الا صل ان الحق فی الصلاة للولی الخ (ردالمحتار ص ۸۲۳. ط.س. ج۲ ص ۲۲۰) ظفیر.
(٤) ردالمحتار کتاب الصلوٰة جلد اول ج ۱ ص ۳٤۷. ط.س. ج۲ ص۳۷٤. ۱۲ ظفیر.
(۵) ویسلم بلا دعاء بعد الرابعة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۱۷. ط.س. ج۲ ص۲۱۳) فقد صرحوا عن اخرهم بان صلاة الجنازة هی الدعاء للمیت اذهو المقصود منها (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۱٤. ط.س. ج۲ ص ۲۱۰) ظفیر.

(الجواب) قال فی الدر المختار مسائل شتی من اخر الکتاب واذا خرج (اودخل فیها شامی) من بلدۃ بها الطاعون فان علم ان کل شئی بقدر ۃ اللہ فلا باس بان یخرج ویدخل وان کان عندہ انه لوخرج نجاولو دخل ابتلیٰ کرہ له ذلك فلا یدخل ولا یخرج صیانۃً لا عتقادہ وعلیه حمل النهی فی الحدیث الشریف مجمع الفتاویٰ الخ ۔(۱) اس عبارت سے واضح ہوا کہ جس کا اعتقاد درست ہو خروج عن موضع الطاعون کو سبب نجات اور دخول کو سبب ابتلاء و ہلاک نہ جانتا ہو تو اس کے حق میں خروج و دخول ممنوع نہیں ہے اور ادائے نماز جنازہ تو فرض کفایہ ہے اس کے لئے وہاں بغرض ادائے نماز جانا ضروری ہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ اگر نہ جائے گا تو نماز جنازہ نہ ہوگی۔ اسی طرح اطباء کو بھی بغرض علاج وہاں جانا درست ہے۔

اگر کچھ لوگ نماز جنازہ نہ پڑھیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۲۹) اتفاق سے کوئی لڑکی نابالغہ فوت ہوئی اور نماز جنازہ کے لئے سب لوگ جمع ہوئے اور وہ علماء بھی جمع ہوئے جنہوں نے پردہ کی تنبیہہ کی تھی لیکن حاضر جنازہ ہو کر نماز نہ پڑھی، واپس چلے آئے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(الجواب) نماز جنازہ نابالغ و بالغ کی فرض کفایہ ہے، بعض کی اداء سے باقیوں کے ذمہ سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ پس اگر نماز جنازہ اس نابالغہ کی ہو گئی ہے تو وہ لوگ جنہوں نے نماز جنازہ میں شرکت نہ کی عاصی نہیں ہیں۔ اور اگر اس نابالغہ کے جنازہ کی نماز بالکل نہیں پڑھی گئی تو جو لوگ موجود تھے اور جن کو علم اس کی موت کا ہوا اور نماز جنازہ نہ پڑھی وہ سب گنہگار ہوئے۔ قال فی الدر المختار والصلوٰۃ علیه صفتها فرض کفایة الخ وفی ردالمحتار وما شروط وجوبها فهی شروط بقیة الصلوات من القدرۃ والعقل والبلوغ والا سلام مع زیادۃ العلم بمو ته تامل الخ ۔(۲) وهی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة بغاۃ وقطاع طریق الخ۔(۳) اور ظاہر ہے کہ وہ قومیں جو پردہ نہیں کرتیں ان چار میں داخل نہیں ہیں، خصوصاً نابالغہ کی وہ مکلف پردہ کی نہیں ہے پس ترک کرنا اس کی جنازہ کی نماز کا نہایت قبیح ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث.

جن لوگوں کو نماز جنازہ نہیں آتی صرف اقتدا اور تکبیر سے نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۲۹۳۰) اگر مقتدی در صلوٰۃ جنازہ بوجہ ندانستین یا بوجہ فراموشی ثناء و صلوٰۃ و دعاء را نخواند فقط با امام بعد نیت اقتداء تکبیرات اربعہ را بگوید نماز او بوجہ ضرورت ہمچوں نماز مسبوق صحیح خواہد شد یا نہ۔

---

(۱) الدر المختار علی هامس ردالمحتار مسائل شتی. ج ۵ ص ط.س.ج٦ص٧٥٧. ١٢ ظفیر.
(۲) ردالمحتار. باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۱. ط.س.ج۲ص۲۰۷. ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤. ط.س.ج۲ص ۲۱۰. ۱۲ ظفیر.

(الجواب)قال فی الدر المختار ۔ فی الصلوٰۃ الجنازۃ ورکنها شئیان التکبیرات الا ربع والقیام الخ۔(۱) پس معلوم شد کہ بناءً علی ہذہ الروایۃ نمازش صحیح است۔ وانظر ما قال الشامی تحقق ما قالہ المحقق ابن الہمام رحمہ اللہ۔

شیعہ کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۳۱)اہل سنت والجماعت کو شیعہ میت کی نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہ۔

(الجواب)جو شیعہ غالی ہیں کہ ان کی تکفیر کی گئی ہے ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنی چاہئے جیسے تبرا گو ہیں ان کی نماز نہ پڑھی جاوے۔

سائبان مسجد میں جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۳۲)جس مسجد میں پنجوقتہ نماز ہوتی ہے اس مسجد کے اندر یا سائبان میں میت کو رکھ کر اگر نماز جنازہ پڑھیں تو نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اگر قبرستان میں مسجد ہو اور اس میں نماز پنجوقتہ نہ ہوتی ہو اور وہ نماز جنازہ کے لئے بنائی گئی ہو تو اس مسجد میں نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) نماز پڑھنا جنازہ کی مسجد جماعت میں مکروہ ہے جیسا کہ در مختار میں ہے وکراهته تحریماً وقیل تنزیهاً فی مسجد جماعة هو ای المیت فیه وحده او مع القوم الخ ۔(۲)اور جو مسجد جنازہ کے لئے ہی بنائی گئی ہے وہ درحقیقت حکم مسجد میں نہیں ہے، اس میں نماز جنازہ درست ہے۔ کما فی الدر المختار واما المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ او عید فهو مسجد فی حق جواز الا قتداء لا فی حق غیره به یفتی ۔ نهایه الخ(۳)

غائب مردہ پر نماز جنازہ درست نہیں

(سوال ۲۹۳۳)میت غائب پر نماز جنازہ صحیح ہے یا نہیں

(الجواب)میت غائب پر عند الحنفیہ نماز صحیح نہیں ہے۔(۴)

---

(۱)ایضاً ج ۱ ص ۸۱۳.ط.س.ج۲ص۲۰۹. ۱۲ ظفیر.

(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۲۷.ط.س.ج۲ص۲۲٤....۲۲۵ ۱۲ ظفیر.

(۳)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵.ط.س.ج۱ص۶۵۷. ۱۲ ظفیر.

(٤)فلاتصح علی غائب و محمول علی دابة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۳.ط.س.ج۲ص۲۰۹. ۱۲ ظفیر.

اگر جسم کا ایک حصہ جل گیا ہو تو کیا اسے غسل دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں

(سوال ۲۹۳۴) مکان میں آگ لگ جانے کی وجہ سے اگر اکثر حصہ میت کا جل جاوے اور جو باقی ہو وہ بھی سیاہ مانند کوئلہ کے ہو گیا ہو، چہرہ ندارد ہو تو اس کو غسل و کفن دی جاوے اور نماز کو یونہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا ہو تو اس کی اقتداء فی الصلوٰۃ کا کیا حکم ہے۔ بصورت عدم جواز غسل و کفن و نماز جنازہ کے ایسے امام کو جس نے بلا غسل و کفن اور نماز کے مذکورہ بالا لاش کو دفنادیا۔ اگر کوئی شخص خود غرضی اور شرارت کی وجہ سے خواہ مخواہ عوام میں ذلیل اور رسوا کرنے کے در پے ہو تو اس کی کیا سزا ہے۔

(الجواب) مسئلہ اس بارہ میں یہ ہے کہ اگر اکثر حصہ کا باقی ہو یعنی نصف سے زیادہ باقی ہو اگر چہ بدون سر کے باقی ہو تو اس کو غسل دیا جاوے اور نماز اس پر پڑھی جاوے۔ اور اگر زیادہ حصہ جسم میت کا جل کر خاکستر ہو گیا اور کم حصہ باقی ہے تو غسل و نماز کچھ لازم نہیں ہے۔ در مختار میں ہے **وجد راس ادمی اواحد شقیہ لا یغسل ولا یصلی علیہ بل یدفن الا ان یو جد اکثر من نصفه ولو بلا ر أس الخ**(۱) پس جب کہ اس میت کا اکثر حصہ جل کر خاکستر ہو گیا تو غسل و نماز اس کی واجب نہیں ہے ویسے ہی دفن کر دینا چاہئے اور جس امام نے ایسا کیا کہ بوجہ مذکورہ بلا غسل و نماز اس کو دفن کرادیا اس پر کچھ مواخذہ نہیں اور اس کی امامت میں کچھ خلل اور کراہت نہیں ہے اور اعتراض کرنا اس کے اس فعل پر اگر خود غرضی سے اور عداوت کی وجہ سے ہے تو سخت گناہ اور معصیت ہے اس سے توبہ کرے اور اگر بوجہ جہل کے ہے تو معذور ہے لیکن جاہل کو کسی عالم سے مسئلہ دریافت کرنا چاہئے خود ہی کوئی حکم نہ کر دینا چاہئے فانما شفاء العی السوال یعنی شفاء الجہل سے دریافت کرنا ہے جاننے والوں سے **قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون**۔(۲) فقط۔

چوہڑوں کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۳۵) چوہڑوں کا نکاح اور جنازہ جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز نہیں ہے مسلمان اس سے احتراز کریں۔(۳)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز . ج: ۱ ص: ۸۰٤ . ط.س. ج ۲ ص ۲۰۰

(۲) سورۃ النحل . ۱۲

(۳) والصلوٰۃ علیه فرض کفایة الخ وشرطها ستة . اسلام المیت وطهارته (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز . ج: ۱ ص: ۸۱۱ ط.س ج ۲ ص ۲۰۷

تعزیت کے دنوں میں صاحب تعزیت کے گھر سے کھانا کیسا ہے

(سوال ۲۹۳۶) درایام ہائے ثلثہ تعزیت خورد ونوش ازخانہ صاحب تعزیت جائز است یا نہ اور کشمیر عام مسلمانان مساوی وانند۔ قال فی الدر المختار ویحل لمن طال مقامه او مسافة لالمن لم یطل مسئله مذکورہ مفتی به است یا نه.

(الجواب) علامہ شامی دریں موقعہ فرمودہ اقول قدمنا ان القول الاول وهو الاصح وظاهره الا طلاق ويئويده ما فی اخر الجنائز من فتح القدير حيث قال ويكره اتخاذ الضيافته من الطعام من اهل الميت لانه شرع فی السرور لا فی الشروع وهی بدعة مستقبحة الخ(۴) پس معلوم شد کہ حکم ویحل لمن طال مقامہ الخ متفرع بر قول غیر اصح است وحسب تصریح علامہ صاحب فتح القدیر ایں اتخاذ طعام مکروہ وبدعت مستقبحہ است۔

نماز جنازہ میں بین الصفوف فاصلہ

(سوال ۲۹۳۷) نماز جنازہ میں بین الصفوف کس قدر بعد لازمی ہے۔

(الجواب) نماز جنازہ کی صفوں کے درمیان زیادہ فاصلہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ قریب قریب صفوف کرلینی چاہئیں۔(۵) فقط۔

آنحضرت صلعم کی نجاشی پر غائبانہ نماز جنازہ

(سوال ۲۹۳۸) جنازہ کی نماز غائبانہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنی درست نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ نے جو نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی تو جنازہ نجاشی کا سامنے کردیا گیا تھا۔ یا وہ خصوصیت تھی آنحضرت ﷺ کی۔ دوسروں کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۶) فقط۔

اگر تیسری تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی جائے کیا حکم ہے دعا کی جگہ یارب یارب کافی نہیں

(سوال ۲۹۳۹) فاتحہ کو صلوٰۃ جنازہ میں بعد تکبیر ثالث کے اگر بجائے دعاء بہ نیت دعاء پڑھا جاوے عند الحنفیہ بلا کراہت جائز ہے یا نہیں، بالتصریح تحریر فرمایئے۔ اگر بجائے ادعیہ بعد تکبیر ثالث لفظ یارب یارب کہہ دیا جاوے تو دعاء کا کام دے گا یا نہ۔ کسی کتاب میں اس کے متعلق کچھ لکھا ہے یا نہیں۔

(الجواب) سورہ فاتحہ کو بہ نیت دعاء پڑھنا عند الحنفیہ مکروہ نہیں ہے، مکروہ بہ نیت قراءۃ قرآن پڑھنا ہے، اور

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۴.ط.س.ج۲ص۲۴۲. ۱۲ ظفیر۔
(۲) سورة النحل ۱۲ (۳) والصلاة عليه فرض كفاية الخ واشرطها ستة اسلام الميت وطهارته (الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۱۱.ط.س.ج۲ص۲۰۷) ظفیر.(۴) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۴۱ و ج ۱ ص۸۴۲.ط.س.ج۲ص۲۴۰. ۱۲ .(۵) اس لئے کہ اس میں سجدہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے کہ درمیان میں کافی فاصلہ کی ضرورت پڑے ۱۲ ظفیر۔(۶) فلا تصح علی غائب الخ وصلاة النبی صلی الله علیه وسلم علی النجاشی لغوية وخصوصية (در مختار) قوله لغوية ای المراد بها مجرد الدعاء وهو بعيد قوله او خصوصية او رفع سريره حتی راه عليه الصلوٰة والسلام بحضر ته فتكون صلاة من خلفه علی ميت يراه الامام وبحضر ته دون الما مومنين و هذا غير مانع من الا قتداء (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۳.ط.س.ج۲ص۲۰۹) ظفیر.

موقعہ سورہ فاتحہ کا بعد تکبیر اول کے ہے(۱) والظاهر انها حینئذ تقوم بعد الثناء علی ظاهر الروایة من انه لیسن بعد الاولیٰ التحمید الخ شامی۔(۲) پس تکبیر ثالث کے بعد اس کا محل نہیں ہے۔ فقط۔ اگر دعا ماثورہ یاد نہ ہو بعد تکبیر ثالث اللھم اغفر لنا الخ جیسا کہ سابقاً شامی سے نقل کیا گیا تھا۔(۳) اور یارب یارب یارب پر اکتفاء کرنا کسی کتاب میں نہیں دیکھا گیا۔ اور اس میں نماز جنازہ اگرچہ ہو جاوے گی مگر سنت دعا حاصل نہ ہو گی قال فی الشامی قوله ویدعوا بعد الثالثة ای لنفسه وللمیت وللمسلمین لکی یغفرله فیستجاب دعاءه فی حق غیره ولان من سنة الدعاء ان یبداء بنفسه قال تعالیٰ رب اغفرلی ولوالدی الخ.(۴) فقط۔

نماز جنازہ کی ترکیب کیا ہے اور مقتدی کیا کیا پڑھے

(سوال ۲۹٤۰) ہمارے یہاں جنازہ کی نماز میں جب امام اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھتا ہے تو مقتدی بھی تکبیر کہہ کر باندھ لیتے ہیں پھر جب تحمید پڑھ کر امام اللہ اکبر کہتا ہے تو مقتدی بھی اشارہ سے کہتے ہیں پھر امام درود شریف پڑھ کر اللہ اکبر کہتا ہے، ایسا ہی مقتدی کرتے ہیں، پھر امام درود شریف کے بعد اللہ اکبر کہہ کر اگر میت بالغ ہے یا نابالغ اور مذکر ہے یا مؤنث جو دعا پڑھی جاتی ہے دعا پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر سلام پھیرتا ہے، اسی طرح سے مقتدی بھی کرتے رہتے ہیں۔ اسطور سے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مقتدیوں کا سوائے اللہ اکبر کے کچھ نہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جنازہ کی نماز میں چار تکبیرات میں پہلی تکبیر کے بعد سبحانک اللھم الخ پڑھنا چاہئے اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعا ماثورہ جو کتابوں میں لکھی ہوئی ہے پڑھنی چاہئے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دینا چاہئے اور یہ تمام افعال امام اور مقتدیوں کو سب کو کرنا چاہئے۔ مقتدی بھی امام کے ساتھ ساتھ جو امام پڑھتا ہے پڑھیں۔(۵) البتہ جس کو دعا ماثورہ یاد نہ ہو وہ اس کی جگہ اللھم اغفرلنا ولوالدینا وللمومنین والمومنات پڑھے۔(۶) فقط۔

فاجرہ کی نماز جنازہ پڑھنی درست ہے

(سوال ۲۹٤۱) ایک عورت محض نام کی مسلمان ایک اہل ہنود کی بیوی بن کر رہی اور کئی سال تک اس سے ہم بستر رہی اور شراب وکباب وکفر وشرک میں جیسا کہ اہل ہنود کے یہاں رسم ہے مبتلا رہی۔ اسی عرصہ میں اس کا انتقال ہو گیا کسی مسلمان نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ ایک میاں جی جو کہ قاضی بھی کہلاتا ہے طمع نفسانیت سے اس کی نماز جنازہ پڑھاوی ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

---

(۱) وعین الشافعی الفاتحة فی الاولی وعندنا تجوز بنیة الدعاء وتکره بنیة القراء ة لعدم ثبوتها فیها عنه علیه السلام (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج۱ ص ۸۱۷.ط.س.ج۲ص۲۱۳...... ۲۱٤)ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷.ط.س.ج۲ص۲۱۳...... ۲۱٤. ۱۲ ظفیر.

(۳) ثم افاد ان من لم یحسن الدعاء بالماثور یقول اللهم اغفر لنا ولوالدنیا وله وللمومنین والمومنات (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۱٦.ط.س.ج۲ص۲۱۲)ظفیر.(٤) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۱٦.ط.س.ج۲ص۲۱۲. ۱۲ ظفیر.(۵) وصلاة الجنازة اربع تکبیرات الخ فیکبر للافتتاح ویقول سبحانک اللهم ثم یکبر اخری ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ثم یکبر اخری ویدعو للمیت وجمیع المسلمین الخ ولیس بعد التکبیرة الرابعة قبل السلام دعاء الخ والامام والقوم فیه سواء (عالمگیری مصری باب حادی عشر ج ۱ص ۱۵٤.ط.س.ج۲ص۱٦٤) ظفیر.(٦) فان لا یحسن یاتی بای دعاء شاء ثم یکبر رابعة (ایضاً) ثم افادان من لم یحسن الدعاء بالماثور یقول اللهم اغفر لنا ولوالدیناوله وللمومنین والمومنات (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۱٦.ط.س.ج۲ص۲۱۲) ظفیر.

(الجواب) زنا کاری کا فرو مسلمان سے گناہ کبیرہ ہے اسی طرح شراب خواری حرام قطعی ہے مرتکب ان افعال کا فاسق ہے کافر نہیں ہے اور اگر عبادت کرتا اور پوجنا بتوں کو اور پرستش غیر اللہ کی اس کی ثابت ہو جاوے تو پھر اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنی تھی۔(۱) یہ اس میانجی سے غلطی ہوئی اور خطا ہوئی توبہ کرے لیکن وہ کافر نہیں ہوا، لہذا نکاح اس کا فسخ نہیں ہوا اور اگر پوجنا بتوں کا اس عورت مسلمہ کا ثابت نہیں ہے محض قیاس اور گمان سے ایسا کہا گیا ہے تو پھر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی ہی چاہئے تھی۔ لقوله عليه الصلوٰة والسلام صلوا على كل بر و فاجر الحديث۔ یعنی ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔(۲) فقط۔

دوبارہ نماز جنازہ گناہ ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۴۲/۱) ایک بستی میں مسلمان متوفی کا جنازہ پڑھا گیا۔ جب دوسری بستی میں اس کو لے جاویں جس جگہ اس کی سکونت تھی اس جگہ کے مسلمان بطور ہمدردی اگر دوبارہ نماز جنازہ پڑھیں جو کہ نامشروع ہے تو دوبارہ جنازہ پڑھنے والوں پر گناہ لازم آتا ہے یا نہیں۔ اگر گناہ ہوتا ہے تو صغیرہ یا کبیرہ یا مستحق ثواب ہوتے ہیں۔

جنازہ کے ساتھ نعت پڑھنا بدعت ہے

(سوال ۲۹۴۳/۲) مسلمان کے جنازہ کے ساتھ نعت رسول اللہ ﷺ کی پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) (۱) جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنی غیر مشروع اور ناجائز ہے اور ظاہر ہے کہ فعل غیر مشروع اور حرام کا مرتکب گناہگار ہوتا ہے نہ مستحق ثواب کا اور فعل حرام گناہ کبیرہ ہے۔ ولا يصلى على ميت الا مرة واحدة والتنفل بصلوٰة الجنازة غير مشروع الخ(۳)

(۲) جنازہ کے ساتھ اشعار نعت وغیرہ پڑھنا غیر مشروع اور بدعت ہے ترک کرنا اس کا لازم ہے۔(۴) فقط۔

بچہ کے جنازہ میں جب یہ معلوم نہ ہو کہ لڑکا ہے یا لڑکی تو کیا کرے

(سوال ۲۹۴۴) بچہ کی نماز جنازہ میں جب مسبوق کو یہ معلوم نہ ہو کہ میت لڑکا ہے یا لڑکی تو اس کے لئے کیا دعا پڑھے۔

(الجواب) اللهم اجعله لنا فرطاً بضمیر مذکر پڑھ دیوے کیونکہ مؤنث کی طرف بھی بتاویل شخص راجع ہو سکتی ہے اور بضمیر مؤنث پڑھنا بھی درست ہے بتاویل نفس (۵) فقط

اگر کفن کوئی ہندو دے دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۴۵) ایک مسلمان فوت ہوا، اس کے کفن کی قیمت اس کے ایک ہندو دوست نے دے دی تو اس میں کچھ خرابی نہیں ہوئی۔

---

(۱) وشرطها اسلام الميت وطهارته الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۱ .ط.س. ج۲ص۲۰۷) ظفير. (۲) وهي فرض على كل مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع الطريق الخ (ايضاً ج ۱ ص ۸۱۴ .ط.س. ج۲ص۲۱۰) ظفير. (۳) عالمگيرى مصرى باب حادى عشر فى الجنائز فصل خامس ج ۱ ص ۱۵۳ .ط.س. ج۲ص۱۶۳ . ۱۲ ظفير. (۴) وعلى متبعي الجنازة الصمت ويكره لهم رفع الصوت بالذكر و قراءة القرآن (عالمگيرى باب حادى عشر فى الجنائز فصل رابع ج ۱ ص ۱۵۲ .ط.س. ج۲ص۱۶۲) ظفير.

(۵) ولا يستغفر للصبي ولكن يقول اللهم اجعله لنا اجرا الخ (هدايه باب الجنائز فصل ج ۱ ص ۱۶۳) ظفير.

(الجواب) کچھ خرابی نہیں ہے۔

نماز جنازہ کے لئے قبرستان میں گھر بنانے میں کچھ مضائقہ نہیں

(سوال ۲۹۴۶) برائے صلوٰۃ جنازہ قبرستان میں گھر بنانا اور اس میں نماز جنازہ پڑھنا اور وقت دفنانے میت کے وہاں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں اور اس میں تشبہ ممنوع ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر محض نماز جنازہ پڑھنے کے لئے اور بارش دھوپ وغیرہ میں بیٹھنے کے لئے کوئی مکان قبرستان میں بنایا جاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور اس میں کچھ تشبہ ممنوع نہیں ہے لیکن قبرستان میں نماز جنازہ کے جواز کے لئے یہ ضروری ہے کہ سامنے قبریں نہ ہوں اور بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ دوسری جگہ پڑھیں۔(۱) فقط۔

جنازہ کے پیچھے تہلیل وغیرہ درست نہیں

(سوال ۲۹۴۷) ذکر خلف الجنازہ مثل تہلیل اور قرائت سورہ ملک وغیرہ میں مفتی بہا کیا ہے۔

(الجواب) یہ ثابت نہیں اور بہ ہیئت اجتماعیہ بالجہر ایسا کرنا خلاف عمل سلف صالحین ہے لہذا اس کو ترک کیا جاوے۔(۲)

نماز جنازہ میں نابالغ کی امامت

(سوال ۲۹۴۸) نابالغ کے پیچھے جنازہ کی نماز جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ولا یصح اقتداء ارجل بامراء ۃ و خنثی و صبی مطلقا ولو فی جنازۃ ونقل علی الا صح۔(۳) اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ کے پیچھے نماز جنازہ صحیح نہیں ہے۔

بعد نماز جنازہ دعا

(سوال ۲۹۴۹) فی الدعاء بعد صلوٰۃ الجنازہ رفع الیدین وقد وقع الا ختلاف بین العلماء فمنهم من قال از سنۃحسنۃ وتارکہ فاسق و فاجر و فیهم من قال انه مکروہ بینوا توجروا۔

(الجواب) قال فی الشامی فقد صر حوا عن اخر هم بان صلوٰۃ الجنازۃ هی الدعاء للمیت اذ هو المقصود الخ(۴) ولم یروعن السلف الدعاء بعد ها بهئیة اجتماعیة فالا ولی الا قتصار علیها وان لم یفسق فاعله و کیف یجوز ان یقال لتارك البدعة انه فاسق فاجرو الفاسق من ینسبه الی الفسق.

نماز جنازہ کتاب دیکھ کر

(سوال ۲۹۵۰) چند مسلمان نماز جنازہ کتاب دیکھ کر پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس طرح نماز جنازہ نہیں ہوتی، اگر کسی کو دعائیں یاد نہ ہوں محض تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ سلام

---

(۱) ولا باس بالصلوٰۃ فیها (ای فی المقبرۃ) موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیه قبر ولا نجاسة کما فی الخانیة ولا قبلة الی قبر حلیه (ردالمحتار کتاب الصلاۃ قبیل مطلب فی الصلاۃ فی الارض المغصوبة ج ۱ ص .ط.س. ج۱ص ۳۸۰) ظفیر.

(۲) کرہ کما کرہ فیها رفع صوت بذکرا و قراء ۃ (در مختار) وینبغی لمن تبع الجنازۃ ان یطیل الصمت وفیه عن الظهیرۃ فان ارادہ ان یز کر الله تعالی فی نفسه الخ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵.ط.س. ج۲ص ۲۳۳) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۲ص ۵۷۶......۵۷۸ . ۱۲ ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۴ .ط.س. ج۲ص ۲۱۰ . ۱۲ ظفیر.

پھیر دے، کتاب میں دیکھ کر دعا پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ کما فی الشامی واما الشروط التی ترجع الی المصلی فھی شروط بقیة الصلوٰۃ الخ (۱) ج اص ۵۸۲۔

ہندو بچہ جسے مسلمان نے خریدا، اس کی نماز جنازہ اور دفن کفن درست نہیں

(سوال ۲۹۵۱) ایک عورت کافرہ نے اپنے چار ماہ کے بچہ کو بعوض مبلغ دس روپے کے ایک مسلمان کے ہاتھ بیع کیا، چودہ روز بعد بچہ مر گیا۔ مسلمان موصوف نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی، اس صورت میں نماز پڑھنے پڑھانے والے پر حکم شرعی کیا ہے اور بیع انسان کی ہندوستان میں جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اس بچہ کے جنازہ کی نماز درست نہ تھی جب کہ اس کے والدین کافر تھے۔ البتہ اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہو جاتا تو اس کے جنازہ کی نماز واجب تھی اور خریدنا اس بچہ کا صحیح نہیں ہوا، یہ فعل اس مسلمان کا بوجہ جہالت کے خلاف شرع واقع ہوا، آئندہ ایسا نہ کرے اور اس فعل سے جو گناہ ہوا اس سے توبہ کرے۔ قال فی الدر المختار . کصبی سبی مع احد ابویه لا یصلی علیه الخ۔(۲)

کیا نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں جائز ہیں

(سوال ۲۹۵۲) پانچ تکبیر نماز جنازہ میں جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) پانچ تکبیر جنازہ میں درست نہیں ہیں کہ وہ منسوخ ہو گئی ہیں، چار سے زیادہ تکبیرات نہ کہے اگرچہ امام زیادہ بھی کہے تب بھی اس کا اتباع نہ کرے خاموش کھڑا رہے در مختار میں ہے۔ ولو کبر امامه خمساً لم یتبع لانه منسوخ فیمکث المؤتم حتی یسلم معه اذا سلم به یفتی۔(۳) فقط۔

بدعتیوں کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے

(سوال ۲۹۵۳) مسلمان جہال ایں دیارکہ در رسوم کفار مبتلا اندو عادات و رسوم کفار دارند مگر کلمہ گو ہستند و خود را مسلمان می گویند کافر اند یا نہ ؟ و نماز جنازہ شاں ادا کردہ شود یا نہ،

(الجواب) مسلمانان جہال راکہ در رسوم کفار مبتلا اندو عادات و رسوم کفار دارند مگر کلمہ گو ہستند و خود را مسلمان می گویند کافر نباید گفت و نماز جنازہ شاں ادا باید کرد و اصلاح ایشاں باید کرد۔

ایک ہندو اور ایک مسلمان ایک مکان میں جل گئے کس طرح نماز جنازہ ادا کی جائے

(سوال ۲۹۵٤) ایک مکان میں دو آدمی رہتے ہوں، جنمیں ایک ہندو ہو، دوسرا مسلمان، اور بحکم خداوندی اس مکان میں آگ لگ جائے جس سے دونوں آدمی جل جائیں کہ ان کا گوشت و پوست باقی نہ رہے اور ان کے وارثان کسی علامت سے شناخت نہ کر سکیں کہ کون سا ہندو ہے اور کون سا مسلمان۔ دونوں کے ورثاء اس پر متفق ہیں کہ اگر شناخت ہو جائے تو دونوں کے ساتھ ان کے اپنے اپنے دین کے مطابق تجہیز و تکفین کی جائے از روئے شریعت ہم کو شناخت کی کوئی ایسی علامت بتائی جائے کہ کوئی شک باقی نہ رہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۱ .ط.س. ج۲ص ۲۰۷ . ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳۱ .ط.س. ج۲ص۲۲۸ . ۲۲۹ . ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز جلد اول ص ۸۱۷ .ط.س. ج۲ص ۲۱٤ . ۱۲ ظفیر.

(الجواب) صورت مسئولہ میں جب کہ شناخت کی کوئی علامت باقی نہیں رہی ہے تو ان کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ کے متعلق شرعاً یہ حکم ہے کہ ان دونوں کو غسل دیا جائے اگر وہ قابل غسل ہوں اور دونوں کو کفن پہنایا جائے اور نماز جنازہ مسلمان کے جنازہ کی نماز کی نیت سے پڑھی جائے۔ جو ان میں سے مسلمان ہے اس کی نماز جنازہ ہو جائے گی۔ کافر کی نہ ہوگی هكذا فصله وحققه في الشامي . كتاب الجنائز . اقول بتو فيق الله قال في الدر المختار . اختلط موتا نا بكفار ولا علامة اعتبر الا كثر فان استووا غسلوا واختلف في الصلوٰة عليهم الخ قال الشامي بعد ذكر التفصيل عن شرح مختصر الطحاوى للا سبيجابى في قوله اعتبر الاكثر لكن يغسلون ويكفنون الخ ثم قال قوله واختلف في الصلوٰة عليهم فقيل لا يصلى عليهم (الى ان قال) وقيل يصلى عليهم ويقصد المسلمين الخ۔(۱)

شرابی زانی کو شرکت جنازہ سے روکا نہ جائے

(سوال ۲۹۵۵) ایک شخص شارب الخمر و آکل مال سرقہ وزانی و تارک صلوٰۃ و مانع زکوٰۃ از شمولیت جنازہ مسلمان منع کیا جاوے یا نہیں۔ اور مواکلت و مشاربت کی جاوے یا نہیں۔ ایک مولوی نے ایسے شخص کو جنازہ سے نکالکر جنازہ پڑھا اور وہ مولی جنازہ کو دعا کہتا ہے۔ لیکن دوسرا مولی جنازہ کو عبادت کہہ کر فتویٰ دیتا ہے کہ اس شخص کو جنازہ اور دوسری عبادات سے نہیں روکنا چاہئے آیا صلوٰۃ جنازہ دعا ہے یا عبادت اور اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے۔

(الجواب) صلوٰۃ جنازہ نماز بھی ہے اور دعا بھی ہے اور عبادت ہونا اس کا ظاہر ہے کیونکہ صلوٰۃ جنازہ فرض کفایہ ہے، پس جو امر فرض ہے وہ عبادت کیسے نہ ہوگا عبادت ہونا اس کا اظہر من الشمس ہے اور فرض سے روکنا کسی مسلمان کو اگرچہ وہ فاسق اور مرتکب کبائر مثل سرقہ وزنا وشرب خمر وغیرہ کا ہو جائز نہیں ہے لہذا اس کو شرکت نماز جنازہ اور دیگر عبادات سے منع کرنا جائز نہیں ہے۔(۲) اور اگر وہ مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز بھی مسلمانوں کو پڑھنی چاہئے۔ لقوله عليه الصلوٰة والسلام صلوا على كل برو فاجر الحديث۔(۳) فقط۔

چارپائی پر رکھے ہوئے جنازہ کی نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۵۶) جنازہ خواندن بر میتیکہ موضوع است بر چارپائی جائز است یا نہ۔

(الجواب) از جائے دیگر، جائز است بلکہ اولیٰ۔ نیز چناں است قیاساً علی حالۃ الحمل فی الدر المختار۔ وان کان کبیر احمل علی الجنازۃ انتہی۔ شیخ ابن الہمام تصریح کردہ کہ آنحضرت ﷺ نماز جنازہ معاویہ مزنی کہ بر سریر بود خواندہ اند وہم شیخ ممدوح در حاشیہ ہدایہ فی فصل الصلوٰۃ علی المیت می آورد واما صلوٰۃ علیہ السلام علی النجاشی فلا نه رفع سريره له حتى راٰه عليه السلام بحضرته فيكون صلوٰة من خلفه على ميت يراه الا مام وبحضرته دون المامومين وهذا غير مانع من الا قتداء انتهى(۴) وفي حواشي الكنزثم المراد بالمكان الذى اشترطت

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۵ ط.س ج ۲ ص ۲۰۱-۲۰۲. ۱۲ ظفير.

(۲) فعلى المسلمين تكفينه الخ والصلاة عليه صفتها فرض كفاية بالا جماع فيكفر منكرها لا نه انكرالا جماع (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فى صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱۱. ط.س. ج۲ص ۲۰۶-۲۰۷) ظفير (۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فى صلاة الجنازه ج ۱ ص ۸۱۱ . ط.س. ج۲ص۲۰۶-۲۰۷. ۱۲ ظفير.

(٤) فتح القدير مصرى ج ۱ ص ٤٥٦ ۱۲ ظفير الدين المفتاحى.

طهارته اما الجنازة اوالارض ان لم یکن جنازة فطها رة الارض تشترط اذا وضع المیت بدون الجنازة اما بالجنازة فعدم اشتراط طهارة الارض (۱)متفق علیه . انتہی وجنازہ سریر میت راگویند درانواع بارک اللہ می آرد۔ اپر زمین دے منجاء کھٹن شرط جنازہ آئی۔ منجی تھیں بنہ تے رکھن شرط نہیں سمائے۔انتہی در ترمذی شریف درباب ماجاء این یقوم الا مام من الرجل والمراء ۃ میؔ ازدؔ حد ثنا عبداللہ بن منیر عن سیعد بن عامر عن همام عن ابی غالب قال صلیت مع انس بن مالك علی جنازة رجل فقال حیال راسه ثم جاؤا بجنازة امراء ة من قریش فقالوا یا ابا حمزة صل علیها فقام حیال وسط السریر فقال له العلاء بن زیاد هکذار ایت رسول الله صلی الله علیه وسلم قام علی الجناة مقامك منها ومن الرجل مقامك منه قال نعم فلما فرغ قال احفظوا .(۲) وکسانیکہ حکم وفتویٰ مید ہند کہ میت راز سر یرپائیں نمودہ بر زمین نہادہ جنازہ خواندہ شود شاید ایں مغالطہ از عبارات بعض اشتباہ قوم است کہ عبارات مبہمہ وموہمہ آوردہ اند چنانکہ وضعه ای علی الارض او علی الا یدی قریباً منه بالا علی محمول علی دابة او غیرها لا ختلاف المکان بالمیت کا لا مام حالانکہ مراداز وضع علی الارض اعم است ازینکہ حقیقۃ باشدیا حکماًومراداز محمول بر غیر دابہ آنست میت محمول باشد بر چیزے جاندار کہ اور اہنوز بر زمین زنہادہ باشند چنانکہ میت بر ادبہ باشد کہ اوراگاوان یا خران یا اسپان می کشند یابر اکتاف مرداں باشد کہ اور ابر زمین نہ نہادہ اند ومیت راکہ مثل مامی گویند مثل بودن آں در بعض وجوہ مراداست نہ من کل الوجوہ وگرنہ مرداں نماز جنازہ زنان وکودکان جائز نہ بودی چراکہ امامت زن وکودک جہت مرداں ہرگز درست نیست فی الکبیری۔هو کا لامام من بعض الوجوه انتهیٰ . قال مفتی السند العلامة الهما یونی نور الله مضجعه فی فتاواه المراد بوضع المیت علی الارض اعم من انیکون حقیقةً اوحکماً اما الوضع الحقیقی فکما اذا کان نفس المیت موضوعاً علی الارض واما وضع الحکمی فکما اذا کان سریر المیت موضوعاً علی الارض ووزان السریر مع المیت وزان الکوز مع الماء ووزان الصندوق مع المتاع ووزان الحقة مع اللدرة فاذا وضع الکوز او الصندوق علی شئی فالو ضع وان تعلق حقیقة بالکوز والصندوق لکنه تعلق بالماء والمتاع ایضاً حکماً وللذ اتری العلماء ینسبون السرعة والوضع عن الا عناق علی المیت وان تعلق حقیقة بالسریری قال العلامة العینی فی شرح الکنز فی فصل الصلوٰة علی المیت ویعجل به ای یسرع بالمیت وقت المشی بحدیث لا یضطرب علی الجنائزقبلا خبب وهو عدو سریع وبلاجلوس قیل وضعه ای قیل وضع المیت عن اعناق الرجال انتهیٰ درغایۃ الاوطار ترجمہ درالمختار می آرد۔ پس نہیں درست ہے نماز اوپر مردہ غائب کے بسبب نہ پائی جانے شرط موجودگی کے اور نہ اس پر جو اٹھایا ہوا ہو (مثل سواری پر کسی گاڑی یا جانور یا لوگوں کے مونڈھوں پر ہو بسبب نہ پایا جائے)شرط رکھے جانے کے زمین پر انتہی پس ازیں روایات فقہیہ واحادیث صحیحہ معلوم شد کہ نماز جنازہ بر میتیکہ موضوع علی السریر باشد بلا کراہت جائز است بلکہ اولیٰ چنان است ہذا۔ فقط۔

(۱)
(۲)دیکھئے ترمذی ، باب ماجاء این یقوم الا مام ج ۱ص ۱۳٤ ۱۲ ظفیر. صدیقی.

(الجواب) صحیح حق۔تجوز الصلوٰۃ علی المیت وھو علی السریر الموضوع علی الارض کما ھو معروف و معمول فی عامۃ البلاد۔ فقط واللہ تعالیٰ..... کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ ۲۰ رجب سن ۳۷ھ۔

مسجد کے چبوترہ پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں۔

(سوال ۱/ ۲۹۵۷) مسجد کے چبوترہ پر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

بوقت نماز جنازہ ولی کی اجازت درست ہے......

(سوال ۲/ ۲۹۵۸) جو کہ وقت نماز جنازہ کے مالک سے اجازت لی جاتی ہے درست ہے یا نہ۔

(الجواب)(۱) مسجد کے فرش پر نماز جنازہ مکروہ ہے، مسجد سے بالکل خارج ہونی چاہئے۔

(۲) ان لوگوں کو جو ولی کی موجودگی میں امامت کا حق نہیں رکھتے ان کو ولی سے اجازت لینی چاہئے۔

عیدین کی نماز پڑھنے والا بے نمازی ہے اس کی جنازہ درست ہے۔

(سوال ۱/ ۲۹۵۹) بے نمازی کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں ؟ عیدین کی نماز پڑھنے والا نمازی ہے یا نہیں ؟

نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو بعد میں کتنے دنوں تک نماز پڑھی جا سکتی ہے

(سوال ۲/ ۲۹۶۰) اگر کسی کی نماز جنازہ نہ پڑھی ہو تو بعد دفن کے بعد کئی روز تک پڑھ سکتے ہیں۔

(الجواب)(۱) بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے۔ غرض ہر ایک ایسے گنہگار مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اگر چہ وہ زانی و شرابی و بے نمازی فاسق ہو۔(۱) صرف عیدین کی نماز پڑھنے والا اور پنجوقتی نماز نہ پڑھنے والا بے نمازی ہے۔

(۲) تین دن تک نماز پڑھنے کا حکم ہے۔(۲) فقط۔

نماز کے وقت جنازہ آجائے تو کیا کرے

(سوال ۲۹۶۱) ظہر کے وقت یا کسی دوسرے وقت اگر جنازہ آوے تو پہلے فرض اور سنت پڑھ کر پھر نماز جنازہ پڑھے یا فرضوں کے بعد اور سنت سے پہلے یا کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) در مختار میں اول یہ نقل کیا ہے کہ صلاۃ جنازہ سنتوں سے مقدم کرے اور شامی میں ہے کہ سنت ظہر اور عشاء اور جمعہ سے پہلے پڑھے۔ پھر در مختار میں لکھا ہے لکن فی البحر عن الحلبی الفتویٰ علی تاخیر الجنازۃ عن السنۃ الخ(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ نماز جنازہ کو سنت کے بعد ادا کرے۔ اس پر پھر کچھ شبہ کیا ہے غرض یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے۔ جیسی ضرورت ہو ویسا کر لیا جاوے کچھ حرج نہیں ہے

جس بچہ کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ مردہ ہے یا زندہ اس کی نماز جنازہ

(سوال ۱/ ۲۹۶۲) ایک بچہ پورے ایام کا پیدا ہوا نہ معلوم وہ زندہ پیدا ہوا یا مردہ اس کی نماز جنازہ ہوگی یا نہیں۔

---

(۱) ھی (صلاۃ الجنازۃ) فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ الخ (در مختار. ط.س. ج۲ ص ۲۱۰) .....

(۲) ومن دفن ولم یصل علیہ صل علی قبرہ مالم یغلب علی الظن انہ تفسخ (غنیۃ المستملی ص ۵۴۶) وقیل یقدر بثلاثۃ ایام وقیل عشرۃ وقیل شھر ط عن الحموی (ردالمحتار باب الجنائز. ط.س. ج۲ ص ۲۲۴) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ج ۱ ص ‍ ‍ ط.س. ج۲ ص ۱۶۷. ۱۲ ظفیر.

مردہ بچہ کی نماز جنازہ نہیں ہے

(سوال ۲۹۶۳) ایک عورت حاملہ کو پورے ایام ہونے کے بعد دروزہ ہو کر بچہ پیدا ہوا نہ معلوم وہ زندہ یا مردہ پیدا ہوا، اندازاً صرف چار پانچ انگل لانبا ہوگا۔ ناک کان ایک ہاتھ پیر ناخن وغیرہ وغیرہ کل جسم انسان تھا، آنکھیں بند تھیں اس کو بھنگن سے پھنکوادیا گیا ایسے بچہ کی نماز اور کفن شرعی ہوتا اور باقاعدہ قبر میں دفن ہوتا یا کیا۔

(الجواب)(۱) اگر کوئی علامت زندہ پیدا ہونے کی معلوم ہوتی تو نماز پڑھی جاوے ورنہ نہیں۔

(۲) اگر ایسا بچہ مردہ پیدا ہوا تو نماز اس کی نہ پڑھی جاوے، لیکن کفن و دفن کرنا چاہئے پھنکوانا نہ چاہئے۔(۱)

ہیجڑے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

(سوال ۲۹۶٤) ہیجڑے کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں۔ اور اگر پڑھی جائے تو کیسی پڑھی جائے۔

(الجواب) پڑھی جاوے جیسے اور مسلمانوں کی پڑھی جاتی ہے۔(۲) فقط۔

نماز جنازہ میں تکرار مشروع نہیں

(سوال ۲۹۶۵) حضرت صلعم نے حضرت حمزہؓ پر ستر یا کئی بار نماز جنازہ پڑھی یا دعا کی اور حضرت ﷺ پر صحابہؓ نے ستر یا کئی بار نماز یا دعا کی۔ امام اعظمؒ پر بعد غسل قاضی بغداد نے دعا رحمت کی اور جنازہ پر چھ بار قبل دفن اور بعد دفن بیس روز تک نماز پر نماز پڑھی۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے جنازہ پر پچپن ۵۵ دفعہ نماز جنازہ کی ہوئی مرقومہ بالا باتیں صحیح ہیں یا نہیں۔ مرقومہ بالا چاروں موقعہ میں پہلی نماز تو فرض کفایہ ہے اور باقی نمازیں مستحب ہیں یا کیا۔ اگر مستحب ہیں تو فرض نماز کے بعد مستحب دعاؤں کے لئے اجتماع و اہتمام اور دعا بر دعا کرنا مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں یا کیا۔ کیا فعل رسول اللہ ﷺ اور فعل صحابہؓ بھی معمول ہو یا اتفاقی کبھی بدعت سیئہ ہوتا ہے۔

(الجواب) عند الحنفیہ تکرار صلوٰۃ جنازہ مشروع نہیں ہے۔ درمختار میں ہے ولا ای وان صلی من له حق التقدم كقاض اونائبه او امام الحی او من ليس له حق التقدم وتابعه الولی لا يعيد الخ وان صلی هو ای الولی بحق بان لم يحضر من يقدم عليه لا يصلی غيره بعده الخ۔(۳) در مختار. وفيه قبيله ولذاقلنا ليس لمن صلی عليها ان يعيد مع الولی لان تكرارها غير مشروع الخ وفی الدر المختار وان صلی الولی لم يجز لا حد ان يصلی بعده (۵) الخ وفی الهامش للمصنف ان تاويل صلوٰة الصحابة علی النبی صلی الله عليه وسلم ان ابابكر رضی الله تعالیٰ عنه كان مشغولا بتسوية الا مور وتسكين الفتنة فكانوا يصلون عليه قبل حضوره وكان الحق له فلما فرغ صلی عليه ثم لم يصل احد بعده۔ (۶) اس عبارت

---

(۱) ومن ولد ومات يغسل ويصلی عليه الخ ان استهل ای وجد منه ما يدل علی حياته بعد خروج اكثره الخ والا غسل وسمی الخ وادرج فی خرقة ودفن ولم يصل عليه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۸ و ج ۱ ص ۸۲۹ و ج ۱ ص ۸۳۱ .ط.س. ج۲ص۲۲۷ ..... ۲۲۸) ظفير.

(۲) ومن ولد فمات يغسل ويصلی عليه ان استهل والا يستهل غسل وسمی وادرج فی خرقة ودفن ولم يصل عليه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ۸۲۸ .ط.س. ج۲ص۲۲۷ ..... ۲۲۸) ظفير.

(۳) وهی فرض علی كل مسلم مات خلا بغاة وقطاع طريق الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱٤ .ط.س. ج۲ص ۲۱۰) ظفير.

(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦ .ط.س. ج۲ص۲۲۳ ۱۲ ظفير.

(۵) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦ .ط.س. ج۲ص۲۲۳. ۱۲ ظفير.

(٦) هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۵ .ط.س. ج۲ص۲۲۲. ۱۲ ظفير.

سے تاویل نماز صحابہؓ تو معلوم ہو گئی باقی رسول اللہ ﷺ کی نماز چندبار حضرت حمزہؓ پر اگر ثابت ہو تو وہ خصوصیت رسول اللہ ﷺ کی ہے دوسروں کے لئے یہ مشروع نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ صلوٰتک سکن لہم اور امام اعظمؒ کے جنازہ پر یا حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے جنازہ پر اگر بالفرض نماز کا تکرار ہوا ہو تو یہ فعل تکرار کرنے والوں کا حجت نہیں ہے۔ حنفیہ پر اس سے الزام نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمٰن مفتی دار العلوم دیوبند۔

(الجواب)(۲) نبی کریم ﷺ پر تکرار صلوٰۃ آپ کی خصوصیت ہے اور حضرت حمزہؓ پر نماز مکرر ہوئی ہی نہیں۔ ایک ہی نماز ان پر ہوئی ہے۔ پھر اور شہداء پر۔ لیکن جنازہ سید الشہداء کا وہاں رکھا رہا۔ اس شمول کو اوی نے ستر نماز سے تعبیر کیا ہے اور نماز سے مراد تکبیر لی ہے۔ باقی سوال میں کوئی روایت حدیثی یا مذہبی نہیں جس کا جواب دیا جاوے۔ فقط احقر انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ۔

مسلمان ہو گیا مگر اپنے کو ظاہر نہ کیا وہ مسلمان ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۶۶) ایک شخص قوم ہندو خفیہ طور پر مسلمان ہے، نماز وغیرہ احکام شرع ادا کرتا ہے لیکن ظاہر حال میں وہ ہندو ہے اور اپنے والدین اہل ہنود کے گھر میں رہتا ہے اور کھاتا پیتا ہے لیکن بوجہ شادی یا تقسیم جائداد یا کسی اور وجہ سے وہ ظاہرا مسلمان نہیں ہوا، کیا وہ مسلمان کہلائے جانے کا مستحق ہے اور اس کا جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) جب کہ اس نے کلمہ توحید پڑھ لیا اور احکام اسلام کو قبول کر لیا مسلمان ہو گیا۔ عند اللہ وہ مسلمان ہے۔ اس کو مسلمان سمجھنا چاہئے۔(۱) فقط (اور نماز اس کی پڑھنی چاہئے)(۲)

جو بچہ زندہ پیدا ہوا اس کی نماز جنازہ اور کفن ضروری ہے

(سوال ۲۹۶۷) ایک عورت کو صرف چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا، یہ بچہ بوقت پیدائش زندہ تھا۔ پیدائش کے بعد کچھ حرکت کرنے اور دو ایک مرتبہ رونے کی آواز کرنے کے بعد صرف چند منٹ زندہ رہ کر مر گیا۔ بچہ کے والدین نے اس کو چمارن سے ایک برتن میں رکھ کر بلا کفن و غسل کے دفن کرا دیا آیا ایسے بچہ کو غسل و کفن دینا اور نماز جنازہ اس کی پڑھ کر دفن کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اور اس کے والدین کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس بچہ کو غسل و کفن دینا اور اس پر نماز پڑھنا ضروری تھا۔(۳) اس کے والدین سے یہ غلطی ہوئی۔ اب اس کا کفارہ توبہ کرنا اور استغفار کرنا ہے۔ فقط۔

دوپہر کے وقت جب جنازہ ہو تو پہلے ظہر کی نماز پڑھی جائے یا جنازہ کی

(سوال ۲۹۶۸) یہاں ایک اعلیٰ عہدہ دار کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا، نماز جنازہ وغیرہ کی شرکت کے لئے نو بجے کا وقت مشتہر کیا گیا تھا چنانچہ وقت معینہ پر لوگ آگئے، لیکن یہاں پر خلاف امید کئی گھنٹہ کی دیر لگ گئی بہت سے آدمی کھانا کھا کر نہیں گئے تھے وہ دل ہی دل میں گھبرا رہے تھے۔ گیارہ بجے کے بعد جنازہ اٹھا اور بارہ بجے قبرستان میں

---

(۱) والایمان ھو الاقرار ای بلسانہ بالتحقیق والتصدیق ای بالجنان (شرح فقہ اکبر ص ۱۰۳) ظفیر۔
(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علی کل بر وفاجر (شرح فقہ اکبر ص ۹۱) ظفیر۔ (۳) ومن استھل بعد الولادۃ سمی وغسل وصلی علیہ (ھدایہ باب الجنائز فصل فی الصلوٰۃ علی المیت ج ۱ ص ۱۶۳) ظفیر۔

پہنچ گیا قبر بالکل تیار تھی۔ اکثر لوگوں نے چاہا کہ اول نماز جنازہ پڑھ لی جاوے مگر زید نے اصرار کیا کہ اول ظہر کی نماز پڑھی جائے اس کے بعد نماز جنازہ۔ آیا ایسی حالت میں جب کہ بارہ بجے ہوں اور لوگ بھی گھنٹوں سے رکے ہوئے ہوں اور قبر بھی تیار ہو تو اول نماز جنازہ پڑھنا بہتر ہے یا نماز ظہر۔

(الجواب) اس میں دونوں قول ہیں۔ تقدیم فرض وقت جنازہ کی نماز پر اور تقدیم نماز جنازہ فرض وقت پر۔ چنانچہ در مختار میں ہے لکن فی البحر قبیل الا ذان عن الحلبی الفتویٰ علی تاخیر الجنازة عن السنة واقره المصنف کا نه الحاقاً لهابالصلوة لکن فی اخر احکام دین الا شباه و ینبغی تقدیم الجنازة والکسوف حتی علی الفرض ما لم یضق وقتهالخ(۱) اور اسی طرح دونوں قول شامی میں مذکور ہیں پس جب کہ اس بارہ میں دونوں طرح کے اقوال ہیں یعنی بعض فقہاء نماز جنازہ کی تقدیم کا حکم کرتے ہیں اور بعض فرض وقت اور سنن مؤکدہ کی تقدیم کا حکم کرتے ہیں تو جیسا موقع اور جیسی ضرورت ہو ویسا کیا جا سکتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں بہتر یہ تھا کہ نماز جنازہ پہلے ادا کی جاتی کیونکہ ظہر کی نماز کا وقت بہت باقی تھا اور جنازہ میں تاخیر زیادہ ہو چکی تھی۔ فقط

شیعہ کی نماز جنازہ

(سوال ۲۹۶۹) شیعہ کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا کیا، اور ان سے میل جول کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) شیعہ کا وہ فرقہ جو سب شیخین نہ کرے اور اصحاب کو برا نہ کہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے افک کا قائل نہ ہو اور کوئی عقیدہ کفریہ نہ رکھتا ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جاوے اور اگر اہل سنت و جماعت بھی ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں یا پڑھاویں تو کچھ حرج نہیں ہے اور کوئی تعزیر اس پر نہیں اور میل جول ان سے منع نہیں۔

چند جنازے مردوں عورتوں اور بچوں کے جمع ہوں تو کیسے نماز جنازہ پڑھی جاوے

(سوال ۲۹۷۰) چند جنازے مردوں، عورتوں اور لڑکے لڑکیوں کے ایک ہی جگہ جمع ہوں تو ان سب کی نماز کس طرح پڑھی جاوے۔

(الجواب) بہتر یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ پڑھے اور اگر سب کی نماز اکٹھی پڑھی یہ بھی درست ہے۔ اگر بالغین اور نابالغین دونوں قسم کے جنازے ہوں تو دونوں کی دعا پڑھے۔(۲)

(سوال ۲۹۷۰/۱) امانت میت قبر میں چاہے جتنی مدت کے لئے ہو، رکھنا طریقہ مسنون ہے یا نہیں۔

شیعی اور شافعی کی اقتداء جنازہ میں جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۷۱/۲) حنفی مقتدی کو نماز جنازہ میں اقتدا شافعی یا شیعہ امام کی درست ہے یا کیا۔

(الجواب)(۱) یہ مسنون نہیں اور درست بھی نہیں ہے۔

(۲) شافعی امام کی اقتداء حنفی کو درست ہے اور شیعہ امام کی اقتداء درست نہیں ہے

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ط.س. ج۲ص۱٦۷. ۱۲ ظفیر.

(۲) واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلاة علی کل واحدة اولی من الجمع وان جمع جاز الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۱۲۸. ط.س. ج۲ص۲۱۸) ظفیر.

چوتھے روز قبر پر نماز کیوں جائز نہیں

(سوال ۲۹۷۲) تین روز تک قبر مردہ پر نماز پڑھی جاتی ہے چوتھے روز کیوں نہیں پڑھ سکتے۔
(الجواب) چونکہ بعد اس مدت کے غالباً مردہ کا جسم سالم نہیں رہتا ہے اس لئے یہ حکم ہے (۱)

دو جنازہ ایک بار

(سوال ۲۹۷۳) دو جنازہ یکجا پڑھے جاسکتے ہیں یا نہ جیسا کہ مرد و عورت یا عورت بچہ یا بچی یا مرد و لڑکا لڑکی۔
(الجواب) بہتر یہ ہے کہ ہر ایک جنازہ کی نماز علیٰحدہ علیٰحدہ پڑھے، اگر اکٹھی پڑھی یہ بھی درست ہے۔ (۲)

بعد عید قبل خطبہ نماز جنازہ

(سوال ۲۹۷۴) بعد ادائے عید قبل از خطبہ صلوٰۃ جنازہ بکراہت جائز ہے یا بلا کراہت یا خلاف اولیٰ ہے۔
(الجواب) در مختار میں ہے کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سے پہلے ہونی چاہئے اور جنازہ کی نماز خطبہ سے پہلے ہونی چاہئے۔ پس مقدم کرنا نماز جنازہ کا خطبہ عیدین پر ضروری ہے۔ (۳)

نماز جنازہ میں اخیر تکبیر سے پہلے ایک سلام پھیرا، پھر یاد دہانی پر تکبیر کہی کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۷۵) نماز جنازہ میں تکبیر اخیر کہے بغیر ایک طرف سلام پھیر ا بعد یاد دہانی تکبیر کہی اور پھر سلام پھیرا، تو کیا نماز ہو گئی۔
(الجواب) اس صورت میں نماز ہو گئی۔ (۴) فقط۔

اجرت پر جو نماز جنازہ پڑھی گئی جائز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۹۷۶) صلوٰۃ جنازہ با اجرت خواندہ شود آیا صلوٰۃ جنازہ ادا شود یا نہ از مصلیان فرض کفایہ ساقط شود یا نہ۔
(الجواب) صلوٰۃ جنازہ ادا شود و فرضیت ساقط شود لیکن اخذ اجرت بر آں حرام و معصیت است در حق آخذ و آنچہ معروف است نیز حکم مشروط شدہ حرام خواہد شد۔ (۵) فقط۔

دھوپ کی شدت کی وجہ سے فرش مسجد پر جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۷۷/۱) رمضان المبارک کے الوداع جمعہ کو جامع مسجد میں جنازہ آیا، نمازیوں کی بہت زیادہ کثرت

---

(۱) صلی علی قبرہ استحسانا ما لم یغلب علی الظن تفسخه (در مختار) انه دار الامر بین التفسخ المقتضی عدم الصلوٰة وبین عدمه الموجب لها الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۷. ط.س. ج۲ ص ۲۲۴) ظفیر.
(۲) اذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰة علی کل واحدة اولی من الجمع الخ وان جمع جاز (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۲۱. ط.س. ج۲ ص ۲۱۸) ظفیر.
(۳) وتقدم صلاتها علی صلاة الجنازة اذا اجتمعا لانه واجب عینا والجنازة کفایة وتقدم صلاة الجنازة وعلی سنة المغرب وغیرها والعید علی الکسوف لکن فی البحر قبیل الاذان عن الحلبی الفتویٰ علی تاخیر الجنازة عن السنة واقره المصنف الخ (در مختار) قوله علی الخطبة ای خطبة العید وذالك لفرضیتها وسنیة الخطبة وکذا یقال فی سنة المغرب (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ ص ۱۶۷) (۴) ورکنها شیئان التکبیرات الاربع الخ والقیام (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۳. ط.س. ج۲ ص ۲۰۹) ظفیر.
(۵) ولا یجوز اخذ الاجرة علی الطاعة کالمعصیة وفیه ان اخذ الاجرة علی الطاعة لا یجوز مطلقا عند المتقدمین واجازه المتاخرون علی تعلیم القرآن والاذان والامامة للضرورة کما بین فی محله ومقتضاه عدم الجواز هنا وان وجد غیره لانه طاعة تعین اولا ولا یختص عدم الجواز بالواجب نعم الاستیجار علی الواجب غیر جائز اتفاقا الخ وعبارة الفتح ولا یجوز الاستیجار علی غسل المیت ویجوز علی الحمل والدفن واجازه بعضهم فی الغسل ایضاً (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۴. ط.س. ج۲ ص ۱۹۹ ۔۔۔ ۲۰۰) ظفیر.

تھی۔ نماز جنازہ اگر بیرون مسجد پڑھائی جائے گی تو صفیں سیدھی نہ ہوں گی بوجہ قبروں اور درختوں کے اور نہ نمازی آسکیں گے۔ اور دھوپ تکلیف دہ تھی، اس صورت میں نماز جنازہ فرش مسجد پر پڑھنا جائز ہے یا نہ اور ثواب ہوگا یا نہ۔

اس عذر کے باوجود باہر جنازہ پڑھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۹۷۸/۲) جو شخص باوجود عذرات مذکورہ کے جنازہ کو مسجد سے باہر کر کے نماز جنازہ پڑھاتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

بلاعذر مسجد میں نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۷۹/۳) اگر کوئی عذر نہ ہو بلکہ اتفاقیہ نماز جنازہ مسجد میں پڑھ لی جائے تو نماز جنازہ ہوگئی یا نہیں۔

(الجواب) (۱) صحیح یہ ہے کہ نماز جنازہ فرش مسجد پر بصورت مذکورہ مکروہ ہے، اور حدیث شریف میں ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے سے ثواب حاصل نہیں ہوتا۔(۱)

(۲) ایسا ہی حکم شریعت ہے کہ جنازہ کو مسجد سے باہر لے جاکر نماز ادا کرنی چاہئے اور عذرات مذکورہ سے کوئی عذر سبب جواز نماز جنازہ در مسجد نہیں ہو سکتا حنفیہ کا صحیح مذہب یہی ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں ہر حال مکروہ ہے۔(۲)

(۳) نماز جنازہ ادا ہو جاوے گی اور فرض کفایہ ساقط ہو جاوے گا۔ لیکن ثواب حاصل نہ ہوگا۔(۳) فقط۔

(۴) در مختار میں ہے وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ وعلی سنۃ المغرب وغیرہ الخ قولہ وغیرہ کسنۃ الظھر والجمعۃ والعشاء الخ (۴) شامی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی فرضوں کے بعد پہلے صلوٰۃ جنازہ ادا کر کے پھر سنتیں پڑھیں۔ فقط۔

جہاں پر چہار طرف قبریں ہوں نماز جنازہ یا نماز فرض پڑھنا مکروہ ہے

(سوال ۲۹۸۰) آگے پیچھے چاروں طرف قبور ہوں وہاں فرض یا نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(۵)

ہیجڑوں کی نماز جنازہ اور مسلمان قبرستان میں ان کی تدفین درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۸۱) قوم ہیجڑا جو لواطت وغیرہ کی کمائی کھاتے ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا اور ان کی کمائی سے خیرات لینا کیسا ہے۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک نیک و بد کی جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اور فقہاء نے بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ سوائے بغاۃ وغیرہم کے جن کو فقہاء نے مستثنیٰ فرمایا ہے ہر ایک مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے۔(۱) اگرچہ فاسق و بدکار ہو، پس قوم ہیجڑا مذکور جو کہ مسلمانوں کی اقوام

(۲،۱) وکرھت تحریما وقیل تنزیہا فی مسجد جماعتہ ھو ای المیت فیہ وحدہ او مع القوم واختلف فی الخارجۃ عن المسجد وحدہ او مع بعض القوم والمختار الکراھۃ مطلقا الخ وھو الموافق الا طلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاۃ لہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۶۷. ط.س. ج۲ص ۲۲۴. ۲۲۵) ظفیر. (۳) من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاۃ لہ (در مختار) و روایۃ احمد وابی داؤد فلا شئی لہ وابن ماجہ فلیس لہ شئی وروی فلا اجر لہ وقال ابن عبدالبر ھی خطا فاحش والصحیح فلا شئی لہ الخ ولیس الحدیث نہیا غیر مصروف ولا مقرونا لو عید لان سلب الاجر لا یستلزم ثبوت استحقاق العقاب الخ لا نہ علم قطعا انھا صحیحۃ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۲۸. ط.س. ج۲ص۲۲۶) ظفیر. (۴) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ص ۷۷۵. ط.س. ج۲ص۱۶۷. ۱۲۱ ظفیر. (۵) وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ وفی طریق ومزبلۃ ومجزرۃ ومقبرۃ ومغتسل وحمام الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ص ۳۵۲) ظفیر. (۶) وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ وقطاع طریق الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ص ۸۱۴. ط.س. ج۲ص ۲۱۰) ظفیر.

میں سے ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اگرچہ افعال شیعہ کے ارتکاب کی وجہ سے وہ فاسق ہیں اور نماز پڑھ کر ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے اور ماسوا اس کے ان کی مجالس میں شریک ہونا اور دعوت کھانا وغیرہ درست نہیں ہے صرف ان کی تجہیز و تکفین جو کہ حق اسلام ہے کردینی چاہئے۔ ویسے ان سے علیحدگی چاہئے فقط۔ (اور مسلمان قبرستان میں دفن درست ہے)

جس بچہ کا مرد یا عورت ہونا کسی وجہ سے معلوم نہ ہو تو اس کے لیے کیا دعا پڑھی جائے

(سوال ۲۹۸۲) ایک عورت کے جنگل میں بچہ پیدا ہوا اور ماں کی بیہوشی میں جانور بچہ کا دھڑ کھا گیا تو نماز میں لڑکے کی دعا پڑھیں یا لڑکی کی۔

(الجواب) لڑکے کی دعا پڑھنی چاہئے، اور اگر لڑکی کی دعا بھی پڑھ دے تو بھی جائز ہو جائے گی۔(۱)

نماز جنازہ ہو جانے کے بعد اگر کچھ آجائیں تو پھر وہ نہیں پڑھ سکتے

(سوال ۲۹۸۳) جو شخص نماز جنازہ پڑھ چکا ہو بعد میں دس پانچ آدمی ناواقف آجائیں تو ان کو پھر نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے یا نہ۔

(الجواب) پھر نہیں پڑھا سکتا کیونکہ جنازہ کی نماز مکرر نہیں ہوتی۔(۲) فقط۔

نماز جنازہ نہ جاننے والے جنازہ میں شریک ہوں یا نہیں

(سوال ۲۹۸٤) جو لوگ جنازہ کی نماز نہیں جانتے وہ لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوں یا نہیں، شریک ہوں تو کیا پڑھیں۔

(الجواب) جو لوگ ترکیب نماز جنازہ کی نہیں جانتے وہ بھی شریک نماز ہو جاویں اللہ اکبر امام کے ساتھ کہتے رہیں اور دعا ماثور اگر یاد نہ ہو تو اللھم اغفرلنا ولو الدینا ولہ وللمومنین والمومنات دعا ماثور کی جگہ پڑھ لینا بھی درست ہے۔(۳)

جنازہ میں تاخیر بہتر نہیں

(سوال ۲۹۸۵) جنازہ تیار کرنے میں عمداً دیر کرنا کیسا ہے۔

(الجواب) در مختار میں ہے واذا مات تشد لحیاۃ وتغمض عیناہ الی ان قال ویسرع فی جهازه وفی حدیث ابی داؤد رحمہ اللہ فاذا مات فآذ نونی حتی اصلی علیه وعجلوابه ۔ الحدیث۔(۴) پس معلوم ہوا کہ میت کی تجہیز و تکفین میں دیر کرنا نہ چاہئے، تعجیل مستحب ہے۔ فقط۔

---

(۱) ولا یستغفر للصبی ولکن یقول اللھم اجلعه لنا فرطا واجعله لنا اجراوذخرا الخ (ھدایه باب الجنائز فصل فی الصلوٰۃ ج ۱ص ۱۶۳) اس لئے کہ مذکر کی ضمیر میت کی طرف لوٹے گی اور مؤنث کی بتاویل نفس، نفس کی طرف ۱۲ ظفیر۔

(۲) ولذا قلنا لیس لمن صلی علیھا ان یعید مع الولی لان تکرارھا (ای صلاۃ الجنازۃ) غیر مشروع (در مختار) وان صلی الولی لا یجز لا حد ان یصلی بعده الخ حتی لا یجوز الا عادة لا للسلطان ولا لغیره (ردالمحتار باب الجنائز ج۱ ص ۸۲۶ .ط.س. ج۲ص۲۲۳) ظفیر۔

(۳) ثم افادان من لم یحسن الدعاء بالماثور یقول اللھم اغفرلنا ولو الدینا وله وللمؤمنین والمومنات (ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ص ۸۱۶ .ط.س.ج۲ص۲۱۲ .۱۲ ظفیر۔

(٤) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج۱ ص ۷۹۸ ط.س. ج۲ص۱۹۳ . ۱۲ ظفیر۔

خود کشی کرنے والوں کی نماز جنازہ

(سوال ۲۹۸۶) جو شخص خود کشی کرے اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے من قتل نفسه ولو عمداً يغسل ويصلى عليه۔(۱) (ترجمہ) جس نے اپنے آپ کو مار ڈالا اگرچہ عمداً ایسا کیا ہو اس کو غسل دیا جاوے اور نماز اس کی پڑھی جاوے۔ فقط

پہلے ظہر کی نماز پڑھی جائے یا جنازہ کی

(سوال ۲۹۸۷) بعد زوال کے پہلے ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے یا جنازہ کی اور بالخصوص ولی کے لئے۔ اور اولیٰ کیا ہے۔

(الجواب) پہلے ظہر کی نماز مع سنت کے پڑھ لیں اس کے بعد جنازہ کی نماز پڑھیں ولی اور غیر ولی سب کے لئے حکم برابر ہے لیکن اگر کسی ضرورت سے جنازہ کی نماز پہلے پڑھ لی جاوے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ مگر بہتر یہی ہے کہ پہلے ظہر کی نماز پڑھ لیں۔ کذا فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

جنازہ کی صف متصل ہونی چاہئے

(سوال ۲۹۸۸) مقتدی نماز جنازہ میں ایک دوسرے سے فاصلہ کے ساتھ کھڑے ہوں یا مثل صلوٰۃ وقتیہ کے متصل ہو کر کھڑے ہوں۔

(الجواب) صف متصل ہونی چاہئے مثل جماعت فرائض وقتیہ کے۔ فقط

دو چار جنازہ ایک ساتھ

(سوال ۲۹۸۹) دو چار جنازہ کی نماز ایک ساتھ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ نماز جنازہ میں ایک دو تکبیر فوت ہو جانے سے مقتدی بعد سلام امام کے خالی تکبیر کہے یا دعا بھی پڑھے۔

(الجواب) ایک ساتھ دو چار دس بیس جنازوں کی نماز پڑھنا درست ہے اور سب کی نماز ادا ہو جاتی ہے۔ اگرچہ بہتر علیٰحدہ علیٰحدہ پڑھنا ہے۔ در مختار میں ہے واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰة على كل واحدة اولى الخ وان جمع جاز الخ۔(۳) اور جو شخص نماز جنازہ میں بعد میں آکر شامل ہوا وہ بعد فراغ امام صرف تکبیرات کہہ کر سلام پھیر دے، دعا نہ پڑھے۔ اگر جنازہ کے اٹھ جانے کا اندیشہ ہے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ کمافی الدر المختار۔(۴) فقط

چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان دعا ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۹۰) نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان کوئی دعا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض کتب احناف میں جائز لکھا ہے اور بعض میں ناجائز۔

(الجواب) ظاہر مذہب حنفیہ یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد کوئی دعا نہیں ہے لہذا ترک ہی احوط ہے اگرچہ جواز کی بھی روایات ہیں۔ در مختار میں ہے ويسلم بلا دعاء الخ وفي الشامي قوله بلا دعاء هو ظاهر المذهب۔(۵)

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ا ص ۸۱۵. ط.س.ج۲ص ۱۲.۲۱۱ ظفير.

(۲) وتقدم صلاتها على صلاة الجنازة اذا اجتمعا الخ لكن في البحر قبيل الا ذان عن الحلبي الفتوىٰ على تاخير الجنازة عن السنة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۵. ط.س.ج۲ص ۱۶۷) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتارب باب صلاة الجنائز جلد اول ص ۸۲۱. ط.س.ج۲ص ۱۲.۲۱۸ ظفير.

(٤) ثم يكبر ان ما فا تهما بعد الفراغ ان خشيارفع الميت على الا عناق (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۲۰. ط.س.ج۲ص ۲۱۶.) ظفير.

(۵) رد المحتارباب صلوٰة الجنائز ج ۱ص ۸۱۷. ط.س.ج۲ص ۲۱۳. ۱۲ ظفير.

غروب آفتاب کے وقت نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۱/۲۹۹۱) شخصے نماز جنازہ بوقت غروب می خواند، آیا شخص مذکور مصیب است و نماز جنازہ اجرے ہست یانہ۔ و نماز جنازہ رااعادہ کردن لازم است یانہ۔

اوقات مکروہہ میں جنازہ آجائے تو اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۲/۲۹۹۲) اگر جنازہ در وقت مکروہ رسید آیا رسیدن مذکور زیر مفہوم اذاحضرت داخل است یانہ۔

(الجواب) (۱) آں شخص در اوائے نماز جنازہ مصیب است و اجر نماز جنازہ مراورا حاصل است و حاجت اعادہ نیست بلکہ اعادہ جائز نیست لمامر من الروایات ونقل فی الشامی عن شرح المنیة بخلاف ظهور هافی وقت مکروه الخ ای تجوز الصلوٰة علیها فی هذه الصور بلا کراهة۔(۱)

(۲) داخل نیست۔ فقط۔

صرف عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں یا نہیں اور مردوں کے ساتھ جماعت میں ملنے کا کیا حکم ہے۔

(سوال ۲۹۹۳) صرف عورتیں جنازہ کی نماز پڑھ سکتی ہیں یا نہیں اور عورتوں کا شریک ہونا مردوں کی جماعت میں درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے کہ تنہا عورتوں کی جماعت جنازہ میں مکروہ نہیں ہے اور نماز جنازہ ادا ہو جاتی ہے بلکہ تنہا ایک عورت بھی نماز جنازہ پڑھ لیوے تو فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ واعلم ان جماعتهن لا تکره فی صلوٰة الجنازة شامی (۳) اور حاضر ہونا عورتوں کا مردوں کی جماعت میں مطلقاً مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار ویکره حضور هن الجماعة الخ۔(۴) فقط۔

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار کتاب الصلوٰة تحت قوله وفی التحفة الافضل ان لا تؤخر الجنازة ج ۱ ص ۳۴۶. ط.س. ج۲ ص ۱۶۷. ۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب الامامة تحت قوله ویکره تحریما جماعة النساء ولو فی التراویح فی غیر صلاة جنازة لانها لم تشرع مکررة ج ۱ ص ۵۲۸. ط.س. ج۲ ص ۵۶۵. ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۹. ط.س. ج۲ ص ۵۶۶. ۱۲ ظفیر

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ ص ۵۶۶. ۱۲ ظفیر.

فصل سادس
قبر، دفن اور ان کے متعلقات

ریتیلی زمین میں خشت خام سے لحد تیار کرنا کیسا ہے

(سوال ۲۹۹٤) ریتیلی زمین میں قبر قائم نہیں رہ سکتی فوراً بعد تیار ہونے کے یا مٹی ڈالتے وقت گر جاتی ہے ایسی صورت میں اگر خشت خام سے لحد تیار کی جائے تو یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں

(الجواب) ایسی حالت اور صورت میں پکی اینٹ سے لحد قائم کرنا جائز ہے اور اس میں سنت لحد ادا ہو جاوے گی اور کچھ کراہت نہ ہوگی کیونکہ خشت خام کے رکھنے کا اور اس سے لحد کے منہ بند کرنے کا حکم حدیث وفقہ سے ثابت ہے اور آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک میں خشت خام استعمال کی گئی ہیں، پس اگر ضرورت مذکورہ کی وجہ سے ہر جانب لحد میں خشت خام رکھی جاوے تو یہ بلا شبہ جائز اور مستحب ہے جیسا کہ عبارات کتب فقہ سے ظاہر ہے۔ ویسوی اللبن علیه الخ در مختار۔(۱) ای علی اللحدبان یسد من جهة القبر ویقام اللبن فیه الخ جلد شامی۔(۲) ولاباس باتخاذ تا بوت ولو من حجر او حدید له عند الحاجة کر خاوة الا رض الخ در مختار وفی ردالمحتار قوله ولا باس باتخاذ تابوت الخ ای یرخص ذلك عند الحاجة والاکره کما قد مناه انفاً قال فی الحلیة نقل غیر واحدعن الا مام ابن الفضل انه جوزه فی اراضیهم لرخاوتها وقال لکن ینبغی ان یفرش فیه التراب وتطین الطبقة الا ولی ممایلی المیت ویجعل اللبن الخفیف علیٰ یمین المیت ویصاره لیصیر بمنزلة اللحدو المراد بقوله ینبغی یسن الخ . (۳)

شامی کی اس عبارت کے آخر حصہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حصہ جو سوال میں درج ہے عین مطابق سنت ہے اور کسی قسم کی کراہت کا اس میں شبہ نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقتاً لحد ہی ہے۔ صرف خوف گر جانے لحد کے روک اس کی کے لئے پکی اینٹیں ہر طرف قائم کی گئی ہیں جو کہ خلاف سنت نہیں پس اس عمل کے ذریعہ سے عمل بالسنۃ بخوبی حاصل ہوگا......وہو المطلوب۔ فقط۔

ورثاء میت سے اسٹامپ لکھانا کہ فاتحہ کی اجازت نہ ہوگی اور قبر کی علامت رہے گی کیسا ہے

(سوال ۲۹۹۵) ایک قبر کسی مقام پر جو کہ جدید اور چند روز کی ہے جو لوگوں نے ورثاء میت سے بجز ایک اسٹامپ لکھالیا اور اس شرط پر دفن کی اجازت دی کہ ورثاء کو کسی قسم کی اجازت فاتحہ وغیرہ کی نہ دی جاوے گی اور قبر کا نشان بھی اس طرح سے قصداً مٹادیا جاوے گا کہ کوئی علامت قبر کی باقی نہ رہے گی تاکہ لوگ اس پر نماز بھی پڑھ سکیں اور لوگوں کی آمد ورفت میں بھی وہ قبر مانع نہ ہو اور نہ نماز میں حارج ہو۔ لہذا کسی قبر کی علامت مٹانا بوجہ عذر مذکور اور ورثاء سے جبر ایسا اسٹامپ لکھوانا ازروئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں اور جدید قبر کی علامت مٹانے والے از روئے شرع خاطی ہیں یا نہیں۔

(الجواب) قبر کو مسنم یعنی بشکل سنام ابل (کوہان اونٹ) کرنا مسنون اور مستحب ہے اور بعض نے اس کو لازم وواجب کہا ہے ویسنم ندباوفی الظہیریۃ وجوباقدر شبر (ای اکثر شیئاً قلیلاً۔ بدائع۔ شامی۔ قوله ویسنم ای یجعل ترابه مرتفعاعلیه

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۹ .ط.س.ج۲ص۲۳٦. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلات الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷ .ط.س.ج۲ص۲۳٦ .۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷ ط.س.ج۲ص۲۳٦. ۱۲ ظفیر.

کسنام الجمل۔ماروی البخاری عن سفیان التمار انه رای قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسنما الخ۔ شامی۔(۱) اور یہ بھی در مختار میں ہے ویخیر المالک بین اخراجہ و مساواتہ بالارض الخ۔(۲) اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی مملوکہ زمین میں اگر بلا اجازت اس کے مالک کے میت کو دفن کر دیا جاوے تو مالک کو اختیار ہے کہ اس میت کو وہاں سے نکلوا دے یا زمین برابر کرا دے سورت قبر نہ رکھے۔ پس کسی کی مملوکہ زمین میں اگر کسی میت کو دفن کرنے کا ارادہ ہو تو اور مالک اس قسم کی شرائط لگا دے تو ہو سکتا ہے اور قبرستان موقوفہ میں کوئی ایسا نہیں کر سکتا اور شرط مذکور نہیں لکھوا سکتا۔ فقط

دفن کے بعد مردہ نہیں نکالا جا سکتا

(سوال ۲۹۹۶) قبر سے مردہ کسی صورت میں نکالا جا سکتا ہے یا نہیں، اگر نکالا جائے تو وہ کیا مجبوری ہو گی۔

(الجواب) در مختار میں ہے **ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الالحق آدمی کان تکون الارض مغصوبة او اخذت بشفعة ویخیر المالك بین اخراجه و مساواته بالارض کما جاز زرعه والبناء علیه اذا بلی وصار ترابا الخ۔**(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ میت کو قبر سے بعد مٹی ڈالنے کے نہ نکالا جاوے مگر حقوق عباد کی وجہ سے کہ مثلاً زمین مغصوبہ اور غیر کی زمین میں بدون مالک کی اجازت کے دفن کر دیا جاوے الخ سو مالک کو اختیار ہے کہ میت کو نکلوا دے یا زمین کو برابر دے اور نشان قبر کا نہ کرنے دے الخ پس یہی جواب ہے سوال مذکور کا۔ فقط۔

غیر کی زمین میں بلا اجازت دفنانا کیسا ہے

(سوال ۲۹۹۷) اگر کوئی شخص غیر کی زمین میں بدون دریافت کرنے مالک کے مردہ دفن کر دے تو ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے اور مردہ کو عذاب ہو گا یا نہیں اور مالک زمین کو اجر و ثواب ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) اگر غیر کی زمین میں بلا اجازت اپنا مردہ دفن کر دے تو حکم اس میں یہ ہے کہ مالک زمین یا اس مردے کو نکلوا دے یا زمین کو برابر کر دے اور اپنے کام میں لاوے، مردہ کو کچھ عذاب اس میں نہیں ہے۔ اور اگر مالک رضا مندی سے اجازت دے دے تو اس کو ثواب ہے، در مختار میں ہے **ویخیر مالك بین خراجه ومساواته بالارض کما جاز ذرعه والبناء علیه اذا بلی وصار تراباً زیلعی .**(٤) **در مختار. فقط.**

شیعہ عورت کا کفن دفن

(سوال ۲۹۹۸) اگر کسی اہل سنت کے گھر میں شیعہ عورت ہو اور وہ مر جائے تو اس کا گور و کفن کرنا چاہئے یا نہیں اور نماز جنازہ اس کو پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(الجواب) شیعہ کئی قسم کے ہوتے ہیں، بعض شیعہ غالی ہیں جن کی تکفیر کی گئی ہیں پس اگر وہ عورت اس فریق میں سے ہے تو اس کے جنازہ کی نماز وغیرہ کچھ نہ کرنا چاہئے بلکہ مثل کفار کے گڑھے میں دبا دینا چاہئے۔ اور اگر ایسی نہیں ہے بلکہ محض تفضیلیہ ہے تو وہ مسلمان ہے۔ مسلمانوں کی طرح اس کی تجہیز و تکفین کرنی چاہئے اور نماز جنازہ پڑھنی چاہئے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳٦ . ط.س. ج۲ص ۲۳۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸٤۰ .ط.س. ج۲ص ۱۳۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۳۹ و ج ۱ ص ۸٤۰ .ط.س. ج۲ص ۲۳۳. ۱۲
(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاةالجنائز ج ۱ص ۸٤۰ .ط.س. ج۲ص ۲۳۷. ۱۲ ظفیر.
(٥) بخلاف مااذا کان یفضل علیاً او یسب الصحابة فانه مبتدع لا کافر (ردالمحتار باب المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸ .ط.س. ج۳ص ٤٦) ظفیر.

جو قبر بیٹھ گئی ہو اس پر مٹی ڈالنے کا ثبوت کیا ہے

(سوال ۲۹۹۹) قبر جو بیٹھ گئی ہو یا بلکل زمین کی برابر ہو کر متمیز نہ ہوتی ہو اس پر مٹی ڈالنا مستحب ہے تاکہ زمین سے متمیز ہو جاوے اور حفاظت قبر من الاہانت یعنی وطی وغیرہ نہ ہو سکے۔ اس کی سند شامی وغیرہ کتب فقہ سے مرحمت فرمائی جاوے۔

(الجواب) یہ تصریح شامی وغیرہ میں نہیں دیکھی گئی کہ جو قبر بیٹھ گئی ہو اس پر پھر مٹی ڈالنا مستحب ہے، البتہ جواز اس کا علت سے ثابت ہو سکتا ہے جو کہ کتابت علی القبر کے جواز میں منقول ہے۔ شامی میں ہے وان احتیج الی الکتابة حتی لا یذھب الا ثرو لا یمتھن فلا باس به الخ۔(۱) ج ۱ ص ۱۰۱ اور نیز شامی و شرح منیہ میں ہے ولا یزاد علی التراب الذی خرج من القبر وتکرہ الزیادة وعن محمد لاباس بھا(۲) سو اگرچہ روایت ہوقت حثی تراب فی القبر ہے لیکن اس کے عموم سے یہ استدلال ہو سکتا ہے کہ دوسری مٹی قبر پر ڈالنا موافق روایت امام محمد کے لاباس میں داخل ہے۔ فقط۔

حاملہ کا بچہ پیٹ چاک کر کے نکالا جائے یا نہیں

(سوال ۳۰۰۰) اگر حاملہ عورت چار ماہ یا چھ ماہ یا سات ماہ یا نو ماہ کے اثناء میں انتقال ہو جائے تو اس کے بچہ کو پیٹ چاک کر کے نکالا جائے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں لکھا ہے کہ اگر حاملہ عورت مر جاوے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو کر حرکت کرتا ہو تو اس کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ کو نکالا جاوے، پس جس وقت حمل کو اتنی مدت ہو جاوے کہ بچہ پیٹ میں حرکت کرنے لگے اور ماں کے مرنے پر بھی اس میں حرکت واضطراب باقی ہو اس وقت یہ حکم ہے جو مذکور ہوا۔ کسی مدت کی قید نہیں ہے۔ بلکہ اگر نواں مہینہ بھی حاملہ کو ہو اور اس کے مرنے پر بچہ پیٹ میں حرکت کرتا اور اضطراب کرتا ہوا معلوم نہ ہو تو پیٹ کو چاک نہ کیا جاوے گا بلکہ مدار بچہ کے زندہ ہونے پر اور حرکت واضطراب پر ہے نہ کسی مدت پر چنانچہ عبارت در مختار کی یہ ہے حامل ماتت وولدھا حی یضطرب شق بطنھا من الا یسر و یخرج ولد ھا الخ ۔(۳) ترجمہ اس کا یہ ہے کہ حاملہ عورت مر گئی اور بچہ اس کا پیٹ میں زندہ ہے کہ حرکت کرتا ہے تو بائیں جانب سے عورت کے شکم کو چاک کر کے بچہ کو نکالا جاوے۔ فقط۔

لحد کی وسعت اور اونچائی کیا ہو

(سوال ۳۰۰۱) لحد قبر کی کتنی فراخ اور کتنی اونچی ہونی چاہئے۔ لحد کے بارے میں اسی قدر حکم ہے کہ وسیع اور فراخ ہو جس میں مردہ اچھی طرح لٹا دیا جاوے اور کوئی خاص تحدید لحد کے بارہ میں نہیں ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ لحد اس قدر اونچی ہو کہ میت اس میں بیٹھ سکے، یہ کچھ ضروری شرط نہیں ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹.ط.س.ج ۲ ص ۲۳۷. ۱۲ ظفیر.

(۲) غنية المستملی شرح منیه المصلی (۵۵٤) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۸.ط.س.ج ۲ ص ۲۳۶. ۱۲ ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤۰.ط.س.ج ۲ ص ۲۳۸. ۱۲ ظفیر.

(٤) واللحدان یحفر فی جانب القبلة من الارض حفیرة فیو ضع فیها المیت وینصب علیها اللبن ویلحد لانه السنة وصفته یحفر القبر ثم یحفر فی جانب القبلة منه حفیرة فیوضع فیها المیت ویجعل ذالک کالبیت المسقف (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵ و ج ۱ ص ۸۳٦.ط.س.ج ۲ ص ۲۳۵. ۲۳٦) ظفیر.

قبر پر تختوں کی جگہ پتھروں کا استعمال کیسا ہے

(سوال ۳۰۰۲) قبر پر بعوض تختوں کے پتھر جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) بہ ضرورت جائز ہے۔(۱) فقط۔

قبر کے سلسلہ میں غلط رواج

(سوال ۳۰۰۳) میت کو دفن کرتے وقت مسلمانوں کے ہاتھ مٹی سر کے نیچے اور اہل ہنود کے ہاتھ کی مٹی پیر کے نیچے رکھ کر اوپر تختہ رکھ کر قبر تیار کرتے ہیں یہ امر جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مسلمان میت کے لئے لحد بنانا مسنون ہے اور اگر لحد تیار نہ ہو سکے بوجہ نرم ہونے زمین کے تو قبر کے درمیان صندوق شق کھود کر اس میں میت کو رکھ کر اوپر تختہ یا پتھر رکھ دیں یہ بھی درست ہے۔(۲) باقی امور جو خلاف سنت ہیں ان کو ترک کیا جاوے۔ فقط۔

قبر کے اطراف کا پختہ کرنا اور پتھر لگانا کیسا ہے۔

(سوال ۳۰۰٤) زید حفاظت اور علامت کے لئے اپنے والد مرحوم کی قبر کے اطراف اربعہ کو پختہ اور بیچ میں کچی اور سنگ مرمر پر تاریخ کندہ کرانا چاہتا ہے، کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں صحیح مسلم کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے **نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور وان يكتب عليها وان يبنى عليها رواه مسلم**۔(۴) یعنی منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے پختہ کرنے سے اور ان پر کچھ لکھنے سے اور تعمیر کرنے سے۔ پس صورت مذکورہ فی السوال شرعاً درست نہیں ہے۔ فقط۔

پختہ قبر کا ہموار کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۰۵) زید کی دوکان کے صحن میں ایک قبر پرانی کچی ہے، بعض لوگوں نے زید کے پیچھے اس قبر کو پختہ کرادیا ہے، ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے چراغ روشن کئے جائیں گے اور پرستش کی جائے گی۔ زید کو شرعاً اس قبر کو اکھاڑ کر ہموار کر دینا واجب ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید اس قبر کو اکھاڑ کر برابر کر سکتا ہے اور اس کو ایسا کرنا درست ہے بلکہ پختہ باقی رکھنا اس قبر کا جائز نہیں ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ويسوى اللبن عليه والقصب لا الا جرالمطبوخ والخشب لو حوله او فوقه فلا يكره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ص ۲۳۶ ظفير.

(۲) وحفر قبر في غير دار مقدار نصف قامة فان زاد فحسن ، ويلحد و لا يشق الا فى ارض رخوة الخ ولا باس باتخاذ تابوت ولو حجر او حديد له عند الحاجة كر خاوة الارض الخ ويسوى اللبن عليه والقصب عليه الخ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵ و ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ص۲۳۳...... ۲۳۷)ظفير.

(۳) ہذا سوال میں جس رسم کا ذکر ہے وہ بدعت ہے، اسے ترک کر دینا ضروری ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

(٤) مشكوٰة باب دفن الميت ص ۱٤۸ و ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۸. ط.س. ج۲ص۲۳۷. ۱۲ ظفير.

(٥) ولا يطلى للنهى عنه ولا يطين ولا يرفع عليها بناء (در مختار) اى لا يطلى بالجص بالفتح قوله لا يرفع اى يحرم لو للزينة ويكره لو للاحكام بعد الدفن (ردالمحتار ص ۸۳۹. ط.س. ج۲ص۲۳۷) لما فى صحيح مسلم عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبر وان يبنى عليه (ايضاً ج ۱ ص ۸۳۸. ط.س. ج۲ص۲۳۷) ظفير.

جس قبر میں ہڈی نکلے اس میں نیا مردہ دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۰۶) ایک قبر کھودی اس میں سے مردہ کی ہڈی نکلی، اس میں نیا مردہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) ہڈیوں کو ایک طرف رکھ کر جدید میت کو اس میں دفن کرنا درست ہے۔(۱)

وقف قبرستان کی زمین کرایہ پر دینا اور عورت کو جاروب کشی کے لئے مقرر کرنا درست نہیں ہے

(سوال ۳۰۰۷) ہندہ بطور جاروب کش ایک بزرگ کے مزار پر ہے۔ مزار کے قریب مسلمانوں کی قبریں ہیں، مسلمانوں کی قبروں کو مسمار کر کے اور زمین کو ہموار کر کے اس کو ایک انجمن کے ذریعہ سے چکی چلانے کے واسطے کرایہ پر دیا۔ کیا یہ فعل اس کا جائز ہے۔ کیا بزرگوں کے مزار پر عورت کو جاروب کش مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) پرانی قبور کو برابر کرنا اور اس میں تعمیر و زراعت وغیرہ کرنا فقہاء نے درست لکھا ہے۔(۲) اور عورت کو مزار پر جاروب کش مقرر کرنا درست نہیں ہے۔(۳) فقط۔

مردہ کو دوسری جگہ لے جا کر دفن کرنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۰۸) مردہ کو بموجب وصیت اس کے غیر وطن میں مرا ہو اس کے وطن میں لے جا کر دفن کرنا اور وطن ۵۰ میل فاصلہ پر ہو کیا یہ بالکل حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی۔ ولی وطن میں ہو اس خیال سے لے جانا درست ہے یا نہ بعض احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو صحابہ کرام نے مکہ معظمہ میں لا کر دفن کیا۔ یہ فعل صحابہ ہے۔ جواز کے لئے اتنی حجت کافی ہے یا نہیں۔ شامی و در مختار میں لاباس بہ لکھا ہے۔ غرض میری یہ ہے کہ اس کے متعلق بڑا فتنہ ہوا ہے، لہٰذا جواز یا عدم جواز جو جانب راجح ہو، مفصل طور سے تحریر فرمائیں۔

(الجواب) قال فی شرح المنية الكبير، ويستحب فی القتيل والميت دفنه فی المكان الذی مات فيه فی مقابرا ولئك القوم وان نقل قبل الدفن قدر ميل او ميلين فلا بأس به قيل هذا التقدير عن محمد يدل علی ان نقله من بلدالی بلد لايجوز اومكروه ولان مقابر بعض البلدان ربما بلغت هذه المسافة ففيه ضرورة ولا ضرورة فی النقل البلد اخر وقيل يجوز ذالك ما دون السفرلما روی ان سعد بن

---

(۱) كما جاز زرعه والبناء عليه اذا بلی وصار ترابا (در مختار) زرعه ای القبر ولو غير مغصوب وكذا بجوزدفن غيره عليه (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸٤۰.ط.س.ج۲ص۲۳۸) قال فی الفتح ولا يحفر قبر لدفن اخر الا ان بلی الاول فلم يبق له عظم الا ان لا يوجد فتضم عظام الاول ويجعل بينهما حاجز من تراب الخ فالا ولی اناطة الجواز بالبلاد اذلا يمكن ان يعد لكل ميت قبر لا يد فن فيه غيره وان صار الا ول ترابا لا سيما فی الا مصار الكبيرة الجامعة والا لزم ان تعم القبور و السهل والو عر علی ان المنع من الحضر الی ان لا يبقی عظم عسر جدا الخ (ردالمحتار مطلب فی الدفن ج ۱ص ۸۳۵.ط.س.ج۲ص۲۳۳) ظفير. (۲) كما جاز زرعه والبناء عليه اذا بلی وصار ترابا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤۰.ط.س ج۲ص۲۳۸). (۳) فاذاتم ولزم لايملك ولايعارولا يرهن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الوقف.ط.س.ج۲ص ۵۳۱) ظفير. (٤) وبزيارة القبور وهو للنساء (در مختار) وقيل تحرم عليهن الخ وان كان للاعتبار والترحمه من غيره بكاء الخ فلا باس اذا كن عجائز ويكره اذا كن شواب كحضور الجماعة فی المساجد ا ه وهو توفيق حسن (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ص ۸٤۳.ط.س.ج۲ص۲٤۲) اس سے معلوم ہوا کہ جاروب کشی عورت کی بدرجہ اولیٰ جائز نہ ہوگی کہ فتنہ کا اندیشہ ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفير.

وقاص مات فی قریة علی اربعة فراسخ من المدینة فحمل علی اعناق الرجال الیها وقیل لا یکره فی مدة السفر ایضاً واما بعد الدفن فلا یجوز اخراجه الخ. (۱)اور شامی نے در مختار کے اس قول فلا باس بنقله قبل دفنه کی شرح میں لکھا ہے قیل مطلقاً وقیل الی مادون مدة السفر وقیده محمدؒ وبقدر میل او میلین لا ن مقابر البلد ربما بلغت هده المسافة فیکره فیما زاد قال فی النهر عن عقد الفرایدهو الظاهر الخ۔(۲)ان عبارات سے واضح ہے کہ قبل دفن میت کے نقل کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز اور مکروہ اور ظاہر امر اد ان کی مکروہ تحریمی ہے۔ اور صاحب نہر کا اس کو ہو الظاہر کہنا اس کی ترجیح کو مقتضی ہے۔ فقط۔

قبر میں قبلہ رخ کرنا اور داہنی کروٹ پر لٹانا

(سوال ۳۰۰۹)میت کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف کرنا ضروری ہے یا کہ داہنی کروٹ پر لٹانا سنت ہے؟

(الجواب)کتب فقہ میں یہ لکھا ہے ویوجہ الیها وجوباً یعنی میت کو متوجہ کیا جاوے قبلہ کی طرف اور یہ واجب ہے اور شامی میں لکھا ہے لکن صرح فی التحفه بانه سنة۔(۳)یعنی تحفہ میں یہ تصریح کی ہے کہ قبلہ کی طرف میت کو متوجہ کرنا سنت ہے ،اور در مختار میں ہے وینبغی کونه علی شقه الا یمن۔(۴)اور لائق ہے ہونا میت کا داہنی کروٹ پر۔ فقط۔

دفن کی بعد ستر قدم ہٹ کر دعا بدعت ہے

(سوال ۳۰۱۰)میت کو دفن کر کے ستر قدم پیچھے ہٹ کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

(الجواب)میت کو دفن کر کے ستر قدم پیچھے ہٹ کر دعا مانگنا بدعت اور مذموم اور ناجائز ہے۔

کفن پر کلمہ لکھنا

(سوال ۳۰۱۱)میت کی کفنی پر کلمہ شریف مٹی سے لکھا کرتے ہیں اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد ایک خام اینٹ پر کلمہ شریف لکڑی سے لکھ کر میت کے سر کے پاس مغرب کی جانب رکھتے ہیں۔ نیز مٹی کے چند چھوٹے چھوٹے ڈھیلوں پر ایک شخص موجودین میں سے قل شریف پڑھ کر کل ڈھیلوں کو میت کے ساتھ لحد میں ڈالتے ہیں یہ امور جائز ہیں یا کیا۔

(الجواب)یہ سب امور خلاف شریعت ہیں اور ان کی کچھ اصل نہیں ہے۔ ایسی رسوم کو چھوڑنا چاہئے۔

قبر کے پٹاؤ میں پختہ کونڈا دینا کیسا ہے

(سوال ۳۰۱۲)قبر کے پٹاؤ میں مٹی کا پختہ کونڈا دینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)در مختار میں ہے ویسوی اللبن علیه والقصب لا لا جر المطبوخ والخشیب لو حوله اما فوقه فلا یکره الخ۔(۵)س عبارت سے واضح ہے کہ پکی اینٹ اور کونڈا آگ میں پکا ہوا قبر کے ماحول رکھنا مکروہ ہے

---

(۱)غنیة المستملی ص ۵۶۳. ۱۲.
(۲) ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۴۰.ط.س.ج۲ص۲۳۹. ۱۲ ظفیر.
(۳،۴) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷ و ج ۱ ص ۸۳۸.ط.س.ج۲ص۲۳۶. ۱۲ ظفیر

اور ضرورت ہو تو درست ہے۔ قال مشائخ بخارا لا یکرہ الآ جر فی بلدتنا للحاجة الیه لضعف الاراضی۔(۱)شامی۔ فقط۔

بول وبراز والی زمین میں مٹی ڈال کر قبر بنانا کیسا ہے

(سوال ۳۰۱۳)جس گڑھے میں عرصہ سے بول وبراز پڑتا ہے اس میں مٹی ڈال کر اس کے بعد اس میں مردہ دفن کرنا درست ہے یا نہ ؟

(الجواب)حدیث شریف میں ہے ذکوٰۃ الارض یبسھا یعنی نجس خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ پس جب کہ اس گڑھے میں مٹی ڈال دی جاوے گی اور وہ زمین خشک ہے تو وہ پاک ہے اس میں میت کو دفن کرنا درست ہے۔

قبر پر اذان دینا بدعت ہے

(سوال ۳۰۱٤)اذان قبر میت پر مسنون ہے یا بدعت سیئہ تحریمیہ ہے اگر مسنون ہو تو عبارت در مختار باب الاذان وباب الجنازہ وعبارت مائتہ مسائل وعبارت تفسیر مظہر العجائب وعبارت توشیخ وعبارت درر البحار بالحروف والصفحہ نقل فرما کر بالتصریح جواب دینا۔ اور اگر بدعت سیئہ تحریمیہ ہو تو وجوہات زید کہ اذان ذکر ہے۔ اذان تلقین بعد الدفن ہے۔ اذان منکر تکبیر کے وقت نفع دیتا ہے۔ اذان تکبیر ہے جو سعد بن معاذ کی قبر پر ہوئی ہے۔ اور حدیث اذا رائیتم الحریق فکبروا سے ثابت ہے۔ اذان دعا ہے اذان عمل صالح ہے اذان سبب اجابت دعا ہے۔ اذان ذکر رسول اللہ ہے اذان سبب رحمت ہے۔ اذان وحشت میت کی دافع ہے۔ اذان غم وہم کو دافع ہے۔

(الجواب)قبر پر اذان کہنا خلاف سنت اور بدعت سیئہ ہے جیسا کہ تصریحات فقہاء سے ثابت ہے اور وجوہات جو زید بیان کرتا ہے سب باطل ہیں اور اس کی عدم تدبر اور جہل پر دال ہیں۔ اذان بے شک ذکر ہے لیکن جس ذکر کے لئے جو موقع شارع علیہ السلام نے مقرر فرما دیئے ہیں ان کو وہی رکھنا لازم ہے ورنہ یہ تعدی عن حدود اللہ ہو گا من یتعد حدود اللہ فاولئك ھم الظالمون۔ احداث فی الدین یہی ہے کہ دین میں اپنی رائے اور قیاس سے تخصیصات اور تقییدات مقرر کرنا اور جو موقع کسی ذکر کا نہیں ہے اس کو اس موقعہ میں معمول بہ بنانا۔ عن نافع ان رجلاً عطس الی جنب ابن عمر فقال الحمد لله والسلام علی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ابن عمرو انا اقول الحمد لله والسلام علی رسول الله ولیس ھکذا علمنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نقول الحمد لله علی کل حال۔(۲)صاحب لمعات اس کی شرح میں لکھتے ہیں قوله لیس ھکذا ای لکن لیس المسنون فی ھذہ الحال ھذا القول وانما الذی علمنا فیه ان نقول الحمد لله علی کل حال فقط من غیر زیادۃ السلام فیه الی ان قال فالزیادۃ فی مثله نقصان فی الحقیقة کما لایزاد فی الا ذان بعد التھلیل محمد رسول الله وامثال ذلك کثیرۃ انتھیٰ (۳) پس معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے اس قسم کے

---

(۱)

(۲)مشکوٰۃ المصابیح باب العطاس والتثاؤب فصل ثالث ص ٤٠٦ ۱۲ ظفیر۔

(۳)حاشیہ مشکوٰۃ باب العطاس والتثاؤب ص ٤٠٦ ۱۲ ظفیر۔

اختراعات کرنا در حقیقت تشریع جدید ہے۔ قیاسات زید کے بعینہ ایسے ہیں کہ کوئی شخص مغرب کی نماز میں مثلاً تین رکعت کی چار رکعت مقرر کرے کہ اس میں قرآن کا پڑھنا اور رکوع و سجود و تسبیح و تحمید وغیرہ ہیں کہ جملہ عبادات واذکار ہیں۔ الحاصل مبتدعین کا یہی حال ہے کہ ایسے ہی استدلالات سے امور محدثہ مخترعہ فی الدین کو جائز کہا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بدعت اور مبتدع کی نہایت مذمت فرمائی۔ قال علیه الصلوٰة والسلام ما احدث قوم بدعته الا رفع مثلها من السنة فتمسك بسنة خير من احداث بدعة (۱) وعن ابراهيم بن ميسرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من وقرصا حب بدعة فقد اعان على هدم الا سلام رواه البيهقى فى شعب (۲) الا يمان مرسلاً۔ پس اذان قبر پر کہنا اپنے قیاسات فاسدہ کی بناء پر احداث فی الدین ہے۔ شامی میں ہے تنبیه فى الا قتصار على ماذكر من الوار دو اشارة الى انه لايسن ذان عن ادخال الميت فى قبره كما هو المعتاد الا ن وقد صرح ابن حجر فى فتاواه بانه بد عة وقال من ظن انه سنة قياساً على ندبهما للمولود الحاقاً لخاتمة الا مر بابتدائه فلم يصب ا ه . وقد صرح بعض علمائنا وغير هم بكراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوات مع ان المصافحة سنة وما ذاك الا لكونها لم تئوثر فى خصوص هذا الموضع فالمواظبة عليها فيها هوم العوام بانها سنة فيه ولذا منعوا عن الا جتماع لصلوٰة الرغائب التى احد ثها بعض المتعبدين لا نها لم تو ثر على هذه الكيفية فى تلك الليالى المخصوصة وان كانت الصلوٰة خير موضوع . (۳) انتهىٰ فقط۔

پرانی قبر پر مٹی ڈالنے میں مضائقہ نہیں

(سوال ۳۰۱۵) جو قبر بیٹھ جائے یا گر جائے اس کو پوری قبر از سرنو تیار کراتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

(الجواب) اس میں کچھ حرج نہیں۔(۴)

قبر مکمل ہونے کے بعد اگر کوئی آئے اور مٹی ڈالے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۰۱۶) اگر میت کو مٹی دینے کے بعد کوئی شخص آوے تو بعد میں اس کو مٹی دینا جائز ہے یا نہ ؟

(الجواب) قبر کے مکمل ہو جانے کے بعد پھر مٹی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

پرانی قبر میں مردہ دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۱۷/۱) اگر اتفاقیہ قبر کھودتے ہوئے لحد میں جا کر کسی کہنہ مردہ کی ہڈیاں یا نعش نکل آوے تو اس لحد میں مردہ جدید رکھا جائے یا دوسری قبر کھود کر رکھا جاوے۔ اور دیدہ ودانستہ پرانی قبر میں مردہ دفن کرنا کیسا ہے۔

جو بچہ مردہ پیدا ہوا سے دفن کیا جاوے

(سوال ۳۰۱۸/۲) جو بچہ مردہ پیدا ہوا اس کو قبر میں لحد کھود کر رکھا جاوے یا گڑھا کھود کر کفار کی طرح دبا دیا جاوے۔

(الجواب) (۱،۲) دیدہ ودانستہ پرانی قبر کو بحالت موجودگی میت کے بدون ضرورت کے کھودنا جائز نہیں، اور اگر اتفاقاً قبر کھودتے ہوئے دوسری میت کی ہڈیاں نکلیں تو ان کو ایک طرف کریں اور کسی قدر بیچ میں پردہ رکھ کر دوسری میت کو دفن کریں یہ جائز ہے کیونکہ مردہ کے بوسیدہ ہونے کے بعد جواز ہی مختار ہے۔ چنانچہ شامی میں یہ

---

(۱) مشکوٰة باب الا عتصام بالکتاب والسنة فصل ثالث ص ۳۱ ۱۲ .(۲) ایضاً ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب دفن المیت ج ۱ ص ۸۳۷ - ط س ج ۲ ص ۲۳۵ (۴) حوالہ پہلے گذر چکا ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

نقل اقوال علماء کے یہ لکھا ہے فا الا ولی انا طة الجواز بالبلاء اذا لا یمکن ان یعد لکل میت قبر لا یدفن فیه غیره الخ۔(۱) ج ا ص ۹۳۳ اور قبل البلاء ایسا کرنا ناجائز قرار دیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں وما یفعله جهلة الحفارین من نبش القبور التی لم تبل اربابها و اد خال اجانب علیهم فهو من المنکر الظاهر۔(۲) فقط۔

(۳) گڑھا کھود کر مردہ کو اس میں ڈالنا صرف کافر یا مرتد کے لئے کہا گیا ہے۔ اولاد المسلمین کے لئے جب کہ وہ مردہ پیدا ہوں ایسا کرنا کہیں نظر سے نہیں گذرا۔ صرف نماز اور کفن کے متعلق یہ ذکر کرتے ہیں ادرج فی خرقة و دفن ولم یصل علیه ا ه در مختار (۳) بلکہ دفن کا اطلاق اور حفر کا نہ کہنا مشعر ہے کہ دفن معہود ہی مراد ہے۔ فقط۔

بغلی قبر کی اونچائی کتنی ہو

(سوال ۳۰۱۹) قبر بغلی ہو یا ہودا ہو۔ بغلی یا ہودا تو اتنا گہرا ہوتا ہے جس میں انسان بیٹھ جاوے لیکن یہ سنداً فرمائیے کہ بغلی یا ہودے سے اوپر کتنا گہرا کھودنا چاہئے مفصل تحریر فرمائیے کہ جھگڑا رفع ہو کر فیصلہ ہو۔

(الجواب) حدیث شریف میں اس بارہ میں یہ وارد ہوا ہے او حفو واوسعوا واعمقوا واحسنوا۔ یعنی قبر کو کھودو اور اس کو وسیع کرو اور گہری کرو اور اچھا کرو۔ فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ وحفر قبره مقدار نصف قامة فان زاد فحسن۔(۴) در مختار۔ یعنی۔ مقدار گہرائی قبر کی آدھی قد کے برابر ہو اور شامی میں ہے کہ اگر پورے قد کی برابر گہرائی قبر کی ہو تو بہت اچھا ہے۔ الغرض ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدھے قد کی برابر ہو اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ پورے قد کی برابر ہو، اور لحد کے بارے میں اسی قدر ہے کہ وسیع ہو کہ میت کو اس میں لٹا دیا جاوے، اس میں یہ قید بھی ضروری نہیں ہے کہ اتنی گہری ہو کہ میت اس میں بیٹھ سکے اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ کچھ کم ہو تب بھی کچھ حرج نہیں ہے اور ہمارے مذہب میں لحد کا ہونا یعنی بغلی کا ہونا افضل ہے۔ یعنی قبر کے اندر ایک جانب کو لحد کھودی جاوے جس میں میت کو رکھا جاوے۔ باقی اس میں جھگڑا کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ مختصر یہ ہے کہ قبر گہری کی جاوے اور اس میں لحد بنائی جاوے تو یہ بہتر ہے اگر زمین کے نرم ہونے کی وجہ سے درمیان میں شق کر دیوے یعنی قبر کے درمیان میں ایک گہرا گڑھا کھودا جاوے جس میں میت کو رکھ کر اس پر بانس یا کچی اینٹیں رکھ دی جاویں جس سے وہ ڈھک جاوے یہ بھی درست ہے۔ پھر اوپر مٹی ڈال دی جاوے۔ پس یہ طریقہ قبر کھودنے کا ہے اس میں کوئی جھگڑے کی بات نہیں ہے۔

جو قبر کھل جائے اسے کس طرح بند کیا جائے

(سوال ۱ / ۳۰۲۰) پہاڑی ملک میں قبریں صندوقی بنائی جاتی ہیں اور تختہ سال چھ ماہ میں گل کر ٹوٹ جاتے ہیں اور نعشیں اکثر کھل جاتی ہیں۔ یہ قبریں کیونکر بند کی جائیں آیا اوپر سے لکڑی لگا کر مٹی بھری جائے یا یوں ہی نعش پر مٹی ڈالی جائے۔

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی دفن المیت ج ۱ ص ۸۳۵.ط.س.ج۲ص۲۳۴. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً .ط.س.ج۲ص۲۳۳. ۱۲ ظفیر.(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۰ .ط.س.ج۲ص۲۳۴. ۱۲ ظفیر (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵.ط.س.ج۲ص۲۲۸.

کثرت بارش والی جگہ میں تختہ کی جگہ پتھر

(سوال ۳۰۲۱/۲) چونکہ تختے قبروں میں لگانے سے بوجہ کثرت بارش کے بہت جلد کھل جاتی ہیں توبجائے تختوں کے پتھر کی سلیں لگانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)(۱) بہتر یہ ہے کہ لکڑی یا پتھر رکھ کر مٹی ڈالی جائے۔(۱) فقط۔

(۲) درست ہے۔(۲) فقط۔

دفن کرنے کے بعد قبر بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے

(سوال ۳۰۲۲/۱) اگر میت کو دفن کرتے ہوئے نصف قبر کی تیاری پر قبر بیٹھ جائے تو کیا کرنا چاہئے۔

مردہ رکھنے کے بعد قبر بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے

(سوال ۳۰۲۳/۲) قبر میں مردہ کو رکھ کر مٹی دے کر تیاری کے وقت قبر بیٹھ جائے تو مردہ کو نکال کر دوسری قبر میں رکھا جائے یا کیا۔

(الجواب)(۱،۲) پہلی صورت میں دوسری جگہ قبر کھودی جاوے یا اسی کو صاف کر کے درست کی جاوے اور دوسری صورت میں میت کو نہ نکالا جاوے اوپر سے مٹی درست کر دی جائے کیونکہ اخراج المیت عن القبر بعد الدفن اس وجہ سے درست نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار ولایخرج منه بعد اهالة التراب الا الحق ادمی الخ۔(۳) فقط۔

پرانی قبر میں مردہ کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۲٤) پرانی قبر میں میت کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) پرانی قبر جس میں نشان میت کا باقی نہ رہے اس میں دوسری میت کو دفن کرنا درست ہے۔ کما فی الشامی وقال الزیلعی ولو بلی المیت وصار تراباً جاز دفن غیرہ فی قبرہ الخ باب الجنائز۔(۴) فقط۔

دوسرے کے مکان میں جنازہ کو غسل دینا کیسا ہے

(سوال ۳۰۲۵) ایک مکان بنا ہوا تھا مگر دروازہ نہیں تھا۔ مکان کے قریب راستہ میں ایک دیوانی عورت مر گئی چند مسلمانوں نے اس کی میت اٹھا کر مکان مذکور کے اندر لحد کھود کر اور اس کو غسل و کفن دے کر لے گئے۔ اس فعل کی اجازت مالک مکان سے نہیں لی، یہ فعل کیسا ہوا۔ مالک مکان کو بہت ناگوار ہوا۔

(الجواب) یہ ایک ضروری کام سب مسلمانوں کے ذمہ فرض تھا، مالک مکان کی ناگواری نہایت بے موقع ہے اس کے مکان میں اس سے کیا نقص آگیا۔ فقط۔

(۱،۲) ولابأس باتخاذ تابوت ولو حجر او حديد له عند الحاجة كرخاوة الا رض الخ وتحل العقدة الخ ويسوى اللبن عليه والقصب لا الا جر المطبوخ والخشب لو حوله اما فوقه فلا يكره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳٦ .ط.س. ج۲ص ۲۳٤) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹ .ط.س. ج۲ص۲۳۷. ۱۲ ظفير.

(٤) ردالمحتار باب صلاة الجنائز .مطلب فى دفن الميت ج ۱ ص ۸۳۵ .ط.س. ج۲ص۲۳۳. ۱۲ ظفير.

عذر کی وجہ سے مردہ کو تابوت میں ڈال کر دفن کرنا اور بعد میں دوسری جگہ لے جاکر دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۲۶) اگر بوجہ عذر کے مردہ کو تابوت میں رکھ کر گھر میں دفن کرے اور بعد میں زائل ہونے عذر کے اس تابوت کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) دفن کے بعد میت کو یا اس کے تابوت کو قبر سے نکالنا درست نہیں ہے ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق ادمی کان تکون الارض مغصوبة او اخذت بشفعة(۱) درمختار۔

میت پر ہر شخص کتنی مٹی ڈالے

(سوال ۳۰۲۷) میت کو دفن کر کے ہر شخص کو کتنی مٹی ڈالنی چاہئے۔

(الجواب) اس میں کچھ تحدید نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ تین دہو تڑ مٹی ڈالے۔(۲) فقط

مردہ کے جسم پر مٹی ڈال دینا خلاف سنت ہے

(سوال ۳۰۲۸) اس اطراف میں میت کو اس طرح دفن کرتے ہیں کہ ایک گڑھا تیار کر کے اس میں میت کو قبلہ رو سلا دیتے ہیں اور لحد یا شق وغیرہ نہیں کرتے بلکہ ویسے ہی مٹی ڈالتے ہیں ایسا کرنا کہاں تک درست ہے۔

(الجواب) درمختار میں ویلحد الخ قوله ویلحد لانه السنة الخ شامی۔(۳) پس معلوم ہوا کہ لحد کھودنا سنت ہے اور لحد کے متعذر ہونے کی صورت میں شق ہونا چاہئے بلا لحد اور شق کے میت پر ایسے ہی مٹی ڈال دینا خلاف سنت ہے۔ پس جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ تارک سنت ہیں ان کو طریقہ سنت بتلا دینا چاہئے (۴) اور آئندہ کو نصیحت کرنی چاہئے کہ ایسا نہ کریں بلکہ طریقہ سنت کے موافق دفن کریں۔ جاہلوں کو احکام شریعت کی تعلیم کرنا علماء کے ذمہ ہے۔ یہ غفلت ان علماء کی ہے جنہوں نے ان کو طریقہ مسنونہ سے دفن کی تعلیم نہ کی ہو فقط۔

قبر پختہ کرنے اور قبہ بنانے کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے

(سوال ۳۰۲۹) قبر کو پختہ بنانے اور ان پر قبہ وغیرہ بنانا احادیث سے ثابت ہے یا نہیں اور ایک بالشت کی برابر اگر بطور آثار بنادی جائے تو اس میں کچھ حرج تو نہیں۔ حضور ﷺ کا روضہ مبارک کب سے بنایا گیا ہے۔ اور بنے ہوئے کو گرانا کیسا ہے۔

(الجواب) قبر کو پختہ بنانے اور اس پر کچھ بنا کرنے کی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں نهی رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبوروان يكتب عليها وان يبنى عليها ۔ رواه

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹ .ط.س.ج۲ص۲۳۷ .۱۲ .
(۲) ویستحب حثیه من قبل راسه ثلاثا (درمختار) حثیه ای بیدیه جمیعا (ردالمحتار ج ۱ ص ۸۳۸ .ط.س.ج۲ص۲۳۶) ظفیر. (۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵ ۱۲ ظفیر. (٤) وحضر قبره فی غیر دار مقدار نصف قامة فان زاد فحسن الخ ویسوی اللبن علیه والقصب لا الاجرا لمطبوخ والخشب لو حوله اما فوقه فلا یکره الخ ویهال التراب علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵.ط.س.ج۲ص۲۳۳......۲۳۵ و صفة الشق ان تحفه حفیرة کالنهروسط القبرو یبنی جانباه باللبن او غیره ویوضع المیت فیه ویسقف (عالمگیری مصری فصل سادس دفن ج ۱ ص ۱۵۵ .ط.س.ج۲ص۱۶۵ ... ۱۶۶) ظفیر.

مسلم ۔(۱)اور شامی میں نقل کیا ہے وقیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشایخ والعلماء والسادات الخ(۲) لیکن قبور کے انہدام کا حکم فقہاء رحمہم اللہ نے کہیں نہیں کیا اور بعض آثار سے ثبوت قبہ کا معلوم ہوتا ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کی قبر پر پہنچے اور وہاں دو رکعت نفل پڑھی اور انہدام قبہ کا حکم نہیں فرمایا۔ لہذا یہ فعل انہدام قبات کا جس نے کیا اچھا نہ کیا اور قبر پر کوئی علامت رکھنا خود آں حضرت ﷺ کے فعل سے ثابت ہے۔ کما ورد فی الصحاح۔(۳) اور اثر حضرت عمرؓ سے معلوم ہوا کہ ان کے زمانہ میں بھی وجود قبہ کا تھا۔ والتفصیل فی کتب السیر۔ فقط۔

قبر کی سرہانے اور پاتانے بعض مخصوص آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۳۰) جب مردہ کو قبر میں رکھ دیتے ہیں اور قبر تیار ہو جاتی ہے اس وقت دو آدمی ایک مردہ کے سر کی طرف کھڑا ہو کر سورہ بقرہ کی اول کی تین آیتیں پڑھتا ہے اور انگلی سے اشارہ بھی کرتا ہے اور دوسرا پیروں کی طرف کھڑا ہو کر سورہ بقرہ کا اخیر رکوع پڑھتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے مردہ کو کچھ ثواب ہوتا ہے یا نہیں۔ حدیث سے اس کا ثبوت ہے یا نہیں۔ انگلی سے قبر کی طرف اشارہ کرنا کیسا ہے۔ جو لوگ نہیں پڑھتے وہ مورد عتاب ہیں یا نہیں یعنی جو اس کے تارک ہیں وہ کچھ گنہگار ہیں یا نہیں۔

(الجواب) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ قبور کے سرہانے سورہ بقر کی اول کی آیتیں اور پیروں کی طرف سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں پڑھنا مستحب ہے، شامی میں ہے وکان ابن عمر یستحب ان یقرء اعلی القبر بعد الدفن اول سورۃ البقرۃ وخاتمھا۔(۴) اور مشکوٰۃ شریف میں اس روایت کو مرفوع کیا ہے آنحضرت ﷺ کی طرف پھر نقل کیا بیہقی سے کہ صحیح یہ ہے کہ روایت موقوف ہے ابن عمر پر(۵) بہر حال اس روایت سے اس فعل کا استحباب ثابت ہوا لیکن انگلی رکھنے کا قبر پر کچھ ثبوت نہیں ہے اور جب کہ یہ معلوم ہوا کہ یہ فعل مستحب ہے تو اگر کوئی نہ کرے تو موجب طعن وعتاب نہیں ہے۔ اور تارک گنہگار نہیں ہے۔ فقط۔

حاملہ عورت مر جائے تو کس طرح دفن کیا جائے

(سوال ۳۰۳۱) جب عورت حاملہ کا انتقال ہو جائے تو اس کو مع بچہ کے دفن کیا جاوے یا عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکالا جاوے۔

(الجواب) عورت حاملہ اگر مر جائے تو دیکھا جائے کہ اگر بچہ پورا ہے اور پیٹ میں زندہ ہے کہ حرکت کرتا ہے تو متوفیہ عورت کا پیٹ چاک کر کے زندہ بچہ کو نکال لیا جاوے، اور اگر بچہ میں ابھی جان ہی نہیں پڑی یا پڑی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ مر گیا زندہ نہیں اور کوئی حرکت اس میں نہیں ہے تو اس متوفیہ حاملہ کو مع بچہ کے دفن کر دیا

---

(۱) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج۲ص۲۳۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً. ط.س. ج۲ص۲۳۷. ۱۲ ظفیر. (۳) اخرجه ابو داؤد باسنا د جيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حمل حجرا فوضعه عند راس عثمان بن مظعون وقال اتعلم به قبر اخي وادفن اليه من مات من اهلي (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج۲ص۲۳۸ ظفیر. (٤) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز تحت قول "ويستحب حثيه" الخ ج ۱ص ۸۳۸. ط.س. ج۲ص۲۳۷. ۱۲ ظفیر. (۵) فقد ثبت انه عليه الصلوٰة والسلام قراء اول سورة بقرة عند راس ميت واخرها عند رجليه (ردالمحتار ج۱ ص ۸٤۳. ط.س. ج۲ص۲۳۷) ظفیر.

جاوے درمختار میں ہے حامل ماتت و ولدھا حی یضطرب شق بطنھا من الا یسر ویخرج ولدھا ولو بالعکس وخیف علی الام قطع واخرج الخ۔(۱)

دفن کی وصیت کا حکم کیسا ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لاش کالے جانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۳۲) میرے بھائی عرصہ سے بیمار تھے، مرض یہاں تک ترقی کر گیا کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی، ایسی حالت میں مریض نے یہ وصیت کی کہ مجھ کو میرے باغ میں دفن کرنا۔ میں حکیم کو لینے گیا تھا میری عدم موجودگی میں میرے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ میں موجود نہیں تھا برادری کے اور بھائیوں نے مرحوم کو اس کی وصیت کے خلاف دوسری جگہ دفن کر دیا، اب میں اپنے بھائی کی قبر اکھاڑ کر اس کی نعش یا ہڈیاں جو کچھ ہو بموجب اس کی وصیت کے باغ میں دفن کر سکتا ہوں یا نہیں اگر نہیں تو بروز قیامت مجھ سے وصیت کے بارے میں مواخذہ اور مجھے گناہ ہوگا یا نہیں۔

(الجواب) اس صورت میں اس کی نعش یا ہڈیوں کو نکال کر باغ میں دفن کرنا درست نہیں ہے میت کی قبر کو اس وجہ سے ادھیڑنا اور کھودنا حرام ہے۔(۲) ایسی وصیت کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا۔ اور آپ پر کچھ گناہ دوسری جگہ دفن کرنے کی وجہ سے نہیں ہوا(۳) فقط۔

دفن کے بعد اذان درست نہیں

(سوال ۱/۳۰۳۳) مردے کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان کہنا درست ہے یا نہ؟

بعد دفن تلقین درست ہے یا نہیں

(سوال ۲/۳۰۳۴) بعد دفن کے تلقین کرنا جائز ہے یا نہ اگر جائز ہے تو کس طرح

(الجواب)(۱) درست نہیں۔ کذا فی الشامی۔(۴)

(۲) تلقین بعد الدفن کو فقہاء نے جائز رکھا ہے۔(۵) فقط۔

عذاب قبر

(سوال ۳۰۳۵) عذاب قبر برحق ہے یا نہیں اور عذاب قبر کب ہوتا ہے۔

(الجواب) عذاب قبر حق ہے اور اس وقت شروع ہو جاتا ہے جس وقت دفن کر کے واپس آتے ہیں۔(۶) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸٤٠. ط.س. ج۲ص۲۳۸. ۱۲ ظفیر.

(۲) واما نقله بعد دفنه فلا مطلقاً (ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ج ۱ ص ۸٤٠. ط.س. ج۲ص۲۳۹.) ولا یخرج منه بعد اهالة التراب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۳۹) ۱۲ ظفیر. (۳) اوصی بان یصلی علیه فلان او یحمل بعد موته الی بلد اخر او یکفن فی ثوب کذا الخ فهی باطلة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الوصایا ج ۵ ص ٥٨٤. ط.س. ج۲ص٦٦٦ ظفیر. (٤) فی الا قتصار علی ماذکر من الوارد اشارة انه لا یسن الا ذان عند ادخال المیت فی قبره کما هو المعتاد الا ن وقد صرح ابن حجر فی فتاویه بانه بد عة (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ص۲۳۵) ظفیر. (٥) قال فی شرح المنیة الجمهور علی ان المراد مجازه ثم قال وانما لا ینهی عن التلقین بعد الدفن لا نه لا ضرر فیه بل فیه نفع الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی التلقین بعد الموت ج ۱ ص ۷۹۷. ط.س. ج۲ص۱۹۱) ظفیر. (٦) وضغطة القبر حق الخ وعذابه ای ایلا مه حق للکفار کلهم اجمعین و بعض المسلمین ای عصاة المسلمین فقد ورد ان القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النیران رواه الترمذی (شرح فقه اکبر ص ۱۲۲) ۱۲ ظفیر.

بعد دفن دعا

(سوال ۳۰۳۶) میت کے لئے دعا کرنا کہ جواب منکر نکیر میں ثابت قدم رہے اور تخفیف کے لئے کلمہ پڑھنا بعد دفن کے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ جائز ہے کلمہ پڑھتے رہیں اور میت کے لئے جواب منکر و نکیر میں ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے رہیں۔(۱) فقط۔

اگر کسی گھر میں ہندو مسلمان جل کر مر جائیں اور تمیز نہ رہے تو کیا کیا جائے

(سوال ۳۰۳۷) ایک گھر میں دس پانچ ہندو اور دس پانچ مسلمان تھے، آگ لگ کر سب جل گئے اور کوئی نشانی ایسا نہیں جو پہچانا جائے۔ اب کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) اگر مسلمان زیادہ تھے تو سب مردوں کو مسلمانوں کی طرح کفن دے کر نماز پڑھے جائے اور نماز میں صرف مسلمانوں کی نیت کی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے جائیں اور اگر کافر زیادہ تھے تو بھی یہی معاملہ کیا جائے مگر مقابر مشرکین میں دفن کئے جائیں۔ اور اگر کسی مستقل علیحدہ جگہ میں ان کا قبرستان بنا دیا جائے تو احتیاط ہے۔(۲) (درمختار باب غسل میت)

ہندو مسلمان جو ایک مکان میں جل جاویں

(سوال ۳۰۳۸) ایک مکان میں ہندو اور مسلمان جل جاویں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کو آپ نے لکھا ہے، مگر ہندو کہتے ہیں کہ ہمارے مردے ہم کو دو تو کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) ہندو اگر کہتے ہیں تو ان سے کہہ دیا جاوے کہ وہ پہچان کر اپنے مردوں کو لے جاویں۔ فقط۔

شیعوں اور ہیجڑوں کے قبرستان میں تدفین

(سوال ۳۰۳۹) جو زمین گورستان کی قیمت دے کر ہر مذہب و فرقہ اختیار تدفین کا رکھتا ہے اس میں معزز حنفی کو دفن کرنا جہاں شیعہ ہیجڑے وغیرہ وغیرہ دفن ہوں کیسا ہے۔

(الجواب) بہ ضرورت درست ہے لیکن اگر قرب صالحین کا نصیب ہو سکے تو یہ اچھا ہے۔(۳) فقط۔

بچہ والدین کے تابع ہوتا ہے

(سوال ۳۰۴۰) زید کو شیعہ سمجھ کر اس کا مردہ گورستان میں دفن نہ ہونے دیا۔ مردہ زید کا صرف تین سال کا تھا وہ معصوم تھا یا نہ اگر معصوم تھا تو اس کے دفن میں کیا حرج تھا۔

(الجواب) ایسا بچہ تابع اپنے والدین کے سمجھا جاتا ہے۔ اگر والدین میں سے اس کے کوئی بھی مسلمان اور سنی ہو تو

---

(۱) ویستحب حثیه من قبل راسه ثلاثا وجلوس ساعة بعد دفنه لدعاء وقراء ة بقدر ماينحر الجزور ويفرق لحمه (در مختار) لما في سنن ابي دائود كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا فرغ من دفن الميت ووقف على قبره وقال استغفرو الاخيكم واسالو ا الله التثبت فانه الان يسئل (ردالمحتار باب الجنائز .ط.س. ج۲ ص۲۳۶).

(۲) اختلط موتانا بكفار ولا علامة اعتبرا الاكثر فان استو واغسلو واختلف في الصلاة عليهم ومحل دفنهم كدفن زمية حبلى من مسلم قالوا والا حوط دفنها على حدة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۰۵ .ط.س. ج۲ ص ۲۰۱) ظفير. (۳) والا فضل الدفن في المقبرة التي فيها قبور الصالحين (عالمگيری مصری ج ۱ص ۱۵۶ فصل في الدفن .ط.س. ج۲ ص۱۶۶ . ۱۲ ظفير.

بچہ کو بھی مسلمان سنی کہا جاوے گا۔(۱)فقط۔

مزارات پر قبے بنانا اور اندرون مکان دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۴۱)مزارات سلاطین و اولیاء کرام پر جو قبے تعمیر ہیں موافق کتاب کے ہیں یا ان میں کچھ کلام ہے۔ اگر باتباع قبہ مزار پر انوار آنحضرت ﷺ کے بزرگوں کے مزار پر قبے قائم کریں تو جائز ہوگا یا ناجائز اور میت کو یا کسی بزرگ کو اندرون مکان مسقف دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)قبہ بنانا یا مکان میں دفن کرنا سوائے انبیاء کے اور کسی کو جائز نہیں شامی جلد اول ص ۶۶۰ ولا ینبغی ان یدفن المیت فی الدار ولو کان صغیراً لاختصاص هذه السنة بالانبیاء الخ ویهال التراب علیه وتکره الزیادة علیه من التراب لانه بمنزلة البناء۔(۲)لما فی صحیح مسلم عن جابر قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجصص القبر وان یقعد علیه وان یبنی علیه۔(۳)

قبر کی حفاظت کی غرض سے چہار دیواری بنوانا کیسا ہے

(سوال ۳۰۴۲)اگر کسی بزرگ کا مزار مبارک ایسی جگہ پر واقع ہو کہ وہاں پر راستہ عوام الناس و حیوانات وغیرہ ہو ایسی صورت میں اگر اس کی حفاظت کے لئے چہار طرف دیوار پختہ بنوادی جائے یا جنگلہ بنوادیا جائے اس طور سے کہ اس کے چاروں کونوں پر ستون پختہ ہو جائیں اور درمیان میں لکڑی لگ جائے تو یہ دونوں صورت جائز ہیں یا نہیں، اگر جائز ہے تو کون سی صورت اولیٰ ہے۔اور دیگر ضروریات کی وجہ سے اس کے چہار طرف فرش پختہ بھی بنوانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)شامی میں ہے وعن ابی حنیفة یکره ان یبنی علیه بناء من بیت او قبة او نحو ذالك لماروی جابر نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیها وان یبنیٰ علیها رواه مسلم وغیره انتهی(۴)پس قبر کے گرد چہار دیواری پختہ یا چبوترہ پختہ یا ستون بنانا مکروہ ہے۔

قبر میں کیچڑ بنوا کر دفن کرنا غلط ہے

(سوال ۳۰۴۳)ایک مسلمان میت کی قبر کے اندر یعنی لحد میں پانی ڈالا گیا اور پھر مٹی ڈال کر لت پت کر دیا تب اس میں چٹائی ڈال کر میت کو لٹایا قاضی صاحب کہتے ہیں کہ اس طرح دفن کرنے سے قبر کا حساب کتاب نہیں ہوتا،شرعاً قاضی کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) قاضی صاحب کا خیال غلط ہے اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے کہ لحد میں گارا کر کے اور اس پر چٹائی رکھ کر میت کو رکھا جاوے اور اس طریق کو یوں سمجھنا کہ اس طرح دفن کرنے سے حساب و کتاب میت سے کچھ نہیں ہوتا ،بالکل بے اصل بات ہے اور جہالت کا خیال ہے اور اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور اس عقیدہ سے بطریق مذکور دفن کرنا درست نہیں ہے۔فقط۔

---

(۱)والولد یتبع خیر الابوین دیناً (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۴۱ ط.س.ج۳ص۱۹۹. ۱۲ ظفیر.(۲)الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۳۶ ط.س.ج۲ص ۲۳۵. ۱۲ ظفیر .(۳)مشکوٰة باب دفن المیت ص ۱۴۸ ۱۲ ظفیر۔
(۴) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی دفن المیت ج۱ ص ۸۳۹ ط.س.ج۲ص۲۳۷. ۱۲ ظفیر۔

بلا رضامندی کسی غیر کی ملکیت میں مردہ دفن کرنا نہیں چاہیئے

(سوال ۳۰۴۴) جو ایک گاؤں ملکیت زمینداری ہے اس میں مردہ دفن کرنا بلا قیمت کے جائز ہے یا نہیں، اور حاکم حکم دیتا ہے کہ مردہ بلا قیمت دفن کرو، زمیندار رضامند نہیں تب بھی بلا قیمت رکھنا حکماً جائز ہے یا نہیں۔ اگر چند زمیندار رضامند ہیں اور چند رضامند نہیں تب بھی بلا قیمت دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جن کی ملکیت ہے ان کی اجازت اور رضامندی سے دفن کر سکتے ہیں۔ جو لوگ رضامند ہیں وہ اپنے حصہ میں اس زمین کو لگا کر اس کام کے لئے دیویں تاکہ پھر کسی کو گنجائش انکار کی نہ رہے۔ حکام یہ کام کر سکتے ہیں کہ ان زمینداروں کا حصہ علیحدہ کر دیویں جو کہ رضامند ہیں اور اس میں اموات دفن کئے جاویں۔ فقط۔

مٹی ہوئی قبر کو تازہ کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۴۵) مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے عارضہ طاعون میں رحلت کی، ۲۲ صفر سن ۱۳۳۶ھ میں۔ اب مولوی صاحبؒ کے والد نے قبر کھدوائی اور کہا کہ نہ کفن ہے نہ ہڈی ہے۔ از سر نو خالی قبر بنا کر تیار کر دی آیا خالی قبر پر فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہ۔ ڈیڑھ سال میں مردہ کی کیا حالت ہو جاتی ہے۔ ایسا کرنے میں کچھ گناہ تو نہیں ہے۔

(الجواب) یہ ظاہر ہے کہ اس قدر عرصہ تک مردہ کی ہڈی اور جسم اور کفن کہاں رہ سکتا ہے، سب خاک ہو جاتا ہے اور چونکہ قبر مولوی صاحب کی وہی تھی جس میں وہ دفن ہوئے تھے اگرچہ وہ خاک ہو گئے تو اس کی نشانی کی تجدید بغرض علامت اور سلام و فاتحہ خوانی کے درست ہے(۱) فقط۔

حیات النبی اور تجہیز و تکفین میں تطبیق

(سوال ۳۰۴۶) آنحضرت ﷺ کا حیات ہونا مسلمات اہل سنت و جماعت سے ہے پھر قبض روح و تجہیز و تکفین و تدفین وغیرہ امور منافی حیات معلوم ہوتے ہیں۔ اگر حیات انبیاء مثل حیات شہداء عند اللہ ہونا کہا جاوے تو مابین کیا فرق ہوگا۔

(الجواب) انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات شہداء کی حیات سے بھی اقویٰ و اتم ہے اور مراد اس حیات سے حیات دنیاوی ظاہری نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: انک میت وانھم میتون۔ لہذا احکام اموات ظاہریہ سب پر جاری ہوتے ہیں۔

اس مسئلہ کی پوری تحقیق "آب حیات" مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ، میں مذکور ہے اس کو دیکھ لیں۔

مرنے کے وقت کا اعتبار

(سوال ۳۰۴۷) ایک شخص کا انتقال بوقت عصر ہوا اور رات کو گیارہ بجے دفن کیا اس کو کون سے دن گن سکتے ہیں۔

(الجواب) منشاء رسول معلوم نہیں ہوا اگر مثلاً اس قسم کا جھگڑا ہے کہ ثواب جمعہ کا ملتا ہے یا نہیں تو یہ مرنے پر

(۱) قوله وبزيارة القبور اى لا باس بها بل يندب ج ۱ ص ۸۴۳. ط.س. ج ۲ ص ۲۴۲) ظفير.

ہے یعنی مرنے کے وقت کا اعتبار ہے۔(۱) اور مردہ کے دن ورات کو عدد وغیرہ کے لئے شمار کرنا جائز ہے جس وقت انتقال ہوا ہے وہی وقت شمار ہوگا۔ اور سویم، چہارم، دسویں کے لئے شمار کرنا گناہ ہے۔ فقط۔

مسلمان بھنگی کی مسجد میں حاضری اور ان کے لئے نماز جنازہ اور ان کا قبرستان میں کفن ودفن

(سوال ۳۰۴۸) کلمہ گو حلال خور کو مسجد میں نماز کے لئے آنے دینا چاہئے یا نہیں اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور جنازہ میں شریک ہونا اور اپنے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے یا نہیں، اور ان کو دعوت دینا اور ان کے یہاں دعوت کھانا اور اگر وہ لوگ صاف ستھرے ہیں تو ان کو اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھلا کر کھلا سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) اس کو مسجد میں آنے سے روکنا نہ چاہئے۔ اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے۔ اور شریک جنازہ ہونا اور کرنا چاہئے،(۲) اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے اور ان کی دعوت قبول کرنا اور کھانا درست ہے اور ان کو اپنے گھر کھلانا اور ان کی دعوت کرنا جائز ہے اور جب کہ ہاتھ ان کے پاک وصاف ہوں تو اپنے ساتھ دستر خوان پر ان کو کھانا کھلانا جائز ہے۔(۳) اور یہ جملہ امور فقہ وحدیث سے ثابت ہیں۔ فقط۔

ایسا لڑکا جس کا باپ مسلمان اور ماں غیر مسلمہ ہو مرجائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۰۴۹) ایک لڑکا بعمر یک سالہ جس کا باپ مسلم اور ماں غیر مسلمہ ہے انتقال کر گیا اس کو قبرستان اہل اسلام میں دفن کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) وہ لڑکا مسلمان ہی سمجھا جائے گا لان الولد یتبع خیر الابوین۔(۴) لہذا اس کو مقبرہ اہل اسلام میں ہی دفن کرنا چاہئے۔ فقط۔

قبر میں اتارنے کے بعد دکھانا ثابت نہیں

(سوال ۳۰۵۰) میت کو لب گور یا قبر میں اتارنے کے بعد کفن کھول کر ورثاء وغیرہ کو صورت دیکھنا ثابت ہے یا نہ۔

(الجواب) ثابت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

قبر میں بیر کی شاخ ڈالنی

(سوال ۳۰۵۱/۱) مردہ کو دفن کرنے کے بعد مردہ کے سینہ کے برابر قبر کے اوپر بیر کی ڈالی گاڑ دینا درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) سوال مذکور میں عصر کے وقت کا اعتبار ہوگا۔ ابتداء العدة فی الطلاق عقیب الطلاق وفی الوفاة عقیب الوفاة (عالمگیری مصری جلد اول باب العدة ج ۱ ص ۴۷۵ ط.س. ج ۲ ص ۵۳۱) ظفیر۔ (۲) ارشاد ربانی ہے: انما المومنون اخوة اور ان اکرمکم عند الله اتقاکم (الحجرات. ۲) (۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز تحت قوله کصبی سبی مع احد ابویه ج ۱ ص ۸۳۱. ط.س. ج ۲ ص ۲۲۹.) ۱۲ ظفیر۔ (۴) قال الله تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها الخ (بقره) وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوا علی کل بر و فاجر (شرح فقه اکبر) وفی الدر المختار علی هامش ردالمحتار . وهی فرض علی کل مسلم خلا اربعة بغاة وقطاع طریق الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۴. ط.س. ج ۲ ص ۲۱۰) ظفیر۔ (۵) البته کفن کے بند کھول دینے کی اجازت ہے وتحل العقدة لا ستغنا عنها (در مختار) لانها تعقد لخوف الا تنتشار عند الحمل (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۶) ظفیر۔

قبر کی دیوار پر کلمہ شہادت

(سوال ۲/۳۰۵۲) مردہ کو قبر میں رکھنے سے پہلے قبر کی دیواروں میں کلمہ شہادت انگلی شہادت سے لکھ دینا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب)(۱) درست ہے۔(۱) فقط۔

(۲) بغیر سیاہی وغیرہ کے اگر صرف انگلی سے اشارہ کردے اس طرح کہ نشان دیواروں پر حروف کا نہ ہو تو کچھ حرج نہیں ہے اور شامی میں ہے نقلاً عن فواید السروجی ان مما یکتب علی جبهة المیت بغیر مداد بالمسبحة بسم الله الرحمن الرحیم وعلی الصدر لا اله الا الله محمد رسول الله الخ ۔(۲) یعنی میت کی پیشانی پر انگشت مسجدہ سے بدون سیاہی کے بسم الله الرحمن الرحیم اور سینہ پر لا اله الا الله محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم لکھ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ پس یہ بنسبت دیواروں پر لکھنے کے اولیٰ ہے فقط۔

جہاں سکھ عیسائی دفن ہوتے ہوں مسلمان کو دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۵۳) ایسے قبرستان میں کہ جہاں ہندو مسلمان، سکھ، عیسائی دفن ہوتے ہیں مسلمانوں کا دفن کرنا اور نماز جنازہ وہاں پڑھنا جائز ہے یا نہیں بصورت عدم جواز مکروہ ہے یا حرام۔

(الجواب) مسلمان میت کو ایسے قبرستان میں جہاں ہندو سکھ عیسائی بھی مدفون ہوں اچھا نہیں ہے یعنی مکروہ ہے جب کہ دوسری جگہ علیحدہ دفن کرنے کی مل سکتے اور اگر مجبوری ہو کہ سوائے قبرستان مذکور کے جو کہ مخلوط ہے اور کوئی جگہ دفن کی نہیں ہے اور خالص مسلمانوں کا قبرستان وہاں نہیں ہے تو بہ مجبوری اسی قبرستان مذکور میں دفن کردیا جاوے اور نماز جنازہ پڑھنا بھی وہاں مکروہ ہے۔ لیکن اگر وہ کوئی جگہ صاف ہو کہ جہاں نشان قبور کے نہ ہوں اور آگے قبلہ کی طرف کوئی قبر نہ ہو تو نماز جنازہ وغیرہ وہاں درست ہے۔ شامی میں ہے۔ ولا باس بالصلوٰۃ فیها اذا کان فیها موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیه قبرو لا نجاسة کما فی الخانیة ولا قبلة الی قبر حلیه۔(۳) فقط۔

بعد دفن میت لوگوں کو نصیحت درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۵۴) فتح الباری میں حضرت انس کی روایت ہے عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال اتی النبی صلی الله علیه وسلم بجنازة فلما قام یکبر سال صلی الله علیه وسلم هل علی صاحبکم دین قالو انعم دینار ان فعدل النبی صلی الله علیه وسلم قال صلوا علی صاحبکم فقال علی رضی الله عنه دینه علی رهانك کما فککت رهان اخیك انه لیس من میت بموت وعلیه دین الا وهو مر تهن بد ینه ومن فك رهان میت فك الله رها نه یوم القیامة فقال بعض القوم یا رسو ل الله هذا لعلی خاصة ام للمسلمین عامة قال بل للمسلمین عامة ۔ اس حدیث سے بعد نماز قبل دفن اس جگہ دعاء کرنی اور وعظ اور نصیحت و تعلیم و تعلم مخاطبین موجودین سنت ہے یا نہیں۔

---

(۱) اگر اس سے کوئی فائدہ پیش نظر ہو ۱۲ ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸٤۷ و ج ۱ ۸٤۸ ط.س. ج۲ص۲٤۷. ۱۲ ظفیر۔
(۳) ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ قبیل مطلب تکره الصلوٰۃ فی الکنیسة ج ۱ ص ۳۵۳ ط.س. ج۲ص۳۸۰. ۱۲ ظفیر۔

(الجواب) تعلیم مسائل دین میں کسی وقت بھی کچھ روک نہیں ہو سکتی لیکن دعا بعد صلوٰۃ الجنازہ بہئیت موسومہ اس سے کسی طرح ثابت نہیں ہے اور ایجاد واختراع والتزام مالا یلزم ہے اور ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعد صلوٰۃ جنازہ دعا کی ہو(۱)۔ فان صلوٰۃ الجنازۃ ھو الدعاء للمیت وفیھا دعاء جامع ماثور لا یساویہ دعاء فقط۔

دفن میت کے بعد دعا

(سوال ۳۰۵۵) بعد فراغ دفن میت رسم عام ہے کہ جملہ حاضرین کھڑے ہو کر فاتحہ بہ بسط الیدین پڑھتے ہیں یہ رسم مسنون ثابت بالحدیث ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس بارہ میں حدیث شریف میں اس قدر وارد ہے وعن عثمان قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ وقال استغفروا لا خیکم واسئلوا اللہ لہ التثبت فانہ الآن یسئل رواہ ابو داؤد وغیرہ ۔(۲)

مردہ کی قبر میں کس طرح لٹائیں

(سوال ۳۰۵۶) شامی وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ میت کو قبر میں دائیں کروٹ قبلہ رخ لٹائیں حالانکہ یہاں تعامل اور توارث یہ ہے کہ چت لٹا کر قبلہ رخ کر دیتے ہیں۔ دریافت طلب دو امر ہیں۔ اول یہ کہ تعامل وہاں کیا ہے، دوم یہ کہ اگر تعامل صحیح ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے۔

(الجواب) تعامل یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ چت لٹا کر قبلہ کی طرف کر دیا جاتا ہے ہدایہ میں ہے ویوجہ القبلۃ بذلک امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۳) اور تنویر الابصار متن در مختار میں ہے ویوجہ الیھا اور در مختار میں یہ لفظ بڑھایا ہے وینبغی کونہ علی شقہ الا یمن ۔(۴) لفظ ویوجہ الیھا سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ قبلہ کی طرف متوجہ کیا جائے خواہ کروٹ دے کر یا بلا کروٹ کے اور جس حدیث سے اس بارہ میں استدلال کیا گیا ہے اس کے الفاظ بھی اس پر دال ہیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے کیونکہ اس میں یہ لفظ ہے قبلتکم احیاءً او امواتاً (۵) یعنی خانہ کعبہ کو قبلہ احیاء واموات کا فرمایا۔ اس وجہ سے میت کا منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے باقی تمام میت کو داہنی کروٹ پر کرنا اس میں شک نہیں کہ یہ عمدہ ہے کما صرح بہ الفقہاء۔ لیکن اگر منہ قبلہ کی طرف ہو جاوے اور داہنی کروٹ پر لٹانا مشکل ہو تو یہ توجہ الی القبلۃ یعنی منہ قبلہ کی طرف کر دینا بھی کافی معلوم ہوتا ہے۔ فقط۔

(عالمگیری میں بھی دائیں کروٹ پر لٹانے کی صراحت موجود ہے ویوضع فی القبر علی جنبہ الا یمن مستقبل القبلۃ ۔ عالمگیری مصری الباب الحادی والعشرون ج ۱ ص ۱۵۵) ظفیر۔

---

(۱) ویدعو بعد الثالثۃ الخ ویسلم بلا دعاء بعد الرابعۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷. ط.س. ج ۲ ص ۲۱۲ ......۲۱۳) ۱۲ ظفیر۔

(۲) مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر فصل ثانی ص ۲۶ ۱۲ ظفیر غفرلہ اللہ ذنوبہ والجلی۔

(۳) ہدایہ باب الجنائز ج ۱ ص ۱۶۲ ۱۲ ظفیر۔

(٤) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الجنائز . مطلب فی دفن المیت. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۶. ۱۲ ظفیر.

(۵) ردالمحتار باب الجنائز مطلب فی دفن المیت تحت قولہ ویوجہ الیھا وجوبا . ط.س. ج ۲ ص ۲۳۶. ۱۲ ظفیر

شیعوں کو ممبر بنانا اور قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۵۷) مقام ٹیلہ ملک برما میں انجمن مسلم کمیٹی قائم ہے جس کے اغراض و مقاصد میں ابھی صرف انتظام تجہیز و تکفین میت مسافرین و نادار مسلمان ہے، جس میں پانچ ممبر ہیں اس میں اثنا عشری ہیں کیا ایسے شخص کو ممبر بنانا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ فتاویٰ مولانا عبدالحی اور فتاویٰ مولانا عبدالشکور صاحب میں لکھا ہے کہ شیخین کو گالی دینے سے کفر لازم نہیں آتا، کیا یہ ٹھیک ہے۔

(الجواب) شیخین کو سب و شتم کرنے والے روافض کو بہت سے فقہاء نے کافر لکھا ہے[1] اور جو روافض حضرت عائشہ صدیقہؓ کے افک کے قائل ہیں یا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صحابیت کے منکر ہیں یا حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل ہیں وہ باتفاق کافر ہیں۔ در مختار میں[2] شامی پس ایسے روافض کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے اور ممبر بنانا ان کو درست نہیں ہے۔ فقط۔

شیعوں کی تدفین مسلمانوں کے قبرستان میں اور ان کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۵۸) اگر شیعہ اثنا عشری فرقہ کی میت لاوارث ہو تو ہم اس کو انجمن کے روپیہ سے جو اسی کام کے لئے ہے تجہیز و تکفین کر سکتے ہیں اور اپنے قبرستان میں اس کو دفن کر سکتے ہیں۔ اور شیعہ اثناء عشری سے انجمن میں چندہ لے سکتے ہیں اور اس کو ممبر بنا سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) روافض کا وہ فرقہ جو بسبب سب شیخین و تکفیر صحابہؓ کافر ہے۔ ان کی تجہیز و تکفین میں امداد کرنا اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا درست نہیں ہے اور ان سے بالکل متارکت اور مقاطعت کی جاوے تاکہ ان کو تنبیہ ہو اور وہ سنی ہو جاویں۔(۳) فقط۔

قبر میں کنکریاں رکھوانے کا رواج غلط ہے

(سوال ۳۰۶۹) یہاں عام دستور ہے کہ میت کے ساتھ قبر میں کنکریاں رکھتے ہیں اس غرض سے کہ میت منکر نکیر کو یہ جواب دے کہ دیکھو میرے وارثوں نے میرے لئے اس قدر قرآن شریف پڑھوائے ہیں اور ہم بخشے گئے، تم جاؤ۔ اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں۔

(الجواب) کنکریوں کے رکھنے کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور یہ بدعت ہے۔(۴) اور جو خیالات کنکریوں کے رکھنے میں کر رکھے ہیں یہ جہالت کی باتیں ہیں اس سے کچھ نفع نہیں ہے۔

---

(۱) وقد ذکر فی کتب الفتاویٰ ان سب الشیخین کفر، وکذا انکار امتهما کفر (شرح فقه اکبر ج ۱ ص ۱۸۸) ظفیر.

(۲) وبهذا ظهر ان الرافضي ان کان ممن یعتقد الا لوهیة في عليؓ وان جبریل غلط في الوحي او کان ینکر صحبة الصدیقؓ ویقذف السیدة الصدیقةؓ فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة (ردالمحتار . کتاب النکاح فصل في المحرمت ج ۲ ص ۳۹۸ .ط.س. ج۳ص ٤٦) ظفیر غفر الله الصمد.

(۳) وبهذا ظهران الرافضی ان کان ممن یعتقد الا لوهیة فی علیؓ وان جبریل غلط فی الوحی اوکان ینکر صحبة الصدیقؓ او یقذف السیدة الصدیقةؓ فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة الخ (ردالمحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸ .ط.س. ج۳ص ٤٦).

(٤) من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد متفق علیه (مشکوٰة باب الاعتصام ص ۲۷ ظفیر.

مردہ کو دفن کرنے کے بعد پھر نکالنا درست نہیں ہے

(سوال ۱/۳۰۶۰) ایک مردہ کو ایک جگہ امانت کر کے دفن کیا بعد چند روز کے وہاں سے نکال کر اور جگہ لے گئے اور دفن کر دیا یہ صورت بندہ کی نگاہ سے نہیں گذری، مہربانی فرما کر تحریر فرمادیں کہ یہ صورت کون سی کتاب میں ہے اور یہ صورت درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) دفن کرنے کے بعد شرعاً نکالنا میت کا قبر سے اور دوسری جگہ دفن کرنا درست نہیں ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الخ۔(۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ دفن کرنے کے بعد میت کا نکالنا درست نہیں ہے اور یہ حکم عام ہے اس سے کہ امانتاً دفن کیا جاوے یا نہیں اور امانتاً دفن کرنا شریعت سے ثابت نہیں۔

مسجد کے باہر قبلہ کی طرف قبرستان بنانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۲/۳۰۶۱) مسجد کے باہر قبلہ کی طرف دس بارہ ہاتھ کے اندر قبر بنانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) مسجد کی دیوار غربی سے باہر جو زمین مسجد سے اور مسجد کے اوقاف سے خارج ہے اس میں قبر کرنا ممنوع و مکروہ نہیں ہے۔

بانس پر بوریا ڈال کر مٹی ڈالنا درست ہے

(سوال ۳۰۶۲) میت کو قبر میں رکھ کر اس پر بوریا ڈال کر مٹی ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ہدایہ میں ہے ولا باس بالقصب وفی الجامع الصغیر ویستحب اللبن والقصب لا نه صلى الله عليه وسلم جعل على قبره طن۔ لفظ طن کے کیا معنی ہیں۔

(الجواب) یہ صورت دفن کی صحیح ہے اور طن کے معنی حزمة من القصب ہے۔قاموس قال فی الدر المختار ویسوی اللبن علیه والقصب لا الا جرا لخ (درمختار) ونصوا علی استحباب القصب فیها کاللبن. شامی جنائز (۲) فقط۔

جذامی کی لاش کہاں دفن کی جائے

(سوال ۱/۳۰۶۳) جذامی کی نعش مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کی جائے یا علیحدہ،

جذامی کی لاش جلانا جائز نہیں

(سوال ۲/۳۰۶۴) اور اس کو نمک ڈال کر جلایا جائے یا نہیں۔

(الجواب)(۱) مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنی چاہئے۔(۳)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ص۲۳۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) دیکھئے ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ص۲۳۶. ۱۲ ظفیر.

(۳) اس لئے کہ یہ بھی مسلمان ہے، پھر سوچنا چاہئے کہ وہاں مردوں میں بھی جذام مرض متعدی بن کر پھیلے گا؟ جب یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ مشرکانہ توہم کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جلانے کی بات مشرکانہ رسم کا تاثر ہے۔ مسلمان کے لئے دفن کرنا ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(۲) یہ حکم شرعاً نہیں ہے بلکہ مثل دیگر اموات اہل اسلام کے اس کو بھی دفن کیا جائے۔(۱)

قبر پر مکان کی صورت بنانا درست نہیں

(سوال ۳۰۶۵) ایک قبر کا ٹین ہوا سے اڑ گیا جو قبر مذکور کی حفاظت کے لئے تھا تاکہ برف اور بارش سے محفوظ رہے۔ اب دوبارہ وہی ٹین اس قبر پر ڈلوانا جائز ہے یا نہیں، یا اس ٹین کو کسی مسجد وغیرہ میں لگا دینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) قبر وغیرہ پر بناء کی چونکہ ممانعت ہے اس لئے پھر اس ٹین کو قبر پر قائم نہ کیا جائے بلکہ جس نے وہ ڈالا تھا وہ اسی کی ملک ہے وہ جہاں چاہے اس کو لگا سکتا ہے اور کام میں لا سکتا ہے۔(۲) فقط۔

دریا برد ہونے والی لاش نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا

(سوال ۳۰۶۶) اگر قبر دریا برد ہو جاوے تو میت کو اس میں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) در مختار میں ہے ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق ادمی، کان تکون الارض مغصوبة او اخذت بشفعة الخ۔(۳) پس معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ فی السوال میں میت کا نکالنا درست نہیں ہے۔

دفن کرنے کے بعد سورہ بقرہ کا اول و آخر کس طرح پڑھا جائے

(سوال ۳۰۶۷) دفن کرنے کے بعد اول سورہ بقرہ اور آخر سورہ مذکور کا پڑھنا جو مسنون ہے جہر سے پڑھا جائے یا بلا جہر۔

(الجواب) بلا جہر پڑھ جائے۔ فقط۔

بزرگ کی قبر پر پختہ چہار دیواری بنانا درست نہیں

(سوال ۳۰۶۸) ایک بزرگ فوت ہوئے ان کی قبر پر چہار دیواری پختہ و نیز ایک مکان پختہ چھوٹا بنا دیا جاوے یا نہیں۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بنوانا نہیں چاہئے کیونکہ اس طرح شاید بدعت ہونے لگے۔

(الجواب) پختہ چہار دیواری قبر پر بنوانا جائز نہیں ہے۔(۴) اور یہ خیال صحیح ہے کہ رفتہ رفتہ کچھ بدعات وہاں ہونے لگیں گی اور بانی کو بھی گناہ کا حصہ ملے گا۔ فقط۔

---

(۱) وعن عائشه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كسر عظم الميت ككسره حيا رواه مالك وابوداؤد ابن ماجه (مشكوٰة باب الدفن ص ۱۴۹). قال الطيبى اشارة الى انه لا يهان الميت كما لا يهان الحى الخ وقد اخرج ابن ابى شيبة عن ابن مسعود اذى المومن فى موته كاذاه فى حياته ذكره فى المرقاة (حاشيه مشكوٰة ص ۱۴۹) اس سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان لاش کا جلانا درست نہیں ہے۔ ۱۲ ظفير.

(۲) ولا يجصص للنهى ولا يطين ولا يرفع عليه بناء وقيل لا باس به وهو المختار (درمختار) قوله لا يرفع عليه بناء اى يحرم لو للزينة ويكره لو للاحكام بعد الدفن و اما قبله فليس بقبر الخ وعن ابى حنيفه يكرها ان يبنى عليه بناء من بيت او قبة او نحو ذالك لما روى جابر نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور وان يكتب عليه وان يبنى عليها رواه مسلم وغيره (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۷) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج ۲ ص ۲۳۷......۲۳۸ ۱۲ ظفير.

(۴) ولا يجصص للنهى عنه ولا يطين ولا يرفع عليه بناء وقيل لا باس به وهو المختار (در مختار فقوله لا باس به المناسب ذكره عقب قوله ولا يطين الخ واما البناء عليه فلم ار من اختار جوازه الخ وعن ابى حنيفة يكره ان يبنى عليه بناء من بيت او قبة اونحو ذلك لماروى جابر نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور وان يكتب عليها وان يبنى عليها رواه مسلم وغيره (ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط س. ج ۲ ص ۲۳۷) ظفير.

موت سے پہلے قبر تیار کرنے میں مضائقہ نہیں

(سوال ۳۰۶۹) اگر بحالت مریض ہونے کے تیاری قبر و کفن وغیرہ بغرض سہولت عمداً اس طرح کی جائے کہ مریض کو خبر نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ ہے یا نہیں۔

(الجواب) پہلے سے قبر اور کفن کے تیار کرنے میں کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے۔(۱)

قبر میں اتارنے کے بعد منہ دیکھنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۷۰) میت کو قبر میں اتارنے کے بعد منہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) قبر میں اتارنے کے بعد پھر منہ دیکھنا نہ چاہئے۔ فقط۔

جمعہ کی رات یا صبح کو جو مرے اسے جمعہ کی جماعت کے انتظار میں رکھنا مکروہ ہے

(سوال ۳۰۷۱) اگر جمعہ کی صبح کو کوئی مسلمان انتقال کرے تو اس کو جمعہ کی نماز سے پہلے دفن کرنا اولیٰ ہے یا زیادتی ثواب کے خیال سے جمعہ کی نماز کے ساتھ اس کی نماز پڑھی جاوے۔

(الجواب) در مختار میں ہے کہ اگر جمعہ کی رات یا صبح کو کوئی شخص مرے تو اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جاوے اور تاخیر نہ کی جاوے کہ جمعہ کے بعد بڑے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ ہو یہ مکروہ ہے بلکہ چاہئے کہ حتی الوسع قبل جمعہ ہی دفن کیا جاوے البتہ اگر جمعہ کا وقت قریب آگیا ہو اور پہلے دفن کرنے میں جمعہ کے فوت ہونے کا خوف ہو تو پھر بعد جمعہ کے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جاوے۔ عبارت در مختار کی یہ ہے وکرہ تاخیر صلوٰته ودفنه لیصلی علیه جمع عظیم بعد صلوٰة الجمعة الا اذا خیف فوتها بسبب دفنه الخ ۔(۲) فقط۔

میت کو گھر میں دفن کرنا درست ہے مگر بہتر نہیں

(سوال ۳۰۷۲) میت کو مکان مسکونہ میں دفن کرنا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) گھر میں دفن کرنا بھی جائز ہے مگر بہتر ہے کہ قبرستان موقوفہ میں دفن کیا جائے۔(۳) فقط۔

مرد عورت کے لئے ایک قبرستان درست ہے

(سوال ۳۰۷۳) بعض جگہ عورتوں کے قبرستان مردوں سے علیحدہ احاطہ کھینچ کر بناتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے مسلمان مردوں اور عورتوں کی قبریں ایک قبرستان میں ہو سکتی ہیں۔ فقط۔

---

(۱) یحفر قبراً لنفسه وقیل یکره والذی ینبغی ان لا یکره تهیئة نحوا لکفن بخلاف القبر (در مختار قوله یحفر الخ وفی التتار خانیة لا باس به ویو جر علیه هکذا عمل عمر بن عبدالعزیز والربیع بن خیثم وغیرهما (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۵ .ط.س. ج۲ ص ۲۴۴) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۳ .ط.س. ج۲ ص ۲۳۲ ، ۱۲ ظفیر.

(۳) ولا ینبغی ان یدفن المیت فی الدار ولو کان صغیرا، لا ختصاص هذه السنة بالا نبیاء (در مختار) قوله فی الدار، کذا فی الحلیة عن منیة المفتی وغیرها وهو اعم من قول الفتح ولا یدفن صغیر ولا کبیر فی البیت الذی مات فیه فان ذالك خاص بالانبیاء بل ینقل الی مقابر المسلمین اھ ومقتضاه انه لا یدفن فی مدفن خاص کما یفعله من یبنی مدرسة ونحوها ویبنی له لقربها مدفنا تامل (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۶ و ج ۱ ص ۸۳۷ .ط.س. ج۲ ص ۲۳۵) ظفیر.

صندوق میں ڈال کر دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۷٤) بعض شخص میت کو بعد کفن پہننے کے ایک صندوق چوبی میں رکھ کر دفن کرتے ہیں اور زمین کی سپردگی میں دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ جس مدت تک سپرد کرتے ہیں اس وقت تک نعش میت کی گلتی سڑتی نہیں اس کی شریعت میں کچھ اصل ہے یا نہیں۔ اور صندوق میں رکھ کر دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ اور ایسا کرنا جائز نہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں باعتقاد مذکور وہ گنہگار ہیں البتہ ان زمینوں میں جو کہ نرم اور کمزور ہیں، تابوت رکھنا جائز ہے غرض کہ اس کی اجازت بھی بضرورت ہے ورنہ یہ بھی بے ضرورت مکروہ ہے۔ کما فی الخانیة وحکی عن الشیخ الا مام ابی بکر محمد بن فضل انه جوز اتخاذ التابوت فی بلاد نالرخاوة الارض الخ . (۱) وهکذا فی الدر المختار . فقط.

مسجد کی زمین میں مردہ دفن کرنا درست نہیں مگر جو دفن ہو گیا اس کو نکالا نہ جائے

(سوال ۳۰۷۵) اس شہر میں ایک جامع مسجد ہے اور کچھ زمین مسجد ہی کے قریب مسجد ہی کی مملوکہ ہے۔ اس مسجد کا پریزیڈنٹ منشی عبداللہ نامی تھا اب وہ فوت ہو گیا اور وہ بہت علانیہ سود خوار آدمی تھا تو ایسے فاسق فاجر کو بعض لوگوں نے اسٹنٹ صاحب بہادر کو بھکا کر کہ عام مسلمان راضی ہیں۔ مسجد کی اس مملوکہ زمین میں دفن کرادیا اور بطرز نصاری یعنی لکڑ کے بکس میں بند کر کے دفن کیا تو مسجد کی زمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) مسجد کی زمین میں دفن کرنا اس کو جائز نہ تھا۔ لیکن بعد دفن کے وہاں سے نکالا نہ جاوے، البتہ بضرورت مسجد اس قبر کو برابر کرنا جائز ہے اور بعد ایک زمانے کے جب کہ میت خاک ہو جائے اس جگہ مکان وغیرہ مسجد کا بنانا بھی درست ہے در مختار و شامی۔ (۲) فقط

مسجد کے سامنے دفن کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۷٦) مسجد کے سامنے مردوں کو دفن کرنا اور قبریں بنانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر مسجد کے قریب کوئی خاص جگہ دفن موتی کے لئے بنادی گئی ہے تو وہاں دفن کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، دفن ایسی ہی جگہ کرنا چاہئے کہ جو جگہ خاص اسی لئے ہو۔ (۳) فقط۔

مکان کی بنیاد میں لاش نکلے تو کیا کیا جائے

(سوال ۳۰۷۷) ایک مکان کی بنیاد کھودتے وقت ایک نعش مرد مسلمان کی سالم نمودار ہوئی ہے آیا وہ نعش اسی جگہ دفن رہے یا وہاں سے نکال کر قبرستان میں دفن کی جاوے۔

(الجواب) نعش مذکور کو اسی جگہ رکھنا چاہئے کیونکہ منتقل کرنا نعش کا اس جگہ سے جس جگہ وہ دفن ہے بلا ضرورة شدیدہ جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ شامی میں ہے واما نقله بعد دفنه فلا مطلقاً (٤) البتہ اگر وہاں اس نعش کا رکھنا

---

(۱) ولا باس باتخاذتابوت ولو حجرا وحديد له عند الحاجة كرخاوة الارض (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳٦ .ط.س.ج۲ص۲۳٤) ظفير. (۲) قال الزيلعي ولو بلى الميت وصار ترابا جاز دفن غيره فى قبره وزرعه والبناء عليه اه (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵ .ط.س.ج۲ص۲۳۳) ظفير.
(۳) ويستحب فى القتيل والميت دفنه فى المكان الذى مات فيه فى مقابر اولئك القوم الخ (غنية المستملى مسائل متفرقه ص ۵٦۳) ظفير. (٤) ردالمحتار باب صلاة الجنائز قبيل مطلب فى الثواب على المصيبة ج ۱ ص ۸٤۰ .ط.س.ج۲ص۲٤۰. ۱۲ ظفير.

دشوار ہے اور خوف بے حرمتی کا ہے مثلاً یہ کہ عین بنیاد میں وہ نعش ہے یا اور کوئی مجبوری ایسی ہی ہے تو پھر یہ بھی جائز ہے کہ دوسری جگہ قبرستان میں اس کو دفن کر دیا جاوے تاکہ احترام میت کا باقی رہے۔ فقط۔

جنازہ پر شال ڈالنا اور اسے چھتری برائے سایہ لگانا کیسا ہے

(سوال ۳۰۷۸/۱) مردہ کے جنازہ پر شال وغیرہ ڈالنا اور دھوپ کی وجہ سے چھتری لگا کر قبرستان تک لے جانا درست ہے یا نہیں۔

ایسی حالت میں نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں

(سوال ۳۰۷۹/۲) ایسی حالت میں نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں اور اس فعل کو بدعت کہنا کیسا ہے اور اس فعل کی وجہ سے نمازیوں وغیرہ کی تکفیر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

نماز جنازہ روکنا جائز نہیں

(سوال ۳۰۸۰/۳) ایک عالم نے اسی وجہ سے نہ تو خود نماز پڑھی اور دوسرے لوگوں کو بھی نماز سے باز رکھا اور جواز صلوٰۃ کا انکار کیا اس پر شرعاً کیا حکم ہے۔

میت کو نہلانے کے لئے اس برتن میں پانی گرم کرنا جائز ہے جو کھانے کا ہے

(سوال ۳۰۸۱/٤) میت کو غسل کا پانی کھانا پکانے کے ظروف میں گرم کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)(۱) یہ امور بدعت اور ناجائز ہیں ایسے تکلفات جنازہ کے ساتھ جائز نہیں ہیں، میت کو سایہ اس کے اعمال کا ہوتا ہے کما ورد انما یظله عمله پس چھتری کا سایہ کرنے کی میت کو ضرورت نہیں ہے اور یہ بدعت اور ناجائز ہے اور شال وغیرہ ڈالنا میت پر رسوم کفار اور رسوم جاہلیت سے ہے۔ وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا تغالوا فی الکفن فانه یسلب سلباً سریعاً(۱) رواہ ابوداؤد۔

(۲) نماز جنازہ پڑھنا اس حالت میں درست ہے اور بدعت کہنا اور اس فعل کو صحیح ہے لیکن اس وجہ سے تفسیق اور تکفیر مسلمان کی صحیح نہیں ہے۔

(۳) یہ اس سے غلطی ہوئی، نماز جنازہ پڑھنا اس کا جائز بلکہ ضروری تھا۔ قال علیه الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔(۲) (۴) جائز ہے۔ فقط۔

قبرستان میں دفن کرنے کے بعد پھر نکالنا درست نہیں

(سوال ۳۰۸۲) زید جس کو مرے ہوئے عرصہ تین چار سال کا ہو گیا اور وہ مغصوبہ زمین میں دفن نہیں ہوا بلکہ عام قبرستان میں دفن ہوا۔ اب اس کو قبر سے نکال کر اور لاش و ہڈیوں کو کفن پہنا کر جنازہ کی نماز پڑھ کر سات آٹھ میل کے فاصلہ پر لے جا کر دفن کر دیا یہ فعل کیسا ہے اور اس فعل کے مرتکب کی امامت و بیعت درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) مشکوٰۃ باب غسل المیت و تکفینه ص ١٤٤. ١٢ ظفیر۔
(۲) شرح فقه اکبر ص ٩١ ١٢ ظفیر۔

(الجواب) فقہاءؒ اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ میت کو بعد دفن کرنے کے سوائے چند مخصوص صورتوں کے نہ نکالا جاوے چنانچہ در مختار کی عبارت یہ ہے ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق ادمی کان تکون الارض مغصوبة او اخذت بشفعة (۱) الخ۔ اور شامی میں ہے وکما اذا سقط فی القبر متاع او کفن بثوب مغصوب او دفن معه مال قالوا ولو کان المال درهماً بحر۔ قال الرملی واستفید منه جواب حادثة الفتاوی امراءة دفنت مع بنتها من المصاع والا متعة المشترکة ارثاً عنها بغیبة الزوج انه ینبش لحقه الخ۔ (۲) الغرض اخراج میت بعد الدفن کے چند وجوہ اور مصالح ہو سکتے ہیں اس لئے جس بزرگ نے ایسا کیا ہے اس سے مصلحت اس کی دریافت کی جاوے شاید کوئی وجہ جواز کی اور کوئی مصلحت اور ضرورت ہو۔ کتب احادیث میں مروی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے اپنے والد کو چند ماہ کے بعد ان کی قبر سے نکال کر علیحدہ دفن کیا محض اس وجہ سے کہ وہ کسی دوسری میت کے ساتھ ایک قبر میں مدفون تھے۔ الغرض اس قسم کے واقعات صحابہؓ سے بھی منقول ہیں، لہذا بدون دریافت عذر اعتراض میں جلدی نہ کرنی چاہئے۔ فقط۔

قبر پر پھلواری لگانا اور پھل کھانا کیسا ہے

(سوال ۳۰۸۳) مقابر میں جو قبریں ہموار ہو جاتی ہیں ان پر پھلواری لگانے میں کچھ حرج تو نہیں اور خوردنی اشیاء اس پر کھالینا کیسا ہے۔

(الجواب) پرانی قبور پر ایسا کرنا درست ہے اور پھل کے کھانے میں اس وجہ سے کہ وہ درخت قبر پر ہے کچھ حرج نہیں ہے۔ (۳) البتہ اگر قبرستان وقف ہے تو اس کے پھلوں کے متعلق جو کچھ شرط یا تعامل ہو ویسا کرے یعنی اگر فروخت کرنے کی شرط ہو تو بلا قیمت نہ کھاوے یا فقراء کے لئے وقف ہے تو غنی نہ کھاوے۔ فقط۔

عورتوں کے دفن کے وقت پردہ

(سوال ۳۰۸۴) جب کوئی عورت مر جاتی ہے تو بوقت دفن پردہ کیا جاتا ہے یہ حکم سب عورتوں کے لئے ہے یا پردہ والی عورتوں کے لئے۔

(الجواب) یہ حکم یعنی عورت کے دفن کرتے وقت پردہ کا حکم سب عورتوں کے لئے ہے۔ (۴) فقط۔

قبر کی گہرائی کیا ہو

(سوال ۳۰۸۵/۱) صندوقی قبر کی گہرائی جو نصف قامت مراد ہے تو یہ کل قبر کی گہرائی ہے یا کیا۔

کیا فرشتے کی وجہ سے قبر گہری کھودی جاتی ہے

(سوال ۳۰۸۶/۲) قبر میں جو فرشتے آکر میت کو بٹھاتے ہیں کیا اس وجہ سے قبر کو گہرا کھودا جاتا ہے یا کیا۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج۲ ص۲۳۸.. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب ایضاً ج۱ ص ۸۳۹. ط.س. ج۲ ص۲۳۸. ۱۲ ظفیر. (۳) ولو ملی المیت وصارترا با جاز دفن غیره فی قبره وزرعه والبناء علیه کذا فی التبیین (عالمگیری مصری فی القبر والدفن ج ۱ ص ۱۵۶. ط. ماجدیه ج۱ ص۱۶۶) ظفیر. (٤) ویسجی ای یغطی قبرها ولو خنثی لا-قبره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۳۷. ط.س. ج۲ ص۲۳۶. ظفیر.

(الجواب)(۱)فقہاء کی مراد نصف قامت گہرائی سے کل قبر کی گہرائی مراد ہے اور یہ ادنیٰ درجہ گہرائی کا ہے اس سے زیادہ پورے قامت تک بہتر ہے اور علت اس کی یہ ہے کہ بدبو باہر نہ پھیلے اور درندوں سے محفوظ رہے والمقصود منه المبالغة في منع الرائحة ونبش السباع شامي۔(۱)

(۲)قبر کو گہرا کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے جیساکہ شامی سے منقول ہوا اور اس عالم میں میت کے بٹھانے کے لئے گہرائی مذکور کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ عالم اس عالم کے مثل نہیں ہے۔ فقط۔

دفن کرنے کے بعد اذان درست نہیں

(سوال ۳۰۸۷)میت کو دفن کرنے کے بعد اذان دینا کیسا ہے

(الجواب) ردالمحتار المعروف بالشامی جلدا ول کتاب الجنائز میں ھے في الا قتصار على ما ذكر من الوارد اشارة الى انه لا يسن الاذان عند ادخال الميت في قبره الخ۔(۲)اس عبارت سے واضح ہوا کہ اذان دفن کے بعد مشروع نہیں بلکہ بدعت ہے۔ فقط۔

مردہ کو قبر میں خوشبو لگانا کیسا ہے

(سوال ۳۰۸۸)مردے کو قبر میں خوشبو لگانا کیسا ہے۔

(الجواب)کچھ حرج نہیں۔(۳)فقط۔

قبر سے نعش نکالنا اور دوبارہ نماز جنازہ ممنوع ہے

(سوال ۳۰۸۹)زید کے والد کے انتقال کو پندرہ سال ہوئے اس کا غسل اور تجہیز و تکفین بدستور شرع شریف کی گئی بعد عرصہ مذکورہ کے زید نے اپنے والد کی نعش کو بلاضرورت قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنے کا ارادہ کیا اور دوبارہ نماز جنازہ پڑھی۔ اور اس فعل کو جائز بتلاتا ہے اور ناواقف لوگ منع کرنے والے کو کفار اور وہابی کہتے ہیں شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

(الجواب)بلاضرورت نعش کو قبر سے نکالنا بھی ممنوع ہے۔(۴)اور نماز دوبارہ پڑھنا بالکل غیر مشروع ہے ہرگز درست نہیں ہے۔(۵)پس یہ فعل اس شخص کا بہت برا ہے اور منع کرنے والے کو برا کہنا اور مشرک وہابی و بدعتی کہنا جہالت و گمراہی ہے اس سے توبہ کرنے لازم ہے اور آئندہ ایسی حرکت نہ کی جاوے۔ فقط۔

تدفین کے بعد ہاتھ دھونا اگر مٹی لگی ہو درست ہے

(سوال ۳۰۹۰) مردہ کو قبر میں رکھ کر مٹی دینے کے بعد ہاتھ دھونا جائز ہے یا نہ۔ بکر جائز کہتا ہے اور زید ناجائز بتلاتا ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵ ط.س. ج۲ص ۲۴۴. ۱۲ ظفير.

(۲) ردالمحتار . باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۳۷ ط.س. ج۲ص ۲۳۵. ۱۲ ظفير.(۳)ويوضع الحنوط في راسه ولحية وسائر جسده (عالمگیری مصری ج ۱ص ۱۶۱ .ط. ماجديه ج۱ص۱۶۶) ظفير.(٤)ولا يخرج عنه بعد اهالة التراب الالحق ادمي كان تكون الارض مغصوبة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ص ۸۳۹ ط.س. ج۲ص۲۳۸)ظفير .(۵)ولايصلى على ميت الا مرة واحدة والتنفل بصلاة الجنازة غير مشروع كذا في الايضاح (عالمگیری مصری صلاة الجنازة ج ۱ ص ۱۵۳ .ط. ماجديه ج۱ص ۱٦٤) ظفير.

(الجواب) اس بارہ میں بکر کا قول صحیح ہے، ہاتھ دھونے میں اس صورت میں شرعاً کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ ممانعت اس کی نہیں ہے۔ ناجائز کہنا بلا دلیل ہے۔ فقط۔

مردہ جنوباً شمالاً کیوں دفن کرتے ہیں

(سوال ۳۰۹۱) مردہ کو جنوباً شمالاً کیوں دفن کرتے ہیں۔

(الجواب) مردہ کو شمالاً جنوباً دفن کرنا اس طریق سے کہ منہ قبلہ کی طرف کو ہو مسنون ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ مکرمہ قبلہ ہے زندگی میں بھی وبعد مرنے کے بھی "حیث ورد قبلتکم احیاءً وا مواتاً "(۱) اور یہ تفاؤلاً ہے کیونکہ مسلمان کی طرف یہی گمان کرنا چاہئے کہ وہ ایمان اور اسلام پر فوت ہوا ہے۔ فقط۔

دفن کرتے وقت تین مٹھی مٹی ڈالنا

(سوال ۳۰۹۲) میت کو دفن کر کے تین مٹھی مٹی کی قبر میں ڈالنا کیسا ہے۔

(الجواب) تین تین مٹھی مٹی کی قبر میں ڈالنا تمام حاضرین کو مستحب ہے۔ کذا فی العالمگیری۔ (۲) وغیرہ۔ فقط۔

مردہ کے سرہانہ قل ھو اللہ پڑھ کر مٹی ڈالنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۹۳/۱) مردہ کے سرہانے قل ھو اللہ پڑھ کر مٹی رکھنی کیسی ہے

قبر میں کھجور کی ٹہنی رکھنی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۹٤/۲) مردہ کے لحد میں کھجور کی ٹہنی رکھنی کیسی ہے۔

(الجواب) (۱) درست نہیں ہے اور ثابت نہیں ہے۔ (۳)

(۲) اس کی ضرورت نہیں ہے، اور علماء محققین نے اس سے منع فرمایا ہے۔ فقط۔

دہلی کا مردہ دیوبند میں دفن ہو سکتا ہے

(سوال ۳۰۹۸) اگر کسی شخص کا وصال دہلی میں ہو تو اس کو مثلاً دیوبند میں لے جا کر دفنانا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) درست ہے۔ (٤) فقط۔

بعد دفن درخت کی شاخ گاڑنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۹٦/۱) بعد دفن میت قبر پر شاخ درخت تخفیف عذاب کے لئے گاڑنا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ویوجه الیها وجوبا وینبغی کونه علی شقه الا یمن (در مختار) بحدیث ابی داؤد والنسائی ان رجلا قال یا رسول الله ماالکبائر قال هی تسع فذکر منه استحلال البیت الحرام قبلتکم احیاء وامواتا ا ه قلت وجهه ان ظاهره التسویة بین الحیاة والموت فی وجوب استقباله (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۳۷. ط.س. ج۲ ص۲۳۵ ...... ۲۳٦) ظفیر۔

(۲) ویستحب لمن شهد دفن المیت ان یحثو فی قبره ثلث حثیات من التراب بیدیه جمیعا ویکون من قبل راس المیت ویقول فی الحثیة الاولی "منها خلقنکم" وفی الثانیة "وفیها نعید کم" وفی الثالثة "ومنها نخرجکم تارة اخری کذافی الجوهرة النیره (عالمگیری کشوری باب صلاة الجنائز فصل سادس ج ۱ ص ۱٦۳. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱٦٦) ظفیر۔

(۳) مستحب طریقہ یہ ہے کہ سر کی جانب سے تین لپ مٹی دونوں ہاتھوں سے ڈالے اور پہلے میں "منھا خلقنکم" دوسرے میں "وفیھا نعیدکم" اور تیسرے میں "ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ" پڑھے۔ ویستحب حثیه من قبل راسه ثلاثا (درمختار) لما فی ابن ماجة عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی علی جنازة ثم اتی القبر فحثی علیه من قبل راسه ثلاثا شرح المنیة قال فی الجوهر وقال فی الحثیة الاولی منها خلقنکم وفی الثانیة وفیها نعید کم وفی الثالثة ومنها نخرجکم تارة اخری الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۸. ط.س. ج۲ ص۲۳٦) ظفیر۔

(٤) ولا باس بنقله قبل دفنه (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤۰. ط.س. ج۲ ص۲۳۹)

آنحضرت ﷺ کی قبر پر شاخ گاڑی گئی تھی یا نہیں

(الجواب)(۱) علماء حنفیہؒ نے و نیز محققین نے اس کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ مخصوص سمجھا ہے اور رفع عذاب کو آپ کی برکت کی وجہ سے مخصوص کیا ہے لہٰذا احوط اس کا ترک کرنا ہے۔(۱)

(۲) یہ ثابت نہیں ہے۔ فقط۔

ساتویں فصل
تعزیت کے بیان میں

قبرستان سے آکر ورثاء میت کو صبر کی تلقین کرنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۹۷) یہاں ہمیشہ سے یہ رواج ہے کہ میت کے دفن کرنے کے بعد قبر سے واپس آکر وارث میت کو تسلی و تشفی اور صبر کی تلقین کیا کرتے ہیں۔ اب بعض اصحاب یہ فرماتے ہیں کہ دفن کی واپسی پر وارث میت کے گھر آنا نہیں چاہئے۔ یہ بدعت ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) شامی میں اس کو مکروہ لکھا ہے ویکرہ له الجلوس فی بیته حتی یا تی الیه من یعزی هل اذا فرغ ورجع الناس من الدفن فلیتفر قوا ویشتغل النا س با مورهم وصاحب البیت بامره۔(۲) فقط۔

حضرت فاطمہؓ کا آنحضرت کی وفات پر غم

(سوال ۳۰۹۸) شوہر کے سواء کسی دوسرے کے مرنے پر تین دن سے زیادہ غم کرنا ناجائز ہے لیکن جگر گوشہ رسول حضرت فاطمہؓ آنحضرت ﷺ کی وفات پر چھ ماہ تک غم کرتی رہیں اس کی توجیہ کیا ہوگی۔

(الجواب) رنج و غم بے اختیاری ہے اس میں شرعاً کچھ تحدید نہیں اور روک بھی نہیں ہے ممنوع یہ ہے کہ لباس ماتمی وغیرہ پہنا جائے، سو یہ ثابت نہیں۔

مسافر کے لئے تعزیت کی اجازت تین دن بعد

(سوال ۳۰۹۹) در بہشتی گوہر است تعزیت بعد از سہ روز مکروہ است مگر برائے کسے کہ در سفر باشد پس کراہیت نیست۔ ایں از کدام کتاب منقول است۔

(الجواب) ایں در کتاب در مختار است وتکره بعد ها الا لغائب الخ۔(۳) فقط۔

کیا دوبارہ تعزیت مکروہ ہے اور خط کے بعد مشافہتہً تعزیت کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۰۰) ایضاً، در کتاب مذکور است دوبارہ تعزیت مکروہ است۔ جناب اگر بذریعہ خط تعزیت دادہ شد بار

---

(۱) ویوخذ من ذالك ومن الحدیث ندب وضع ذالك للاتباع ویقاس علیه ما اعتید فی زماننا من وضع اغصان الا س ونحوو وصرح بذالك ایضاً جماعة من الشافعیة وهذا اولی مما قاله بعض الما لكیة من ان التخفیف عن القبرین ببركة یده الشریفة صلی الله علیه وسلم او دعائة لهما فلا یقاس علیه غیره وقدذكر البخاری ان بریدة بن الخصیب او صی بان یجعل فی قبره جرید تان والله اعلم (ردالمحتار قبیل باب الشهید مطلب وضع الجدید الخ ج ۱ ص ۸۴۶. ط.س. ج ۲ ص ۲۴۵) ظفیر۔

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۲ .ط.س. ج ۲ ص ۲۴۱ ۱۲ ۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسم کے طور پر آکر بیٹھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی تلقین صبر کے لئے اپنے تعلق کی وجہ سے آئے تو یہ مکروہ نہ ہوگا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز بعد مطلب كراهیة الضیافة ج ۱ ص ۸۸۲. ط.س. ج ۲ ص ۲۴۱. ۲. ۱ ظفیر۔

دیگر تعزیت مشافہ بلسان بلا کراہت جائز است یا نہ۔

(الجواب) فی الدر المختار ایضاً وتکرہ التعزیۃ ثانیا۔(۱) ایں عام است کہ اولاً بخطوط و ثانیاً بالمشافہ باشد یا بر عکس۔ فقط۔

تعزیت کی مدت کب تک ہے

(سوال ۳۱۰۱) فاتحہ خوانی اور تعزیت کتنے دن تک کن لفظوں سے مسنون ہے۔ ماتم والوں کے گھر پر یا مسجد میں۔

(الجواب) تعزیت تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے مگر جو شخص اس وقت نہ ہو وہ بعد میں کر سکتا ہے۔ تعزیت میں تسلی کے کلمات ہوں یعنی اس قسم کے کہ صبر کرو اللہ تم کو اس صبر کا اجر دے گا وغیرہ۔ اور تعزیت کے لئے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے بلکہ گھر پر ہو۔(۲) فقط۔

آٹھویں فصل
زیارت قبور اور ایصال ثواب میں

مستورات کا قبروں پر نہ جانا ہی بہتر ہے

(سوال ۳۰۷۲) جو شخص مستورات کو اپنے ہمراہ قبرستان میں لے جا کر زیارت قبور کراوے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(الجواب) صحیح بات یہی ہے کہ عورتوں کو قبروں پر نہ جانا چاہئے کیونکہ ان میں صبر کم ہوتا ہے وہ وہاں جزع و فزع کریں گی۔ باقی اس میں اختلاف ہے۔ راجح یہی ہے کہ عورت زیارت قبور کو نہ جاوے۔(۳) فقط۔

بعد نماز جنازہ ایصال ثواب

(سوال ۳۱۰۳) بعد نماز جنازہ قبل دفن اولیاء میت مصلیوں سے کہتے ہیں کہ آپ لوگ تین تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر میت کو اس کو ثواب بخش دیویں۔

(الجواب) ایصال ثواب میں کچھ حرج نہیں ہے پس اگر بعد نماز جنازہ کے تمام لوگ یا بعض سورہ اخلاص کو تین بار پڑھ کر میت کو ثواب پہنچاویں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۴) البتہ دعا کو بعد نماز جنازہ کے فقہاء نے مکروہ لکھا

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز بعد مطلب کراهية الضيافة ج ۱ ص ۸۸۲ - ط - س - ج ۲ ص ۲۴۱ - ۲ ظفير

(۲) ولا بأس الخ بالجلوس لها في غير مسجد ثلاثة ايام اولها افضلها وتكره بعده لغائب ويقول عظم الله أجرك واحسن عزاءك وغفر لميتك (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز قبيل مطلب في زيارة القبور ج ۱ ص ۸۴۲. ط.س. ج۲ ص ۲۴۱) ظفير. (۳) وبزيارة القبور ولو للنساء لحديث كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها (در مختار) قوله ولو للنساء وقيل تحرم عليهن والاصح ان الرخصة ثابتة لهن بحر وجزم في شرح المنية بالكراهة الخ فلا باس اذا كن عجائز ويكره اذ كن شاب كحضور الجماعة في المساجد (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في زيارة القبور ج ۱ ص ۸۴۳. ط.س. ج۲ ص ۲۴۲) ظفير. (۴) ويقرا يس وفي الحديث من قراء الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطى من الاجر بعدد الاموات (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القراءة للميت ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج۲ ص ۲۴۲) ظفير.

ہے کیونکہ نماز جنازہ خود دعاء للمیت ہے،(۱) پس اس کے بعد اور کوئی دعا مشروع نہیں ہے۔(۲) فقط۔

ایک چیز کا ثواب متعدد وقت متعدد آدمیوں کو پہنچانا کیسا ہے

(سوال ۳۱۰۴) اگر ثواب کلام مجید یا طعام یا کسوت ایک وقت میں ایک شخص کو پہنچادے پھر دوسرے وقت دوسری میت کو اور تیسرے وقت تیسری میت کو پہنچادے تو یہ ثواب تینوں میتوں کو پہنچے گا یا میت اول کو پہنچ کر منقطع ہو جاوے گا، ثانی اور ثالث کو کچھ نہ ملے گا۔

(الجواب) ایک وقت میں اگر چند اموات کو ثواب پہنچادے تو سب کو پہنچتا ہے لیکن اگر اول وہ ثواب ایک میت کو پہنچادیا تو پھر دوسرے وقت میں اسی صدقہ وکلام مجید کا ثواب دوسری میت کو نہیں پہنچا سکتا کیونکہ وہ ثواب اول میت کو پہنچ گیا۔(۳) فقط۔

کئی آدمیوں کے نام ایصال ثواب کرنے سے ثواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے یا برابر

(سوال ۳۱۰۵) وصول ثواب الی ارواح الموتی میں تقسیم ہے یا مساوات، مثلاً ایک ختم کلام مجید کا پڑھ کر تین شخصوں کی روحوں کو ایصال ثواب کیا۔ آیا ہر ایک کو علی السویہ پورے پورے ختم کلام مجید کا ثواب ملے گا یا منقسم ہو کر ایک ختم کے ثواب میں تینوں آدمیوں کو ملے گا بینوا توجروا۔

(الجواب) شامی میں دونوں قول نقل کئے ہیں۔ قیاس کے موافق تقسیم ہونا چاہئے کما قال فی ردالمحتار ویوضحه انه اهدی الکل الی اربعة یحصل لکل منها ربعه فکذا لواهدی الربع لواحد و ابقیٰ الباقی لنفسه الخ۔(۴) پھر ابن حجر مکی سے یہ نقل کیا ہے کہ ایک جماعت نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ ایک کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور اس کو وسعت فضل کے لائق کہا ہے۔(۵) فقط۔

اگر ایصال ثواب میں والدین کے ساتھ اور تمام لوگوں کو شریک کرے تو سب کو ثواب ملے گا۔

(سوال ۳۱۰۶) ایک شخص نے سورہ فاتحہ یا اور کوئی سورۃ یا دو رکعت نفل پڑھ کر اپنے باپ یا ماں یا پیر یا استاد کی روح کو ثواب سب معی مؤمنین ومؤمنات کے بخشا۔ یہ ثواب باپ ہی کی روح کو پہنچا یا سب کو اسی طرح ثواب پہنچایا جائے یا خاص کر کے یعنی باپ ہی یا استاد ہی کا نام لیا جاوے تب پورا ثواب ملے گا۔

(الجواب) اگر سب کو ثواب پہنچایا سب کو پہنچا حصہ رسد ثواب سب کو پہنچتا ہے۔(۶) اور بہتر سب کو شریک کرنا ہے(۷) فقط۔

---

(۱) مصلی الجنازة ینوی الصلاة لله تعالیٰ وینوی ایضاً الدعاء للمیت الخ (ایضاً باب شروة الصلوٰة ج ۱ ص ۳۹۳)، ظفیر۔
(۲) ویسلم بلادعاء بعد الرابعة (ایضاً باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷. ط.س. ج۲ ص ۲۱۲) ظفیر۔
(۳) نعم اذا فعله لنفسه ثم نوی جعل ثابه لغیره لم یکف الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج۲ ص ۲۴۳) ظفیر۔
(۴) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۵. ط.س. ج۲ ص ۲۴۳. ۱۲ ظفیر. (۵) لکن سئل ابن حجر مکی عما لو قراء لا هل المقبرة (الفاتحة هل یقسم الثواب بینهم اویصل لکل منهم مثل ثواب ذالك کا ملا فاجاب بانه افتی بالثانی وهو اللائق بسعة الفضل (ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۴۵. ط.س. ج۲ ص ۲۴۴) ظفیر. (۶) سئل بن حجر المکی عما لو قراء لا هل المقبرة الفاتحة هل یقسم الثواب بینهم او یصل لکل منهم مثل ثواب ذالك کاملا فاجاب بانه افتی جمع بالثانی وهو اللائق بسعة الفضل (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۵. ط.س. ج۲ ص ۲۴۴). (۷) بل فی زکاة التاتارخانیة عن المحیط الا فضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین والمومنات لانها تصل الیهم ولا ینقص من اجره شئی (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطب فی القراء ة للمیت ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج۲ ص ۲۴۳) ظفیر۔

بے نمازی کو بھی ثواب پہنچانے سے پہنچتا ہے

(سوال ۳۱۰۷) اگر کوئی شخص بے نمازی مرجائے اور اس کی روح کو صدقہ وغیرہ کا ثواب پہنچادیں تو پہنچتا ہے یا نہیں

(الجواب) جو مسلمان مرا ہے اس کو ثواب پہنچ سکتا ہے۔ بے نمازی مسلمان کو بھی پہنچ سکتا ہے۔(۱) فقط۔

ایصال ثواب میں فلان ابن فلاں کہنا ضروری ہے یا صرف نام کافی ہے

(سوال ۳۱۰۸) ایصال ثواب فلاں ابن فلاں کہنے کی ضرورت ہوگی یا محض اس کا نام لے لینا کافی ہوگا، اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تو ایصال ثواب کا کیا طریقہ ہوگا۔

(الجواب) فلاں ابن فلاں کہنا مناسب ہے۔ لیکن اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تو صرف اسی کا نام لینا کافی ہے، نیت میں جو کچھ ہے اللہ کو معلوم ہے۔ اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو کچھ حرج نہیں ہے۔(۲) فقط۔

خیرات کس کو دی جائے

(سوال ۳۱۰۹) جس شخص کو کھانا یا نقدیا کپڑا دیا جاوے وہ کس صفت کا ہونا چاہئے۔ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو یا کچھ ضروری نہیں۔ غیر پابند صوم وصلوٰۃ کو دینے سے ایصال ثواب ہوگا یا نہیں۔ اور کافر یا صاحب نصاب کو کھلانے اور دینے سے ایصال ثواب ہوگا یا نہ۔

(الجواب) ثواب ہر ایک محتاج کو دینے میں ہے لیکن مسلمان پابند صوم وصلوٰۃ کو دینے میں زیادہ ثواب ہے۔(۳) باقی تفصیل ان امور کی فقہ کی کتابوں میں ہے، زبانی کسی عالم سے دریافت کرلیا جاوے۔(۴) فقط۔

سماع موتی کے سلسلہ میں شاہ عبدالعزیزؒ کی طرف ایک غلط بات کا انتساب

(سوال ۳۱۱۰) کفایہ۔ عنایہ۔ فتح شامی وغیرہ میں سماع موتی کا مذہب احناف کے مطابق انکار ہے اور شوافع قائل ہیں۔ حدیث قلیب بدر وغیرہ کی تاویل دور از کار کرتے ہیں۔ لہٰذا شاہ عبدالعزیز۔ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ انکار سماع موتی قریب بکفر است۔ اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔

(الجواب) حدیث قلیب بدر کی تاویل کو دور از کار کہنا نہایت قبیح ہے۔ قرن صحابہ میں تاویل کی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ تاویل فرمائی ہے اور آیۃ قرآنیہ کے مطابق کرنے کے لئے حدیث میں اگر وہ تاویل کی جاوے جو قرین قیاس اور منقول عن الصحابہ ہے تو اس کو دور از کار کیسے کہہ سکتے ہیں۔(۴) یا للعجب و یا لضیعۃ الادب۔ اور

---

(۱) وفي البحر من صام اوصلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الا موات والا حياء جازو يصل ثوابها اليهم عند اهل السنة كذافي البدائع (ردالمحتار ج ۱ ص ۸٤٤ .ط.س. ج۲ص۲٤۳) ظفير.

(۲) في الحديث من قراء الا خلاص احدعشر مرة ثم وهب اجرها للاموات(در مختار) و في شرح اللباب ويقراء من القران ماتيسر له من الفاتحة و اول البقرة الى المفلحون الخ ثم يقول اللهم اوصل ثواب ماقراناه الى فلان او اليهم ا هس (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القراء ة للميت واهداء ثوابهاله ج ۱ ص ۸٤٤ .ط.س. ج۲ص۲٤۲) ظفير.

(۳) قال النبي صلى الله عليه وسلم فاطعموا طعامكم الا تقياء واولو معروفكم المومنين رواه البيهقي (مشكوٰة باب الضيافة ص ۳٦۹) ظفير.

(٤) واجابوا عن هذا الحديث تارة بانه مردود عن عائشةؓ قالت كيف يقول رسول الله صلى الله عليه وسلم ذالك والله يقول وما انت بمسمع من في القبورانك لا تسمع الموتى الخ (مرقاة المفاتيح ج ٤ ص ۲٤٦) ظفير.

حضرت شاہ صاحب کی طرف منسوب کرنا اس قول کا جو آپ نے نقل کیا ہے غلط ہے۔ شاہ صاحب کا کوئی ایسا فتوی سند معتبر سے ثابت نہیں۔ حضرت شاہ صاحب جیسے بزرگ ایسے مسئلہ میں جس میں صحابہ وائمہ و مجتہدین کا اختلاف ہو اور نصوص متعارض ہوں کیسے انکار کر سکتے ہیں اور سماع کو قریب بکفر فرما سکتے ہیں۔ پس قول مذکور کو منسوب بہ شاہ صاحب کہنا محض غلط اور بے اصل ہے ایسی بات کبھی زبان سے نہ نکالنی چاہئے اور اس کی تغلیط کرنی چاہئے۔ فقط

کیا شرکت میں ثواب پہنچانا مناسب نہیں

(سوال ۳۱۱۱) میں اپنی سابقہ معلومات سے تلاوت قرآن کا ثواب بروح پاک رسول اللہ ﷺ بشراکت دیگر انبیاء و بزرگان دین و دوست آشنا و رشتہ داران کی ارواح کے ہدیہ کرتا رہا ہوں۔ ایسا مطالعہ میں آیا ہے کہ اشتراک بہتر نہیں افراد بہتر ہے۔ ملاحظہ ہو مکتوب نمبر ۱۸ جلد سوم از مکتوبات شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ آئندہ مجھ کو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

(الجواب) یہ مضمون مکتوب نمبر ۱۸ کا نہیں ہے بلکہ مکتوب نمبر ۲۸ صفحہ ۶۷ جلد سوم کا یہ مضمون ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مستقل طور سے بلا شرکت غیر ایصال ثواب کیا جاوے کہ دیگر میت کو بواسطہ آپ کے ثواب پہنچاوے بہتر تو یہی ہے۔ رہا یہ کہ شرکت میں ثواب پہنچانا کیسا ہے، سو ظاہر ہے کہ ہر طریق سے جائز ہے اس میں کسی کو کلام نہیں ہے۔(۱) فقط۔

قبور کا طواف درست نہیں

(سوال ۳۱۱۲) زید کہتا ہے کہ طواف قبور جائز ہے اور استدلال میں حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا قول بیان کرتا ہے۔ آیا زید کا قول صحیح ہے یا نہیں۔ عبارت شاہ صاحب کی کیا ہے۔ اور زید بھی کہتا ہے کہ اگر طواف قبور کامل شخص کرے تو اہل قبر کو فائدہ پہنچتا ہے یہ بھی صحیح ہے یا نہیں اور طواف کرنے والا اور جائز کہنے والا آثم و وعید ہے یا نہیں۔

(الجواب) زید کا قول غلط ہے۔ طواف عبادت مختصہ بالکعبۃ الشریفہ ہے غیر کعبہ کا طواف جائز نہیں ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی عبارت بندہ کے اس وقت پیش نظر نہیں ہے اور نہ کتاب مذکور بندہ کے پاس ہے جو اس کو دیکھا جاوے۔ بہر حال وہ تصوف میں ہے اگر اس میں کچھ ہو بھی تو اس سے مسائل شرعیہ میں استدلال نہیں ہو سکتا اور معلوم نہیں کہ وہ کس محل پر اور کس طرز پر ہے اور انھوں نے اس کا جائز ہونا بھی لکھا ہے یا نہیں ہم کو حکم اتباع شریعت کا ہے اور ظاہر ہے کہ شریعت میں سوائے خانہ کعبہ کے کسی کے لئے طواف کعبہ کی اجازت نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وعهدنا الى ابراهيم واسمعيل ان طهرا بيتى للطائفين و العاكفين و الركع السجود(۲) الآية۔ فقط۔

---

(۱) قال يستحب اهداء هاله صلى الله عليه وسلم قلت وقول علمائنا له ان يجعل ثواب عمله لغيره يدخل فيه النبى صلى الله عليه وسلم فانه احق ذالك الخ (ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز مطلب فى اهداء ثواب القرأة للنبى صلى الله عليه وسلم ج ۱ ص ۸٤٥. ط.س. ج۲ ص ٢٤٤) ظفير. (۲) البقرہ ۱۵۔

استمداد اہل قبور سے جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۱۳)استمداد من اہل القبور کے جواز کی حنفیہ کے یہاں کوئی صورت ہے یا نہیں۔

(الجواب)استمداد من اہل القبور اگر اس عقیدہ کے ساتھ ہے کہ وہ متصرف فی الامور ہیں جیسا کہ عوام کا عقیدہ ہے تو یہ درست نہیں ہے بلکہ اس میں خوف کفر ہے۔ شامی میں ہے ومنها ان ظن ان المیت یتصرف فی الا مور دون الله تعالیٰ واعتقاده ذلك كفر۔(۱)الخ اور اگر مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کے ذریعہ سے دعا کی جاوے کہ یا اللہ میرا فلاں کام فلاں بزرگ کی برکت سے پورا فرماوے تو یہ جائز ہے فقط۔

ایصال ثواب کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۱٤/۱) اجلاس القاری علی القبور و ہو المختار صاحب فتح القدیر ص ۳۰۱ فتاویٰ قاضی خاں ص ۸۷ فتاویٰ عالمگیری ج۱ ص ۱۳۳ مجمع الانہر ص ۱۸۸ درر الحکام ص ۱۶۸ خلاصۃ القاری ص ۳۴۴ فتاویٰ غیاثیہ ص ۴۵ فوائد سمیہ ص ۱۴۴ کبری ص ۵۶۴ صغیرہ روح البیان۔ فتاویٰ مصریہ در المختار وغیرہ کتب فقہ میں بعلامت فتویٰ مذکور ہے۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط۔

بعض روایتوں کے متعلق سوال

(سوال ۳۱۱۵/۲)تصدقوا لموتاكم قبل الدفن الخ تفدوا لموتا كم بعد الدفن الخ . شرح برزخ وزاد الآخرۃ وغیرہ کتب فقہ میں ہے۔ دستور یہاں پر یہ ہے کہ ورثہ میت حسب مقدور حفاظ او قراء و علماء و طلباء و دیگر فقراء و مساکین کو دعوت دے کر جمع کر کے خیرات کبھی تو بعد الدفن اور کبھی قبل الدفن اور کبھی بعد جنازہ اور کبھی قبل جنازہ واسطے آسانی اور فائدہ مردے کے دے دیا کرتے ہیں اور طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں ہے والسنة ان یتصدق ولی المیت قبل مضی اللیلة الاولی بما تیسرا لخ۔ کیا یہ روایتیں صحیح ہیں اور یہ صورت مسئولہ جائز ہے یا کیا۔

مظاہر حق کے حوالہ سے ایک مسئلہ کی تصدیق

(سوال ۳۱۱٦/۳)مظاہر حق جلد دوم باب النذور میں ہے، فاتحہ بزرگان دین اور نذر و نیاز ان کی درست اور جائز لکھی ہے اور کھانا اس کا روا ہے۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط۔

(الجواب)(۱)لوجہ اللہ میت کو قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا عمدہ ہے اور اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔ لیکن استیجار علی التلاوۃ جیسا کہ مروج ہے یہ درست نہیں ہے۔ جیسا کہ شامی میں ہے فی الولوالجیة لو زار قبر صدیق او قریب له وقراء عنده شیئاً من القرآن فهو حسن اما الوصیة بذلك فلا معنی لها ولا معنی ایضاً لصلة القاری لا ن ذلك یشبه استیجاره علی قراء ة القرآن وذلك باطل ولم یفعله احد من الخلفاء۔(۲)الخ والتفصیل فی باب الا جارة الفاسدة ۔پس یہ وجوہ ہیں جن کی وجہ سے اس زمانہ میں اجلاس

---

(۱)ردالمحتار قبیل باب الا عتکاف ج ۲ ص ۱۷۵ مطلب فی النذر الذی یقع للاموات.ط.س.ج۳ص۷۳۹. ۱۲ ظفیر.
(۲)ردالمحتار کتاب الا جارة مطلب فی الا ستیجار علی الطاعات ج ۵ ص ٤۷ .ط.س.ج٦ص۵۷. ۱۲ ظفیر.

القاری کو منع کیا جاتا ہے۔

(۲) یہ روایات بے اصل ہیں اور وہ خرابی استیجار علی التلاوۃ یہاں بھی ہے۔ اور یہاں المعروف کالمشروط مسئلہ ہے اور ایسے پڑھنے سے ثواب نہیں ہوتا۔ کما حققہ فی الشامی بما لا مزید علیہ۔

(۳) ایصال ثواب برائے اموات کے استحباب میں کچھ تامل نہیں ہے بلا قیود و رسوم مخترعہ کے ایصال ثواب الی الاموات جائز ہے۔(۱) یہی مطلب عبارت مظاہر حق کا نہیں ہے۔ فقط

سوا لاکھ درود شریف ۲۵ آدمیوں کو بخشا تو کیسے ثواب پہنچے گا۔

(سوال ۳۱۱۷) اگر سوا لاکھ درود شریف ایک شخص نے پڑھے اور ثواب اس کا پچیس موتی کو پہنچاتا ہے تو فرمایئے کہ ہر موتا کو ثواب سوا لاکھ پہونچے گا یا اس کے ۲۵ حصے ہو کر ہر ایک کو پہنچے گا۔

(الجواب) پچیس حصے ہو کر ہر ایک میت کو پانچ ہزار کا ثواب پہنچے گا۔ اور بعض علماء نے یہ فرمایا ہے کہ ہر ایک کو پورا ثواب ملے گا و الاول اقیس و الثانی اوسع۔ کذا فی الشامی۔(۲)

قرآن مجید کی ثواب رسانی کیسے کی جائے

(سوال ۳۱۱۸) کیا قرآن مجید کے ثواب رسانی کی بھی یہی صورت ہوگی۔

(الجواب) یہی صورت ہوگی۔

ثواب مردوں کو کس طرح پہنچتا ہے

(سوال ۳۱۱۹) ثواب کس ذریعہ سے موتی کو پہنچتا ہے۔

(الجواب) بذریعہ ملائکہ کے یا جس ذریعہ سے حق تعالیٰ چاہے پہنچاتا ہے۔

ایصال ثواب ارواح موتی کو

(سوال ۳۱۲۰) ارواح موتی کو وقت ثواب پہنچنے کے سوائے تفریح کے اور کیا معلوم ہوتا ہے۔

(الجواب) اعمال صالحہ کا جس قسم کا ثواب ہے وہی پہنچتا ہے۔

کیا مردہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ ثواب فلاں کی طرف سے ہے

(سوال ۳۱۲۱) کیا اس میت سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تیرے فلاں عزیز یا احباب نے یہ تحفہ بھیجا ہے اور قائل اس کا کون ہوتا ہے وہ فرشتہ ہے یا اور کوئی۔

(الجواب) ایسا بھی وارد ہوا ہے کہ اس سے کہا جاتا ہے اور کہنے والا فرشتہ ہوتا ہے۔(۳)

---

(۱) وفی البحر من صام او صلی او تصدق و جعل ثوابه لغیره من الاموات والاحیاء جاز و یصل ثوابها الیهم عند اهل السنة والجماعة کذا فی البدائع (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القراءة للمیت ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج۲ص۲۴۳) ظفیر.

(۲) سئل بن حجر المکی عما لو قراء لاهل المقبرة الفاتحة هل یقسم الثواب بینهم او یصل لکل منهم مثل ثواب ذالك کاملا، فاجاب بانه افتی جمع بالثانی وهو اللائق بسعة الفضل (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القراءة للمیت ج ۱ ص ۸۴۵. ط.س. ج۱ص۲۴۴) ظفیر.

(۳)

کیا قیامت سے پہلے روح انسانی قبر میں رہتی ہے

(سوال ۱/۳۱۲۲) زید کہتا ہے کہ مرنے کے بعد قیامت تک انسان کی روح قبر ہی میں رہتی ہے۔ یہ درست ہے یا نہیں

مرنے کے بعد عذاب جسم کو ہوتا ہے یا روح کو یا دونوں کو

(سوال ۲/۳۱۲۳) مرنے کے بعد عذاب روح کو ہوتا ہے یا جسم کو یا دونوں کو۔

(الجواب) (۱) قبر میں بھی روح کا تعلق رہتا ہے اور مستقر اصل اس کا علیین یا سجین (۱) ہے۔

(۲) عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے۔ (۲) فقط۔

عہد نامہ لکھوا کر مردہ کے ساتھ قبر میں رکھنا کیسا ہے

(سوال ۳۱۲۴) مردہ کی ساتھ عہد نامہ وغیرہ لکھوا کر قبر میں ساتھ رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) جائز نہیں ہے اس کو فقہاء نے منع فرمایا ہے۔ بخوف تلویث بالنجاستہ اس کی تفصیل شامی میں ہے۔

بعد نماز جنازہ ایصال ثواب اور مباح کام پر اصرار

(سوال ۳۱۲۵) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جز خامس مصری ص ۵۴۸ وفی روایة لهماانه وضع عمر علی سریره فتکفنه الناس یدعون ویثنون ویصلون علیه قبل ان یرفع وانا فیهم فلم یرعنی الا جل قد اخذ منکبی من ورائی فالتفت فاذا هو علی بن ابی طالب فترحم علی رضیؓ الله تعالیٰ عنه . عمر رضی الله تعالیٰ عنه . الخ۔

(۲) کفایه باب الجنائز . روی ان رجلاً فعل هکذا بعد الصلوٰة فراه رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ادع استجب لك۔

(۳) عنایة باب الجنائز . روی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم رای رجلاً فعل هکذا بعد الفراغ من الصلوٰة فقال ادع . الخ۔

(۴) قسطلانی کے جزء رابع میں حاشیہ پر شرح مسلم امام نووی مصری ص ۳۰۶ قوله حفظت من دعائه ای علمنیه بعد الصلوٰة فحفظته۔

(۵) رہایۃ ص ۲۰ و نیز در شرح برزخ ارقام نمودہ تصدق وخواندن قرآن مجید بر میت ودعاء در حق او قبل

---

(۱) قاضی ثناء اللہؒ اس طرح کی تمام حدیثیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں وحافظ ابن حجر عسقلانی میگوید که ارواح مسلمانان در علیین و ارواح کفار در سجین وهر یك روح رابا جسد خود اتصالے باشد معنوی که مشابه آن اتصال نیست که درحیات دنیا بود . بلکه اگر مشابهت دا ده شود بحال خفته داده شد لیکن آن اتصال خفته قوی تر است ، شیخ جلال الدین سیوطیؒ گفته که بایں تقریر آنچه در حدیث آمد که جائے قرار شاں در علیین وسجین است و آنچه ابن عبدالبراز جمهور نقل کرده که نزدیك قبور اند جمع می شوند الخ (تذکرة الموتی و القبور ص ۲۳۸) ثم اعلم ان الروح لها بالبدن خمسة انواع الخ والرابع تعلقها به فی البرزخ فانها وان فارقته وتجروت عنه فانها لم تفارقه فراقاً کلیاً بحیث لا یبقی لها الیه التفات البة فانها وارادة الیه وقت سلام المسلم علیه و ورد انه یسمع خفق نعا لهم حین یولون عنه وهذا الرد اعادة خاصة لا یو جب حیوة البدن قبل یوم القیامة (شرح فقه اکبر ص ۱۵۴) ظفیر . (۲) والحاصل ان احکام الدنیا علی الا بدان والا رواح تبع لها ، واحکام البرزخ علی الا رواح والا بدان تبع لها واحکام الحشر والنشر علی الا رواح والا جساد جمیعا (شرح فقه اکبر ص ۱۵۴) ظفیر . (۳) وفی فتاوی المحقق ابن الجحر المکی الشافعی عن کتابة العهد الخ هل یجوز ولذالك اصل ؟ فاجاب الخ قد افتی ابن الصلاح بانه لا یجوز الخ خوفا من صدید المیت الخ (ردالمحتار قبیل باب الشهید ج ۱ ص ۸۴۷ . ط . س . ج ۲ ص ۲۴۶) ظفیر .

بر داشتن جنازہ پیش از دفن سبب نجات از احوال آخرت وعذاب قبر است۔
(۶) رفاہ المسلمین ص ۹۶: مروی ہے کہ مردے کو گور میں رکھتے وقت آنحضرت ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔
اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه۔
(۷) جوہرنیرہ۔ حتی یودوا حقه بالصلوٰة عليه والدعاء له انتهیٰ۔
(۸) شامی۔ وصول القراءة للميت اذا كانت بحضرته او دعی له عقبها ولو غائبا لان محل القراءة تنزيل الرحمة والبركة والدعاء عقبها اوحی للقبول۔
(۹) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقرئوایٰس علی موتاكم۔
(۱۰) نماز مترجم مولانا ابو البشیر صاحب ص ۸۵۔ بعد نماز جنازہ کے سب لوگ بیٹھ کر قل شریف گیارہ بار اور الحمد شریف دس بار پڑھ کر میت کی ارواح کو بخشیں۔
(۱۱) تنبیہ الغافلین ص ۷۳ اچھا طریقہ ثواب رسانی کا مردہ کے حق میں یہ ہے کہ قبل دفن کے جس قدر ہو سکے کلمہ یا قرآن شریف یاد رود یا کوئی سورۃ پڑھ کر ثواب بخشے۔
(۱۲) مظاہر حق کتاب الجنائز تحت حدیث ابن عباسؓ یعنی سورہ فاتحہ نماز جنازہ میں پڑھے جیسے کہ حدیث ابن عباسؓ کی میں گذری یا جنازہ پر بعد از نماز کے یا پہلے نماز کے بہ قصد تبرک پڑھی ہو۔
(۱۳) امام محمود بدر الدین عینی شرح صحیح بخاری میں زیر باب موعظۃ المحدث عند القبر بیان فرماتے ہیں:۔ مصلحة الميت ان يجتمعوا عنده لقراءة القرآن والذكر فان الميت ينتفع به۔
(۱۴) مشکوٰۃ ص ۱۱۶۔ عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا حضرتم المريض اوالميت فقولوا خيراً فانّ الملائكة يومنون على ما تقولون۔
(۱۵) جواہر النفیس شرح در الکیس ص ۱۳۲:۔ وفي نافع المسلمين رجل رفع يديه بدعاء الفاتحة للميت قبل الدفن جاز۔
(سوال) مرقومہ بالا دلائل سے بعد سلام نماز جنازہ کے بایصال ثواب بسورہ فاتحہ واخلاص سنت ثابت ہوتا ہے یا مستحب یا بدعت حسنہ یا بدعت سیئہ صرف ثبوتی پوچھتا ہوں بلا اجتماع واہتمام اور ضروری جانے۔
(الجواب) امور مستحبہ ومباحہ اصرار والتزام سے بدعت ہو جاتے ہیں۔ عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه ولا يجعل احدكم للشيطان شيئاً من صلوٰته يرى ان حقاً عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه لقد رايت رسول الله صلی الله علیه وسلم كثيرا ينصرف عن يساره . قال القارى في المرقاة في شرح هذا الحديث من اصر على امر مندوب و جعله عذماً ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة و منكر انتهىٰ (۱) وفي العالمگيرية . وما يفعل عقيب الصلوٰة مكروه لا ن الجهال يعتقد ونها سنة واجبة وكل مباح يودى اليه فمكروه (۲) انتهیٰ .

(۱) مرقاة المفاتیح ج ۲ ص ۱۴ . ۱۲ ظفیر (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۲۶ صفر ص ۱۳۳۵ھ۔

ایصال ثواب

(سوال ۱۳۲۶) میت کو ثواب صدقہ و خیرات کا پہنچتا ہے یا نہیں۔ اور دعا زندوں کی مردوں کے لئے نافع ہے یا نہیں۔

(الجواب) میت کو ثواب صدقہ و خیرات و تلاوت قرآن شریف وغیرہ کا پہنچتا ہے۔ اہل سنت وجماعت اصل ایصال ثواب میں متفق ہیں۔ عبادات بدنیہ میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور امام احمد اور جمہور سلف وخلف عبادات بدنیہ میں وصول ثواب سے قائل ہیں اور امام شافی اور امام مالک عدم وصول کے قائل ہیں صدقات مالیہ کے ثواب میں کچھ اختلاف نہیں ہے اس میں سب متفق ہیں۔

دلائل ایصال ثواب الی المیت کے اور اس امر کے کہ اموات کو احیاء کی دعاء اور صدقہ و خیرات سے اور قرآن شریف وغیرہ کا ثواب پہنچانے سے نفع ہوتا ہے بکثرت ہیں اما الایات فمنها رب ارحمها كما ربیانی صغیرا ۔ رب اعفر لی ولو الدی ولمن دخل بیتی مو منا وللمومنين والمومنات. ربنا اغفر لنا ولا خواننا الذين سبقو نا بالا يمان واما الا حاديث فعن سعدبن عبادة فانه قال يا رسول الله ان ام سعد ماتت فای الصدقة. افضل قال عليه السلام الماء فحفر بيرا وقال هذه لام سعد اخرجه. ابو دائود . نسائی .مشکوٰة ص قال القونوی والا صل فی ذالك عند اهل البيته ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰةً او صوماً او حجاً او صدقةً او غيرها والشافعی رحمه الله جو زهذا فی الصدقة والعبادةالمالية وجوده فی الحج واذا قراء علی القبر و للميت اجرا لمستمع ومنع وصول ثواب القرآن الی الموتی وثواب الصلوٰة والصوم وجميع الطاعات والعبادات غيرالمالية وعند ابی حنيفة رحمة الله عليه واصحابه رحمهم الله تعالیٰ يجوز ذالك ويصل ثوابه الی الميت واتمسك المانع من ذالك بقوله تعالیٰ وان ليس للانسان الا ماسعی و بقوله عليه الصلوٰة والسلام اذا مات ابن ادم القطع عمله الحديث و الجواب ان الا ية حجة لنا لان الذی اهدی ثواب عمله لغيره سعی فی ايصال الثواب الیٰ ذالك الغير فيكون له ما سعی هذه الاية ولا يكون له ماسعاالابوصول الثواب اليه فكانت الآية حجة لنا لا علينا واما الحديث فيدل علی القطاع عمله ونحن نقول به وانما الكلام فی وصول الثواب غيره اليه والموصل للثواب الی الميت هو الله تعالیٰ سبحانه لان الميت لا يسمع بنفسه والقرب والبعد سواء فی قدرة الحق سبحانه.(شرح فقه اكبر لملا علی القاری) فقط.

قبروں پر دعا مانگنا درست ہے یا نہیں۔

(سوال ۳۱۲۷) قبور فقراء و اولیاء و صلحاء پر فاتحہ خوانی کے بعد جو لوگ دعا مانگتے ہیں یہ اگر درست ہے تو کس طریقہ سے۔

(الجواب) اس طرح دعا مانگنا درست ہے کہ یا اللہ برکت اپنے نیک بندوں کے میری حاجت پوری فرما۔(۱) فقط۔

عورت کو قبر پر جانے کی اجازت ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۲۸) میری ہمشیرہ کی قبر مردانہ مکان میں ہے۔ میری والدہ زنانہ مکان سے جو بہت قریب ہے اس کی قبر پر جانا چاہتی ہیں کسی قسم کی آہ و بکا اور بے صبری وغیرہ نہ ہوگی جانا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) بعض فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے بشرطیکہ آہ و بکا نہ ہو۔ لیکن احوط نہ جانا ہی ہے۔(۲) فقط۔

ثلث قرآن تین بار پڑھ کر ایصال ثواب کرے تو پورے قرآن کا ثواب ہو گا یا نہیں

(سوال ۳۱۲۹) اگر کسی شخص کو پورا قرآن یاد نہ ہو صرف دس پارے یاد ہوں اور وہ ان کو تین مرتبہ پڑھے تو اس صورت میں پورے قرآن شریف کا ثواب میت کو پہنچ جاوے گا یا صرف دس ہی کا۔

(الجواب) پورے قرآن شریف کا ثواب تو اس سے حاصل نہ ہوگا البتہ دس پارہ کا سہ گونہ ثواب حاصل ہو جاوے گا۔ بہر حال اگر پورا قرآن شریف نہ ہو سکے تو یہ ہی بہتر ہے کہ دس پاروں کو بار بار پڑھے اور ثواب پہنچاوے۔ ثواب میت کو پہنچ جاوے گا۔ فقط۔

(سوال ۴۰۰۰) میت کو نفل کا ثواب پہنچا سکتا ہے؟

(الجواب) پہنچا سکتا ہے؟(۳)

میت کی نیکی کا بطور رواج بعد نماز جنازہ تذکرہ کیسا ہے

(سوال ۳۱۳۰) اگر شخصے از اہل اسلام بمر دبعد از نماز جنازہ بسبب جہالت وعدم تعارف ورثاء میت از مسائل شرعیہ مولوی صاحب بدستور دلالت علی الخیر و تبلیغ حکم شرعیہ وارث مردہ را بریں امر تلقین دہد کہ تو نیکی مردہ را بروئے جماعت موجودہ بیان کن وہمہ را بر سعادتش گواہ کن پس وارث مردہ برخاستہ افعال جمیلہ او بیان کند وبر اعمال حسنہ او ہمہ حاضرین را شاہد گرداند اگر چہ در زندگی چنداں عمل خیر ازو مصدر نہ شدہ باشند بلکہ گاہے گاہے۔

ایں جائز است یا نہ چنانچہ حضور علیہ السلام فرمودہ انتم شھداء اللہ فی الارض عن انس قال مروا بجنازة فاثنواء علیھا خیراً فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجبه ثم مروا باخری فاثنوا علیھا شراً فقال وجبت فقال عمر ماوجبت فقال ھذا اثنیتم علیه خیراً فوجبت له الجنة وھذا اثنیتم علیه شراً فوجبت له النار انتم شھداء اللہ فی الارض . مشکوٰۃ باب المشی بالجنازۃ۔

(الجواب) حاصل ایں حدیث کہ از مشکوٰۃ شریف نقل کردہ شد ایں است کہ میتے کہ مردماں بروثناء خیر کنند واز

---

(۱) ویجوز التوسل الی اللہ تعالیٰ والا ستغاثة بالا نبیاء والصالحین بعد موتھم (بریقه محمودیه ج ۱ ص ۲۷۰) ظفیر.

(۲) وبزیادة القبور ولو للنساء لحدیث کنت نھیتکم عن زیارة القبور الا فزوروھا (در مختار) قوله بزیارة القبور ای لاباس بھا بل تندب الخ وقوله ولو للنساء و قیل تحرم علیھن والا صح ان الرخصة ثابتة لھن بحر، وجزم فی شرح المنیقا لکراھة الخ وقال لخیر الرملی ان کان ذالك لتجدید الحزن والبکاء والندب علی ماجرت به عادتھن فلا تجوز الخ وان کان للاعتبار والترحم من غیر بکاء الخ فلا باس اذکن عجائز ویکرہ اذا کن شواب کحضور الجماعة فی المساجد (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی زیارة القبور ج ۱ ص ۸۴۳ رد المحتار ۲۴۲) ظفیر.

(۳) وفی البحر من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابه لغیرہ من الا موات والا حیاء جاز و یصل ثوابھا الیھم عنداھل السنة (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۴۴ رد المحتار ۲۴۳) ظفیر.

نیکی یاد کنند او جنتی است کہ و آں میت کہ احد مردماں بگویند آں بد است و دوزخی است　　در دیگر روایت است کہ محاسن مردگان ذکر کردہ شوند نہ بدی اوشاں ولیکن ایں تکلفات کہ در سوال مذکور است کہ بتصنع وتکلف آنچہ آں میت از کارہائے خیر نہ کردہ است بدو نسبت کردہ شوند دار تکاب کذب بے وجہ کردہ شود ماذون شرعی نیست البتہ اں میت آنچہ از کارہائے نکو کردہ است اگر تذکرہ او شود و آں امور راذکر کردہ شود نہ مبالغہ دراں کردہ شود و نہ کتمان حق کردہ شود۔ پس ایں تلقین کہ مولوی صاحب مذکور بورثاء میت میکنند ثابت نیست و در تکلف داخل است کہ نہی ازاں در کلام الٰہی مذکور است وما انا من المتکلفین۔ فقط۔

قبر پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا

(سوال ۳۱۳۱) قبر پر کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ وغیرہ کا پڑھنا کیسا ہے۔

(الجواب) شرح شرعۃ الاسلام میں ہے قال فی الا حیاء والمستحب لزیارۃ القبور ان یقف مستد بر القبلۃ مستقبلاً لو جہ المیت الخ۔(۱) اس روایت سے اور نیز دیگر احادیث سے جو زیارۃ قبور کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ہاتھ اٹھانا ایصال ثواب کے وقت ثابت نہیں ہے۔ فقط۔

فاتحہ بزرگان کے لئے تاریخ کی تعیین ضروری نہیں ہے۔

(سوال ۳۱۳۲) فاتحہ بزرگان دین کسی خاص تاریخ پر کرنی چاہئے یا جب ممکن ہو۔ کیا خاص تاریخ پر کرنے سے ثواب زیادہ ملتا ہے۔

(الجواب) خاص تاریخ کی ضرورت نہیں ہے۔(۲) اور نہ اس میں ثواب کی زیادتی ثابت ہے۔ فقط۔

ایصال ثواب کس دن افضل ہے

(سوال ۳۱۳۳) ایصال ثواب میت کے لئے پہلا روز افضل ہے یا دوسرا او تیسرا وغیرہ یا سب ایام ایصال ثواب میں برابر ہیں یا تیسرے اور دسویں روز کی قید بدعت ہے۔

(الجواب) پہلے روز اور تیسرے روز اور دہم وچہلم کی قید کو اڑا دینا چاہئے شرعاً یہ تخصیصات ایصال ثواب کے لئے وارد نہیں ہیں لہٰذا بدعت وحرام ہیں بلا قید کسی تاریخ کے اور دن کے جب چاہے ایصال ثواب کر دیں۔ چوتھے یا پانچویں یا ساتویں دن یا اور کسی دن بلا تخصیص کھانا وغیرہ فقراء کو دے دیں۔ یہ رسوم اور تخصیصات جو عوام نے مقرر کر رکھی ہیں۔ کچھ اصل نہیں ہے۔ ہر ایک دن ایصال ثواب کے لئے برابر ہے۔(۳) فقط۔

بعد نماز جنازہ ایصال

(سوال ۳۱۳٤) بعد نماز جنازہ قبل دفن چند مصلیوں کا ایصال ثواب کے لئے سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار آہستہ آواز سے پڑھنا اور امام جنازہ یا کسی نیک آدمی کا دونوں ہاتھ اٹھا کر مختصر دعا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) شرح شرعیۃ الاسلام فصل فی سنن العیادۃ وحقوق المیت ص ۵۸۰۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع الخ و اتخاذ الدعوۃ ۔ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء لا جل الاکل یکرہ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی زیارۃ القبور ج ۱ ص ۸٤۲. ط.س. ج۲ص ۲٤۰) ظفیر۔

(۳) ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقراءۃ سورۃ الانعام او الاخلاص الخ (ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸٤۲. ط.س. ج۲ص ۲٤۰) ظفیر۔

(الجواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے لیکن اس کو رسم کرلینا اور التزام کرنا مثل واجبات کے اس کو بدعت بنادے گا۔ کما صرح بہ الفقہاء فقط۔

ماہ رجب میں ایصال ثواب

(سوال ۳۱۳۵) ماہ رجب میں اکثر اصحاب مردہ کو بذریعہ تبارک ثواب پہنچایا کرتے ہیں اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں، اور طریقہ صحیح کیا ہے۔

(الجواب) اس کی کچھ اصل نہیں ہے، بلا کسی قید کے جس دن چاہے فقراء کو کھانا وغیرہ کھلا کر اور نقد دے کر ثواب میت کو پہنچادیا جاوے۔(۱)

قرآن پڑھوانے کا رواج

(سوال ۳۱۳۶) اس طرف رواج عام ہے کہ اگر کوئی شخص مر جاوے تو بعد دفن کے قرآن شریف پڑھواتے ہیں جمعہ تک، اور ملانے یہ فتویٰ دیا ہے کہ قیامت تک حساب منکر نکیر وضغطہ قبر رفع ہو جاتا ہے۔ آیا بعد دفن کے قبر پر قرآن پڑھوانا جائز ہے یا نہیں

(الجواب) اجرت معروفہ یا مشروطہ پر جو قرآن شریف میت کے لئے پڑھواتے ہیں اس میں محققین نے لکھا ہے کہ میت کو ثواب نہیں پہنچتا کیونکہ جب پڑھنے والے کو ثواب نہ ہوا بوجہ نیت اجر و عوض کے تو میت کو کہاں سے پہنچے گا۔(۲) البتہ اگر کوئی شخص للہ قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچادے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ثواب میت کو ملے گا۔ خواہ مکان پر پڑھ کر ثواب پہنچاوے یا قبر پر۔

ایصال ثواب میں آنحضرت کا واسطہ

(سوال ۳۱۳۷) ایصال ثواب میں واسطہ جناب رسول اللہ ﷺ کا دیوے یا نہیں، یعنی واسطہ کیے ہوئے ثواب طعام یا کلام کا مردہ کو پہنچتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) ایصال ثواب ہر دو طرح جائز ہے، ہر طرح پر ثواب پہنچتا ہے۔ فقط

کیا ایصال سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

(سوال ۳۱۳۸) جو شخص فوت ہو چکا ہو اور زندگی میں صغائر و کبائر کا مرتکب تھا۔ اب اگر اس کی اولاد اس کو بے شمار قرآن شریف کے ختم اور دوسرے برکت والے کاموں کے چند لاکھ پڑھ کر بخشے اور صدقہ خیرات بہت سا کرے تو کیا اس شخص کے صغائر و کبائر معاف ہو جائیں گے یا صرف صغائر معاف ہوں گے۔

(الجواب) در مختار میں ہے وقال عیاض اجمع اهل السنة والجماعة ان الكبائر لايكفرها الا التوبة ولا قائل بسقوط الدين ولو حقاً لله تعالىٰ كدين صلاة وزكوٰة الخ۔(۳) اس پر بھی اتفاق ہے کہ طاعات و

---

(۱) صرح علمائنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوما او صدقة او غیرها (ردالمحتار صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج۲ ص ۲۴۳) ظفیر.

(۲) وان القراء ة لشيء من الدنيا لا تجوز وان الآخذ والمعطى آثمان الخ (ردالمحتار مطلب فی بطلان الوصية بالختمات والتهليل ج ۱ ص ط.س. ج٦ ص ٥٧) ظفیر. (۳)

حسنات سے کفارہ صغائر کا ہوتا ہے نہ کبائر کا کما فی الحدیث الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینهن اذا اجتنبت الکبائر (۱) کما قال اللہ تعالیٰ ان الحسنات یذهبن السیئات فالمراد بالسیات الصغائر و عفو الکبائر محول الی مشیة اللہ تعالیٰ کما قال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرك به ویغفر ما دون ذلك لمن یشآء۔ فقط۔

تیسرے دن چنے پڑھنے کی رسم

(سوال ۳۱۳۹) تیسرے دن جو میت کے لئے چنے پڑھے جاتے ہیں اور قرآن شریف دو یا زیادہ ختم کئے جاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ اور اگر بجائے تیسرے دن کے مثلاً چوتھے دن یا دوسرے دن چنے پڑھے جائیں تو پھر بھی رسم پڑ جاوے گی اس وقت کیا حکم ہوگا۔ اور کھانا آگے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور گیارہویں کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ رسم تیسرے دن چنے پڑھنے کی اور ختم شریف کی خیر القرون میں ثابت نہیں ہوئی اور اب اس کا التزام اس درجہ ہو گیا ہے کہ عوام اس کو ضروری سمجھتے ہیں اس لئے اس کو ترک کرنا چاہئے اور اس رسم کو توڑنا چاہئے پھر جب اور کوئی دن اسی طرح لازم ہو جاوے اور رسم ہو جاوے اس کو بھی چھوڑنا ضروری ہو جاوے گا اور جو طریقہ سلف سے ثابت نہ ہو اس کو لازم کر لینا اگر چہ اعتقاداً نہ ہو صرف عملاً ہو وہ بھی واجب الترک ہے۔ (۲) اور فاتحہ آگے کھانا رکھ کر بھی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح گیارہویں بھی جائز نہیں ہے۔ جملہ رسوم اس قسم کے جن کو شارع علیہ السلام اور آپ کے صحابہ وائمہ دین نے نہیں کیا اور اس کا حکم نہیں کیا، ناجائز ہیں اور بدعت ہیں۔ مگر کفر و شرک نہیں ہیں۔

مال حرام سے فاتحہ

(سوال ۱۳٤۰) اگر کوئی مال حرام سے فاتحہ اولیاء کرام کرے اور امید ثواب کی رکھے تو کیسا ہے۔

(الجواب) حرام مال صدقہ کر کے امید ثواب رکھنا معصیت ہے۔ وہ شخص گنہگار ہوتا ہے۔ (۳)

کفن پر کلمہ شہادت لکھوانا

(سوال ۱۳٤۱) میت کے کفن پر کلمہ شہادت پنڈول سے لکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) کفن میت پر یا سینہ پر یا جبہ پر انگشت سے بغیر سیاہی بعد الغسل قبل تکفین جائز ہے۔ شامی جلد اول ص ٦٦٦ نعم نقل بعض المحشین عن فوائد الشرحی ان مما تکتب علی جبهة المیة بغیر مدار الاصبع المسجة بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلی الصدر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وذالك بعد الغسل قبل التکفین. واللہ اعلم. (٤)

---

(۱)

(۲) وفی البزازیة ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث الخ والخاذا لدعوة القرائة القرآن الخ (ردالمحتار با ب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸٤۲. ط.س. ج۲ص ۲٤۰) ظفیر۔

(۳) لا یقبل اللہ الا الطیب (مشکوٰۃ باب الصدقة ص ۱٦۷) ظفیر۔

(٤) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فیما یکتب علی کفن المیت ج ۱ ص ۸٤۷. ط.س. ج۲ص ۲٤۲. ۱۲ ظفیر۔

قبر میں شجرہ رکھنا درست نہیں

(سوال ۳۱۴۲) شجرہ پیران عظام میت کے ساتھ اندرون قبر رکھنا جائز ہے یا نا جائز یا موجب بے ادبی ہے۔
(الجواب) شجرہ پیران عظام رکھنا قبر میں جائز نہیں، اس واسطے کہ سواء اکفان میت کے ساتھ کوئی چیز رکھنا جائز نہیں۔ شامی جلد اول ج ۱ ص ۶۵۹ ولا یجوزان یوضع فیه مضربة۔(۱)

سماع موتی

(سوال ۳۱۴۳) سماع موتی میں محققین حنفی کا کیا مذہب ہے اور قرآن و حدیث سے کیا ثابت ہے۔
(الجواب) انك لا تسمع الموتی وغیرہ نصوص سے عدم سماع موتی ظاہر ہے فان عدم الا سماع یستلزم عدم السماع وهو قول محققي الحنفيه۔(۲) فقط۔

طریقہ ایصال ثواب بدنیہ کیا ہے

(سوال ۳۱۴۴) طریقہ ایصال ثواب بدنیہ چیست و ثواب عبادت بدنیہ بمیت مے رسد یانہ۔
(الجواب) نزد حنفیہ ثواب طاعات بدنیہ مثل تلاوت قرآن شریف و تسبیح و تہلیل از احیاء باموات می رسد پس صورت ایصال ثواب ایں است کہ ولی میت از قاریان وغیر ہم بگوید کہ شما اللہ ثواب کلام اللہ بفلاں میت بہ بخشید یا او شاں خوسلا امر ولی ثواب تلاوت قرآن شریف وغیرہ باموات بہ بخشند مگر باید کہ غرض قاریان کہ ایصال ثواب باموات می کنند اخذ معاوضہ و اجرت از ولی میت نباشد و گرنہ ثواب نیست۔ فقط۔

کفن پر عہد نامہ لکھنا کیسا ہے

(سوال ۱ /۳۱۴۵) عہد نامہ بر کفن میت نوشتن ثابت است یانہ ؟ اگر ہست بہ سیاہی بہتر ہست یا بہ خاک ؟ علامہ شامی از بزازیہ نقل کردہ است و قد افتی ابن الصلاح بانہ لا یجوز ان یکتب علی الکفن یس والکهف ونحوها خوفا من صديد الميت (الی ان قال) فالمنعهنا الاولی پس معلوم شد کہ عہد نامہ وغیرہ اگر بنو پسند از سیاہی ننویسند کہ ایں خوب نیست بلکہ از انگشت بلا مداد نویسد۔ کما فی الشامی ایضاً ان مما یکتب علی جبهة بغیر مداد بالا صبع بسم الله الرحمن الرحيم الخ شامی ص ۸۹۵۔

کیا روح گھر میں آتی ہے اور ثواب کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۳۱۴۶) میت کی روح مکان پر آتی ہے یا نہیں مساکین کو کھانا کھلا کر میت کو کس طرح ثواب پہنچانا چاہئے ؟
(الجواب) روح مکان پر نہیں آتی اس کو کچھ ثبوت نہیں ہے، ایسا خیال اور عقیدہ نہ رکھے۔ اور ایصال ثواب کلام مجید و کلمہ طیبہ سے اور کھانا فقراء کو کھلا کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے یہ درست، طریقہ اس کا یہ ہے کہ کھانا پکا کر فقراء کو کھلاوے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی جاوے کہ اس کا ثواب فلاں میت کی روح کو پہنچے اور صرف نیت ہونا ایصال ثواب کی کافی ہے۔ اسی طرح کپڑا و نقد فقراء کو دے کر نیت ثواب میت کی کی جاوے اور قرآن مجید و کلمہ

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۶ .ط.س. ج ۲ ص ۲۳۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) حوالہ گذر چکا ۱۲۔

طیبہ پڑھ کر ثواب میت کو پہنچایا جاوے۔(۱) فقط۔

ایک غلط رسم

(سوال ۳۱۴۷) درا کثر مواضع چاٹگام رسم است کہ مردماں چوں بعد مدفون میت از کار سازی قبر فارغ شوند پس خوند کارے جانب شمال قبر نزد سرہانہ میت بایستد وہم شخصے دیگر جانب مغرب قبر کہ برابر میانہ قبر فتیلہ پر آب گرفتہ با یستد او ہمہ آب فتیلہ را حسب اشارہ خوند کار بر سطح قبر سہ دفعہ از کف خود می افشاند۔ صورتش ہمیں است کہ خوند کار صاحب ہیچ دعاء خواندہ از انگشت دست راست خود از جانب سر میت بطرف پائے او اشارہ کند پس مرد فتیلہ گر مسطور بمطابق خودن کار ہیچ دعاء خواندہ فتیلہ گر آب بقیہ را بطریق مذکور می افشاند۔ حاصل آنکہ این عمل سہ بار کردہ شود خیال مردماں بریں آب افشاں ہمیں است کہ ازیں تخفیف عذاب میت خواہد شد این رسم جائز است یا چہ۔

(الجواب) ایں رسم وایں طریق آب افشاندن بر قبر از رسول اللہ ﷺ واز صحابہ و تابعین وائمہ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ثابت نہ شدہ ناجرم طریق محدث است کہ لازم الترک است و آنچہ در احادیث دربارہ انداختن آب بر قبر آمدہ است نہ بایں طریق ورسم خاص اس ونہ خواندان چیزے بوقت انداختن آب وارد شدہ است لاجرم مجموعہ ایں رسم محدث است وانداختن آب بر قبر ممکن است کہ برائے امساک غبار وتراب باشد وہمیں راجح است کما اختارہ فی الدر المختار و ممکن است کہ برائے تفاول بنزول رحمت باشد۔ بہر حال خواندن چیزے بوقت انداختن آب ثابت نہ شدہ است و در نفس انداختن آب بر قبر مضائقہ نیست بل مندوب است ولاباس برش الماء حفظاً لترابہ عن الاندراس در مختار (۲) وخواندن اول سورۃ بقرہ بجانب راس وآخر سورۂ بقرہ بجانب قدم، از عبداللہ بن عمرؓ منقول است و مستحب است ولیکن نہ بآں کیفیت کہ در سوال مذکور است الحاصل کیفیتے کہ در سوال مذکور است بدعت است محدث است۔

ایصال ثواب کرنے والے کو ثواب ملتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۴۸) زید نے قرآن شریف پڑھا اور عمرو کے نام سے ایصال ثواب کر دیا۔ اب زید کو اس پڑھنے کا کس قدر ثواب ملے گا؟

(الجواب) قرآن شریف کا ثواب تو عمرو کو ملے گا باقی اس وجہ سے کہ زید نے ایک کام کیا اس کو اس کا بدلہ دس گونہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مل سکتا ہے اخلاص شرط ہے بدون اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں الا للہ الدین الخالص، من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا۔ فقط۔

---

(۱) صرح علماء نافی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب علمہ لغیرہ صلاۃ او صوما او صدقہ او غیرھا (الی قولہ) وفی البحر من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابہ لغیر من الاموات والاحیاء جاز و یصل ثوابھا الیھم عند اھل السنۃ والجماعۃ کذا فی البدائع (ردالمحتار ج ۱ ص ۸۴۴۰) در مختار میں ہے وفی الحدیث من قراء الاخلاص احد عشر مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر شامی ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج۲ ص۲۴۳) ظفیر. (۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳۸. ط.س. ج۲ ص۲۳۷. ۱۲ ظفیر. (۳) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۲۷) ظفیر.

قبر میں حمائل رکھنا

(سوال ۳۱٤۹) ایک بزرگ کی قبر میں بوقت دفن کرنے کے ایک حمائل شریف اور مہر نقرئی ایک شخص نے رکھ دی ہے، شرح شریف اس بارہ میں کیا ارشاد فرماتی ہے؟

(الجواب) قرآن شریف اور مہر نقرئی قبر سے نکالی جاوے یہ فعل برا ہوا جس نے ایسا کیا برا کیا یہ فعل جائز نہ تھا وکما اذا سقط فی القبر متاع او کفن بثوب مغصوب او دفن معه مال وقالوا کان المال درهما الخ شامی۔(۱)

اولیاء کے مزارات پر حاضر ہو کر دعا کی درخواست جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۵۰) بزرگان دین کی درگاہ میں حاضر ہونا اور ان سے یہ کہنا کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں ہمارے لئے دعا کیجئے کہ خداوند عالم فلاں غرض پوری کرے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں اولیاء اللہ کو مزارات پر جانے سے خبر ہوتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس بارہ میں مشروع یہ ہے کہ زیارت کے وقت سلام موافق طریقہ معروف کے کرے اور اہل قبور کے لئے دعا مغفرت کرے اور اگر کچھ پڑھ کر ان کی ارواح کو ثواب پہنچادیوے تو بہت اچھا ہے اور اگر کچھ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ سے کرے مثلاً اس طریق سے کہ یا اللہ ان کی برکت سے میری حاجت پوری فرما۔ ان بزرگوں سے یہ نہ کہے کہ تم دعا کرو۔ سماع موتی خود مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ حنفیہ سماع موتی کا انکار کرتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہی مذہب ہے۔ اور آیات قرآنیہ اس پر دال ہیں لہذا اس طرح ان سے خطاب کر کے نہ کہے کہ تم دعا کرو بلکہ خود اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعاء مغفرت اور رفع درجات کی دعاء کرے اور اگر ان کے ذریعہ سے اپنی حاجات کے پورا ہونے کے لئے بھی دعا کرے تو مضائقہ نہیں۔ حصن حصین میں مذکور ہے کہ صالحین کے وسیلہ سے دعا کرنا مستحب ہے کہ حق تعالیٰ ان کی برکت سے دعا قبول فرماوے۔(۲) فقط۔

بعد جنازہ سورہ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کی رسم

(سوال ۳۱۵۱) ہمارے یہاں بعد نماز جنازہ تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر میت کو بخشتے ہیں تاکہ اس کو ختم قرآن کا ثواب ملے یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب) فقہاء رحمہم اللہ نے نماز جنازہ کے بعد دوبارہ دعا کرنے کو مکروہ اور ممنوع لکھا ہے۔(۳) کیونکہ نماز جنازہ خود دعا للمیت ہے اس میں اور کسی ایجاد وایزاد کی حاجت نہیں ہے لہذا بعد نماز جنازہ فوراً اس کا التزام کہ تین بار سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے اچھا نہیں ہے۔ دوسرے وقت یا اپنے دل میں بلا اعلان والتزام کے اگر ثواب کسی سورۃ کا پہنچادیوے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط۔

سوا لاکھ کلمہ پڑھ کر ایصال ثواب کی روایت کہاں ہے۔

(سوال ۳۱۵۲) سوا لاکھ دفعہ کلمہ شریف پڑھ کر اگر میت کو بخشا جاوے تو امید مغفرت کی ہے یہ روایت کون سی

(۱) دیکھئے ردالمحتار ج ۱ ص ۸۳۹۔ ط۔س۔ ج۲ ص۲۳۸۔۱۲ ظفیر۔ (۲) وان یتوسل الی اللہ تعالیٰ بانبیائه والصالحین من عباده (حصن حصین آداب الدعاء ص ۱۸) ظفیر۔ (۳) ولا یدعو للمیت بعد صلاة الجنازة لانه یشبه الزیادة فی صلاة الجنازة (مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح ج ۲ ص ۳۶۹) ظفیر۔

کتاب میں ہے۔ لا اله الا الله پڑھنا چاہئے یا محمد رسول الله بھی ملایا جاوے۔

(الجواب) یہ روایت کسی حدیث کی کتاب میں نظر سے نہیں گذری۔ بعض مشائخ نے اس کو نقل فرمایا ہے لہذا عمل اس پر درست ہے اور معمول لا اله الا الله محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم پڑھنے کا نہیں، بلکہ صرف لا اله الا الله کا اور کبھی کبھی محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم ملانے کا ہے، اور حدیث ترمذی و ابن ماجہ میں ہے افضل الذکر لا اله الا الله۔(۱) الحدیث فقط

مردہ سے دعا کی درخواست جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۵۳) ایک صاحب فرماتے ہیں کہ کسی مردہ شخص کی خواہ نبی ہو یا ولی کسی امر میں دعاء کرانا یا ان سے کسی قسم کی مدد طلب کرنا بدعت ہے اور اس کی دلیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد قحط کے زمانہ میں حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جب حضرت ﷺ حیات تھے تو ہم ایسے موقعہ پر ان سے دعاء کراتے تھے۔ اب وہ حیات نہیں، آپ ان کے چچا ہیں آپ چل کر دعاء کریں۔ اسی طرح امیر معاویہؓ بھی جب کبھی ایسا واقعہ پیش آتا یا کوئی ضرورت ہوتی تو صحابہؓ سے دعاء کراتے، اگر مردہ سے دعاء کرانا بدعت نہیں یا اس کا حکم ہے تو حضرت عمرؓ نے آنحضرت ﷺ کے مزار پر جا کر ان سے دعاء کیوں نہیں کرائی۔

(الجواب) ثابت سنت اور طریق سلف یہ ہے کہ زیارت قبور کے وقت دعاء للاموات اور ایصال ثواب حسنات بسوئے اہل قبور کرے۔ نہ یہ کہ خود ان صاحب قبور سے دعاء کو کہے کہ میرے لئے دعا کرو یا ان سے کہے کہ میرا فلاں کام کردو یہ ثابت نہیں ہے غایت یہ کہ الله تعالیٰ سے ان کی وساطت سے دعا کرے مثلاً یہ کہ یا اللہ بہ برکت فلاں بزرگ صاحب قبر کے میری حاجت پوری فرما اور دعاء قبول فرما وغیرہ فقط۔

فاتحہ وزیارت کی اطلاع مردکو ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۵۴/۱) جب کہ میت کے اعزاہ فاتحہ دلاتے ہیں تو میت کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۳۱۳۶/۲) جب میت کے اعزاء قبرستان جاکر فاتحہ پڑھتے ہیں اس کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۳۱۳۷/۳) اگر میت کی طرف سے قربانی یا حج کرلیا جاوے تو کیا اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے فلاں عزیز نے یہ کام کرلیا ہے۔

(الجواب)(۱) اگر معلوم ہوتا ہو تو کچھ عجب نہیں ہے۔(۲)

(۲) ایسا بھی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔(۳)

(۳) ایسا بعض روایات میں وارد ہے کہ میت کو یہ معلوم ہوتا ہے یعنی ملائکہ بتلاتے ہیں۔

---

(۱) مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح والتحمید فصل ثانی ص ۲۰۱) ۱۲ ظفیر۔(۲) وانما الکلام فی وصول ثواب غیره الیه والموصل للثواب الی المیت هو الله تعالیٰ سبحانه لان المیت لا یسمع بنفسه والقرب والبعد سواء (شرح فقه اکبر ص ۱۵۹) ظفیر۔(۳) وفی شرح اللباب لملاحی قاری ثم من اداب الزیارقعافا لوا من انه یاتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لا من قبل راسه لا نه اتعب لبصر المیت (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی زیارة القبور ج ۱ ص ۸۴۳. ط.س. ج۲ ص۲۴۲) ظفیر۔

عذاب سے بچانے کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۳۱۵۵) اگر میت عذاب میں مبتلا ہو تو اس کی نجات کے لئے اعزاء کو کون سا فعل کرنا چاہئے۔

(الجواب) قرآن شریف اور کلمہ طیبہ اور صدقہ و خیرات سے ثواب پہنچادے یہی ذریعہ میت کو کچھ نفع پہنچنے کا ہے۔(۱) فقط۔

میت کے لئے دعا کس کس وقت درست ہے

(سوال ۳۱۵۶) یہاں مدت سے یہ رسم و رواج ہے کہ کفنانے کے بعد میت کو جنازہ میں رکھ کر جمع ہو کر اہتمام کے ساتھ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ پھر نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد جنازہ اٹھانے سے پہلے سب لوگوں کو روک کر امام کے ساتھ فاتحہ پڑھتے ہیں پھر علاوہ اس دعا کے جو بعد فراغ دفن متصل پڑھی جاتی ہے اس وقت بھی لوگوں کو روک کر فاتحہ ہوتی ہے۔ جب واپسی میں قبرستان کے دروازے پر پہنچتے ہیں بعض جگہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب غسل کے لئے میت کو رکھتے ہیں تب بھی جمع ہو کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور دروازہ قبرستان پر فاتحہ پڑھنے کے بعد مکان پر بھی رسم فاتحہ بجالاتے ہیں یعنی اول تین موقع پر فاتحہ پڑھنے کا عام رواج ہے اور پچھلی دو موقعوں پر فاتحہ پڑھنے کا عام رواج نہیں ہے یعنی کہیں ہے اور کہیں نہیں۔ لیکن اب ایک عالم صاحب تشریف لائے ان سے دریافت کیا گیا تو وہ یہ فرماتے ہیں کہ ان مختلف اوقات میں اس کیفیت کے ساتھ فاتحہ پڑھنا بدعت خلاف سنت ہے بالخصوص جب کہ تارک کو قابل ملامت بھی سمجھتے ہیں اور دلیل یہ بتلاتے ہیں کہ حسب تصریح علامہ شامی وغیرہ کہ صلوٰۃ جنازہ خود دعاء للمیت ہے چنانچہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۴۱ میں تحریر ہے **فقد صرحوا عن اخرهم بان صلوٰة الجنازة هي الدعاء للميت اذهو المقصود منها انتهى**۔ اور فاضل اجل علامہ ملا علی مکی حنفی رحمۃ اللہ تعالےٰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے باب الجنائز میں تحت حدیث مالک ابن ہبیرہ تحریر فرماتے ہیں **ولا يدعى للميت بعد صلوٰة الجنازة لانه يشبه الزيادة في صلوٰة الجنازة** اور بعض کتب میں محیط سے نقل کیا ہے **لا يقوم الرجل بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة** اور کبیری سے منقول ہے فی **السراجية اذا فرغ من الصلوٰة لا يقوم بالدعاء** اور یوں کہتے ہیں کہ بعد دفن متصل قبر پر دعا مانگنا کتب احادیث میں جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور باقی ادعیہ مروجہ کا ثبوت کتب احادیث وفقہ واقوال محققین علماء سے ثابت نہیں۔ پس اور باقی ادعیہ مروجہ کا ثبوت کتب احادیث وفقہ واقوال محققین علماء سے ثابت نہیں۔ پس ارشاد ہو کہ ان عالم صاحب کا یہ فرمانا صحیح ہے یا نہیں اور خدا و رسول کے حکم کے موافق میت کے مرنے کے وقت سے بعد دفن مکان پر واپسی تک جمع ہو کر کن کن موقعوں پر شرع شریف میں دعا مانگنے کا ثبوت ہے۔ یا یہ ہے کہ ہر شخص علاوہ نماز جنازہ کے بلا التزام مالا یلزم اور بلا اہتمام و فکر اجتماع اپنی خوشی سے جب چاہے میت کے واسطے دعاء خیر کرے۔

(الجواب) ان عالم صاحب کا قول صحیح ہے اور موافق ہے قواعد و نصوص کے اور تصریحات فقہاء ان کے قول کی مئوید ہیں۔ صلوٰۃ جنازہ خود دعاللمیت ہے اس کے سواء اور کسی موقعہ پر فاتحہ مذکور کا علی وجہ الاجتماع ثبوت نہیں ہے

---

(۱) وفي البحر من صام او صلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القراءة للميت ...... ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج ۲ ص ۲۴۳) ظفير.

مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۶ میں عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے مروی ہے ثم کبر علیها اربعاً ثم قام بعد الرابعة قدر ما بین التکبیرتین یدعو ثم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یصنع فی الجنازة هکذا۔ اور فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۲۲ میں ہے وفی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی قبر عبداللہ ذی النجادین. الحدیث. وفیه لما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً یدیه. اخرجه ابو عوانة فی صحیحه۔ فقط۔

ایصال ثواب ثابت ہے مگر دن مقرر کرنا بطور رسم درست نہیں

(سوال ۳۱۵۷) موتی کو ایصال ثواب کی نیت سے کچھ خیرات دینے اور قرآن مجید تلاوت کر کے بخشنے کا قرآن و حدیث میں کیا حکم وارد ہے۔ اگر کوئی موتی کو بغرض ایصال ثواب خیرات دیوے اور تلاوت قرآن کرے تو کیا واقعی اس کا ثواب موتی کو پہنچ کر عذاب کی تخفیف یا درجات عالیہ کا حصول قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

دن مقرر کر کے فاتحہ خوانی سہ ماہی ششماہی وغیرہ عرس کرنا بزرگوں کی قبروں سے استمداد کرنا اور منت مراد مانگنا آیا درست ہے اور کیا موتی اور عالم میں کچھ تصرف کر سکتے ہیں۔

(الجواب) اموات کو ثواب صدقات و قرآن شریف کا پہنچنا اور اموات کو احیاء کے دعاء و استغفار سے نفع پہنچنا نصوص قرآنی اور احادیث سے ثابت ہے کما فصله فی کتب الفقه۔ انکار اس کا جہل اور معصیت اور خرق اجماع ہے۔(۱) البتہ ایصال ثواب کے لئے شریعت میں کوئی دن مقرر نہیں ہے لہذا دوہم چہلم ششماہی برسی اور عرس و فاتحہ خوانی مروجہ یہ سب رسوم خلاف شریعت ہیں اور بدعت ہیں اور قبروں سے استمداد اور منت اور طلب مراد سب ناجائز ہے، اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کا کوئی تصرف اور اختیار نہیں۔

آیت لیس للانسان الا ما سعی کا صحیح مفہوم اور ایصال ثواب

(سوال ۳۱۵۸) آیت لیس للانسان الا ما سعی اور قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم . من عمل صالحاً فلنفسه و من اساء فعلیها کیا ان آیات سے موتی کو ایصال ثواب کرنے کا بطلان ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) شرح فقہ اکبر میں اس اعتراض (متعلق آیته ولیس للانسان الا ماسعی آیة) کو نقل کر کے یہ جواب دیا ہے کہ اس آیت سے ایصال ثواب ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب یہ فرمایا کہ ہر ایک انسان کے وہ ہے جو اس نے سعی کی تو ثواب پہنچانے والا سعی کرتا ہے اعمال خیر کا ثواب پہنچانے میں اموات کو۔ لہذا وہ سعی اس کی رائیگاں نہ جاوے گی بموجب اس آیت کے اور جس کو اس نے ثواب پہنچایا وہ پہنچے گا۔(۲) انتہی۔

---

(۱) ویقراء یٰسٓ وفی الحدیث من قراء لا خلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الا جر بعدد الا موات (در مختار) قوله ویقراء یٰسٓ لم اورد من دخل المقابر فقراء سورة یٰس خفف اللہ عنهم یومئذ وکان له بعددمن فیها حسنات الخ صرح علماء نا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوما او صدقة او غیرها کذا فی الهدایة الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴٤. ط.س. ج ۲ ص ۲٤۲) ظفیر.

(۲) اختلف فی العبادات البدنیة کا لصوم و الصلوٰة و قراءة القرآن والذکر فذهب ابو حنیفة واحمد وجمهور السلف الی وصولها الخ واستدل لا له بقوله سبحانه وان لیس للانسان الا ما سعی مد فوع بانه لم ینف انتفاع الرجل بسعی غیره وانما نفی ملکه بغیر سعیه وبین الا مرین فرق بین فاخبر اللہ تعالیٰ انه لا یملك الا سعیه واما سعی غیره فهو ملك لسعیه فان شاء ان یبذله لغیر وان شاء یبقه لنفسه وهو سبحانه لم یقل لا ینتفع الا بما سعی الخ (شرح فقه اکبر ص ۱٦۰) ظفیر.

اور یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ ما سعیٰ سے سعی ایمانی مراد ہے یعنی جس نے سعی ایمان حاصل کی یعنی ایمان لایا اور مومن مرا اسی کو دوسروں کے ثواب پہنچانے سے ثواب پہنچ سکتا ہے نہ کافر کو اور جب کہ احادیث صحیحہ سے ثواب پہنچنا اموات کو ثابت ہو گیا تو پھر ایسے شہادت واہیہ کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ ہی معنی قرآن شریف کے خوب سمجھتے تھے اور یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ الانسان سے مراد کافر ہے یعنی کافر کو ثواب نہیں پہنچتا۔ فقط۔

قبر پر قرآن پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۳۱۵۹) قبر پر قرآن شریف پڑھنا جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) ایصال ثواب میت کے لئے قبر پر قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچانا درست ہے۔ کذافی الشامی۔(۱) فقط۔

دفن کرنے والے کا مرنے والے کے گھر اسی دن کھانا کھانا کیسا ہے

(سوال ۳۱۶۰) ایک شخص مر گیا اس کے جو دفن کرنے والے ہیں اسی روز اس کے گھر کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں۔

(الجواب) میت کے گھر والوں کے لئے جو اقرباء میں سے کھانا آوے اس کا کھانا اہل میت کو درست ہے (دفن کرنے والے کا اہل میت کو کھانا پکانے پر مجبور کرنا اور کھانا مکروہ ہے۔)(۲) ظفیر۔

تمام مسلمانوں کو ایصال کرنا درست ہے

(سوال ۳۱۶۱) زید بعد تلاوت قرآن مجید ثواب اس کا بتوسط آنحضرت ﷺ و ازواج مطہرات و جملہ بزرگان دین کو بخش کر اپنے خاندان کے جملہ مردوں اور جمیع مومنین و مومنات کی روح کو بخش دیتا ہے ایسا کرنا چاہئے یا نہیں اور بہتر طریقہ ایصال ثواب کا کیا ہے۔

(الجواب) یہ طریقہ ایصال ثواب کا جس طرح زید کرتا اچھا ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور زید کو بھی ثواب حاصل ہوتا ہے۔(۳) فقط۔

تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھ کر بخش دے تو کیا ختم قرآن کا ثوب ملے گا

(سوال ۳۱۶۲) ایک مولوی صاحب وعظ میں فرمارہے تھے کہ اگر ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر جملہ مومنین کو ثواب بخش دے گا تو ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ ایک کلام مجید کا ثواب پہنچے گا یہ صحیح ہے یا

---

(۱) وبزيارة القبور الخ يقول السلام عليكم الخ وقراء يس (در مختار لما ورد من دخل المقابر فقراء سوره يس خفف الله عنهم يومئذ الخ (ردالمحتار باب صلوٰة الجنائز مطب فى زيارة القبور (ج ۱ ص ۸۴۳.ط.س.ج۲ص۲۴۲) ۱۲ ظفير.

(۲) وتر غيبهم فى الصبر وبا تخا ذ طعام لهم (در مختار) قا ل فى الفتح ويستحب لجيران اهل الميت والا قرباء الا باعد تهئية طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم لقوله صلى الله عليه وسلم اصنعو الآل جعفر طعاماً فقد جارهم ما يشغلهم حسنه الترمذى وصححه الحاكم ولا نه بر معروف الخ وقال ايضاً وقال يكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل الميت لانه شرع فى السرور لا فى الشرورو هى بدعة مستقبحة الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۱۸ .ط.س.ج۲ص۲۴۰) ۱۲ ظفير.

(۳) ويقراء من القرآن وما تيسر له من الفاتحة الخ ثم يقول اللهم او صل ثواب ما قراء نا ه الى فلان اواليهم الخ الا فضل لمن يتصدق نفلا ان ينوى لجميع المومنين و المومنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شئى (ردالمحتار باب صلاة الجنائز زيارة القبور ج ۱ ص ۸۴۴.ط.س.ج۲ص۲۴۲) ظفير.

نہیں۔

(الجواب) اس میں فقہاء کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ ہر ایک میت کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ تقسیم ہو کر پہنچتا ہے اور اس دوسرے قول کو موافق قیاس کے لکھا ہے، اور اللہ کے فضل سے بعید نہیں ہے کہ ہر ایک کو پورا پورا ثواب پہنچے (۱) اور یہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سورہ قل ہو اللہ کے ایک دفعہ پڑھنے سے ایک تہائی قرآن کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ (۲) فقط۔

کفن پر کلمہ لکھنا بے ادبی ہے

(سوال ۳۱۶۳) کفن میت پر کلمہ شریف لکھنے کا کیا حکم ہے۔

(الجواب) کلمہ شریف لکھنے میں سوء ادبی ہے اور ملوث بالنجاست کرنا ہے اس لئے محققین نے اس سے منع کیا ہے۔ (۳)

قبرستان میں پہنچ کر کیا کرنا چاہئے

(سوال ۳۱۶۴) قبرستان میں پہنچ کر کیا پڑھنا چاہئے اور درود شریف پڑھنا چاہئے کہ نہیں کیونکہ بعض کا خیال ہے کہ درود شریف صرف آنحضرت ﷺ پر مخصوص ہے۔

(الجواب) درود شریف بھی پڑھ سکتے ہیں اور طریق مشروع زیارت قبور کا یہ ہے کہ کہے السلام علیکم یا اهل القبور انتم لنا سلف وانا انشاء الله بکم لا حقون یغفر الله لنا ولکم اس کے بعد اگر قل ہو اللہ وغیرہ پڑھ کر ثواب پہنچاوے تو یہ بھی اچھا ہے۔ (۴) فقط۔

زبان سے ایصال ثواب کے لئے کیا کہا جائے

(سوال ۳۱۶۵) اور وقت ثواب رسانی کے اگرچہ نیت کا ہونا کافی ہے لیکن زبان سے جو کہا جائے وہ کن الفاظ سے وقت پہنچانے ثواب کے کہا جائے۔

(الجواب) یہ کہا جائے کہ یا اللہ اس عمل کا ثواب فلاں کو پہنچادے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) والا فضل لمن يتصدق نفلا ان ينوى لجميع المومنين والمومنات لا نها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شئى (ردالمحتار صلاة الجنائز مطلب فى القراءة للميت ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج۲ص۲۴۳) سئل ابن حجر المكى عما لو قرء لا هل المقبرة الفاتحة هل يقسم الثواب بينهم اويصل لكل منهم ثواب ذالك كاملا فاجاب بانه افتى جمع بالثانى وهو اللائق بسعة الفضل (ايضاً ج ۱ ص ۸۴۵. ط.س. ج۲ص۲۴۳) ظفير. (۲) وعن ابن عباس وانس بن مالك قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا زلزلت تعدل نصف القرآن وقل هو الله احد تعدل ثلث القران وقل يا ايها الكافرون تعدل ربع القران رواه الترمذى (مشكوٰة كتاب فضائل القران ص ۱۸۸) ظفير. (۳) وفى فتاوى المحقق ابن حجر المكى لشافعى سئل عن كتابة العهد على الكفن وهو لا اله الا الله الخ والقياس المذكور ممنون لان القصد لم التميز و هناك التبرك الخ فلا يجوز تعريضها للنجاسة (ردالمحتار مطلب فيما يكتب على كفن الميت ج ۱ ص ۷۴۷. ط.س. ج۲ص۲۴۶) ظفير. (۴) قال فى الفتح والسنة زيارتها قائما ولادعاء عند ها قائما كما كان يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الخروج الى البقيع ويقول السلام عليكم الخ وفى شرح اللباب ويقراء من ما تيسر له من الفاتحة و اول البقرة الى المفلحون واية الكرسى وامن الرسول وسورة يس وتبارك الملك وسورة التكاثر و الا خلاص التى عشرة مرة اوا حدى عشرة او سبعا او ثلاثا يقول اللهم او صل ثواب ما قرانا ه الى فلان او اليهم (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب زيارة القبور ج ۱ص ۸۴۳ و ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج۲ص۲۴۲) ظفير. (۵) ويقره من القران ما تيسر من الفاتحة الخ لم يقول اللهم او صل ثواب ما قراء نا ه الى فلان او اليهم (ردالمحتار باب الجنائز مطلب زيارة القبور ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج۲ص۲۴۲) ظفير.

اپنی زندگی میں کلمہ اور قرآن پڑھ کر اپنے لئے رکھا تو کیا مرنے کے بعد اس کا ثواب ملے گا

(سوال ۳۱۶۶) اگر کسی شخص نے اپنے لئے سوالاکھ کلمہ شریف اور ایک قرآن کا ثواب اپنی زندگی میں واسطے اپنی مغفرت کے امانت رکھا ہو بعد مرگ وہ ثواب اس کو پہنچے گا یا نہیں۔

(الجواب) کیوں نہیں (ضرور ملے گا)(۱)

ثواب پہنچانے والے کو بھی ثواب ملتا ہے

(سوال ۳۱۶۷) ثواب پہنچانے والے کو بھی کچھ ثواب یا نیکی ملتی ہے یا نہیں۔

(الجواب) ثواب ملتا ہے۔(۲) فقط۔

قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے

(سوال ۳۱۶۸) زید متبع شریعت ہے لیکن بکر نے ایک مرتبہ بچشم خود دیکھا کہ زید ایک بزرگ کے مزار پر گیا اور قبر پر پیروں کی طرف پیشانی رکھ دی اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر داہنی جانب کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی۔ زید کا یہ فعل جائز ہے یا نہ۔

(الجواب) زید کا یہ فعل بے شبہ ناجائز اور حرام ہے اور عام و خاص کسی کے لئے درست نہیں۔(۳) فقط۔

اہل ہنود کے بچے جہاں دفن ہوں وہاں پہنچ کر کچھ پڑھنا درست نہیں

(سوال ۳۱۶۹/۱) جس جگہ اہل ہنود کے صرف بچے ہی دفن ہوں وہاں اگر کوئی مسلمان آوے تو کچھ پڑھے یا خاموش رہے۔

ہنود کے بچے جنتی ہیں یا جہنمی

(سوال ۳۱۷۰/۲) وہ بچے ہنود کے جنتی ہیں یا جہنمی۔

(الجواب)(۱،۲) نابالغ بچے اہل ہنود کے جو مرتے ہیں وہ جنتی ہیں(۴) اور اہل ہنود کے قبرستان میں جہاں بچے ہی مدفون ہوں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

رات میں زیارت قبور جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۷۱) رات کے وقت قبور کی زیارت کرنا یعنی مردوں کے واسطے کچھ پڑھ کر بخشنا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) قال فی البحر من صلی او صام او تصدق و جعل ثوابه لغیره من الا موات والا حیاء جاز و یصل ثوابها الیهم عند اصل السنة والجماعة کذا فی البدائع وبهذا علم انه لا فرق بین ان یکون المجعول له میتا او حیاء والظاهر انه لا فرق بین ان ینوی عند الفعل للغیر او یفعله لنفسه (ردالمحتار باب الجنائز مطلب فی القراءة للمیت ج ۱ ص ۸۴۴. ط.س. ج۲ ص۲۴۳) ظفیر.

(۲) وفی الحدیث من قراء الا خلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الا جر بعدد الا موات الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القراءة للمیت ج ۱ ص ۸۴۴ .ط.س. ج۲ ص ۲۴۲) ظفیر.

(۳) وکذا ما یفعلون من تقبیل الا رض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی به اثمان لا نه یشبه عبادة الوثن وهل یکفران علی وجه العبادة ولتعظه وان علی وجه التحیة لا ، وصار اثما مرتکبا للکبیرة وفی الملتقط التواضع لغیر الله حرام (در مختار) وقال شمس الا ئمة السرخسی ان کان السجود لغیر الله تعالیٰ علی وجه التعظیم کفر، اه قال القهستانی وفی الظهیریة یکفر بالسجدة مطلقا (ردالمحتار کتاب الحظروالا باحة فصل فی الا ستبراء ج ۵ ص ط.س. ج٦ ص۳۸۳) ظفیر. (۴) وتوقف الا مام الا عظم فی سوال اطفال الکفرة ودخولهم الجنة وغیره حکم بذالك فیکونون خدم اهل الجنة (شرح فقه اکبر ص ۱۲۱)(۵) صرف مسلمانوں کے قبرستان میں پڑھنے کا حکم ہے۔ ظفیر۔

(الجواب) جائز ہے، لا طلاق قوله عليه الصلوٰة والسلام الا فزوروها ۔الحديث (۱) فقط۔

زیارت کرنے والوں کی اطلاع مردہ کو

(سوال ۳۱۷۲) اکثر کتب فقہ معتبرہ مثلاً شامی طحطاوی علی المراقی الفلاح۔ فتح القدیر میں محمد بن واسع کا فیصلہ یا قول اس طرح درج ہے فقد قال محمد بن واسع الموتى يعلمون بزوارهم يوم الجمعة ويوماً قبله ويوماً بعد شامي باب زيارة القبور ۔ وهكذافي الطحاوى على المراقى الفلاح۔ وشرح الصدور للعلامه السيوطى وفتح القدير۔ مگر علاوہ شامی کی باقی کتب میں لفظ بلغني ہے جو دلالت کرتا ہے کہ محمد بن واسع کو کسی غیر سے یہ قول پہنچا ہے اور شامی میں لفظ بلغني نہیں ہے جو دلالت کرتا ہے کہ یہ فیصلہ یا حکم خود محمد بن واسع کا ہے ۔عبارت شامی کو معتبر سمجھا جاوے یا دیگر کتب کو کیا یہ فیصلہ درست ہے۔

(الجواب) شامی کی عبارت کا یہ مطلب لینا چاہئے فقد قال محمد بن واسع (۲) نا قلاً عن السلف الخ پس اس صورت میں کچھ تعارض مابین عبارت شامی وعبارت دیگر کتب نہ رہے گا جس کی وجہ سے کسی کی تغلیط کی جاوے بلکہ تطبیق دونوں میں ہو گئی اور ظاہر یہی ہے کہ محمد بن واسع اس قول کو سلف سے نقل فرما رہے ہیں از خود نہیں کہتے پس لفظ بلغني کو بحالہ رکھنا چاہئے اور پہلی عبارت میں تاویل کرنی چاہئے۔ فقط۔

صاحب زکوٰۃ کو ثواب کی نیت سے کھلانا کیسا ہے

(سوال ۳۱۷۳) ایک مولوی اور حافظ صاحب زکوٰۃ ہیں۔ ان کو بزرگ سمجھ کر کھانا کھلایا جاوے اور اس کا ثواب نبی کریم ﷺ و خلفائے راشدین اور اپنے احباب کی ارواح کو پہنچانا درست ہے یا نہیں اور ثواب پہنچتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) فقراء کو کھلانے میں زیادہ ثواب ہے اگر اخلاص نیت کے ساتھ ہو۔

قبر کے گرداگرد پختہ کرنا

(سوال ۱/ ۳۱۷٤) لحد کو خام رکھنا اور باقی گرداگرد قبر کو پختہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔

مزار کے پہلو میں مسجد بنانا کیسا ہے

(سوال ۲/ ۳۱۷۵) پہلو مزار پر مسجد بنانا اور مستفیضان کی لئے حجرہ تیار کرنا کیسا ہے۔

بزرگان دین کی قبریں پختہ کیوں بناتے ہیں

(سوال ۳/ ۳۱۷٦) متقدمین و بزرگان دین کے جو مقابر بلاد عرب وہند وغیرہ میں موجود ہیں علماء نے ان کی پختگی کیسے جائز فرمائی؟

(الجواب) (۱) وعن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبور وان يكتب عليها وان تو طأ رواه (۳) الترمذى وفي الدر المختار لا الآجر المطبوخ الخ ۔(٤)

---

(۱) دیکھئے مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور فصل اولی ص ۱۵٤ .ط.س. ج ۲ ص ۲٤۲ . ۱۲ ظفیر.
(۲) سوال میں جو عبارت نقل کی ہے جواب میں اسی کا حوالہ ہے اس کے لئے دیکھئے ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی زیارت القبور ج ۱ ص ۸٤۳) ۱۲ ظفیر. (۳) ترمذی، باب ماجاء فی کراهیة تجصیص القبور والکتابة علیها ۱۲ ظفیر.
(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷ .ط.س. ج ۲ ص ۲۳۲ . ۱۲ ظفیر.

اس حدیث اور روایت کتب فقہ سے معلوم ہوا کہ کسی میت کی قبر کو پختہ کرنا درست نہیں ہے اور تعویذ قبر کو خام چھوڑنا اور گرد اگرد پختہ کرنا بھی درست نہیں ہے۔

(۲) قریب مزار کے مسجد کو ہونا اور حجروں کا ہونا کچھ حرج نہیں ہے۔ قبر سامنے نمازی کے نہ ہو تو قبرستان میں نماز پڑھنے میں کچھ نہیں ہے

(۳) حکم شرعی حدیث مذکور نمبر ا وروایت فقہیہ مذکورہ نمبر ا سے واضح ہو گیا اور علامہ شامی نے بدائع سے نقل فرمایا ہے قوله المطبوخ صفة كا شفة قال في البدائع لانه يستعمل للزينة ولا حاجة للميت اليها و لانه مما مسته النار فيكره ان يجعل على الميت تفاؤ لا ۔(۱) اس روایت بدائع سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ پختہ اینٹ قبر پر لگانا دو وجہ سے مکروہ ہے، ایک یہ کہ میت کو زینت اور آراستگی کی ضرورت نہیں دوسرے وہ آگ میں پکی ہے، تفاؤلاً میت کے قریب ایسی چیز نہ رکھی جائے جس کو آگ میں پکایا ہو۔ اور بزرگان دین نے اس کو پسند نہیں فرمایا، کسی دوسرے شخص نے اگر کسی بزرگ کی قبر کو پختہ کر دیا تو اس میں اس بزرگ کے ذمہ کچھ مواخذہ نہیں۔

کلام مجید اور کتب تفسیر ہدیہ کر کے ثواب پہنچانا

(سوال ۳۱۷۷) سیدہ بیوہ عورت اپنے شوہر متوفی کی روح کو ثواب پہنچانا چاہتی ہے اور ہندہ خود مالک و مختار ہے، کوئی لڑکا وغیرہ نہیں ہے لہذا جس طرح جائز ہو ویسا کیا جاوے کلام مجید و تفسیر و حدیث شریف کی کتابیں ہدیہ لے کر کسی عالم یا حافظ یا طالب علم کو دے کر موتی کو ثواب بخشنا جائز ہے یا نہیں اور کچھ روپیہ مسجد کی مرمت اور مدارس اسلامیہ میں دے کر موتی کو ثواب پہنچانا جائز ہے یا نہ۔ یا بلا تاریخ مقررہ کے دعوت عالم حافظ نمازی وغیرہ کی کر کے کھانا کھلا کر موتی کو ثواب بخش دینا جائز ہے یا جو طریقہ مناسب ہو اس طریق سے کیا جاوے۔

(الجواب) یہ طریقے ثواب رسانی کے عمدہ اور مستحسن ہیں خواہ مدارس اسلامیہ میں طلبہ مساکین کی امداد کے لئے کچھ نقد و کپڑا وغیرہ دیں یا کتب حدیث و تفسیر و فقہ خرید کر مدرسہ میں وقف کر دیں تاکہ طلبہ ان سے ہمیشہ نفع اٹھاتے رہیں اور میت کو ہمیشہ ثواب پہنچتا رہے اور بلا تعیین تاریخ اور دن فقراء کو کھانا کھلانا اور ثواب میت کو پہنچانا بھی درست ہے اور میت کو ثواب پہنچے گا۔ اور قرآن شریف و کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب پہنچانا بھی اچھا ہے۔(۲)

مردہ دفن کرنے سے پہلے قبرستان سے جانا چاہئے تو کیا ورثاء میت سے اجازت ضروری ہے

(سوال ۳۱۷۸) جنازہ کی نماز پڑھ کر میت کو دفنانے سے پہلے اگر کوئی شخص قبرستان سے جانا چاہے تو میت کے ورثاء سے اجازت لینے کی ضرورت ہے یا نہیں

(الجواب) اجازت لینے کی ضرورت نہیں البتہ دفنا ے سے پہلے چلے آنے میں بنسبت بعد دفنانے کے آنے سے

---

(۱) ردالمحتار باب الجنائز مطلب في دفن الميت ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج۲ ص ۲۳۶ ۱۲ ظفير.

(۲) صرح علماء نا الخ بان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوما او صدقة او غيرها كذا في الهدايه (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القراءة للميت ج ۱ ص ۸٤٤. ط.س. ج۲ ص ۲٤۳) ظفير.

ثواب کم ہو جاتا ہے۔(۱)فقط۔

قرآن خوانی اور ایصال ثواب کے لئے تیسرے دن کی قید ضروری نہیں

(سوال ۳۱۷۹)میت کے سویم کے دن قرآن پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)اصل یہ ہے کہ اگر قرآن شریف بلا معاوضہ پڑھ کر میت کو ثواب پہنچایا جائے تو ثواب پہنچتا ہے۔(۲)مگر کسی دن اور تاریخ کی تخصیص نہ ہو اور اگر اس طور سے ہو جیسا کہ اکثر اس زمانہ میں مروج ہے کہ تیسرے دن بچوں اور بڑوں سے قرآن شریف پڑھوا کر ان کو پیسے وغیرہ تقسیم کئے جاتے ہیں تو یہ جائز نہیں ہے اور اس میں میت کو ثواب نہیں پہنچتا۔ فقط۔

نویں فصل
متفرقات

میت کی تعظیم کے لئے اٹھنا کیسا ہے

(سوال ۳۱۸۰)میت کی تعظیم کو اٹھنا کیسا ہے

(الجواب)میت کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہونا حدیث شریف میں آیا ہے، لہذا اس میں کچھ حرج نہیں ہے(۴)فقط۔

قبر پر خوبصورتی کے لئے پھول ڈالنا کیسا ہے

(سوال ۳۱۸۱)اگر کوئی شخص قبر پر پھول بطور خوبصورتی کے رکھ دے تو کچھ حرج ہے یا نہیں۔

(الجواب)قبر پر پھول وغیرہ ڈالنا نہ چاہئے۔(۵)فقط۔

---

(۱)لما في ابن ماجة عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلي على جنازة ثم اتى القبر فحثي عليه (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۸)عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اتبع جنازة مسلم ايمانا واحتسابا وكان معده حتى يصلى عليها ويفرغ من دفنها فانه يرجع من الا جربقيراطين كل قيراط مثل احد ومن صلى عليها ثم رجع قبل ان تدفن فانه يرجع بقيراط . متفق عليه (مشكوة باب المشي بالجنازة الخ ص ۱۴۴) ظفير.

(۲)وفي شرح اللباب ان يقراء من القران ما تيسر له من الفاتحة واول البقرة الي المفلحون واية الكرسي وامن الرسول وسورة يس الخ ثم يقول او صلى ثواب ما قراء نا ه الى فلان او اليهم (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القراء ة للميت ج ۱ص ۸۴۴.ط.س.ج۲ص۲۴۳)

(۳)ويكره اتخاذا الطعام في اليوم الا ول والثالث وبعد الا سبوع الخ واتخاذ الدعوة لقراء ة القرآن الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۲.ط.س.ج۲ص ۲۴۰) ظفير.

(۴)عن عبدالرحمن بن ابی ليلیٰ قال كان سهل بن حنيف وقيس بن سعد قاعدين بالقادسية فمر عليهما بجنازة فقا ما فقيل لهما انها من اهل الذمة فقالا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مرت به جنازة فقام فقيل له انها جنازة يهودي فقال اليست نفسا متفق عليه (مشكوة باب المشي بالجنازة ص ۱۴۷) اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث اس مضمون کی اسی باب میں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے قیام کا حکم تھا پھر وہ حکم منسوخ ہو گیا لیکن جواز پھر بھی باقی رہا، اور یہ کھڑا ہونا دراصل خالق النفس اور ملائکہ کی تعظیم کے لئے ہے واللہ اعلم ۱۲ظفیر۔

(۵)یوں رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، وضع الورد و الريا حين على القبور حسن وان تصدق بقيمة الو رد كان احسن (عالمگيری كتاب الكراهية باب السادس عشر ج ۵ ص ۳۶۳.ط.س.ج۵ص ۳۵۱) اس سے معلوم ہوا کہ اچھا یہ ہے کہ اس کی قیمت ایصال ثواب کی نیت سے صدقہ کر دی جائے اور اس زمانہ میں چونکہ پھول چادر چڑھانے کا رواج ہے اور اسے کار ثواب سمجھ لیا گیا ہے اس لئے یہ سب بدعات میں داخل ہیں اور ان سے اجتناب ضروری۔ واللہ اعلم ۱۲ظفیر مفتاحی۔

ادائے قرض اگر مرنے کے کچھ دنوں بعد ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۱۸۲) زید متوفی کے ذمہ قرض باقی رہ گیا اس کے ورثاء نے کسی قدر عرصہ گذرنے کے بعد ادا کیا تو قبل ادا کرنے کے عدم ادائے قرض کا عذاب قبر میں ہوتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اگر قبل ادائے دین عذاب قبر ہوا ہوگا تو وہ عذاب ادائے دین کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ مرتفع ہوگیا حتیٰ الوسع ادائے دین میت میں جلدی کی جائے کیونکہ احادیث میں دین کے متعلق سخت وعید وارد ہے۔(۱) فقط۔

کسی ولی کی قبر پر قصد کر کے جانا کیسا ہے

(سوال ۳۱۸۳/۱) کسی بزرگ یا ولی یا پیر کے مزار پر قصد کر کے اور سفر کر کے جانا کیسا ہے۔

اپنے والدین کے مزار پر غیر ملک میں جانا کیسا ہے

(سوال ۳۱۸٤/۲) لڑکا اپنے والدین کی مزار پر غیر ملک میں جاسکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب)(۱) بغیر کسی خاص دن کی تعیین کے اگر کبھی چلا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔(۲) اولیاء اللہ کے مزارت پر جانا برکت سے خالی نہیں۔(۲) جاسکتا ہے۔(۳) فقط۔

روح کے گھر میں آنے کی روایت محقق نہیں

(سوال ۳۱۸۵) شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ مفید المفتی میں روح کے تعلق کی بابت فرماتے ہیں کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ روایت ہے ابو ہریرہؓ سے اذا مات المومن دار روحه حول داره شهرا فينظر الى خلفه من ماله كيف يقسم ماله و كيف يودى دينه فاذا تم شهر رد الى حضرته فيدور حول قبره حولاً وينظر روحه من يدعوله ويحزن عليه فاذا تم سنة رفع الى حيث يجمع الخلائق الى يوم ينفخ فى الصور. انتهیٰ۔ اور مولانا عبدالحی صاحب بجواب استفتاء نمبر ۱۳۱۷ ارقام فرماتے ہیں، ظاہر احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد قبض کے روح علیین کو جاتی ہے۔ روایت بزازیہ میں ہے فاذا خرجت روحه وضعت على ذالك المسك والريحان وذهب به الى عليين اور یہ امر کہ ایک چلہ گھر میں اور ایک سال قبر پر رہ کر علیین کو جاتی ہے ثابت نہیں ہے، اس میں محقق قول کون ہے۔

(الجواب) اس میں محقق قول یہ ہے کہ جو کہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے لکھا ہے۔(۴)

---

(۱) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال مطل الغنى ظلم متفق عليه (باب المشكوٰة الا نظار والا فلاس فصل اول) اى تاخيره اداء الدين عن وقته الى وقت ظلم فان المطل منع اداء ما استحق اداء ه وهو حرام من المتمكن (مرقاة شرح مشكوٰة باب ايضاً ج ۳ ص ۳۳۷) ظفير.

(۲،۳) بزيارة القبور ولو للنساء لحديث كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها ويقول السلام عليكم دار قوم مومنين وانا انشاء الله بكم لا حقون ويقرأيس الخ (در مختار) قوله بزيارة القبور اى لا باس بها بل تندب كما فى البحر الخ و تزار فى كل سبوع كما فى مختارات النوازل، قال فى شرح الباب المناسك الا ان الا فضل يوم الجمعة والسبت والا ثنين والخميس الخ وفيه ويستحب ان يزور شهداء جبل احدا لخ قلت استفيد منه ندب الزيارة وان بعد محلها الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فى زيارة القبر ج ۱ ص ۸٤۳. ط.س. ج۲ص ۲٤۲) ظفير.

(٤) اخرج البزاز بسند صحيح عن ابى هريرة رفعه الخ ان المومن تصعد روحه الى السماء فتاتيه ارواح المومنين الخ عن الحسن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مات العبد تلقى روحه ارواح المومنين (شرح الصدور ص ٦٠) ظفير.

جمعہ کو فاسق مر جائے تو حساب ہو گا یا نہیں

(سوال ۳۱۸۶) اگر جمعہ کے روز فاسق و فاجر مر جائے اس سے حساب منکر نکیر کا اور ضغطہ قبر کا ہو گا یا نہیں، اور روز جمعہ کے بعد پھر عود کرے گا یا نہیں۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے مامن مسلم یموت یوم الجمعة اولیلة الجمعة الا وقاه الله فتنة القبر۔(۱) قال القاری فی شرح المرقاة فتنة القبر ای عذابه وسواله وهو یحتمل الا طلاق والتقیید الاول هو الا ولی بالنسبة الی فضل المولی۔(۲) اور اس کے بعد شارح موصوف نے چند روایات اس بارہ میں نقل فرمائی ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ پھر عذاب نہ ہو گا۔ اور شامی میں نقل ہے کہ جمعہ کے روز عذاب منقطع ہو کر پھر نہ ہو گا۔(۳) فقط۔

میت کے روح گھر میں آتی ہے یا نہیں اور خواب میں کیوں آتی ہے

(سوال ۳۱۸۷) میت کی روح مکان میں آتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں آتی تو خواب میں کیوں نظر آتی ہے۔

(الجواب) خواب میں کسی میت کا نظر آنا اور اس کو مقتضی نہیں ہے کہ اس کی روح مکان میں آوے بلکہ خواب میں نظر آنا بسبب تعلق روحانیت کے ہے مکان سے اس کو کچھ تعلق آنے کا نہیں ہے۔ بہت سے زندہ لوگوں کو جو دور دراز پر ہیں خواب میں دیکھا جاتا ہے، پس خواب کا قصہ جدا ہے، اجسام ظاہری کا اتصال اس کے لئے ضروری نہیں ہے عالم ارواح دوسرا عالم ہے۔ فقط۔

بے نمازی کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے اس کو گھسیٹا نہ جائے

(سوال ۳۱۸۸) بعض دیہات و شہر میں بے نمازی کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے بلکہ اس کو باندھ کر گھسیٹتے ہیں۔ یہ عمل شریعت میں درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) حدیث شریف میں ہے صلو اعلی کل بر و فاجر۔(۴) یعنی ہر ایک نیک و بد کی نماز جنازہ پڑھو۔ پس یہ عمل ان لوگوں کا درست نہیں ہے کہ بے نمازی کے جنازہ کو گھسیٹ اور بلا نماز دفن کریں، ایسا کرنا حرام ہے۔

صاحب مزار سے دعا کی درخواست جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۸۹) بروئے مذہب احناف بزرگان دین کے مزارات پر جا کر یہ عرض کرنا کہ آپ مقبول خداوندی ہیں، آپ ہمارے لئے دعا کر دیجئے کہ ہماری فلاں مراد پوری ہو جائے۔ یہ جائز ہے یا نہ۔

امام اعظمؒ کے نزدیک بعد وفات بزرگان دین سنتے ہیں یا نہیں

(سوال ۳۱۹۰/۲) امام صاحب کے نزدیک بزرگان دین بعد وفات زائرین کی باتیں سنتے ہیں یا نہیں۔

---

(۱) مشکوٰۃ باب الجمعة عن الترمذی وغیرہ ۱۲ ظفیر۔
(۲) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الجمعه ج ۲ ص ۱۱۲۔ ۱۲ ظفیر۔(۳) ثم ذکران من لا یسئل ثمانیة الشهید الخ والمیت یوم الجمعة اولیلتها (ردالمحتار باب الجنائز۔ مطلب ثمانیة لایسئلون فی قبورهم۔ط۔س۔ج۲ص۱۹۲۔۱۲ ظفیر۔
(۴) شرح فقه اکبر ص ۹۱ ۱۲ ظفیر۔

کیا امام صاحبؒ نے کسی کو قبر سے التجا کرنے سے روکا تھا

(سوال ۳/۳۱۹۱) کیا یہ صحیح ہے کہ امام صاحب موصوف نے کسی شخص کو کسی قبر پر اہل قبر سے کچھ عرض و معروض کرتے دیکھا تو فرمایا کہ تو ایسے سے التجا کرتا ہے جو سن بھی نہیں سکتا۔

امام صاحب کی تائید میں جو آیت ہو یا حدیث پیش کی جائے

(سوال ۳۱۹۲/٤) اگر کوئی آیت یا حدیث امام صاحب کے قول کے تائید میں ہو تو وہ بھی تحریر فرمایئے۔

(الجواب) (ا تا ۴) سماع موتی میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہؓ کے زمانہ سے ہے۔ بہت سے ائمہ سماع موتی کے قائل ہیں اور حنفیہ کی کتب میں بعض مسائل ایسے مذکور ہیں جن سے عدم سماع موتی معلوم ہوتا ہے۔ مگر امام صاحبؒ سے کوئی تصریح اس بارہ میں نقل نہیں کرتے اور استدلال عدم سماع کا آیۃ انك لاتسمع الموتی وغیرہ سے کرتے ہیں۔ اور مجوزین کا استدلال حدیث ما انتم باسمع منهم الخ اور حدیث سماع قرع نعال سے ہے اور آیت مذکورہ کا یہ جواب دیتے ہیں کہ نفی سماع قبول کی ہے۔ غرض یہ کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔(۱) اور قول فیصل ہونا اس میں دشوار ہے۔ پس عوام کو سکوت اس میں مناسب ہے جب کہ علماء کو بھی اس میں تردد ہے اور دلائل فریقین موجود ہیں اور جب کہ سماع موتی میں اختلاف ہوا تو اس میں بھی اختلاف ہوا کہ بزرگان دین کے مزارات پر اس طرح دعا کرنا کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میری فلاں حاجت پوری فرمادے۔ یہ بھی مختلف فیہ ہوگا۔ البتہ احوط یہ ہے کہ اس طرح دعا کرے کہ یا اللہ اپنے اس نیک بندے کی برکت سے میری دعا قبول فرما اور میری حاجت پوری فرما۔(۲)

فرشتوں کے متعلق غلط عقیدہ

(سوال ۳۱۹۳) ایک شخص حالت سکتہ میں تھا، عزرائیل علیہ السلام اس کی روح قبض کر لے گئے اور دوزخ میں ڈال دیا، اس کے بعد خداوند عالم نے عزرائیل علیہ السلام سے کہا کہ تم سے غلطی ہوئی اسی نام کا ایک دوسرا شخص ہے اس کی روح قبض کر لاؤ اس کو چھوڑ دو مگر فرشتوں نے نہیں چھوڑا۔ مردہ کو علم ہو گیا، اس نے چیخ و پکار کی۔ آخر فرشتوں نے توشہ کی روٹیاں جو جنازہ کے ساتھ رکھی جاتی ہیں رشوت لے کر چھوڑ دیا۔ کیا فرشتوں کا حکم عدولی کرنا اور رشوت لینا اور ایسی غلطی کرنا ممکن ہے۔

(الجواب) ملائکہ کرام کے بارے میں وارد ہے لا یعصون الله ما امرهم ویفعلون ما یؤ مرون.(۳) یعنی وہ کسی امر میں اللہ کے حکم کا خلاف نہیں کرتے اور ان کو جو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں، پس ان کی نسبت ایسا اعتقاد غلط اور باطل اور کذب و افتراء ہے۔ فقط۔

مرنے کے بعد روح کہاں رہتی ہے اور قبر میں سوال و جواب

(سوال ۳۱۹٤) مرنے کے بعد جو سوال وغیرہ ہوتے ہیں تو روح مرنے کے بعد آسمان پر چلی جاتی ہے پھر قبر

---

(۱) حوالہ گذر چکا ۱۲ ظفیر۔

(۲) دکرہ قوله بحق رسلك وانبيائك و اوليائك او بحق البيت لا نه لا حق للخلق على الخالق تعالىٰ (در مختار) قوله كره الخ هذا لم يخا لف فيه ابو يوسف بخلاف مسئلة المتن السابقة الخ وجاء في الا ثار مادل على الجواز (ردالمحتار كتاب الحظر والا باحة فصل في البيع ج ٥ ص ٣٤٩ .ط.س.ج٦ص ٣٩٧)ظفير .(٣)سورة التحريم. ١

میں لائی جاتی ہے یا جسم میں بند کردی جاتی ہے۔

(الجواب) جسم سے روح کو تعلق رہتا ہے۔(۱) فقط

غیر انسانوں کی ارواح

(سوال ۳۱۹۵) انسانوں وغیرہ کے سوا باقی حیوانات کی ارواح کہاں رہتی ہیں۔

(الجواب) حدیث میں ہے کہ حیوانات بعد ایک دوسرے سے بدلہ لینے دینے کے فنا کر دیئے جائیں گے۔(۲) فقط۔

بوہرے کے عقائد اور ان کے متعلق چند سوالات

(سوال ۳۱۹۶) یہاں ہر ایک فرقہ ہے جس کو بوہرے کہتے ہیں۔ یہ لوگ داؤدی شیعہ ہیں ان میں ایک جماعت ایسی تیار ہوئی ہے جو اس کے لئے جدو جہد کررہی ہے کہ مذکور فرقہ میں اصلاح ہو جائے۔ تمام فرقے سورت کے ملا طاہر سیف الدین کے ماتحت ہیں جن کو آسمان کے نیچے خدا مانا جاتا ہے، نعوذ باللہ۔ اس اصلاح کن جماعت نے ملا مذکور کے خلاف علم جہاد بلند کیا ہے، اس لئے تمام فرقہ نے انہیں خارج از جماعت کردیا ہے، اس اصلاح پسند جماعت کے خیالات مجملاً حسب ذیل ہیں۔

قرآن کو مکمل کہنا۔ صحابہ کرام پر تبرا کرنا سخت گناہ ہے، ملا مذکور کو ایک انسان کی حیثیت سے زیادہ مرتبہ دینا معصیت ہے۔ ملا مذکور کی بیعت کے بغیر کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ سراسر لغو اور بیہودہ خیال ہے۔ غرض کہ ان میں اور اہل سنت میں یہ فرق ہے کہ وہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے مقلد نہیں۔ علاوہ ازیں موجودہ تحریک خلافت کے بہت بڑے موید اور سرگرم کارکن ہیں۔ اس اصلاح پسند جماعت کا یہاں صرف ایک گھر ہے، چند روز ہوئے ان کے یہاں ایک بیوی کا انتقال ہوگیا جو کہ خود بھی ایسی ہی روشن خیال تھی، قوم نے چونکہ ان سے مقاطعت کرلی ہے اس لئے کوئی ان کی میت میں نہیں آیا، اس لئے اہلسنت نے باقتضائے اخوت اسلامی میت کی تجہیز و تکفین میں شرکت کی اور امداد کی اور جنازہ کی نماز بھی پڑھی ہم لوگوں نے میت کے ولی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی جو کہ اصلاح پسند جماعت کا سرگروہ ہے۔

نماز جنازہ پڑھانے کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ امام نے کتاب میں دیکھ کر دعا پڑھی پھر نماز کی نیت کی پانچ تکبیروں کے ساتھ اور جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اسی طرح نماز پڑھی فرق اس قدر ہے کہ ہاتھ میں کتاب لے کر پڑھی، پانچ تکبیرات سے۔ عوام اعتراض کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی وہ اہل سنت سے خارج ہوگئے...... دریافت طلب امور درج ذیل ہیں۔

---

(۱) واختلاف کردہ اند کہ عذاب در قبر زندہ گردانیدن میت است یا در مقابلہ داشتن روح با وے یا بوئی دیگر کہ پروردگار تعالیٰ خواہد و باید دریافت کنہ حقیقت آں راہ نباشد و حق آنست کہ باحیاء است، چنانکہ ظاہر احادیث دال است بر اں الخ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۳ لباب اثبات عذاب القبر) ظفیر۔

(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتودن الحقوق الی اهلها یوم القیامة حتی یقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء رواه مسلم (باب الظلم ص ۴۳۵) وهذا تصریح بحشر البهائم یوم القیامة واعادتها کما اهل التکلیف من الآدمیین والاطفال الخ واما القصاص من القرناء للجلحاء فلیس فمن قصاص التکلیف بل هو قصاص مقابلة الخ (مرقة ج ۴ ص ۷۶۱) ظفیر.

(۱) میت کی اس کسمپرسی میں ہمارا کیا فرض تھا۔
(۲) مذکور بالا عقائد والے کے پیچھے فرض و سنت اور نماز جنازہ ہو سکتی ہے یا نہیں۔
(۳) شیعہ کے پیچھے نماز فرض و نماز جنازہ ہو سکتی ہے یا نہیں
(۴) بصورت جواز لعن طعن کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے۔
(۵) بصورت عدم جواز مصلی کافر یا گنہگار ہوئے۔

(الجواب) اہل سنت و جماعت کے نزدیک نماز جنازہ کے لئے وہی جملہ شرائط ہیں جو دیگر نمازوں کے لئے ہیں۔ سوئے قراءۃ اور رکوع و سجود وغیرہ کے جو کہ کتب فقہ میں مذکور ہیں اور جو امور دیگر نمازوں کو فاسد کرتے ہیں وہی نماز جنازہ کو فاسد کرتے ہیں، جیسا کہ شامی میں ہے۔ **وفی البحر ویفسد هاما یفسد الصلوٰة الا المحاذات الخ۔**(۱) پس کتاب ہاتھ میں رکھ کر اور اس میں دیکھ کر نماز جنازہ پڑھنا مفسد صلوٰۃ ہے، لہذا وہ نماز نہیں ہوئی۔ باقی جو خیالات و عقائد سوال میں اصلاح پسند جماعت کے لکھے ہیں یہ جہاں تک بھی ہیں صحیح ہیں اور اہل سنت و جماعت کے قریب ہیں سوائے اس کے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید سے علیحدہ رہنا بھی ایک آزادی کا سامان ہے اور عدم تقلید اکثر مفضی ہو جاتی ہے اہل سنت و جماعت کی مخالفت کی طرف۔ بہر حال جو کچھ اصلاح ہو سکے اس میں سعی کرنا مناسب ہے۔ اور جملہ مدارج اسلام کے طے کر کے اہل سنت و جماعت ہی ہونا چاہئے۔(۲) اور اصلاح پسند جماعت کی میت کی اگر اہل سنت و جماعت نے تجہیز و تکفین میں اعانت کی تو یہ شرعاً ممنوع نہیں ہے بلکہ بحالت مذکورہ ضروری تھا اور ایسی کس مپرسی کی حالت میں اہل سنت و جماعت اہل اسلام کو یہی لازم تھا کہ وہ تجہیز و تکفین اس میت کی کریں اور اس کی ہر قسم کی امداد کریں۔ البتہ نماز کا امام اس شخص کو بنانا جس نے بطریق مذکور نماز پڑھائی جو کہ شرعاً جائز نہیں ہوئی، جائز نہیں تھا اور جب کوئی امام اس گروہ میں کا شخص ہوا تھا تو اس کو نماز حسب قاعدہ اہل سنت و جماعت پڑھنی چاہئے تھی، ورنہ اہل سنت و جماعت کو اس کے پیچھے نماز میں شرکت نہ کرنی چاہئے تھی، خیر جو کچھ ہو لیا سو ہو لیا لعن طعن کرنے کی ان کو ضرورت نہیں ہے، آئندہ اس میں احتیاط کرنی چاہئے اور جب کہ اصلاح پسند جماعت نے اصلاح کرنے کی ہمت کی ہے تو پوری طرح اصلاح کرنی چاہئے کیونکہ فقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت ہی ہے۔(۳) ازروئے حدیث شریف کے سر مو اس جماعت سے علیحدہ ہونا چاہئے۔

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست ‏ ‏ ‏ میان دیدہ اگر نیم موست بسیار است

شیعہ یا بوہرہ کے لئے ایصال ثواب اور ان کی نماز جنازہ میں شرکت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۹۷) شیعہ یا بوہرہ کی نماز جنازہ یا قرآن خوانی بغرض ایصال ثواب یا تعزیت کے وقت دعا مغفرت کرنا یا

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱۱. ط.س. ج۲ص۲۰۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتي علی ثلث و سبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا علیه و اصحابی رواه الترمذی (مشکوٰة باب اعتصام ص ۳۰) ظفیر.
(۳) وبهذا ظهران الرافضی ان کان ممن یعتقد الا لوهیة فی علی وان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة الخ (ردالمحتار النکاح فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸. ط.س. ج۳ص۴۲).

میت کی ہمراہ قبرستان تک جانا اہل سنت والجماعت کو درست ہے یا نہیں۔
(الجواب) نماز جنازہ پڑھنا اور مغفرت ان کے لئے کرنا درست نہیں ہے۔ اور قبرستان تک جانے نہ جانے میں یا تعزیت اداکرنے نہ کرنے میں اپنے مصالح اور ضرورت کے موافق عمل در آمد کرے۔(۱) فقط۔

شیعہ کا جنازہ رسماً زمین پر رکھنا کیسا ہے

(سوال ۳۱۹۸) جب شیعہ جنازہ کو قبرستان تک لے جاتے ہیں تو راستہ سے ہٹا کر جنازہ زمین پر پانچ منٹ کے واسطے رکھ دیتے ہیں ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔
(الجواب) یہ توقف بلاوجہ شرعی جائز نہیں ہے۔ احادیث میں جنازہ کو جلد لے جانے کا حکم ہے۔(۲) فقط۔

ڈرانے کے لئے یہ حکم نکالنا درست ہے کہ جو پنجوقتی نماز نہ پڑھے گا اس کی نماز جنازہ جائز نہیں

(سوال ۳۱۹۹) میں نے لوگوں کو نماز کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایک حکم نکالا ہے وہ یہ کہ تارک نماز کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ ایسا حکم دینا تخویفاً و تحدیداً جائز ہے یا نہیں۔
(الجواب) ایسا حکم کرنا درست نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے صلوا علیٰ کل بر و فاجر الحدیث۔ اور ظاہر ہے کہ تارک نماز بھی فاسق فاجر ہے، کافر عند الجمہور نہیں ہے، اور فقہاء نے باغی وغیرہ کو جو مستثنیٰ کیا ہے اس میں بھی تارک نماز اور ہر ایک فاسق کو داخل نہیں کیا، لہذا بالکل بلا ادائے نماز جنازہ مسلمانوں کو دفن کر دینا درست نہیں ہے، اس طرح لونڈی بھڑوں کو جو مسلمان کہلاتے ہیں بدون نماز کے دفن کر دینا یا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا جائز نہیں ہے، البتہ عبرت کے لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ تارک نماز وغیرہ فساق کی نماز مقتدا لوگ نہ پڑھیں بلکہ عوام لوگوں سے کہہ دیں کہ تم نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دو تاکہ تارکین نماز کو آئندہ عبرت ہو۔ کما ورد فی الحدیث۔(۳) فقط۔

بحث سماع موتیٰ

(سوال ۳۲۰۰) آپ کا فتویٰ پہنچا، حال معلوم ہوا، جواباً گذارش ہے کہ جب میت کو زائر کا علم و ادراک ہے اور سماع نہیں، یہ ایک ایسا عقیدہ لاینحل ہے کہ خاکسار کی سمجھ میں نہیں آتا میت کو زائرین کا علم ہو اور ادراک بھی ہو اور سماع نہ ہو یہ عجیب تماشا ہے، بجز دیکھنے اور سننے کے علم یا ادراک نہیں ہوتا پھر اموات کس طرح معلوم کر لیتی ہیں۔
(الجواب) اس بارہ میں بندہ نے وہی لکھا ہے جو حضرت عائشہؓ نے فرمایا تھا جب ان سے یہ کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے اہل قلیب بدر کے بارہ میں فرمایا ہے ما انتم باسمع منهم کہ تم اموات سے زیادہ سننے والے نہیں ہو تو

---

(۱) ویقال فی تعزیة المسلم بالکا فراعظم الله اجرك واحسن عزاك الخ (عالمگیری جنائز ج ۱ ص ۱۵۷ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۶۷) ظفیر.
(۲) ویسرع بها بلا خبب الخ وکره تاخیر صلاته ودفنه لیصلی علیه جمع عظیم بعد صلاة الجمعة (در مختار) للحدیث اسرعوا بالجنازة فان کانت صالحة فلعلموها الی الخیرو ان کانت غیر ذالك فشر تضعونه عن رقابکم (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی حمل الجنازة ج ۱ ص ۸۳۳ .ط.س.ج ۲ ص ۲۳۱) ظفیر.
(۳) عن سلمة بن الاکوع قال کنا جلوسا عند النبی صلی الله علیه وسلم اذا تی بجنازة فقالوا صل علیها فقال هل علیه دین قالو الا فصلی علیها ثم اتی بجنازة اخری فقال هل علیه دین قیل نعم قال هل ترك شیئاً قالوا ثلثة دنانیر فصلی علیها ثم اتی بالثالثة فقال علیه دین قالوا ثلثة دنا نیر ، قال ترك شیئاً قالوالا، قال صلوا علی صاحبکم فقال ابو قتاده صل علیه یا رسول الله وعلی دینه فصلی علیه رواه البخاری (مشکوٰة باب الانظار والا فلاس ص ۲۵۲) ظفیر.

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ماانتم باعلم منہم یعنی یہ کہ تم ان سے زیادہ نہیں جانتے۔ غرض کے علم اور ادراک نہیں ہو سکتا، بہروں کو علم اور ادراک ہوتا ہے اور سماع نہیں ہوتا، پس ان قصوں میں نہ پڑیں اور اس کو کسی عالم سے سمجھ لیں اور یہ مسئلہ جان لیں کہ قرآن شریف میں سماع موتی کا انکار کیا گیا ہے۔ لہذا حدیث شریف میں تاویل کرنا مناسب ہے۔(۱) فقط۔

سماع موتی کی بحث

(سوال ۳۲۰۱) متعلق نمبر ۲۸۳۶ مندرجہ رجسٹر سن ۳۹ھ۔ شک یہ ہے کہ تمام فقہاء حنفیہ عدم سماع اموات کا مسئلہ تحریر فرمارہے ہیں، اور آپ نے بھی ایک جگہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ عدم سماع اموات امام صاحب کا مذہب ہے، پھر بعد میں واسطی کا قول ہے، وہی قول فقہاء نقل کرتے ہیں اور اس پر کسی قسم کی جرح و قدح نہیں کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سماع اموات کا مسئلہ درست ہے اور عدم سماع کا غلط، لہذا محمد بن واسع ناقل عن السلف ہے وہ کون ہے اور کس مذہب کا شخص ہے۔

(الجواب) محمد بن واسع تابعین میں سے ہیں جو کہ ائمہ مجتہدین میں سے سابق ہیں، اس لئے ان کو حنفی یا شافعی کچھ نہیں کہہ سکتے جیسا کہ صحابہ کو۔ اور علم زائرین کا اموات کو ہونا سماع موتی کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ سماع موتی دوسری چیز ہے اور علم و ادراک امر آخر ہے، خود حضرت عائشہ صدیقہؓ جو سماع موتی کی منکر ہیں، بدلیل قولہ تعالیٰ انك لا تسمع الموتى۔(۲) (حدیث ما انت باسمع منهم)(۳) جو اہل قلیب بدر کے بارہ میں وارد ہے، اور مثبتین سماع موتی اس سے دلیل پکڑتے ہیں کی تاویل باعلم منہم کے ساتھ کرتی ہیں۔(۴) فقط۔

عورت کے پیٹ سے بچہ کا کچھ حصہ نکلا اور وہ مر گئی

(سوال ۳۲۰۲) عورت کے پیٹ سے لڑکے کا ایک پیر پیدا ہوا اور دونوں مرگئے تو لڑکے کو اس کے پیٹ سے جدا کیا جاوے یا ایک ہی غسل و کفن میں دفن کریں۔

(الجواب) لڑکے کو جدا نہ کیا جاوے، صرف عورت کا غسل و کفن و نماز پڑھنا کافی ہے۔ فقط۔

عشرہ محرم میں مرنے والے کی بحث

(سوال ۳۲۰۳) مشہور ہے جو شخص عشرہ محرم میں فوت ہوا اس سے عشرہ کے اندر عذاب قبر نہیں ہوتا نہ

---

(۱) حوالہ کی بقدر ضرورت تفصیل پہلے گذر چکی وہاں دیکھ لیا جائے واجا بو هذا الحديث بانه مردود من عائشه قالت كيف بقول رسول الله صلى الله عليه وسلم ذالك والله تعالى يقول ما انت بمسمع من في القبور وانك لا تسمع الموتى، اقول و الحديث المتفق عليه لا يصح ان يكون مردودا، لا سيما ولا منا فاة بينه وبين القران فان المراد من الموتى الكفار والنفي، منصب على نفى النفع لا على مطلق السمع كقوله تعالى، صم بكم عمى فهم لا يعقلون، اوعلى نفي الجواب المترتب على السمع (مرقاة باب حكم الا سراء ج ٤ ص ٢٤٦) ظفير. (٢) سورة النمل . ٦.

(٣) فاطر . ٣. (٤) قال النبي صلى الله عليه وسلم والذى نفس محمد بيده ماانتم باسمع لما اقول منهم وفي رواية ماانتم با سمع منهم ولكن لا يجيبون وفي شرح مسلم للنووى قال الما زرى قيل ان الميت يسمع عملا بظاهر هذا الحديث وفيه نظر انه خاص في حق هولاء ورد عليه القاضى وقال يحمل سماعهم على ما يحمل عليه سماع الموتى في احاديث عذب القبر وفتنته التى لا مد فع لها وذا لك باحيائهم او احياء اجزاء منهم يعقلون به ويسمعون في الوقت الزى يريده الله قال الشيخ هذا هو المختار قال ابن الهمام فى شرح الهداية اعلم ان اكثر من مشائخ الحنفية على ان الميت لا يسمع الخ (مرقاة ج ٤ ص ٢٤٦) ظفير.

حساب ہوتا ہے، بعد دس روز کے حساب وغیرہ ہوگا۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ بات غلط ہے عشرہ محرم میں مرنے والے کے لئے یہ نہیں آیا کہ دس دن تک عذاب قبر وغیرہ نہ ہوگا، البتہ رمضان شریف میں اور جمعہ کے دن میں مرنے والے کے لئے یہ بشارت حدیث میں آئی ہے۔(۱) فقط۔

جمعرات کو روح کا گھر میں آنا تحقیقی بات نہیں

(سوال ۳۲۰۴) بہت سے علماء کی زبانی سنا ہے کہ جمعرات کو روح اپنے اقرباء کے گھر آتی ہے اور ثواب کی امیدوار ہوتی ہے اور جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(الجواب) یہ کچھ تحقیقی بات نہیں۔ فقط۔

کافر کا بچہ جو مسلمان کے پاس مر جائے

(سوال ۳۲۰۵) ایک بچہ جس کے ماں باپ کافر تھے ایک مسلمان کے پاس پلتا تھا۔ مسلمان چونکہ لاولد تھا اس بچہ کو متنبی کر لیا۔ بچہ کے ماں باپ کافر بوجہ افلاس عدم استطاعت پرورش مسلمان سے کچھ نذرانہ لے کر بچہ کو اس کے حوالہ کر کے کہیں چلے گئے اور بچہ صغیر السن اور بالکل بے شعور تھا، چند روز بعد مر گیا، اس لڑکے پر نماز پڑھی جائیگی اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا یا نہیں۔

(الجواب) قاعدہ فقہیہ کے مطابق وہ بچہ کافر سمجھا جائے گا اس لئے کہ بچہ کو مسلمان سمجھنے کے لئے یا اسلام احد الابوین کا شرط ہے یا تبعیت یا خود اس بچہ کا بحالت شعور و تمیز اسلام لانا اور جب کہ ان وجوہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے تو حسب قواعد فقہیہ وہ بچہ مسلمان نہ سمجھا جائے گا۔ کذا فی الدر المختار۔(۲)

دسویں فصل
احکام شہید میں

بیماری میں مرنے والا شہید ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۰۶) خورشید خاں پسر رحمان خان، قوم پٹھان معمولی بیماری میں فوت ہوا، رحمان خاں پدر اس کا بعمر تخمیناً قریب ایک سو سولہ تھا، زوجہ خورشید خان نے جس کا عقد ثانی پسر رحمان خاں سے ہوا تھا، رحمان خان کو بہکا کر ایک نویست نامہ بطور وقف اراضی باغ موضع نور پور پرگنہ دیوبند اس مضمون کا تحریر کرا لیا کہ یہ باغ مذکور جس میں اقرار خورشید خاں کا ہے اس کا خرچ روشنی کے واسطے وقف کر دیا، اس کی آمدنی سے خرچ روشنی وغیرہ ہوا کرے گی اور متولی اپنے بعد پوتی کو کیا، اب سوال یہ ہے کہ معمولی بیماری میں فوت ہونے والے کو شہید کہتے ہیں یا نہیں اور خورشید خاں پر بحالت موجودہ اطلاق لفظ شہادت ہو سکتا ہے یا نہیں، اور قبر پر روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ثم ذکران من لا یسئل ثمانیة الشهید الخ والا طفال والمیت یوم الجمعة او لیلتها (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۹۷. ط.س. ج۲ ص ۱۹۲) ظفیر. (۲) کصبی سبی مع احد ابویه لا یصلی علیه لانه تبع له ای فی احکام الدنیا الخ وان سبی بدونه فهو مسلم تابع للدار او للسابی او به فاسلم او اسلم الصبی وهو عاقل ای ابن سبع سنین صلی علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز قبیل مطلب حمل المیت ج ۱ ص ۸۳۱. ط.س. ج۲ ص ۲۲۸) ظفیر.

(الجواب) معمولی بیماری میں مرنے والے کو شہید نہیں کہتے اور اس پر حکم شہادت کا نہیں لگایا جاتا۔(۱) اور قبر شہید کی ہو یا غیر شہید کی، ولی کی ہو یا عاصی کی روشنی مروجہ کرنا ایسی قبر پر درست نہیں ہے۔(۲) اور وقف کے اندر چونکہ یہ ہوتا ہے کہ بالآخر مصارف اس کے فقراء ہوتے ہیں، اس لئے یہ وقف صحیح ہو گیا اور متولی جس کو رحمان خاں نے اپنے بعد بنایا وہ متولی ہو گیا اور رہے گا۔ فقط۔

آنحضرت کو سید الشہداء کہنا درست ہے یا نہیں اور آپ کی حیات شہداء سے بڑھ کر ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۰۷) حضرت رسول اللہ ﷺ سید الشہداء ہیں یا نہیں، نیز شہداء کی حیات کے متعلق جو قرآن کریم میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کو مردے مت کہو کیا یہ حیات شہداء ہی کے ساتھ مخصوص یا نہیں اور آنحضرت ﷺ اس حیات میں شہداء سے افضل ہیں یا نہیں۔

(الجواب) آنحضرت ﷺ افضل الانبیاء والمرسلین ہیں اور جب کہ آپ جملہ انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل ہیں تو جملہ صدیقین اور شہداء سے بھی افضل ہیں اور ان کے سردار ہیں اس میں کچھ جائے تردد اور شک نہیں ہے۔ کما قیل۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لیکن ظاہر میں آپ شہید نہیں ہوئے تاکہ سید الشہداء کا لفظ آپ کے لئے استعمال کیا جائے آنحضرت ﷺ نے حضرت حمزہ کو جو کہ شہید ہوئے تھے سید الشہداء کا لقب عطا فرمایا ہے، کما ورد فی الاحادیث۔(۳) پس ایسا سوال آپ کا قلت علم و تدبر پر مبنی ہے ایسا سوال نہ کرنا چاہئے، اور انبیاء علیہم السلام کی حیات خصوصاً آنحضرت ﷺ کی حیات شہداء کی حیات سے افضل واعلیٰ ہے اور بحث اس کی طویل ہے۔(۴) فقط۔

شہادت حکمیہ

(سوال ۳۲۰۸) زید مسلمان سید پابند صوم و صلوٰۃ دیندار مگر غریب مرد تھا، جو چنگی میں ماہوار ملازم محرر پونڈ تھا۔ وہ بمرض نمونیہ چھ روز بحالت سفر و تنہائی بیمار رہ کر فوت ہو گیا، ایسی موت کو غریب کی موت کہا جائے گا، اور زید شہید مرا یا نہیں موت الغربة شهادة ابن ماجه ۔

مردہ کے لئے زندہ ہونے کی دعا

(سوال ۳۲۰۹/۲) زید فوت ہو گیا، زید کے بھائی کا یہ عقیدہ ہے کہ دعا میں بہت بڑی طاقت اور بڑا اثر ہے اور وہ حق تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ زید کو دوبارہ زندہ فرمادے اور وہ اپنے عزیز و اقارب سے آملے۔ یہ خیال زید کے بھائی کا صحیح ہے یا نہیں۔

---

(۱) ثم الا حسن في تعريف الشهيد الحكمي على قول ابي حنيفة انه مسلم مكلف طاهر علم اله قتل ظلما قتلا لم يجب به مالا ولم يرتث (غنية المستملي ص ۵۵۵) ظفير. (۲) وما يوخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الا ولياء الكرام تقربا اليهم فهو بالاجماع باطل و حرام (الدرالمختار على هامش ردالمحتار كتاب الصوم مطلب في النذر الذى يقع للاموات ج ٤ ص ۱۷۵ .ط.س. ج۲ ص۴۳۹) ظفير. (۳) عن علي قا ل رسول الله صلى الله عليه وسلم سيد الشهداء حمزة بن عبدالمطلب (فتح البارى تحت باب قتل حمزة بن عبدالمطلب ج ۱ ص ۴۸۲ ظفير) (٤) نبي الله حي يرزق رواه ابن ماجه (مشكوٰة باب الجمعه فصل ثالث) ظفير

(الجواب)(۱)اس صورت میں مصداق حدیث شریف موت الغربۃ شہادت کا انشاء اللہ تعالیٰ ہے، اور شہادت حکمیہ زید کو حاصل ہے۔(۱)

(۲)زید کے بھائی کا یہ خیال صحیح نہیں ہے اور اس کو ایسی دعا نہ کرنی چاہئے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ شہداء اللہ تعالیٰ سے اس کی تمنا کریں گے کہ پھر دنیا میں زندہ ہو کر جاویں اور پھر اللہ تعالیٰ کے راستہ مارے جائیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ نہیں ہو سکتا جو مر گیا وہ پھر دنیا میں نہیں لوٹایا جاتا۔ الخ فقط۔

پانی میں ڈوب کر مرجائے یا جہاد میں یا مرض ہیضہ وطاعون میں کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۱۰)شہید یعنی جو پانی میں ڈوب کر مرے یا جہاد میں، یا مرض ہیضہ وطاعون میں مر جاوے تو اس کو غسل وکفن دیا جاوے یا نہیں۔

(الجواب)جو شخص پانی میں ڈوب کر مرے یا ہیضہ وطاعون میں مرے وہ حکمی شہید ہے، اس کو غسل وکفن ہونا چاہئے اور شہید فی سبیل اللہ جو کہ حقیقی شہید ہے اس کو حسب شرائط فقہاء غسل وکفن نہیں ہے۔(۲)

ایک پاگل نے ایک عورت کو کڑھائی سے مار کر شہید کردیا اس کو غسل دیا جائے یا نہیں

(سوال ۳۲۱۱)ایک مجنون نے اپنی عورت کے سر میں کڑھائی مار کر سر پھاڑ دیا عورت مر گئی عورت کو غسل دینا چاہئے یا نہیں۔

(الجواب)وہ عورت شہید ہے اس کو غسل نہ دیا جاوے بلا غسل کے نماز اس پر پڑھ کر دفن کردیا جاوے لحدیث زملو هم بكلومهم ودما ئهم رواه احمد، شامی(۳) فقط۔

جو دیوار کے نیچے دب کر مر جائے انہیں غسل دیا جائے گا

(سوال ۳۲۱۲) ایک مسلمہ عورت حیض ونفاس سے پاک غسل کردہ آتش بازی کا سامان چکی میں پیس رہی تھی اس میں آگ لگ گئی مکان گر گیا، اس حادثہ سے چند منٹ پہلے چار شخص خدام خلافت نہر سے غسل کر کے اس مکان میں آئے تھے یہ پانچوں آدمی دب کر مر گئے بغیر غسل کے ان کو دفن کیا گیا مگر دعائے مغفرت جنازہ پڑھا گیا۔

(الجواب)حریق وغریق اور جس پر دیوار وغیرہ گر جائے اور وہ مر جاوے یہ سب شہید آخرت ہیں ان کو غسل دینا لازم ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو تیمم کرنا چاہئے تھا اور بلا غسل دفن کردینے کی حالت میں ان کے لئے حکم یہ تھا کہ بعد دفن کر دینے کے دوبارہ نماز جنازہ قبر پر پڑھی جاتی کیونکہ جو نماز بلا غسل ہوئی وہ نماز معتبر نہیں ہوئی۔ بعد دفن کر

---

(۱)فالمرتث شهيد الاخرة وكذا الجنب الخ والغريق والحريق والغريب (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب الشهيد ج ۱ ص ۸۵۲. ط.س. ج۲ص۲۵۲) ظفير.

(۲)فينزع عنه ما لا يصلح للكفن ويزادان نقص الخ وينقص ان زاد لاجل ان يتم كفنه المسنون ويصلى عليه بلا غسل ويدفن بدمه وثيابه الخ وكل ذالك في الشهيد الكامل والا فالمرتث شهيد الاخرة وكذا الجنب ونحوه ومن قصد العد وفاصاب نفسه والغريق والحريق والمهدوم عليه والمبطون والمطعون الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الشهيد ج ۱ ص ۸۵۱ و ج ۱ ص ۸۵۲) ظفير غفر الله الصمد.

(۳)ويصلى عليه بلا غسل ويدفن بدمه وثيابه لحديث زملوهم بكلومهم (در مختار لقوله صلى الله عليه وسلم في شهداء احد زملوهم بكلومهم ودمائهم رواه احمد. كذا في شرح المنية (ردالمحتار باب الشهيد ج ۱ ص ۸۵۱) ظفير.

دینے کے چونکہ غسل متعذر ہو گیا اس لئے غسل ساقط ہو گیا لہذا نماز دوبارہ ان کی قبور پر پڑھنی چاہئے تھی مگر یہ حکم صلوٰۃ علی القبر کا تفسخ میت سے پہلے پہلے تھا جس کی تقدیر عند البعض تین دن ہے اور اصح عدم تقدیر ہے بوجہ اختلاف وقت تفسخ کے اختلاف امکنہ واز منہ وغیرہ کی وجہ سے در مختار میں ہے وان دفن واهيل عليه التراب بغير صلوٰة او بها بلا غسل صلى على قبره استحساناً مالم يغلب على الظن تفسخه من غير تقدير و هو الا صح (در) لا نه يختلف باختلاف الاوقات حراً وبرداً وا الميت سمناً وهزا لاً ولا مكنة بحر وقيل يقدر بثلاثة ايام الخ شامی.(۱) وفی باب الشهيد من الد ر المختار و كل ذلك في الشهيد الكامل الخ قوله في الشهيد الكامل وهو شهيد الدين والا خرة . وشهادة الدنيا بعدم الغسل الالنجاسة اصابته غير دمه وشهادة الاخرة بنيل الثواب الموعود للشهيد الخ شامی ۔(۲)اس سے معلوم ہوا کہ شہید آخرت کے لئے ثواب موعود آخرت میں حاصل ہوگا اور دنیا میں اس کو حکم شہادت کا دربارہ عدم غسل وغیرہ نہ دیا جاوے گا۔

جو مردہ زخمی ہو اس کو غسل دینا کیسا ہے

(سوال ۳۲۱۳)جس مردہ کے جسم میں بوجہ قتل کے زخم ہوں اس کو غسل دینا جائز ہے یا نہیں۔

(الجواب)اگر اس کو ظلماً قتل کیا گیا ہے تو وہ شہید ہے اس کو غسل نہ دیا جاوے گا اور نماز پڑھنی چاہئے۔(۳)فقط۔

چوروں نے قتل کر دیا شہید ہوا یا نہیں

(سوال ۳۲۱٤)جو آدمی خانگی کام کو گاؤں میں جاتا ہے چوروں نے راستہ میں اس کو قتل کر دیا یہ مسلمان ہے شہید کہلاوے گا یا نہیں اور غسل و نماز کی نسبت کیا حکم ہے ؟

(الجواب)وہ شخص شہید ہے اس کو غسل نہ دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے ويصلى عليه بلا غسل و يدفن بدمه وثيابه الخ(۴)در مختار۔

منکر نکیر کن لوگوں سے سوال نہیں کریں گے

(سوال ۳۲۱۵/۱)شہادت صغریٰ پانے والے شہداء سے سوالات منکر نکیر ہوں گے یا نہیں۔

شہادت اخروی پانے والے کا جسم گلتا سڑتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۱٦/۲)شہادت صغریٰ پانے والے شہداء کے جسم قبر میں گلیں سڑیں اور ریزہ ریزہ ہوں گے یا نہیں۔

حقیقی شہید کے جسم کے متعلق کیا فرماتے ہیں

(سوال ۳۲۱۷/۳)شہادت کبریٰ پانے والوں کے اجسام کے متعلق کیا حکم ہے۔

(الجواب)شامی میں منقول ہے کہ آٹھ شخصوں سے سوال منکر نکیر نہ ہوگا ایک ان میں سے شہید ہے اور طاعون،

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲٦ و ج ۱ ص ۸۲۷. ط.س. ج۲ص ۲۲٤. ۱۲ ظفير.
(۲) ردالمحتار باب الشهيد ج ۱ ص ۸۵۲. ط.س. ج۲ص ۲۵۰......۲۵۱ ۱۲ ظفير.
(۳)الشهيد هو كل مكلف مسلم طاهر قتل ظلما ولم يجب بنفس القتل مال والى قوله ويصلى عليه بلا غسل ويدفن بدمه وثيابه (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۵۱. ط.س. ج۲ص ۲٤۷) ۱۲ ظفير.
(٤)الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۵۱. ط.س. ج۲ص ۲۵۰. ۱۲ ظفير.

میں مرنے والا اور مرابط وغیرہ۔(۱)

(۷،۲)انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حدیث شریف میں وارد ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الا نبیاء۔(۲)باقی سوائے انبیاء علیہم السلام کے دوسروں کے بارے میں ایسا وارد نہیں ہے۔ فقط۔

کافروں کی شرارت روکنے میں جو مسلمان کام آئیں وہ شہید ہیں یا نہیں

(سوال ۳۲۱۸/۱)اس وقت کافر ہندوستان میں مسلمانوں کو ذلیل کرنا اور اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کے امور مذہبی میں مداخلت کرتے ہیں اگر مسلمان ان کی شرارت روکنے میں کام آجاویں تو وہ شہید ہوں گے یا نہیں۔

محرم وعرس میں ہندو کے حملہ سے مسلمان مریں ان کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۲۱۹/۲)محرم اور عرس اور میلہ وغیرہ میں اگر ہندو حملہ آور ہوں اور مسلمان ضائع ہو جائیں تو کیا حکم ہے۔

ہندو خفیہ طور پر مسلمانوں کو مار ڈالیں تو وہ شہید ہیں یا نہیں

(سوال ۳۲۲۰/۳)اگر ہندو خفیہ طور سے حملہ کریں یا کوٹھوں پر چڑھ کر نقصان پہنچائیں اور مسلمان مارے جائیں تو کیا حکم ہے۔

(الجواب)(۱،۲،۳)ان سب صورتوں میں جو مسلمان مارے جاویں گے وہ شہید ہوں گے کیونکہ جو مسلمان ظلماً کافروں کے ہاتھ سے مارا جاوے وہ شہید ہوتا ہے۔(۲)فقط۔

اولیاء اللہ مرنے کے بعد زندہ رہتے ہیں یا نہیں

(سوال ۳۲۲۱) حضرات اولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے یا نہیں بہر صورت دلیل کیا ہے۔

(الجواب)وباللہ التوفیق۔ سب ہی مرنے والے ہیں انک میت وانہم میتون جو کہ مسلم ہے پھر اسی حیات روحانی میں درجات انبیاء علیہم السلام کی حیات قوی تر ہے، اس کے بعد شہداء کی، پھر جملہ مؤمنین و مؤمنات کی درجہ بدرجہ اور نصوص صرف انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات میں وارد ہیں۔ حدیث شریف میں ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الا نبیاء فنبی اللہ حی یرزق .(۳) الحدیث. او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم اور شہداء کے بارہ میں قرآن شریف میں ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عندربھم یرزقون فرحین بما اتاہم اللہ من فضلہ.(۴) الآیۃ. پس اس قسم کی تصریح

---

(۱)ذکر ان من لا یسئل ثمانیۃ الشہید والمرابط، والمطعون والموت زمن الطاعون بغیرہ اذا کان صابرامحتسبا الصدیق والا طفال والمیت یوم الجمعۃ او لیلتھا والقاری کل لیلۃ تبارک الملک الخ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب ثمانیۃ الا یسئلون فی قبورھم ج ۱ ص ۷۹۷ و ج ۱ ص ۷۹۸ .ط.س. ج ۲ ص ۱۹۲) ظفیر.

(۲)ھو کل مکلف مسلم طاھر الخ قتل ظلما بغیر حق بجارحۃ الخ وکذا یکون شہیدا لو قتلہ باغ او حربی او قاطع طریق ولو تسببا او بغیر آلۃ جارحۃ فان مقتولھم شہید الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الشہید ج ۱ ص ۸۴۸ .ط.س. ج ۲ ص ۲۴۷) ظفیر. (۳)اور سبھی کو حیات روحانی حاصل رہتی ہے، کیونکہ مدار ثواب و عتاب کا حیات روحانی پر ہے۔

(۴) --

کوئی اولیاء اللہ کے لفظ کے ساتھ وارد ہو نایاد نہیں ہے لیکن جب کہ شہداء کے لئے حیات کی تصریح ہے اور شہداء بھی اولیاء اللہ ہیں تو اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے لئے بھی تصریح حیات کی ہو گی یا یوں کہا جاوے کہ جب کہ شہداء کے لئے حیات کی تصریح ہے تو چونکہ اولیاء اللہ بھی بحکم شہداء ہیں بلکہ بعض اولیاء شہداء سے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں جیسے صدیقین کہ وہ اولیاء اللہ کی ایک جماعت ہے، شہداء سے افضل ہے کما قال اللہ تعالیٰ اولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين۔ الآیۃ۔ اس آیت میں انبیاء کے بعد شہداء سے پہلے صدیقین کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ بظاہر یہ ترتیب مقتضی افضلیت صدیقین کو شہداء پر ہے اس لئے اولیاء اللہ کے لئے بھی یہ خاص حیات علی حسب المراتب ثابت ہے۔ فقط۔

مرنے کے بعد اولیاء اللہ کے فیوض باقی رہتے ہیں

(سوال ۳۲۲۲) اولیاء اللہ کی تصرفات اور ان کے فیوض وانوار وبرکات بعد وصال بھی موجود رہتے ہیں یا بعد موت ظاہری وہ سب ختم ہو جاتے ہیں۔

(الجواب) اور فیوض وبرکات ان کے بعد ممات کے باقی رہتے ہیں مثلاً یہ کہ ان کی زیارت اور قرب سے زائرین کو برکات حاصل ہوں اور ان پر بھی ورود رحمت ہو کیونکہ جب وہ اولیاء مورد رحمت الٰہی ہیں تو جو شخص ان کی زیارت کرے گا وہ بھی ہی حسب المراتب مستفیض ان کی برکات سے ہو گا۔ باقی یہ کہ وہ تصرفات کرتے ہیں یا نہیں اور ان کو کچھ اختیار دیا گیا ہے یا نہیں اس میں عقیدہ کو صحیح رکھنا لازم ہے۔ متصرف عالم میں سوائے اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک لہ، کے کوئی نہیں ایک ذرہ بدون اس کے حکم وارادہ کے نہیں حرکت کر سکتا اور جو کچھ حق تعالیٰ نے ہر ایک کے لئے مقدر فرمادیا ہے وہی ہوتا ہے اس کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس کی خدائی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے۔

تم الجزء الخامس من "فتاویٰ دارالعلوم دیو بند مدلل و مکمل" بعون الله تعالیٰ وتو فیقه ویلیه الجزء السادس اوله کتاب الزکوٰة. تحت ا شراف حکیم الاسلام مولانا القاری الحافظ محمد طیب صاحب دامت فیوضه مدیر دار العلوم دیو بند علی ید العبد الجانی محمد ظفیر الدین المفتاحی . ۱۵ ربیع المنود سن ۱۳۸۵ھ. فالحمد لله رب العٰلمین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ اٰلهٖ وصحبه اجمعین۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مدلل و مکمل

اضافہ جدیدہ

دارالافتاؤں میں رائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹر ایڈیشن

جلد ششم

کتابُ الزکوٰۃ، کتابُ الصَّوم اور کتابُ الحج

افادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ
(مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیّب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدّین صاحب شعبۂ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید
مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دارالافتاء جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دارُالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : ستمبر ۲۰۰۲ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : ۳۶۰ صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارۃ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی